قرآن و حدیث، انبیائے کرام علیہم السلام، صحابہ کرام علیہم الرضوان، اہل بیت اطہار
بزرگانِ دین، اولیائے کرام اور مسلمان حکمرانوں کے ایمان افروز، باطل سوز،
وجد آفرین، اور انتہائی دلنشین ۲۰۰۰

دِلرُبا و دلکشا
حسین
واقِعات

تصنیفِ لطیف
الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

اغثنی یا رسول اللہ ص ۱۷
وسیلہ کا مضمون ص ۵۴
معجزات ص ۸۷
والدین مصطفیٰ ص ۹۵

امام حسین کی بیوی حاملہ ص ۵۲
حجرہ میں شق چاند ص ۹۴
ممبرِ رسول ﷺ اذان ص ۱۲
سنی اور شیعہ کا مناظرہ ص ۱۲۵

شان اولیاء

دور سے سننا ص ۹۴
علم لدنی ہوتا ہے ص ۱۰۱
اویس قرنی ص ۱۰۳

موت کا منظر

مردہ بولتا ہے ص ۱۲
زندہ ہوتے ہیں ص ۳۸
بخشش رحمت سے ہے ص ۹۰
حیات برزخی ص ۱۱۵

قرآن و حدیث، انبیائے کرام علیہم السلام، صحابہ کرام علیہم الرضوان، اہل بیت اطہار
بزرگان دین، اولیائے کرام اور مسلمان حکمرانوں کے ایمان افروز، باطل سوز،
وجد آفرین، اور انتہائی دلنشین ۲۰۰

دلربا و دلکشا حسین واقعات

تصنیف لطیف

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

وعلیٰ الک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب	....	۲۰۰ دل ربا و دلکشا واقعات
مؤلف	....	الحافظ القاری مفتی غلام حسن قادری مفتی دار العلوم حزب الاحناف، لاہور
پروف ریڈنگ	....	پیر طریقت مولانا قاری محمد اصغر نورانی، رہنما سنی تحریک، لاہور
خصوصی دعا	....	پیر سیّد طاہر حسین شاہ کاظمی، پاک پتن شریف
حسب فرمائش	....	پیر حافظ محمد عثمان نوشاہی قادری الحافظ القاری محمد اختر سیالوی، گڑھی شاہو، لاہور حافظ سخاوت اقبال سیفی صاحب
صفحات	....	704
تعداد	....	600
کمپوزنگ	....	فیصل رشید
اشاعت	....	جنوری 2016ء
ناشر	....	محمد اکبر قادری
قیمت	....	450 روپے

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور

الانتساب

مخدوم الاولیاء، امام الاصفیاء، قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین،

حجۃ الکاملین، زینت شہر لاہور، جانِ اولیائے پنجاب، روحِ عرفائے پاکستان

سرمایۂ ملت کے نگہبان رونق بزم عارفان حضرت سیّدنا

علی بن عثمان ہجویری

المعروف

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے نام

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

خاکپائے زائرین

دربار

غلام حسن قادری

۱۱ر نومبر ۲۰۱۵ء

الاهداء

امام عارفاں، مخدوم شاہاں والیِ بے کساں، حامی درویشاں، ممدوحِ شاہانِ جہاں، مقبول زماں، سرشاراں عشقِ الٰہی را روحِ رواں، مئے فروشانِ بادۂ الست را میر کارواں، تربتِ لہو جلوہ گاہِ قدسیاں

حضرت میاں میر سرکار رحمۃ اللہ علیہ

کی بارگاہ میں جن کی تبلیغ دین کی برکت سے وقت کے بادشاہ فیض پاتے رہے اور غیر مسلم بالخصوص سکھ آج بھی آپ کی عظمت کے نہ صرف معترف ہیں بلکہ دل سے احترام بھی کرتے ہیں۔

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر بوالہوس کے واسطے دار و رسن کہاں

ذرۂ غبارِ خاکِ رہِ اولیاء
غلام حسن قادری
۱۱ر نومبر ۲۰۱۵ء

فہرست

عنوان	صفحہ
الانتساب	۱۱
الاهداء	۱۲
آغازِ کتاب	۱۳
خطبۃ الکتاب	۱۵
(1) اغثنی یا رسول اللہ (ﷺ)	۱۷
(2) زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں ان کے نام پر	۳۸
(3) لوحِ محفوظ است پیشِ اولیاء	۴۴
(4) حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی علیہ الرحمۃ	۴۶
(5) امیر المؤمنین کی بیوی اور دو گھونٹ دودھ	۵۲
(6) یا رسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا	۵۴
(7) حجرۂ صدیقہ اور تین چاند	۸۴
(8) جسے دیکھو وہی شیرِ خدا معلوم ہوتا ہے	۸۵
(9) حضرت امام زین العابدین کی استقامت	۸۷
(10) صدقہ کے معنیٰ میں وسعت	۹۰
(11) والدینِ مصطفیٰ ﷺ	۹۵
(12) ایک عبرت انگیز خواب	۹۸
(13) علم لدنی اس کو کہتے ہیں	۱۰۱
(14) تاریخ اسلام کی ورق گردانی	۱۰۳
(15) حیاتِ برزخی اور محل کی ویرانی	۱۱۵
(16) شرم سے گڑ جا اگر احساس تیرے دل میں ہے	۱۱۹
(17) منبر رسول اللہ ﷺ سے اذان کی آواز	۱۲۰
(18) نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی	۱۲۲
(19) مولانا فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمۃ	۱۲۵
(20) مومن اور کافر کی نیکی کا فرق	۱۳۵
(21) ہائے میرا دل کہاں ہے؟	۱۳۷
(22) شقاوت سے سعادت تک	۱۴۰

عنوان — صفحہ

(23) وہ خود تشریف لے آتے ہیں..... ۱۵۱
(24) دلوں کے جاسوس ۱۵۳
(25) بوسہ زن بر آستان کاملے...... ۱۵۷
(26) صاحب ہدایہ کی کرامت ۱۷۲
(27) حضرت سلیمان علیہ السلام اور ایک چیونٹی ۱۷۵
(28) اور اچانک قبر کھل گئی........... ۱۷۸
(29) حضور علیہ السلام اور حضرت اسماء ۱۸۰
(30) مرنے والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے ہیں ۱۸۲
(31) ارادت ہوتو دیکھان کو ۱۸۶
(32) حضرت مولانا معین الدین اجمیری علیہ الرحمۃ......... ۱۸۹
(33) سادات کرام کی خدمت کا صلہ . ۱۹۷
(34) عالم بالا کے مناظر........... ۱۹۹
(35) عقل مند بیوی کی تلاش ۲۰۳
(36) موت کو سمجھے ہیں غافل اختتام زندگی ۲۰۵
(37) آخر یہ کیسی نماز ہے؟............ ۲۰۹
(38) ہتھیلی پہ بال کیوں نہیں ہوتے ۲۱۱
(39) اور جب صور پھونکا جائے گا..... ۲۱۴
(40) بیماری بلندئ درجات کا سبب ۲۲۱
(41) خوش قسمتی کی انتہا ۲۲۲
(42) ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی ۲۲۵
(43) جو جذب کے عالم میں نکلے لب مومن سے ۲۲۹
(44) شہید کی جو موت ہے ۲۳۱
(45) فرعون کا محل (حیرت انگیز) ۲۳۳
(46) دُعا کیوں قبول نہیں ہوتی ؟ ۲۳۵
(47) اور شادی ہوگئی ۲۳۶
(48) ہمیشہ کی زندگی ۲۴۱
(49) دیدارِ مصطفیٰ ﷺ ۲۴۴
(50) جو عبادت ہمہ وقت ہوتی رہتی ہے ۲۴۷
(51) حیرت انگیز انکشافات ۲۴۹
(52) ایک روٹی جو صدقہ میں دی گئی .. ۲۵۲
(53) شوہر کو بیوی کا صدقہ ۲۵۳
(54) شہید کبھی نہیں مرتا ۲۵۵
(55) ایک کراماتی تسبیح ۲۵۹
(56) یہ شان ہے خدمتگاروں کی...... ۲۶۲

عنوان — صفحہ

(57) یوم عاشورہ واقعات کی روشنی میں ۲۶۴
(58) سرکارِ مدینہ ﷺ کا مہمان ۲۶۷
(59) حاتم طائی کی بیٹی سفانہ دربارِ نبوت میں ۲۶۹
(60) عقیدے کو مضبوط کرنیوالے واقعات............ ۲۷۲
(61) جو بھی اللہ کا ہو جائے ۲۷۹
(62) احترام سادات کا انوکھا واقعہ ... ۲۸۴
(63) مقام علماء وشہداء............ ۲۸۶
(64) امامِ عزیمت علیہ الرحمۃ کا رُتبہ .. ۲۸۸
(65) جنتی خاتون............ ۲۹۱
(66) ماں کے مرنے کے بعد قبر میں بچے کی پیدائش............ ۲۹۳
(67) برکۃ المصطفیٰ ﷺ فی الہند ۲۹۷
(67) تصور و تصرفِ شیخ ۳۰۰
(69) چار کا عدد............ ۳۰۴
(70) تبلیغی اجتماع میں شرکت سے بخشش ۳۰۶
(71) تمہارا بیٹا جنت الفردوس میں ہے ۳۰۹
(72) ہاں مُردے بولتے ہیں ۳۱۴
(73) قبر کا وسیلہ ۳۱۹
(74) پیر کامل کا تصرف ۳۲۲
(75) عقل مندوں کے لئے ۳۳۰
(76) کرامتِ غوثِ اعظم علیہ الرحمۃ ۳۳۲
(77) عقل مندی کی باتیں ۳۳۳
(78) بغض جس سینے میں ہے صدیق رضی اللہ عنہ کا فاروق رضی اللہ عنہ کا ۳۳۵
(79) خلیفہ کا تحفہ لینے سے انکار ۳۳۹
(80) بنامِ خداوند تبارک وتعالیٰ ۳۴۱
(81) کہتا تھا سر حسین کا نیزے کی نوک پر (رضی اللہ عنہ) ۳۴۳
(82) آداب مسجد اور اجازت روایت حدیث ۳۴۴
(83) حکمرانوں کی علمی شان ۳۴۶
(84) زندگی کا سب سے بڑا گناہ.... ۳۴۹
(85) میرا رزق میرے رب کے ذمہ کرم پر ہے........ ۳۵۳
(86) کون کہتا ہے کہ مومن مر گئے . ۳۵۵
(87) جس کا حامی ہو خدا........ ۳۶۲

Scanned with CamScanner

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ

(88) حیوانات کی دعوت ۳۶۴
(89) چاندی دو سونا لو.......... ۳۶۷
(90) بہن بھائی کی عجیب موت ۳۶۹
(91) اپنا ہی شعر ہلاکت کا سبب بن گیا ۳۷۲
(92) جذبۂ خیر خواہی ۳۷۳
(93) صنف نازک کے بارے میں ۳۷۶
(94) چند کارآمد اور مفید احادیث مبارکہ ۳۷۸
(95) غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کے لئے فرشتوں کی دعا ۳۹۴
(96) جو جذب کے عالم میں نکلے لب مومن سے ۳۹۶
(97) احادیث مع تشریح.......... ۳۹۸
(98) چند لطیف نکات ۴۰۵
(99) ایک پراسرار بزرگ ۴۰۷
(100) زیادہ پیاری بیوی کون؟ ۴۱۳
(101) گستاخانِ صحابہ کرام......... ۴۱۴
(102) مجھ کو آتے ہیں وہ انداز جبیں سائی کے ۴۱۸
(103) عشق ومحبت کی بات ۴۱۹
(104) کچھ دعائیں کچھ دوائیں ۴۳۲
(105) ایک حاجی کی جرأت........ ۴۳۵
(106) نہر زبیدہ (رحمۃ اللہ علیہا) ۴۳۸
(107) مرنے کے بعد مسلمان ہونے والا ۴۴۲
(108) کھانے کھلانے کا اجر وثواب (قرآنی آیات) ۴۴۴
(109) غبار آلود ہیں لیکن حقارت سے نہ دیکھو ان کو......... ۴۵۶
(110) ولی اللہ کی دشمنی ۴۵۸
(111) لمحۂ فکریہ ۴۶۱
(112) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی سخاوت ۴۶۳
(113) پیٹ پر پتھر ۴۶۶
(114) اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کردیا ۴۶۸
(115) میت کی طرف سے کھانا کھلانا . ۴۹۰
(116) نوری حضوری تیرے سپاہی .. ۴۸۴
(117) تاریخ لامذہبیت ۴۸۶

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ

(118) مدبرانہ جواب ۴۹۰
(119) مرا ہوا خچر کیسے زندہ ہوا.....؟ . ۴۹۲
(120) بے مثال فصاحت وبلاغت . ۴۹۳
(121) بدعت اور اس کی اقسام...... ۴۹۶
(122) دو مرے ہوئے بیٹے زندہ ہو گئے ۴۹۹
(123) کفن چور بخشا گیا............ ۵۰۰
(124) ایک دلچسپ مکالمہ ۵۰۲
(125) سچائی کی جیتی جاگتی تصویر..... ۵۰۵
(136) خونخوار رومی کا انجام ۵۰۷
(127) حکمران کی ذمہ داری ۵۰۹
(128) اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کردیا........... ۵۱۰
(129) کرامت، معجزہ اور استدراج . ۵۱۳
(130) یہ چیز وہ ہے کہ پتھر کو بھی گداز کر دے ۵۱۶
(131) ایک کٹر سنی نواب صاحب ... ۵۱۸
(132) سبق آموز حکایات ۵۲۵
(133) بخل کا بھیانک انجام ۵۲۷
(134) کنایہ سے حقیقت کی پہچان... ۵۲۹
(135) کراماتِ غوثِ اعظم علیہ الرحمۃ ۵۳۱
(136) کس کی منزل ہے الٰہی میرا کاشانۂ دل ۵۳۸
(137) مرزائی مناظر کا قبول اسلام.. ۵۳۹
(138) آئمہ اہل بیت علیہم الرضوان .. ۵۴۱
(139) آدمی خرگوش کیسے بنا.....؟ ... ۵۴۶
(140) پیکر تسلیم ورضا خاتون ۵۴۸
(141) یہ ہے اصل زندگی ۵۵۴
(142) لے کے اتری ہے خود رحمت حق...... .... ۵۵۸
(143) بزرگوں کی باتیں ۵۶۱
(144) مجھے آپ نے بلایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے ۵۶۴
(145) مسلمان کے مسلمان پر تیس حقوق........ ۵۶۹
(146) مجھے کوئی ندامت نہیں ۵۷۱
(147) ولی اور کرامت ۵۷۶
(148) ان کے افضال ومناقب کا ہے قرآن گواہ ۵۸۰
(149) اسم یا ودود کی برکت ۵۸۲

Scanned with CamScanner

عنوان — صفحہ

(150) خوف کا علاج ۵۸۴
(151) سب سے خوبصورت حور ۵۸۶
(152) غیرت وجرأت کی پیکرِ اتم ماں ... ۵۸۹
(153) کرامت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ... ۵۹۴
(154) اللہ کی تلوار ہے مومن کی نظر میں ۶۰۱
(155) مجنوں نے لیلیٰ سے کہا ۶۰۳
(156) صحابہ کرام علیہم الرضوان و دیگر حضرات کے پیشے ۶۰۵
(157) صحابی رسول ﷺ کی جان نثاری ۶۰۶
(158) خلیفہ کو بڑھیا کا برملا جواب ... ۶۰۸
(159) کرامات الاولیاء بعد الوصال ۶۰۹
(160) ایک محدث کے وصال کا حال ۶۱۶
(161) ولی کی تعریف ۶۱۹
(162) روزِ قیامت شانِ رسالت شافع محشر ﷺ ۶۲۲
(163) دعائے شہادت اور ایک مجاہد ... ۶۲۴
(164) وہ جن کی قسم خدا ضرور پوری فرماتا ہے ۶۲۶
(165) زندۂ جاوید ہے اللہ والوں کا گروہ ۶۲۸
(166) کس کا حشر کیسا ہوگا؟ ۶۳۰
(167) خوشیوں کا گھر ۶۳۱
(168) مسلم خاتون کے حقوق ۶۳۳
(169) شان توکل اللہ اکبر ۶۳۶
(170) بے عیب ذات صرف اللہ کی .. ۶۴۲
(171) حیرت انگیز طریقے سے ملک فتح ہوگیا ۶۴۴
(172) بیٹی کو باپ کی نصیحت ۶۴۷
(173) کرامت کے طور پر مردہ کا زندہ ہونا ۶۴۹
(174) حیاتِ جاودانی ۶۵۲
(175) پیر مرید کا تعلق ۶۵۳
(176) تمام صفات کا تعلق اخلاق سے ہے ۶۵۵
(177) پراسرار قتل ۶۵۶
(178) اتنی قیمتی قمیص ۶۵۸
(179) مُردوں میں جان آ گئی ۶۶۰
(180) غلامی ہے مگر خوئے جہاں بانی نہیں جاتی ۶۶۴

عنوان — صفحہ

(181) ہدایت سے بھرپور ملفوظات ... ۶۶۶
(182) ماں کی تمنا پوری ہوئی ۶۶۸
(183) چاندی کا لباس ۶۶۹
(184) سوکن کے خلاف حیلہ سازی .. ۶۷۱
(185) کفن چور کی کہانی باداصاحب کی زبانی ۶۷۳
(186) تیرا جوہر ہے نوری پاک ہے تو ۶۷۵
(187) ایک وہ تھے جنہیں بگڑی بنانا آتی تھی ۶۷۷
(188) بے عمل علماء کی مثال ۶۸۰
(189) حضرت بشر حافی اور نوجوان عابد ۶۸۱
(190) لونڈی کی حاضر دماغی ۶۸۳
(191) حضرت ذوالنون مصری مرنے کے بعد اذان کا جواب دیتے ہوئے ۶۸۵
(192) مدینے والے کو میرا سلام کہہ دینا ۶۸۷
(193) اُن کے جو غلام ہوگئے ۶۸۹
(194) ساربانوں کی خوش حالی ۶۹۲
(195) عہدۂ قضا کو ٹھکرانے والا مرد قلندر ۶۹۳
(196) اشارہ وکنایہ کا کردار ۶۹۴
(197) اللہ کے یہ بندے ملتے ہیں مزاروں میں ۶۹۶
(198) رہا صوفی گئی روشن ضمیری ۶۹۹
(199) لوحِ محفوظ است پیش اولیاء .. ۷۰۱
(200) غیر اختیاری آنسو ۷۰۳

آغاز کتاب

سلسلۂ واقعات کی ایک کڑی (دلربا و دلکشا واقعات) آپ کے ہاتھوں میں ہے اور یہ وہ بے کنار سمندر ہے کہ جو حدود و قیود کی پابندیوں سے ماوراء ہے۔

تاہم ہر واقعہ مستند اور باحوالہ والا معیار انشاء اللہ قائم رہے گا۔ قصداً اس سلسلۂ ذہب میں صحابہ وصحابیات کے واقعات اس طرح غزوات اور جنگوں کے واقعات سے زیادہ تر گریز اس لیے کیا گیا ہے تاکہ سلسلہ بہت طویل نہ ہو جائے۔

اس کے باوجود یہاں تک تو یہ سلسلہ پہنچ گیا ہے۔ (کہ اس سے پہلے اب تک سترہ جلدیں چھپ چکی ہیں) اب آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا۔

دعاؤں سے وہ مسائل بھی حل ہو جاتے ہیں جو ظاہری اسباب کے ساتھ حل ہونے ممکن نہیں ہوتے پھر میرا تو سارا سلسلہ ہی دعاؤں کے سہارے چل رہا ہے اور کس قدر عظیم لوگ میرے لیے دعا گو ہیں۔ اگر میں اس کو ظاہر کر دوں تو لوگ مجھ پہ حسد نہیں تو رشک ضرور کریں گے۔

الحمد للہ! روز اول سے جو میرے لیے دعا گو تھے وہ آج بھی بدستور میرے لیے دعا گو ہیں اور پہلے سے بڑھ کر میرے خیر خواہ ہیں۔ کہتے ہیں تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ میری طرف سے بھی مسلسل محبتوں کے تحفے ان کی خدمت میں پہنچ رہے ہیں۔

خدا تعالیٰ یہ محبتیں تاقیام قیامت بلکہ بعد القیامہ بھی نہ صرف قائم رکھے بلکہ اس میں اضافہ فرمائے۔

ہماری استقامت کی گواہی ہر کوئی دے گا
نہ ہم نے منزلیں بدلیں نہ ہم نے یار بدلے ہیں

دعا گو و طالبِ دعا
غلام حسن قادری
دار العلوم حزب الاحناف لاہور

۱۱ر نومبر ۲۰۱۵ء

خطبۃ الکتاب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَهَّلَ لِعِبَادِهٖ طَرِیْقَ الْعِبَادَةِ وَیَسَّرَ ○ وَوَفّٰهُمْ اُجُوْرَ اَعْمَالِهِمْ مِنْ خَزَآئِنِ جُوْدِهِ الَّذِیْ لَا یُحْصَرُ ○ وَزَکّٰی اَبْدَانَهُمْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّکٰوةِ مِنْ دَرَنِ السَّیِّئَاتِ وَطَهَّرَ ○ وَجَلّٰی قُلُوْبَهُمْ بِالتَّدَبُّرِ فِیْ اٰیَاتِهٖ وَاَنْوَارِ مَعْرِفَتِهٖ وَنَوَّرَ ○ اَحْمَدُهٗ سُبْحَانَهٗ عَلَی الْاٰئِهٖ حَمْدَ مُعْتَرِفٍ بِالتَّقْصِیْرِ ○ وَاَشْکُرُهٗ عَلٰی نَعْمَآئِهِ الْغِزَارِ بِالتَّبْجِیْلِ وَالتَّوْقِیْرِ ○ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَآ شَرِیْكَ لَهٗ شَهَادَةً شَاهِدَةً بِصِحَّةِ الْاِقْرَارِ ○ اَرْجُوْبِهَا النَّجَاةَ فِیْ یَوْمٍ تَذْهَلُ فِیْهِ الْعُقُوْلُ وَتَشْخَصُ الْاَبْصَارُ ○ وَاَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهُ الْمُخْتَارُ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْبَرَرَةِ الْاَخْیَارِ ○ صَلٰوةً وَّ سَلَامًا یُبَلِّغَانِهِمْ مِنْ رَّبِّهِمْ نِهَایَةَ الْاَوْطَارِ ○ (اَمَّا بَعْدُ!)

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُنّیم من نعرۂ تکبیر و رسالت می زنم
دم زبوبکر و عُمر عُثمان و حیدر می زنم
قادریم نعرۂ یاغوث اعظم می زنم
دم ز شیخ احمد رضا خان قطبِ عالم می زنم
سروریم نعرۂ سلطانِ باہو می زنم
دم ز ابو البرکات حضرت سیّد احمد می زنم

کتبۂ: غلام حسن قادری حزب الاحناف لاہور

(۱)

اغثنی یارسول اللہ (ﷺ)

کثرت سے احادیث مبارکہ لاتعداد روایات صحیحہ اور بے شمار قابل اعتماد آثار صحابہ واقوال اسلاف اس بات پہ واضح دلالت کرتے ہیں کہ فوت ہو جانے کے بعد میت کو شعور حاصل ہوتا ہے اور مرنے والا آوازوں کو سنتا ہے پھر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنا بھلا کس طرح ناجائز ہوسکتا ہے۔

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

اس لیے اسلاف کا وظیفہ رہا ہے کہ سرکار دو عالم نور مجسم شفیع معظم تاجدار عرب وعجم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں استغاثہ ان کا مرغوب مشغلہ و وظیفہ رہا ہے۔ کیونکہ

بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے
بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

اس سلسلہ میں جتنی بھی مخالفتیں ہوتی ہیں وہ آوازیں سگاں کم نہ کند رزق گدارا کے زمرے میں آتی ہیں۔ امام اہل سنت نے تو خوب فرمایا: ؎

بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے یارسول اللہ! کہا پھر تجھ کو کیا
تیری دوزخ سے تو کچھ چھینا نہیں خلد میں پہنچا رضا پھر تجھ کو کہا

تاہم اس مسئلہ پہ چند دلائل اور انہی کے ضمن میں کچھ واقعات سے آپ کو پوری

وضاحت کے ساتھ یہ مسئلہ (سماعِ موتی کا تو) خوب سمجھ آ جائے گا۔ انشاء اللہ العزیز باقی توسل واستمداد وغیرہ کے مسائل بھی اس جلد میں اپنے اپنے مقام پہ آئیں گے۔ انشاء اللہ تبارک وتعالیٰ

ہر مردہ کلام کرتا ہے

صحیح بخاری میں حضرت سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ وَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى أَعْنَاقِهِمْ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِيْ وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ يَا وَيْلَهَا أَيْنَ يَذْهَبُوْنَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهُ صَعِقَ :

ترجمہ: جب جنازہ رکھا جاتا ہے اور لوگ اسے اپنے کندھوں پر اٹھا لیتے ہیں' پس اگر تو وہ نیک شخص ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ مجھے جلدی لے چلو اور اگر وہ برا شخص ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ ہائے بدنصیبی! مجھے کہاں لے کر جا رہے ہو؟ اس کی آواز کو انسان کے علاوہ ہر شے سنتی ہے اور اگر انسان اسے سن لیں تو بے ہوش ہو جائیں۔ (صحیح بخاری رقم ۱۳۱۴' سنن کبریٰ ۱/۲۷۰' مسند احمد ۳/۴۱)

پس یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ میت کے کندھوں پر اٹھاتے ہی اسے پتہ چل جاتا ہے اور پھر اسے لے جاتے ہوئے بھی اس بات کا شعور ہوتا ہے نیز اسے یہ بھی بخوبی پتہ ہوتا ہے کہ اسے بھلائی ملی ہے یا برائی۔

(۲) امام بخاری (اپنی صحیح میں) مختصراً جبکہ امام طبرانی (معجم کبیر میں) مفصلاً حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

جنگ یمامہ کے روز جب لوگوں میں انتشار پھیلا تو میں نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے کہا اور اس وقت آپ نے خوشبو لگائی ہوئی تھی کہ اے چچا جان! کیا آپ

یہ ماجرا نہیں دیکھ رہے؟ آپ نے فرمایا: ہم اس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جنگ نہیں لڑا کرتے تھے جیسا کہ تم لوگوں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ نامناسب سلوک کیا ہے' اے اللہ جل جلالہ! میں تیری بارگاہ میں ان لوگوں کے اعمال سے برأت ظاہر کرتا ہوں۔

میت کو سارا پتہ ہوتا ہے

پھر آپ اٹھے اور جنگ کرتے کرتے شہید ہو گئے' آپ کے بدن پر ایک قیمتی زرہ موجود تھی تو ایک مسلمان شخص نے وہاں سے گزرتے ہوئے اسے لے لیا' اسی اثناء میں مسلمانوں میں سے ایک شخص سویا ہوا تھا تو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ اس کے خواب میں تشریف لائے اور کہا: ''میں تجھے ایک کام کی وصیت کرتا ہوں لیکن اگر تو نے اسے محض خواب گمان کیا تو اسے ضائع کر دے گا''۔

إِنِّيْ لَمَّا قُتِلْتُ أَخَذَ دِرْعِيْ فُلَانٌ وَمَنْزِلُهُ فِيْ أَقْصَى النَّاسِ وَعِنْدَ خِبَائِهِ فَرَسٌ تَسْتَنُّ وَقَدْ كَفَا عَلَى الدِّرْعِ بُرْمَةً وَفَوْقَهَا رَحْلٌ فَأْتِ خَالِدًا فَمُرْهُ فَلْيَأْخُذْهَا وَلْيَقُلْ لِأَبِيْ بَكْرٍ إِنَّ عَلَيَّ مِنَ الدَّيْنِ كَذَا وَكَذَا وَفُلَانٌ عَتِيْقٌ فَاسْتَيْقَظَ الرَّجُلُ فَأَتٰى خَالِدًا فَأَخْبَرَهُ فَبَعَثَ إِلَى الدِّرْعِ فَأُتِيَ بِهَا عَلٰى مَا وُصِفَ فَحَدَّثَ أَبَا بَكْرٍ بِرُؤْيَاهُ فَأَجَازَ وَصِيَّتَهُ :

ترجمہ: بیشک جب مجھے شہید کر دیا گیا تو فلاں شخص نے میری زرہ اٹھائی' اس شخص کی رہائش فلاں مقام پر ہے اور اس کے خیمے کے پاس گھوڑا بندھا ہوا ہے نیز اس شخص نے زرہ پر گھاس ڈال کر زین رکھی ہوئی ہے' تم حضرت خالد سے کہو کہ وہ جا کر اسے حاصل کریں اور پھر حضرت ابوبکر کو بتائیں کہ مجھ پر اتنا اتنا فلاں فلاں کا قرض ہے اور میرا فلاں غلام آزاد ہے۔

پس وہ شخص اٹھا اور اس نے جا کر حضرت خالد کو سارا خواب بیان کیا تو آپ نے

Scanned with CamScanner

کسی کو بھیجا کہ جا کر زرہ لے آئے' تو ساری باتیں ویسی ہی نکلیں جیسا کہ خواب میں حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کی تھیں' تو جب اس خواب کے بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا تو آپ نے ان کی وصیت کو جاری فرمایا۔

اس واقعے کو امام بغوی علیہ الرحمہ نے حضرت عطا خراسانی علیہ الرحمہ سے ایک دوسری سند کے ساتھ مفصلاً بھی روایت کیا ہے۔

(صحیح بخاری' باب التحنط عند القتال' رقم ۲۸۴۵' معجم کبیر للطبرانی' رقم ۱۳۲۰' تفسیر بغوی ۲۵۴/۴)

اس واقعے سے معلوم ہوا کہ میت کو اس بات کا کامل شعور ہوتا ہے کہ زندہ لوگ اس کے ساتھ کیا کر رہے ہیں بلکہ اسے تو یہ بھی بطریق اکمل پتہ ہوتا ہے کہ زندوں نے اس کے مال کو کہاں اور کس جگہ چھپا رکھا ہے۔

اگر اس حدیث کے مضمون پر اعتراض کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا فرمان ہے:

فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً (سورۂ یٰسین ۳۶' آیت ۵۰)

ترجمہ: پھر وہ نہ تو وصیت کرنے ہی کے قابل رہیں گے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں وہ لوگ مراد ہیں جن کا اچانک انتقال ہو گیا اور وہ لوگ وقت کی کمی کے پیش نظر کوئی وصیت نہیں کر سکے جیسا کہ امام ابن خازن علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر میں اس طرف اشارہ کیا ہے۔

دفن کے بعد مردہ جوتوں کی آہٹ بھی سنتا ہے

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الْعَبْدُ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتُوُلِّيَ وَذَهَبَ أَصْحَابُهُ حَتَّى إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ أَتَاهُ مَلَكَانِ فَأَقْعَدَاهُ

ترجمہ: مردے کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے رفقاء واپس جا رہے ہوتے ہیں تو یہ ان کے جوتوں کی آواز (کو بھی) سنتا ہے پھر اس کے پاس

دو فرشتے آتے ہیں اور اٹھا کر بٹھا دیتے ہیں۔

(صحیح بخاری' رقم ۱۳۳۸' صحیح مسلم' رقم ۷۲۱۶)

اس حدیث میں اس بات کا ثبوت ہے کہ مردہ جوتوں کی آواز تک سنتا ہے جبکہ الفاظ پر مشتمل کلام کا سننا تو بدرجہ اولیٰ ثابت ہو گا۔

ایک سوال اور اس کا جواب

اور جہاں تک اس کلام کا معاملہ ہے جو امام ابن ہمام علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ اکثر حنفی علمائے کرام نے اس حدیث: ''کہ مردہ جوتوں کی آواز سنتا ہے'' کا جواب یہ دیا ہے کہ یہ معاملہ تدفین کے ابتدائی مرحلے کے ساتھ خاص ہے کیونکہ یہ دراصل اس سے کئے جانے والے سوال کی تیاری ہے۔ (فتح القدیر علی الہدایہ' ۱۰۶/۲)

تو (امام ابن ہمام علیہ الرحمہ کی یہ عبارت) ظاہر کے خلاف ہے جبکہ ظاہری بات تو یہ ہے کہ مردے کو ایسی حالت ہمیشہ حاصل رہتی ہے اور ہم ابھی کچھ ایسے دلائل بھی پیش کریں گے جن سے واضح ہو جائے گا کہ میت کو ایسی سماعت کی حالت ہمیشہ حاصل رہتی ہے۔ اس سلسلے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل بقیع کی زیارت کرنا اور انہیں سلام کرتے ہوئے بایں الفاظ خطاب کرنا کہ (اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاَتَاكُمْ مَّا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُّؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ) تو ایسوں کو خطاب کرنا کہ جو سننے سمجھنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے یہ تو ایک بے فائدہ سا کام ہو گا اور (یہ بھی واضح رہے کہ) مردوں کو ایسا خطاب کرنا صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ اہل قبور کی زیارت کے وقت ہر ایک کے لئے یہی حکم ہے کہ وہ کہے ''السلام علیکم''......الخ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مردے کو (السلام علیکم کے بجائے) ''عَلَيْكُمُ السَّلَامُ'' کے الفاظ سے سلام کرنے کی توجیہ میں علمائے کرام نے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد یہ نہیں کہ ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ'' کے الفاظ سے (مردے کو) سلام کرنا منع ہے بلکہ

Scanned with CamScanner

مراد یہ ہے کہ جب مردے سے (عموماً) سلام کا جواب ملنا متوقع نہیں ہوتا تو اس کے حق میں تقدیم وتاخیر برابر ہے (چاہے السلام علیکم کہے چاہے علیک السلام) تو معلوم ہوا کہ سلام تو اسے پہنچتا ہے اگرچہ جواب نہیں دیتا۔

مرنے کے بعد تو کافر بھی سنتے ہیں

امام بخاری ومسلم حضرت سیّدنا قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمیں سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی طلحہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے:

اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ یَوْمَ بَدْرٍ بِاَرْبَعَةٍ وَّعِشْرِیْنَ رَجُلًا مِّنْ صَنَادِیْدِ قُرَیْشٍ فَقُذِفُوْا فِیْ طَوِیٍّ مِّنْ اَطْوَاءِ بَدْرٍ خَبِیْثٍ مُّخْبِثٍ وَّکَانَ اِذَا ظَهَرَ عَلٰی قَوْمٍ اَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلَاثَ لَیَالٍ فَلَمَّا کَانَ بِبَدْرٍ الْیَوْمَ الثَّالِثَ اَمَرَ بِرَاحِلَتِهٖ فَشُدَّ عَلَیْهَا رَحْلُهَا ثُمَّ مَشٰی وَاتَّبَعَهٗ اَصْحَابُهٗ (وَقَالُوْا مَا نُرٰی یَنْطَلِقُ اِلَّا لِبَعْضِ حَاجَتِهٖ) حَتّٰی قَامَ عَلٰی شَفَةِ الرَّکِیِّ فَجَعَلَ یُنَادِیْهِمْ بِاَسْمَائِهِمْ وَاَسْمَاءِ اٰبَائِهِمْ یَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ وَّیَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ اَیَسُرُّکُمْ اَنَّکُمْ اَطَعْتُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّکُمْ حَقًّا قَالَ فَقَالَ عُمَرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تُکَلِّمُ مِنْ اَجْسَادٍ لَّا اَرْوَاحَ لَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ وَلٰکِنْ لَّا یُجِیْبُوْنَ ۔

بدر میں مرنے والے

ترجمہ: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر کے دن قریش کے چوبیس سرداروں کے بارے میں حکم دیا تو انہیں بدر کے ایک گندے کنوئیں میں پھینک دیا گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آپ صلی

اللہ علیہ وسلم کسی قوم پر غلبہ پا لیتے تو اس علاقے میں تین دن تک قیام فرمایا کرتے تھے' بدر میں بھی تین دن تک قیام فرمانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کا حکم ارشاد فرمایا اور سواری کو تیار کرلیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی آپ کے پیچھے تھے (صحابہ کرام بیان کرتے ہیں' ہم نے گمان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے جارہے ہیں لیکن) آپ اس کنوئیں کے کنارے آکر کھڑے ہوگئے (جس میں مشرکین کو ڈالا گیا تھا)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کے ناموں' ان کے آباؤ اجداد کے ناموں سے پکارا' اے فلاں بن فلاں! اے فلاں بن فلاں! کیا اب تمہاری یہ خواہش ہے کہ تم نے اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی ہوتی' ہمارے پروردگار نے تو ہمارے ساتھ جو وعدہ کیا تھا ہم نے تو اسے سچا پایا اور تمہارے (جھوٹے) پروردگاروں نے تم سے جو وعدہ کیا تھا کیا تم نے بھی اسے سچا پایا''؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تعجب

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ایسے جسموں سے خطاب کررہے ہیں جن میں روحیں ہی موجود نہیں' تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں جو کچھ ان سے کہہ رہا ہوں تم ان باتوں کو ان سے بہتر نہیں سنتے' ہاں مگر یہ جواب نہیں دیتے۔

(حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ان لوگوں کو زندہ کیا تھا اور انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنائی تھی تاکہ انہیں زجر وتوبیخ' بے عزتی' انتقام اور حسرت وندامت کا سامنا ہو۔ کذا فی البخاری)

(مسند احمد جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۲۹۔ صحیح ابن حبان جلد نمبر ۵، صفحہ نمبر ۹۹۔ تہذیب الآثار (طبری)، مسند شامیین (طبرانی)، مسند ابی یعلیٰ جلد نمبر ۱۔ شرح السنۃ (بغوی)۔ دلائل النبوۃ (ابونعیم)۔ دلائل النبوۃ (بیہقی)۔ تاریخ اسلام (ذہبی)۔ سبل الہدیٰ والرشاد۔ تفسیر بغوی۔ تفسیر در منثور۔ صحیح بخاری، رقم ۳۹۷۶، صحیح مسلم، رقم ۷۲۲۳)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ مردوں کے زندہ افراد کے ساتھ کلام سننے کو بعید خیال فرماتے تھے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے رد فرماتے ہوئے اس بات کو مزید پختہ کر دیا کہ مردوں کا سننا زندوں سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔

مردوں نے بول کر جواب کیوں نہ دیا؟

امام ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے فرمایا: مجھے بعض اہل علم حضرات نے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یَا اَھْلَ الْقَلِیْبِ بِئْسَ الْعَشِیْرَۃُ کُنْتُمْ لِنَبِیِّکُمْ کَذَّبْتُمُوْنِیْ وَصَدَّقَنِی النَّاسُ وَاَخْرَجْتُمُوْنِیْ وَآوَانِیَ النَّاسُ وَقَاتَلْتُمُوْنِیْ وَنَصَرَنِیَ النَّاسُ فَجَزَاکُمُ اللّٰہُ عَنِّیْ مِنْ عِصَابَۃٍ شَرًّا خَوَّنْتُمُوْنِیْ اَمِیْنًا وَکَذَّبْتُمُوْنِیْ صَادِقًا

ترجمہ: اے کنوئیں والو! تم اپنے نبی کے کتنے برے رشتہ دار نکلے تم لوگوں نے مجھے جھٹلایا اور لوگوں (انصار اور وہ مہاجرین جو ایمان لائے انہوں) نے میری تصدیق کی، تم لوگوں نے مجھے (مکہ شہر سے) نکالا، لیکن لوگوں (انصار) نے مجھے اپنے یہاں جگہ دی تم لوگوں نے مجھ سے لڑائی کی لیکن لوگوں (مہاجرین وانصاری) نے میری مدد کی پس اللہ تعالیٰ جل جلالہ تمہیں میری جانب سے بری رشتہ داری نبھانے کی سزا دے تم لوگوں نے میرے امانتدار ہونے کے باوجود مجھ سے خیانت کی اور میرے سچے ہونے کے باوجود مجھے جھٹلایا۔

(السیرۃ النبویہ لابن ہشام، ۲/۲۵۱، زرقانی علی المواہب، ۲/۳۰۶)

امام زرقانی نے شرح مواہب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: "وَلٰکِنْ لَّا یُجِیْبُوْنَ" کے تحت لکھا ہے:

انہیں (مردوں کو) دنیا والوں کو جواب دینے کی اجازت ہی نہیں دی گئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا فرمان ہے: ھٰذَا یَوْمُ لَا یَنْطِقُوْنَ ۝ وَلَا یُؤْذَنُ لَھُمْ فَیَعْتَذِرُوْنَ ۝ ترجمہ: یہ ایسا دن ہے کہ وہ (اس میں) بول بھی نہ سکیں گے، اور نہ ہی انہیں اجازت دی جائے گی کہ وہ معذرت کر سکیں۔ (سورۂ مرسلات ۷۷، آیت ۳۵/۳۶)

تو یہ اس بات کی اصل ہے نیز اس پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا کہ بعض مردوں نے تو زندوں کو جواب بھی دیا ہے (اس لئے آپ کا استدلال درست نہیں، اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ) انہوں نے ایسا اس لیے کیا کہ انہیں اس (جواب) کی اجازت ملی ہوگی۔ (زرقانی علی المواہب ۲/۳۰۷)

کیا اللہ تعالیٰ اس پر قادر نہیں؟

امام سہیلی علیہ الرحمہ نے فرمایا:

نفس حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ خلاف عادت کام صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی خاطر تھا کیونکہ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے لوگوں سے خطاب کر رہے ہیں جو کہ مر چکے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جو جواب دینا تھا وہ ارشاد فرمایا۔ (روض الانف شرح سیرت ابن ہشام، ۵/۱۷۵)

اور اس عبارت میں یہ اشارہ ہے کہ مقتولین بدر سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خطاب فرمایا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا، جیسا کہ امام بخاری علیہ الرحمہ نے روایت میں حضرت سیّدنا قتادہ رضی اللہ عنہ کا فرمان نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ان کفار ومشرکین کو زندگی بخشی تھی تا کہ وہ لوگ بطور حسرت وندامت اور زجر و توبیخ کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سنیں (اور اپنے افعال پر پچھتائیں)۔

اور یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ مضمون حدیث کو ایسی صورت پر محمول کرنا صرف احتمال وتاویل کے طور پر ہے اس لئے اسے اختیار نہیں کیا جائے گا' جب تک سماع موتی کے ناممکن ہونے پر کوئی قوی دلیل نہ مل جائے اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ اس بات پر قادر ہے (کہ مردوں کو سننے کی قوت بخشے) اور محسوس کرنے کے لئے ان کے حواس باقی رکھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نظریہ

پس اگر کوئی کہے کہ حضرت سیّدہ اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بات ثابت ہے کہ انہوں نے (سماع موتی کے بارے میں) حضرت امیر المؤمنین سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا انکار کیا تھا اور فرمایا تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّهُمُ الْاٰنَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ الَّذِىْ كُنْتُ اَقُوْلُ لَهُمْ هُوَالْحَقُّ

ترجمہ: بیشک اب انہیں معلوم ہوگیا ہے کہ جو میں ان سے (توحید ورسالت کے بارے میں) کہا کرتا تھا وہ حق ہے۔

اس کے بعد یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ۝ (سورۂ نمل ۲۷' آیت ۸۰)

ترجمہ: بیشک آپ نہ (توحیات ایمانی سے محروم) مردوں کو (حق کی بات) سنا سکتے ہیں اور نہ ہی (ایسے) بہروں کو (ہدایت کی) پکار سنا سکتے ہیں جبکہ وہ (غلبہ کفر کے باعث ہدایت سے) پیٹھ پھیر کر (قبول حق سے) روگرداں ہو رہے ہوں۔

اس نظریہ کی توجیہات

جیسا کہ امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری (رقم ۳۹۸۰) میں روایت کیا ہے تو اس اعتراض کا چند طرح سے جواب دیا گیا ہے:

(۱) امام سہیلی علیہ الرحمہ نے فرمایا: جب یہ بات جائز ہے کہ وہ مرنے کے بعد بھی جاننے کی صفت کے ساتھ موصوف تھے جیسا کہ حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا (کی بیان کردہ حدیث: ''لیعلمون'' سے) ثابت ہے تو یہ بات بھی جائز ہے کہ وہ اس عالم میں سنتے بھی ہوں' جیسا کہ حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک ثابت ہے اور حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے (سماع موتی کے بارے میں) جو روایت مذکور ہے' وہ صرف انہیں سے تنہا مروی نہیں بلکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں بھی ایسا ہی مذکور ہے۔ اور جاننا دراصل سننے کے لئے رکاوٹ نہیں بن سکتا' اب برابر ہے کہ ان کا سننا سر کے کانوں سے ہو جیسا کہ قبر میں سوال کے وقت روح مردے کے پورے یا بعض جسم میں لوٹتی ہے (تو اس وقت وہ جو سنتا ہے تو وہ سر کے کانوں سے سنتا ہے) اور یہ اکثر اہل سنت کا قول ہے یا پھر ان کا سننا دل کے کانوں سے یا روح کے ذریعے سے ہو اور یہ ان کا مذہب ہے جو کہتے ہیں کہ سوال کے وقت روح جسم کے بغیر ہی متوجہ ہو کر جواب دیتی ہے۔ (روض الانف شرح سیرت ابن ہشام' ۵/۱۷۵)

آیاتِ قرآنی سے استدلال کا جواب

(۲) حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ان آیات مندرجہ ذیل:

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ۝ (سورۂ نمل ۲۷' آیت ۸۰)

ترجمہ: بیشک آپ نہ (توحیات ایمانی سے محروم) مردوں کو (حق کی بات) سنا سکتے ہیں اور نہ ہی (ایسے) بہروں کو (ہدایت کی) پکار سنا سکتے ہیں جبکہ وہ (غلبہ کفر کے باعث ہدایت سے) پیٹھ پھیر کر (قبول حق سے) روگرداں ہو رہے ہوں۔ (سورۂ نمل ۲۷' آیت ۸۰)

وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ۝ (سورۂ فاطر ۳۵' آیت ۲۲)

ترجمہ: اور آپ کے ذمہ ان کو سنانا نہیں جو قبروں میں (مدفون) ہیں (آپ

Scanned with CamScanner

کافروں سے اپنی بات قبول کروانے کے ذمہ دار نہیں ہیں)۔

سے استدلال کرنا اس صورت میں ختم ہو جائے گا جبکہ بدر کے کنوئیں والوں کے بارے میں مروی حدیث میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنانے کی نفی کر دی جائے جیسا کہ بعض حضرات نے ایسی تفصیل کا دعویٰ کیا ہے (کہ سنانے سے مراد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود ان مردوں کے سنانے والے ہوں حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کو ان تک پہنچانے والی ذات تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی ہے۔ لہٰذا یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف سماع کی نفی ہوگی مردوں سے سننے کی نفی نہیں) حالانکہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اس بات پر قادر ہے کہ وہ تمام مردوں میں جب چاہے اور جیسے چاہے ایسی حالت وکیفیت کو ان کے اندر پیدا کر سکتا ہے۔

(۳) علمائے کرام نے حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس انکار کو (دیگر کثیر صحابہ کرام کے دلائل کے پیش نظر) قبول نہیں کیا۔

آیات وحدیث میں تطبیق

امام اسماعیلی علیہ الرحمہ نے فرمایا: ہر چند کہ حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فہم وذکاوت اور کثرت روایت نیز بحر علم میں غواص ہونے کے لحاظ سے تمام صحابہ کرام پر فائق ہیں لیکن ثقہ اور معتمد صحابہ کرام کی روایات کو اسی وقت مسترد کیا جا سکتا ہے جبکہ اس کی مثل ثقہ روایت میں اس کے منسوخ ہونے یا مخصوص یا محال ہونے کی صراحت موجود ہو۔

اور بھلا یہ کیوں کر ہو سکتا ہے جبکہ جس بات کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انکار کیا ہے اور دیگر صحابہ کرام نے جس بات کو ثابت کیا ہے، ان دونوں باتوں کا جمع کرنا بھی ممکن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا یہ فرمان (اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان (اِنَّهُمُ الْاٰنَ لَيَعْلَمُوْنَ) کے منافی ہرگز نہیں کیونکہ ''اسماع'' کا مطلب ہے سنانے والے کی آواز کو سامع کے کانوں تک پہنچانا تو اللہ تعالیٰ

جل جلالہ ہی نے انہیں سنایا تھا بایں طور کہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کو ان تک پہنچایا تھا اور مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نہیں سنایا تو اس صورت میں آیت وحدیث کے درمیان تطبیق ہو جاتی ہے۔

اور رہا ان کی اس بات کا جواب کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا (اِنَّهُمُ الْاٰنَ لَيَعْلَمُوْنَ) تو اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ الفاظ خود سنے تھے تو یہ دیگر صحابہ کرام کی اس روایت کے منافی نہیں ہو سکتے کہ ''يَسْمَعُوْنَ'' یعنی وہ اب سن رہے ہیں کیونکہ علم سماعت کے منافی نہیں، جیسا کہ ماقبل بھی ذکر ہو چکا ہے بلکہ یہ روایت تو اس کی تائید کر رہی ہے کیونکہ مخاطب کو جو علم عادۃً حاصل ہوتا ہے وہ عموماً اسی طرح پر ہوتا ہے کہ وہ سن رہا ہوتا ہے۔ (شرح زرقانی علی المواہب، ۲/۳۰۹)

(۴) آیت میں ''موتیٰ'' (مردوں) اور ''من فی القبور'' سے مراد کفار ہیں کہ ان کے دل مر چکے ہیں بایں طور کہ ان میں نصیحت کو قبول کرنے کی صلاحیت ہی نہیں اور ان کے جسم گھر کی مانند ہیں جن میں وہ مردہ دل رکھے ہوئے ہیں گویا یہ ان کے لئے قبریں ہیں، یہ گفتگو بطریق مجاز ہے اور اس میں حقیقت مراد نہیں ہے اور سننے کی نفی سے مراد ان کا دعوت حق کو قبول نہ کرنا ہے، اس بات پر دلیل ہے کہ یہ آیتیں دراصل کفار کو ایمان کی طرف بلانے اور ان کے اعراض کرنے کے بارے میں نازل ہوئیں۔

اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کا اپنے پہلے موقف سے رجوع

(۵) حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے اس موقف سے رجوع کر لیا تھا جیسا کہ مواہب لدنیہ میں منقول ہے کہ امام ابن اسحاق نے اپنی مغازی میں یونس بن بکیر علیہ الرحمہ سے سند جید کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی مثل روایت کیا ہے، جس میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ ''تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں جو میں انہیں کہہ رہا ہوں'' اسے امام احمد علیہ الرحمہ نے بھی سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

تو ہو سکتا ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک دیگر صحابہ کرام کی بکثرت روایات متحقق ہوگئی تھیں تو آپ نے اپنے موقف سے رجوع کرتے ہوئے ان ہی کی روایت کے مطابق آگے روایت کیا تھا اور یہ اس سبب سے بھی تھا کہ آپ رضی اللہ عنہا بذات خود غزوہ بدر میں حاضر نہ تھیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کے رجوع کرنے کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جسے امام ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب انہوں نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کی تو انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

وَاللهِ لَوْ حَضَرْتُكَ مَا دُفِنْتَ اِلَّا حَيْثُ مُتَّ وَلَوْ شَهِدْتُكَ مَا زُرْتُكَ

ترجمہ: اللہ کی قسم! اگر میں تمہارے انتقال کے وقت موجود ہوتی تو تمہیں اسی جگہ دفن کرتی جہاں تمہارا وصال ہوا تھا اور اگر میں اس وقت موجود ہوتی تو اب زیارت نہ کرتی۔ (آپ کے بھائی کا وصال حبشی نامی ایک جگہ میں ہوا تھا پھر وہاں سے انہیں لاکر مکہ مکرمہ میں دفن کیا گیا تھا)

(سنن ترمذی، باب ماجاء فی زیارۃ القبور للنساء، رقم ۱۰۵۵)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنا عمل

امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

جس وقت تک میرے گھر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تدفین ہوئی تھی تو میں عام لباس میں رہا کرتی تھی کیونکہ وہاں میرے شوہر اور والد کے علاوہ کوئی غیر نہیں تھا لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی وہاں دفن کر دیئے گئے تو میں ان سے حیا کرتے ہوئے باقاعدہ پردے کا اہتمام کرتی تھی۔

(مسند احمد، رقم ۲۵۶۶۰، مجمع الزوائد للہیثمی، ۸/۶۱۵)

اس روایت میں تو میت کا زندوں کی طرح قوت ادراک رکھنے کا ثبوت ملتا ہے چہ جائیکہ ان کے سننے کا ثبوت (کہ یہاں تو اس سے بھی اعلیٰ بات کا ثبوت مل رہا ہے، لہٰذا سننا تو خود ہی ثابت ہو جائے گا)۔

پس اگر تم کہو! کہ آپ نے یہ کلام کیسے کہہ دیا حالانکہ امام ابن ہمام نے فتح القدیر کی کتاب الجنائز میں لکھا ہے: اکثر مشائخ حنفیہ کے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ میت نہیں سنتی، اسی سبب سے کتاب الایمان کے ''باب الیمین بالضرب'' کے تحت لکھا ہے:

اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ کسی سے بھی کلام نہیں کرے گا اور پھر اس نے کسی مردے سے کلام کرلیا تو اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی اور اپنے حال پر برقرار رہے گی کیونکہ قسم اس صورت میں ٹوٹتی جبکہ مخاطب اس کے کلام کو سمجھتا جبکہ میت اس کیفیت کی حامل ہی نہیں۔ (فتح القدیر علی الہدایہ، ۲/۱۰۶)

حدیث شریف سے ثبوت

میں کہتا ہوں! کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع موتیٰ کا ثبوت بایں طور موجود ہے کہ ارشاد فرمایا: ''اِنَّهٗ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ'' ''مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ'' اور مردوں سے بایں طور خطاب کرتے ہوئے فرمانا ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ'' (یہ سب سماع موتیٰ کی دلیل ہیں)۔ تو اب کسی انصاف پسند عالم حق کو اس بات کی طرف رجوع کیے بغیر چارہ نہیں ہونا چاہئے جو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، لہٰذا اسی پر فتویٰ ہوگا اور اس پر اعتماد کیا جائے گا اور اس کے علاوہ سے اعراض کیا جائے گا اگرچہ اس کا قائل کوئی بڑا امام ہی کیوں نہ ہو۔

العلم ما قال الله وقال رسوله ان صح والاجماع فاجهد فيه

وحذر من نصب الخالف جهالة بين الرسول وبين راى فقيه

ترجمہ: علم تو دراصل اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے فرامین کا نام ہے اور اگر ان کی کسی صورت (کسی مسئلے پر)

اجماع ہو جائے پھر تو اسے لازمی اختیار کیا جائے اور جو شخص جہالت کی بنا پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور فقہاء کرام کے اقوال میں مخالفت کے درپے ہو تو اس سے کنارہ کش رہو۔ جمال الدین ہادی ابن ابراہیم علیہ الرحمہ نے کہا:

عليك بما كان النبي محمد عليه	ودع ماشئت من قول قائل
هو المنسك المرضي والمذهب	الذي عليه مضي خير القرون الاوائل
فدن بالذي دان النبي وصحبه	من الدين واترك غيرهم في بلائل
هم الشامة الغرا وسادة ذا الورى	وهم بهجة الدنيا ونور القلائل
انا انت لم تسلك مسالك رشدهم	وتسك من اقوالهم بالوسائل
فقد فاتك الحظ السني ولم تكن	الى الحق من نهج السبيل يواصل
عليك بهدى القوم تنج من الردى	وتعل بهم في الفوز اعلى المنازل

ترجمہ: تم پر لازم ہے کہ جس پر طریقے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اسی طریقے کو اختیار کرو اور ان کے علاوہ ہر ایک کی بات سے اعراض کرو، کیونکہ یہی پسندیدہ راستہ و مذہب ہے جس پر خیر القرون نے عمل کیا ہے اور جن باتوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام نے ترجیح دی انہی کو تھام لو اور بقیہ کو وساوس کی وادی میں چھوڑ دو کہ یہی چمکتے ہوئے سردار اور دنیا کی رونق و نور ہیں لیکن اگر تم ان کی کامیاب روش پر نہ چلے اور ان کی ہدایت یافتہ فرامین کو (اختیار کرنے کے بجائے) وسائط کے جویاں رہے تو گویا تم نے بہت بڑے حصے کو ضائع کر دیا۔ اب تمہیں معرفت حق کے راستوں کی خبر نہیں ملے گی، ہاں اگر تم اب بھی فلاح کے خواہاں ہو تو ان کی پیروی اختیار کر لو یہ تمہیں پستی سے نکال کر بالاتر کر دے گی اور کامیابی کی اعلیٰ منازل تک پہنچا دے گی۔

فقہاء کی عبارت کا جواب

اور باقی جو قسم کے بارے میں کہا گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ قسم کا مدار عرف پر ہوتا

ہے اس سے حقیقت سماع کی نفی لازم نہیں آتی جیسا کہ کسی شخص نے قسم کھائی کہ وہ گوشت نہیں کھائے گا پھر اس نے مچھلی کھائی تو قسم نہیں ٹوٹے گی حالانکہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے قرآن پاک میں اسے گوشت قرار دیا ہے:

وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا (سورۃ نحل ۱۶، آیت ۱۴)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے (فضا و بر کے علاوہ) بحر (دریاؤں اور سمندروں) کو بھی مسخر فرما دیا تاکہ تم اس میں سے تازہ (وپسندیدہ) گوشت کھاؤ۔

☆ امام ابن ہمام علیہ الرحمہ نے فتح القدیر میں "فصل زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم" کے تحت لکھا ہے: علمائے کرام نے زیارت قبور کے آداب میں بیان کیا ہے کہ زائر کو چاہئے کہ وہ میت کے پاؤں کی طرف سے آئے اور سرہانے سے نہ آئے کیونکہ اس سے میت کو دیکھنے میں دشواری ہوتی ہے البتہ پاؤں کی طرف سے آنے میں ایسا نہیں ہوتا کیونکہ وہ جگہ میت کی آنکھوں کے بالکل سامنے ہی ہوتی ہے اور میت اپنے قدم کی جانب دیکھ رہی ہوتی ہے۔

اس عبارت میں (امام ابن ہمام علیہ الرحمہ) نے میت کے دیکھنے کی قوت کو ثابت فرمایا ہے اور یہ قوت (بصر) سماعت سے کم تر ہے کیونکہ آنکھ کا دیکھنا روشنی کا محتاج ہے لیکن آپ نے افادہ فرمایا کہ مٹی کی تہیں ہونے کے باوجود بھی اس کے زائر کو دیکھنے میں کوئی مانع نہیں ہوتا تو پھر اس بات کے پیش نظر یہ زیادہ لائق ہے کہ میت سے سننے کی قوت کی نفی نہ کی جائے۔

علیٰ سبیل التنزیل

چلیں! اگر بالفرض ہم اس بات سے بھی تنزل اختیار کریں تو سننے کی نفی کرنے سے علم کی نفی تو لازم نہیں آتی کیونکہ سماعت کا تعلق تو اس حاسہ سے ہوتا ہے جو کہ بدن میں ودیعت ہوتا ہے اور جسم تو قبر میں خراب ہو چکا ہے لیکن علم کا تعلق روح کے ساتھ ہوتا ہے

Scanned with CamScanner

اور روح باقی ہے تو ایسی صورت میں علم قوائے جسمانیہ کے ساتھ متعلق نہیں ہوگا بلکہ مسموعات اور مبصرات کے ساتھ ہوگا بایں طور کے اسے دیکھنے کے لئے آنکھ کی شعاعوں اور سننے کے لئے آواز کی ضرورت نہیں ہوگی جیسا کہ بعض مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے سننے اور دیکھنے کے بارے میں مسموعات ومبصرات کے علم ساتھ تاویل کی ہے اور یہ نیک بندے جو انتقال کر چکے ہیں اور صفات بشری سے آزاد اور رذیل دینوی آلائشوں سے دور ہو کر اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی ملاقات کا لطف پانے کی وجہ سے ابدی سعادت حاصل کر چکے ہیں جس کی برکت سے ان پر بارگاہ الٰہی سے انوار واکرام نازل کیا گیا اور ان پر ہر مخفی شے واضح ہوگئی۔ تمام دینوی پردے اٹھا دیئے گئے اور دوریاں سمیٹ دی گئی ہیں اور ایسا معاملہ دنیا ہی میں بعض افراد کو بھی دیا گیا جیسا کہ حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ''یا ساریۃ الجبل'' کہنا تو بھلا ان کا عالم کیا ہوگا جو دنیا سے گزر کر لقائے ربانی کے سبب شقاوت کی سختیوں سے محفوظ ہوگئے۔

اذا ما بدت فکلی اعین   وان ھی ناجتنی فکلی مسامع

ترجمہ: اگر وہ محبوب نظر آئے تو میں (اس کے دیدار کے لئے) پورے وجود ہی کو آنکھیں بنالوں (تاکہ سارا جسم اس کے دیدار سے خیرہ ہوسکے) اور اگر وہ مجھ سے سرگوشی کرے تو پورا ہی کان بن جاؤں (تاکہ بس اسی کے نغمے میرے وجود میں گونجیں)

حیاتِ شہداء سے استدلال

بیشک کثیر آثار واخبار اس بارے میں موجود ہیں کہ مردوں کو اپنے زیارت کرنے والوں کے بارے میں علم ہوتا ہے اور اسی طرح اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ مردوں کو احوال آخرت اور دین کی حقیقت وسچائی کا علم ہوجاتا ہے جب ایسا ہے تو یہ بھی ممکن ہے کہ انہیں دنیا اور دنیا والوں کے احوال کا بھی علم ہو۔

روح کے عالم برزخ میں ہونے کے باوجود ان کے حصول علم کے ثبوت پر دلیل وہ

احادیث ہیں کہ جب شہداء اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے پاس اس کی نعمت ورحمت کو دیکھ لیں گے تو عرض کریں گے کہ ہمارے اس حال کی خبر ہمارے بھائیوں تک کون پہنچائے گا تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ کرم فرماتے ہوئے ارشاد فرمائے گا: میں انہیں اس بارے میں بتاؤں گا پس اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے اس فرمان میں ان کی حالت کا ذکر فرمایا ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ۙ فَرِحِیْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ

(سورہ آل عمران ۳ آیت ۱۶۹/۱۷۰)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں انہیں ہرگز مردہ خیال (بھی) نہ کرنا، بلکہ وہ اپنے رب کے حضور زندہ ہیں انہیں (جنت کی نعمتوں کا) رزق دیا جاتا ہے، وہ (حیات جاودانی کی) ان (نعمتوں) پر فرحاں وشاداں رہتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمارکھی ہیں۔

اور روایات میں موجود ہے کہ وہ شہدائے کرام جنہیں بیر معونہ کے واقعے میں شہید کردیا گیا تھا انہوں نے کہا: ہمارے بھائیوں کو یہ خبر دے دی جائے کہ ہم نے اپنے رب جل جلالہ سے اس حال میں ملاقات کی ہے کہ وہ ہم سے راضی ہے اور اس نے ہمیں بھی راضی کردیا ہے۔ یہ قرآن کی آیت تھی (اصحاب بئر معونہ کے بارے میں قرآن پاک کی آیات موجود تھیں) جسے ہم تلاوت کیا کرتے تھے اور انہیں بعد میں منسوخ کردیا گیا۔

حدیث میں ہے:

سو جا جیسے دلہن سوتی ہے

(۶) اِنَّ الْمَیِّتَ اِذَا فَرَغَ مِنْ جَوَابِ الْمَلَكَیْنِ بِالْخَیْرِ یُنَوَّرُ لَهٗ فِی الْقَبْرِ وَیُقَالُ لَهٗ نَمْ كَنَوْمِ الْعُرُوْسِ فَیَقُوْلُ لَهٗ اَرْجِعُ اِلٰی اَهْلِیْ فَاُخْبِرُهُمْ؟

ترجمہ: جب میت فرشتوں کو بخیر وعافیت جواب دے کر فارغ ہوجاتی ہے تو

Scanned with CamScanner

اس کے لئے قبر کو منور کر دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے' سو جا! جیسے دلہن سوتی ہے تو میت کہتی ہے کہ کیا میں اپنے گھر والوں کو جا کر اس (انعام و اکرام) کے بارے میں بتاؤں؟ (سنن ترمذی' رقم ۱۰۷۱' صحیح ابن حبان' رقم ۳۱۱۷)

تو اس سے معلوم ہوا کہ مردے کو اپنے اہل و عیال اور دوست احباب کا بھی علم ہوتا ہے اور قرآن پاک میں اس بات کا ثبوت موجود ہے کہ کفار دنیا میں واپس لوٹنے کی تمنا ظاہر کریں گے اور اپنی گمراہ سنگتوں پر حسرت کریں گے' جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ جل جلالہ ہے:

یٰوَیْلَتٰی لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا ○ (سورۂ فرقان ۲۵' آیت ۲۸)

ترجمہ: ہائے افسوس! کاش میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا۔

تو جب انہیں قیامت کے دن اپنے رفقاء و احباب کا علم ہوگا تو برزخ میں اس بات کا پایا جانا زیادہ واضح ہے نیز ان دلائل میں تاویل کی بھی چنداں ضرورت نہیں جیسا کہ ہم نے ماقبل صحیح دلائل (میت کے) علم و سماعت کے اثبات میں لکھ دیئے ہیں' لہٰذا ان کے بارے میں صرف احادیث سے بے خبر شخص یا دین سے بیزار ہی انکار کرے گا اور مردوں سے تو سماعت سے بھی بدرجہا اولیٰ گفتگو اور تلاوت قرآن تک کا ثبوت موجود ہے۔

مردوں سے کلام کے ثبوت پر کثیر دلائل و شواہد موجود ہیں اور کچھ دلائل ہم نے ماقبل ذکر بھی کئے ہیں جیسا کہ ربعی بن خراش علیہ الرحمہ وغیرہ کا واقعہ کہ کثیر افراد نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ انہوں نے وصال کے بعد گفتگو فرمائی۔

قبر میں سورۂ ملک کی تلاوت کرنے والا

(۷) امام ترمذی علیہ الرحمہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

ضَرَبَ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خِبَائَہٗ عَلٰی قَبْرٍ وَّھُوَ لَا یَحْسِبُ اَنَّہٗ قَبْرٌ فَاِذَا فِیْہِ اِنْسَانٌ یَّقْرَاُ سُوْرَۃَ تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ حَتّٰی خَتَمَھَا فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ ضَرَبْتُ خِبَائِیْ عَلٰی قَبْرٍ وَّاَنَا لَا اَحْسِبُ اَنَّہٗ قَبْرٌ فَاِذَا فِیْہِ اِنْسَانٌ یَّقْرَاُ سُوْرَۃَ الْمُلْکِ حَتّٰی خَتَمَھَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھِیَ الْمَانِعَۃُ ھِیَ الْمُنْجِیَۃُ تُنْجِیْہِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

ترجمہ: صحابہ کرام میں سے کسی نے ایک قبر پر خیمہ لگا دیا اور انہیں معلوم نہیں تھا کہ وہاں قبر ہے پھر پتہ چلا کہ نیچے قبر ہے اور اس میں کوئی شخص سورۂ ملک پڑھ رہا ہے یہاں تک کہ پڑھنے والے نے اسے ختم کر دیا تو وہ صحابی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے نادانستہ طور پر ایک قبر پر خیمہ لگا دیا تو اچانک کسی کے سورۂ ملک پڑھنے کی آواز سنی یہاں تک کہ اسے مکمل ختم کر دیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ (سورت) عذاب قبر کو روکنے والی اور اس سے نجات دینے والی ہے۔

(سنن ترمذی' فضائل القرآن' رقم ۲۸۹۰' معجم کبیر للطبرانی' رقم ۱۲۸۰۱)

مختصر قیام اللیل (محمد بن نصر مروزی) حدیث نمبر ۱۸۴' حلیۃ الاولیاء (ابو نعیم) جلد نمبر ۳' صفحہ نمبر ۸۱)

مردوں کی سماعت' ادراک و شعور اور زندوں سے کلام کرنے اور تلاوت قرآن کرنے کے بارے میں اسی قدر دلائل کافی ہیں' اس لئے اس سے انکار کی کوئی وجہ جواز نہیں بنتی ہے۔

Scanned with CamScanner

(2)

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں ان کے نام پر

ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دو نہیں کئی مردوں کو زندہ فرمایا۔ اس سلسلہ میں بھی چند واقعات ملاحظہ ہوں:

امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اسلام کی دعوت دی۔ اس شخص نے کہا میں اس وقت تک ایمان نہیں لاؤں گا جب تک آپ میری اس لڑکی کو جو مر چکی ہے زندہ نہ فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس لڑکی کی قبر دکھاؤ۔

اس کی قبر دکھائی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکی کو آواز دی۔

لڑکی نے جواب میں کہا: لَبَّیْکَ وَ سَعْدَیْکَ میں حاضر (یا رسول اللہ)

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو دنیا میں دوبارہ آنا پسند کرتی ہے؟

اس نے کہا نہیں خدا کی قسم! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے آخرت کو دنیا سے بہتر پایا ہے۔

ایک روایت میں آیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے ماں باپ ایمان لا چکے ہیں اگر تو پسند کرے تو تجھے دنیا میں لوٹا دوں؟

اس نے کہا مجھے ماں باپ کی ضرورت نہیں۔ میں نے اپنے رب کو ان سے بہتر اور مہربان تر پایا ہے۔

(دلائل النبوۃ (بیہقی) کما ذکر القسطلانی، مدارج النبوۃ (شیخ محقق) جلد نمبر ۱ صفحہ ۱۱۲، المواہب

اللدنیۃ (قسطلانی) جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۵۱ + ۲۳۹، السیرۃ الحلبیۃ (نور الدین حلبی) جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۳۱۳، السیرۃ النبویۃ (احمد بن زینی دحلان) جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۷۹، الشمامۃ العنبریۃ (بھوپالی) صفحہ نمبر ۱۷

مردہ لڑکی بولنے لگی

یہی روایت معمولی اختلاف کے ساتھ دیگر حوالوں سے ملاحظہ ہو۔

ایک شخص نے کہا: میں اس وقت تک ایمان نہیں لاؤں گا جب تک آپ میری لڑکی کو زندہ نہیں فرمائیں گے اور میں نے اس لڑکی کو وادی میں ڈال دیا ہے۔

آپ نے فرمایا: مجھے وہ وادی دکھاؤ تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ وادی دکھا دی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکی کو آواز دی۔

لڑکی نے جواب میں کہا: لَبَّیْکَ وَ سَعْدَیْکَ میں حاضر (یا رسول اللہ)

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو دنیا میں دوبارہ آنا پسند کرتی ہے؟

اس نے کہا نہیں خدا کی قسم! یا رسول اللہ! میں نے آخرت کو دنیا سے بہتر پایا ہے۔

ایک روایت میں آیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے ماں باپ ایمان لا چکے ہیں اگر تو پسند کرے تو تجھے دنیا میں لوٹا دوں؟

اس نے کہا مجھے ماں باپ کی ضرورت نہیں۔ میں نے اپنے رب کو ان سے بہتر اور مہربان تر پایا ہے۔

(نظم الدرر البقاعی (ابراہیم بن عمر بقاعی) سورۃ آل عمران آیت نمبر ۴۴، اعلام النبوۃ (ماوردی) صفحہ نمبر ۱۱۱، نہایۃ الارب فی فنون الادب (النویری) باب المعجزات، القول الاقوم فی معجزات النبی الاکرم (ابو یوسف محمد زاید) صفحہ نمبر ۲۵۵، شفاء شریف (قاضی عیاض) جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۳۲۰، شرح شفاء (ملا علی قاری) جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۶۵۰، حجۃ اللہ علی العالمین (نبہانی) جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۶۳۹ + ۶۷۳، نزہۃ المجالس (عبد الرحمن صفوری) صفحہ نمبر ۵۸)

نوٹ: درج بالا واقعات بظاہر ایک ہی واقعہ معلوم ہوتے ہیں لیکن حقیقتاً الگ الگ واقعات ہیں۔

حضرت جابر کے دونوں مردہ بیٹے زندہ ہو گئے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر میں کھانے کی دعوت دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دعوت قبول فرمالی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بہت ہی خوش ہوئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف فرما ہوئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک بکری تھی۔ جسے انہوں نے ذبح کر دیا تا کہ اسے پکایا جا سکے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے دو بیٹے تھے۔ ان کے بڑے بیٹے نے چھوٹے سے کہا آؤ سرین کے بل بیٹھو تا کہ میں تمہیں بتاؤں کہ اباجی نے بکری کو کیسے ذبح کیا تھا۔ چنانچہ اس نے چھوٹے کو لٹا دیا اور اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں باندھ دیئے۔ اس بچے نے اپنے بھائی کو ذبح کر دیا اور اس کی گردن کو جدا کر دیا۔

جب ان کی ماں نے یہ صورتحال دیکھی تو وہ دہشت زدہ ہو کر رونے لگی۔ لڑکے نے جب یہ دیکھا تو مارے ڈر کے چھت پر بھاگا۔ اس کی ماں نے اس کا پیچھا کیا تو اس کا خوف اور بڑھ گیا اور اس نے چھت سے چھلانگ لگا دی' وہ بھی گر کر مر گیا۔

عورت نے صبر سے خاموشی اختیار کی اور اپنے دونوں بیٹوں کو کمرے کے ایک کونے میں لٹا کر چادر سے ڈھانپ دیا اور خود کھانا بنانے میں مصروف ہو گئی۔ اپنا غم چھپا دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خوشی کے اظہار میں مصروف ہو گئی اور جو واقعہ ہو چکا اس کا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو فوری علم نہ ہو سکا۔

جب کھانا تیار ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو حضرت جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی:

یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے بچوں کے ساتھ مل کر کھانا کھائیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

اپنے بچے لے کر آؤ ہم ان کے ساتھ مل کر کھانا کھائیں گے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی زوجہ نے عرض کی کہ وہ دونوں موجود نہیں ہیں تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر دی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ان دونوں کو حاضر کرو! حضرت جابر رضی اللہ عنہ لوٹ کر اپنی بیوی کے پاس گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سنایا تو ان کی بیوی سے ضبط نہ ہو سکا اور انہوں نے روتے ہوئے ان بچوں کے اوپر سے کپڑا اٹھا دیا۔ جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو اول تو سخت حیرت ہوئی اور پھر وہ بھی رونے لگے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ ان دونوں کی زندگی کی دعا فرمائیں اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ دعا آپ کی طرف سے ہوگی اور دعا کی قبولیت اور بچوں کی زندگی ہماری طرف سے ہوگی۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی تو وہ دونوں بچے اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو گئے۔ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں بیٹوں کو اللہ تعالیٰ کے اذن سے زندہ فرما دیا۔

(تاریخ الخمیس (حسین بن محمد بن الحسن الدیار بکری (جلد نمبر ۲' صفحہ نمبر ۳۲۹' شواہد النبوۃ (جامی) صفحہ نمبر ۶۷' مدارج النبوۃ (شیخ محقق) جلد نمبر ۱' صفحہ نمبر ۲۱۷)

اگر تو چاہے تو تیرا فوت شدہ بیٹا زندہ کر دوں؟

حضرت ضمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک شخص کے پاس ایک بھیڑ تھی۔ اس شخص کا بیٹا اس کا دودھ دوہتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روزانہ ایک پیالہ پیش کیا کرتا۔

کچھ وقت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ملاحظہ نہ فرمایا تو اس کے بارے میں استفسار فرمایا تو اس کا باپ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی:

Scanned with CamScanner

میرا بیٹا فوت ہو گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر تو چاہتا ہے تو میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتا ہوں وہ تیرے بیٹے کو زندہ کر دے گا اگر تو صبر کرے گا تو پھر تیرے لئے اسے قیامت تک مؤخر کر دیا جائے گا۔ بروز حشر تیرا بیٹا تیرے پاس آئے گا تیرے ہاتھ کو تھام کر تجھے جنت کے دروازے تک لے جائے گا اور تو جنت کے جس دروازے سے چاہے گا جنت میں داخل ہو جائے گا۔

اس آدمی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! کیا یہ سعادت صرف میرے لئے ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا: یہ سعادت تیرے لئے بھی ہے اور اسی طرح ہر مومن کے لئے بھی ہے۔ تو اس نے کہا مجھے یہی کافی ہے۔

اس حدیث میں اگرچہ مردہ کو تو زندہ نہیں کیا گیا البتہ یہ بات ضرور واضح ہو رہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے باپ کو اختیار دے دیا تھا کہ اگر وہ پسند کرتے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے اسے زندہ کیا جا سکتا ہے۔ اگر اس کا باپ پسند کرتا تو یقیناً اللہ تعالیٰ سے آپ دعا فرماتے اور اللہ تعالیٰ اسے زندہ فرما دیتا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین (نبہانی) جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۶۷۳)

قبر کے اندر کا علم

یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک قبرستان سے گزرے تو میں نے ایک قبر میں انتہائی تنگی کی آواز (عذاب کی آواز) سنی میں نے عرض کیا:

یارسول اللہ! میں نے ایک قبر سے عذاب کی آواز سنی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم نے بھی واقعی آواز سنی ہے؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے ارشاد فرمایا: اس قبر والے کو (بظاہر) بہت معمولی سمجھی جانے والی غلطی کی بنا پر عذاب دیا جا رہا ہے۔

میں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے یارسول اللہ! وہ کیا چیز ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا: یہ ایک نوجوان تھا جو کہ لوگوں کے درمیان چغل خوری کرتا تھا اور پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔ اے یعلیٰ کھڑے ہو جاؤ اور اس کھجور کے درخت کے پاس جاؤ اور اس سے ایک شاخ توڑ کر میرے پاس لے آؤ! چنانچہ میں گیا اور ایک شاخ لے کر گیا تو آپ نے اس کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور فرمایا: ایک حصہ اس کے سر کی طرف گاڑ دو اور دوسرے حصہ کو اس کے پاؤں کی طرف گاڑ دو۔ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس پر نرمی فرمائے گا یا عذاب میں تخفیف کر دیا گا جب تک یہ دونوں خشک نہیں ہوں گی۔

(دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر ۷ صفحہ نمبر ۴۰، الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۴۹)

(3)

لوح محفوظ است پیش اولیاء

ایک مرتبہ حضرت مخدوم سیّد اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ قصبہ جائس ضلع رائے بریلی میں قیام فرما تھے۔آپ پر چشتی نسبت کا غلبہ تھا۔اس لئے آپ کے اصحاب ’’ذکر جہری‘‘ زور وشور سے کرتے تھے۔قصبہ کے ایک فقیہ عالم مولانا غلام الدین نے ذکر کا شور سن کر فرمایا:’’یہ غوغائی لوگ کہاں سے آگئے؟اس کے بعد مولانا صاحب ممدوح ایک بزرگ کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔اتفاق سے اس مجلس میں حضرت مخدوم سمنانی قدس سرہ بھی اپنے اصحاب ومریدین کے ساتھ رونق افروز تھے۔مولانا صاحب نے صاحب مجلس بزرگ سے حاضرین کے تعارف کی درخواست کی تو قبل اس کے کہ بزرگ صاحب کوئی جواب دیں۔حضرت مخدوم نے فرمایا:’’ہم لوگ غوغائی ہیں‘‘ مولانا صاحب ایک پوشیدہ بات کو جو مکان کی کوٹھڑی میں زبان سے نکل گئی تھی‘ حضرت مخدوم کی زبان سے سن کر مارے ندامت کے شرم سے پانی پانی ہو گئے اور دست بستہ معذرت کرنے لگے۔(تذکرہ مخدوم ص ۴۴)

اس واقعہ میں کتنی صاف اس حقیقت کی تجلی ہے کہ اولیاءاللہ کی بصیرت اور قلبی بینائی کی روشنی سے نہ محسوسات مخفی رہتے ہیں نہ معقولات۔جن کی نگاہیں لوح محفوظ کے رموز واسرار تک رسائی رکھتی ہیں۔ان کے دلوں کی بینائی کی توانائیوں سے بھلا عالم شہادت کی کون سی چیز پوشیدہ رہ سکتی ہے؟ واقعی اللہ والوں کے سمع وبصر‘ بینائی ونظر‘ علم وادراک‘ بصارت وبصیرت عام انسانی حواس اور ان کے علوم ومعارف سے بہت بالاتر ہیں۔ان ہی باخدا

بندوں کے احوال ومقامات کی طرف متوجہ کرنے کے لئے ایک مومن کامل کو خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا ہے کہ

ترا جوہر ہے نوری پاک ہے تو ۔ فروغ دیدۂ افلاک ہے تو
ترے صید نظر فرشتہ وحور ۔ کہ شاہین شہہ لولاک ہے تو

(روحانی حکایات)

(4)

حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی علیہ الرحمۃ

آپ علیہ الرحمۃ لاہور کے قاضی مقرر تھے۔ جہانگیر کی عورت چونکہ مذہب اہل تشیع رکھتی تھی اس نے چاہا کہ مولانا موصوف کی جگہ کوئی شیعہ مجتہد مقرر کیا جائے۔ چنانچہ ملاں میر باقر کو بادشاہ سے کہہ کر بلوایا۔ اتفاقاً جہانگیر لاہور میں آیا ہوا تھا اور ایک جنازہ شاہی خاندان کا لایا گیا۔ جب جنازہ کے لئے صفیں کھڑی ہو گئیں تو مولانا نے میر باقر کو مخاطب ہو کر فرمایا: تکبیرات کا خیال کرنا اور ہاتھوں سے اشارہ بھی فرمایا۔ آپ کو میر باقر کے عقیدے کا علم تھا۔ اس لئے تکبیرات کے اختلاف کی طرف اشارہ فرمایا۔ جب میر باقر نے جنازہ پڑھایا تو ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتا رہا۔ جب جنازہ سے فارغ ہوا تو بادشاہ نے تعجب سے پوچھا یہ جنازہ کس طرح پڑھایا ہے؟ مولانا نے فرمایا: آپ نے نہیں سنا کہ بڑے لوگوں کی موت ملاں کی عید ہوتی ہے اس سے ملاں میر باقر بہت گھبرایا۔ بعد میں کسی طالب علم نے میر باقر سے ''اِتَّسِرْتُنَّ'' صیغہ پوچھا تو اسے جواب نہ دے سکا۔ بادشاہ نے پوچھا یہ کیا بات ہے۔ مولانا نے فرمایا کسی طالب علم نے صیغہ استفسار کیا ہے اور میر صاحب جواب نہیں دے سکے۔ شیعہ مجتہد کی بہت خفت عقلی ہوئی۔ بالآخر خود بخود چلا گیا۔ واپس جا کر اس نے صرف کے صیغوں میں ایک کتاب لکھ کر بھیج دی۔ مولانا نے حقارت سے واپس کر دی اور فرمایا وہ وقت چلا گیا ہے۔ بندہ نے پوچھا بادشاہ نے شیعہ عورت کے ساتھ نکاح کس طرح کیا تھا۔ فرمایا وہ تقیہ کر کے رہ رہی تھی۔ اپنا شیعہ ہونا ظاہر نہیں کرتی تھی۔

آفتاب علم وحکمت

صاحب مسلم مولانا محب اللہ بہاری رحمۃ اللہ علیہ بڑے فاضل علامہ اور صاحب حافظہ تھے۔ انہوں نے اپنے مکان کا دروازہ پنجاب کی طرف سے بند کرادیا تھا اور کہتے تھے کہ پنجاب کی طرف سے غباوہ (کند ذہنی) کی ہوا آتی ہے جب طلباء تعلیم کے وقت حاضر ہوتے تو دروازہ سے باہر ہی بیٹھ جاتے تھے انہیں اندر آنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی بلکہ ممانعت کی ایک چٹھی دروازہ پر چسپاں تھی۔

جب طلبا حاضر ہوتے تو اندر بیٹھے بیٹھے پوچھتے کونسی کتاب لائے ہو اور کس مقام سے سبق پڑھنا ہے۔ جب طلباء کتاب و مقام بتادیتے تو زبانی تقریر فرمادیا کرتے۔ کسی کو عبارت پڑھنے کی جرات نہیں ہوتی تھی۔ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی صاحب نے سنا کہ ایک فاضل بہار میں رہتے ہیں اور بہت ہی شہرت حاصل کر چکے ہیں چنانچہ آپ تشریف لے گئے۔ آپ طلبا میں جا کر بیٹھ گئے اور تقریر سنتے سنتے ایک شبہ کا اظہار فرمایا۔ مولانا محب اللہ بہاری اگر کسی سے شبہ یا اعتراض سنتے تو نا قابل استماع سوال کے متعلق کہہ دیا کرتے تھے کہ کیا بکواس کیا ہے۔

لیکن مولانا سیالکوٹی صاحب کے اعتراض پر فوراً فرمایا: کون ہے لیکن انہوں نے جواب میں سوائے دوبارہ اعتراض کرنے کے اور کچھ نہ کہا۔ اسی شبہ کو دہراتے ہوئے کہہ دیا کہ اس تقریر میں یہ شبہ پڑتا ہے۔ فرمایا اندر آجاؤ' پوچھا کہاں سے آئے ہو' جواب دیا پنجاب سے۔ فرمایا کیا پنجاب میں بھی ایسے لوگ ہیں۔ جواباً کہا پنجاب میں ایسے ہی لوگ ہیں۔ فرمایا اگر اتنے اعلیٰ دماغ والے لوگ پنجاب میں رہتے ہیں تو پھر اپنے مکان کا دروازہ ہی اسی طرف سے کیوں نہ کرالوں۔ چنانچہ دروازہ اسی طرف سے منتقل کرادیا۔ (یاد رہے! علامہ اقبال نے آپ علیہ الرحمۃ کو آفتاب پنجاب کا لقب دیا ہے)

Scanned with CamScanner

سوتری رافضی انجام کو پہنچا

آپ نے فرمایا: نوراللہ شوستری رافضی کو مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے ہی قتل کروایا تھا۔ واقعہ یوں بیان فرمایا: نور جہاں بیگم جہانگیر مذہب شیعہ رکھتی تھی' جہانگیر سے اجازت لے کر اپنے ہی مذہب کا قاضی القضاۃ (نوراللہ شوستری) رکھوایا لیکن جہانگیر کو اس کے شیعہ مذہب کا قطعی علم نہ تھا۔ نور جہاں نے ایران میں اپنے والد کو لکھا کہ شیعہ مجتہد بھیج دو۔ اس کے والد نے شوستری کو بھیج دیا۔ وہ دہلی میں قاضی القضاۃ مقرر ہوا۔ اس نے کتاب مجالس المومنین لکھی جس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان اقدس میں گستاخانہ بکواس درج کئے۔ وہی کتاب قلمی نسخہ کسی ذریعے مولانا سیالکوٹی کے ہاں پہنچی۔ اس وقت آپ لاہور میں قاضی مقرر تھے۔ جب انہوں نے وہ گستاخانہ بکواسات پڑھے تو ایک شاگرد کو دہلی میں بھیجا اور فرمایا: یہ نشانات والی عبارت جہانگیر کو دکھاؤ اور کہنا کہ مجھے عبدالحکیم سیالکوٹی نے بھیجا ہے۔ جب طالب علم دہلی میں پہنچا اور مولانا کا نام لیا تو فوراً دربار میں طلب کیا گیا۔ اس نے کتاب سے وہی نشان شدہ مقامات دکھا کر کہا کہ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی فرماتے ہیں کہ یہ تمہارے قاضی القضاۃ کے بکواسات ہیں۔ جہانگیر نے پڑھ کر غصہ میں آتے ہی فوراً شوستری کو طلب کیا' شوستری شاہانہ لباس کی صورت میں جس طرح پہلے حاضر ہوتا تھا۔ بڑی دھوم دھام سے آیا تو اسے حکم دیا سامنے کھڑا ہو جا' شوستری میاں پہلے تو شاہی کرسی کے ساتھ دائیں طرف دوسری کرسی پر بیٹھتا تھا۔ یہ حکم سن کر پریشان ہو گیا۔ ادھر نور جہاں جو پس پردہ جہانگیر کی پشت پر ہاتھ رکھے بیٹھی تھی وہ بھی کانپ گئی۔ دیکھیں اب کیا ہوتا ہے۔ اتنے میں وہ عبارت نکال کر جہانگیر نے شوستری سے پوچھا کہ کیا یہ عبارت تو نے لکھی ہے' جواب دیا ہاں! فرمایا تو مسلمان بن کر یہاں قاضی القضاۃ بنا رہا ہے۔

اس نے کہا تقیہ کئے رہا ہوں' فرمایا تو نے ہماری اتنی نمازیں حرام کر دیں اور جمعے ضائع کئے۔ چنانچہ ایک جوان بیل منگوا کر اس کے گلے والے زنجیر کو شوستری کے پاؤں

کے ساتھ باندھ دیا اور لڑکے اس کے پیچھے لگا دیئے۔ تمام بازاروں میں گھسیٹتے گھسیٹتے اس کا کام تمام کر دیا۔ نور جہاں نے کہا میرا لحاظ بھی نہ کیا۔ فرمایا: تجھے جان دی ہے ایمان نہیں دیا (جان من جان دادہ ام ایمان نہ دادہ ام)

شہزادی اور طالب علم تنہائی میں

جہانگیر کے زمانہ میں مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کے علمی مدارس کا دور دورہ تھا۔ مولانا کے شاگردوں کی نیک نیتی اور حسن سیرت اعلیٰ پیمانے کی تھی۔ چنانچہ ایک وفد شاہی مستورات میں سے حضوری باغ میں تقریب کی تاریخ پر آئیں۔ حضوری باغ شاہی قلعے کے سامنے تھا اور ہر سال ایک تاریخ مقررہ پر اس باغ میں رات کے وقت مستورات شاہی محلات سے آتیں اور سیر و تفریح کی صورت میں چند گھنٹوں بعد چلی جاتی تھیں' اسی باغ کے اندرونی جانب طلباء کے کمروں کی ایک لائن تھی۔ اس وقت تمام طلباء اور دیگر ہر قسم کے مردوں کو باہر جانے کا حکم ہو گیا اور سب چلے گئے اور معمول کے مطابق مستورات اندر آ گئیں اور سیر و تفریح کے لئے باغ میں مقررہ وقت گزارا تو بادشاہ کی لڑکی جو نیک طینت اور صوفیانہ مزاج رکھتی تھی اس نے جب واپسی سے چند منٹ باقی تھے نماز کی نیت باندھ لی تاکہ کچھ نفل یہاں بھی پڑھ لوں۔ واپسی کی نوبت نماز پڑھتے ہوئے بج گئی لیکن اسے معلوم نہ ہوا اور اس کی دو خاص خادمائیں بھی یہ سمجھیں کہ شاید چلی گئی ہے اس خیال سے وہ بھی جلدی جلدی دوسری مستورات کے ساتھ نکل گئیں۔ نوبت بجتے ہی تمام طلباء اپنے اپنے کمروں میں آ گئے اور گیٹ بند کر دیا گیا کیونکہ رات کو گیٹ بند رہتا تھا لیکن لڑکی نماز سے فارغ ہو کر جب گیٹ پر پہنچی تو اسے بند پایا۔ بہت گھبرائی چونکہ سردی کا موسم تھا اور شاہی مزاج تھا' حیرانگی کے عالم میں ٹھٹھرتی ہوئی محفوظ جگہ کی تلاش میں پھرنے لگی' گیٹ کے قریب ایک کمرے میں ایک طالب علم مٹی کے دیئے کی لو میں مطالعہ کر رہا تھا۔ طالب علم اسے سردی سے کانپتا ہوا دیکھ کر سمجھ گیا کہ شاہی محلات کی کوئی حسین و جمیل لڑکی باہر رہ گئی ہے اور اضطراب کے عالم میں ہے۔ کتابوں والی چھٹی اور

Scanned with CamScanner

چراغ وغیرہ اٹھا کر باہر برآمدہ میں آ گیا اور اشارہ سے لڑکی کو کہا کہ کمرہ تمہارے لئے خالی ہے اور درویشانہ بستر میں سردی سے امن حاصل کرو۔ لڑکی سردی کی وجہ سے فوراً اندر چلی گئی۔

آگ کا عذاب

طالب علم چراغ پر مطالعہ کر رہا تھا کہ دل میں شیطانی وسوسہ پیدا ہوا کہ ایک حسین وجمیل لڑکی تنہائی میں تیرے پاس موجود ہے۔ کم از کم اس سے کوئی نہ کوئی بات چیت تو کر لے لیکن دوسری طرف سے خوف خدا کے تحت یہ خیال آیا کہ اگر فعل شنیع کا ارتکاب ہو گیا تو اس کی سزا جہنم ہے اور جہنم کی آگ کون برداشت کرے گا تو پھر دل میں سوچا کہ پہلے انگلی کو دیئے پر رکھ کر اس پر آزمائش کر لی جائے۔ اگر انگلی نے برداشت کر لیا تو پھر مزید کام کروں گا۔ اس خیال سے اپنی انگلی دیئے پر رکھی اور انگلی کو جلانے لگا۔ اندر سے لڑکی بھی یہ ماجرا دیکھ رہی تھی۔ جب تمام انگلی جل گئی اور درد برداشت سے باہر ہو گیا تو دل میں کہنے لگا کہ یہ عذاب برداشت نہیں ہو گا۔ لہٰذا اس بدکاری سے باز رہنا بہتر ہے۔ کچھ دیر آرام کیا تو پھر وہی وسوسہ دل میں پیدا ہوا پھر دوسری انگلی دیئے پر جلا دی پھر کچھ دیر کے بعد تیسری، چوتھی اور پانچویں انگلی جلا دی ہے۔ یہ تمام ماجرا لڑکی بھی دیکھتی رہی۔ اتنے میں تلاش کرنے والے آدمی بھی پہنچ گئے اور انہوں نے طالب علم سے شہزادی کے متعلق پوچھا تو اس نے اندر اشارہ کیا۔ انہوں نے لڑکی کو سر کے بالوں سے پکڑ کر دو طمانچے لگا دیئے اور برا بھلا کہتے ہوئے نہایت بے دردی کے ساتھ گھر لے گئے۔ شاہی محلات میں کہرام مچ گیا کہ شہزادی طالب علم کے کمرے سے نکالی گئی ہے جس کی وجہ سے والدہ نے بھی اسے...... ماتھے نہ لگایا۔ صبح جب دربار سجایا گیا تو سب سے پہلے یہ ماجرا جہانگیر کے سامنے پیش ہوا۔ جہانگیر نے لڑکی کو حکم دیا کہ تو اپنی سزا خود تجویز کرے۔ لڑکی نے جواب دیا بتاؤ مجھے کس جرم کی سزا دیتے ہو؟ پہلے جرم ثابت کرو پھر جو چاہو سزا دے دینا۔ بادشاہ نے کہا: ثبوت کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ تجھے ایسی حالت میں لایا گیا ہے کہ

ہر خاص وعام میں تیری بدکرداری کی شہرت ہو چکی ہے۔

پاکدامنی کے دو ثبوت

شہزادی نے کہا میں اپنی پاکدامنی عفت اور عصمت میں دو ثبوت پیش کر سکتی ہوں۔

اول: میری دونوں خادماؤں سے پوچھئے کہ کیا وہ مجھے نماز کی حالت میں چھوڑ کر گئی تھیں یا میں خود آنکھ بچا کر کہیں بھاگ گئی تھی۔ اگر انہوں نے مجھے اس حالت میں چھوڑا تو پھر میرا کیا قصور ہے؟

دوم: اس طالب علم کا شیطانی حملہ سے بچنے کے لئے تمام انگلیوں کا جلا دینا میری اور اس کی پاکدامنی کا بین ثبوت ہے۔ لڑکی کے اس ثبوت سے معلوم ہوتا ہے کہ عقلمند لڑکی بھی طالب علم کے انگلیاں جلانے والے معاملے کو سمجھ گئی تھی کہ وہ نفس پر قابو پانے کے لئے اپنے آپ کو اس مشقت میں ڈالے ہوئے تھا تاکہ وہ فعل شنیع سے بچ جائے۔

جب طالب علم کو شاہی دربار میں بلا کر انگلیاں جلانے کا حال پوچھا گیا تو طالب علم نے تمام واقعات سچ سچ بیان کر دیئے اور شہزادی کی پاکدامنی روز روشن کی طرح ثابت ہو گئی۔ ان کی ایمانداری پر آفرین کہتے ہوئے بادشاہ نے انہیں معاف کر دیا۔ (سبحان اللہ ایسے طلباء اور نیک طینت لڑکیاں اس وقت بھی موجود تھیں)

(انوار قمریہ)

Scanned with CamScanner

(5)

امیر المؤمنین کی بیوی اور دو گھونٹ دودھ

حضرت سیّدنا وہیب بن ورد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ''ہمیں یہ خبر پہنچی کہ عالم اسلام کے عظیم خلیفہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمۃ نے مسافروں' مسکینوں اور فقراء کے لئے ایک مہمان خانہ بنا رکھا تھا' آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر والوں کو تنبیہ کی ہوئی تھی کہ اس مہمان خانے سے تم کوئی چیز بھی نہ کھانا' اس کا کھانا صرف مسافروں اور غرباء' فقراء کے لئے ہے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ گھر آئے تو ایک کنیز کے ہاتھ میں پیالہ دیکھا جس میں صرف دو گھونٹ دودھ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' کنیز نے عرض کی: ''اے امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ حاملہ ہے' اسے چند گھونٹ دودھ پینے کی خواہش ہو رہی تھی اور جب حاملہ عورت کو وہ چیز نہ دی جائے جس کی اسے خواہش ہو تو ڈر ہوتا ہے کہ اس کا حمل ضائع ہو جائے لہٰذا اسی خوف سے میں یہ دو گھونٹ دودھ مہمان خانے سے لے آئی ہوں''۔

حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے کنیز کا ہاتھ پکڑا اور اپنی زوجہ محترمہ کے پاس لے کر چلے جاتے ہوئے بآواز بلند فرمایا: ''اگر اس کا حمل فقیروں' محتاجوں اور مسافروں کا حق کھائے بغیر نہیں رک سکتا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اسے نہ روکے'' پھر اپنی زوجہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے عرض کی: ''میرے سرتاج! کیا بات ہے؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اس کنیز کا یہ خیال ہے کہ جو تیرے بطن میں حمل ہے وہ مسکینوں' محتاجوں اور مسافروں کا حق کھائے بغیر نہیں رک سکتا' اگر یہی بات ہے تو اللہ عزوجل

تیرے حمل کو نہ روکے''۔ سعادت مند زوجہ نے جب یہ سنا تو کنیز سے کہا: ''جا! یہ دودھ واپس لے جا' خدا عزوجل کی قسم! میں اسے ہرگز نہ پیوں گی''۔ چنانچہ کنیز دودھ کا پیالہ واپس لے گئی۔

(سبحان اللہ عزوجل! خلیفۂ اسلام کیسی عظیم صفات کے مالک تھے جن کی حکومت کے ڈنکے عرب و عجم میں بج رہے تھے' ان کے گھر والوں کی کیفیت کیا تھی؟ اسلام کے وہ پاسبان کیسے انصاف پسند تھے کہ بھوکا پیاسا رہنا منظور تھا لیکن کسی کے حق میں سے ایک گھونٹ لینے کو بھی تیار نہ تھے۔ اللہ عزوجل ایسے خلفاء کے صدقے ہمیں بھی امانت کی پاسداری' دیانت' اخلاص اور اپنا خوف عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

(عیون الحکایات)

(6)

یارسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا

امام ابن السنی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "عمل الیوم واللیلة" میں "باب مایقول اذا خدرت رجله" کے تحت حضرت سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

فرماتے ہیں: میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ جا رہا تھا کہ اچانک ان کا پاؤں سن ہو گیا تو وہ بیٹھ گئے، اتنے میں کسی شخص نے عرض کی آپ اپنی سب سے محبوب شخصیت کو یاد کریں تو انہوں نے پکارا "یامحمداه" (یہ کہتے ہی صحیح ہو گئے) اور اٹھ کر چلنے لگے۔ (الادب المفرد للبخاری، رقم ۹۹۳، عمل الیوم واللیلہ، رقم ۱۶۷)

☆ اسی طرح انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا تو ان کا پاؤں سن ہو گیا میں نے ان سے کہا، اے ابوعبدالرحمٰن! آپ کے پاؤں کو کیا ہوا ہے؟ انہوں نے فرمایا: رگیں اکڑ گئیں ہیں، میں نے کہا: آپ اپنی سب سے محبوب شخصیت کو یاد کریں تو آپ رضی اللہ عنہ نے پکارا "یامحمد" (پھر ٹھیک ہونے پر) مسکرانے لگے۔ (عمل الیوم واللیلہ، رقم ۱۷۱)

☆ اسی طرح حضرت ہیثم ابن حنش علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

ہم حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمرو (بن العاص) رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ ان کا پاؤں سن ہو گیا تو کسی شخص نے ان سے کہا کہ آپ اپنی سب سے محبوب شخصیت کو یاد

کریں تو انہوں نے پکارا "یامحمد" کہتے ہیں کہ یوں لگا جیسے انہیں رسی کی قید سے آزاد کر دیا گیا ہو۔

ان روایات سے پتہ چلا کہ وصال کے بعد بھی دور و نزدیک ہر جگہ سے میت کو نداء کرنا جائز ہے اور اس بات کی تائید تشہد میں مذکور ان الفاظ سے بھی ہوتی ہے۔ "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ" پس ("ایھا" میں) "ای" حرف نداء ہے اور اس میں وصال کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کیا جا رہا ہے۔

ان دلائل سے واضح ہوا کہ ندا کرنے کا جواز میت کے قریب یا بعید ہونے کے ساتھ مشروط نہیں ہے بلکہ کسی بھی جگہ سے ندا کرنا جائز ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا جہاں بھی ہو ان الفاظ کے ادا کرنے کا اسے حکم دیا گیا ہے۔

لہٰذا جو لوگ غیر اللہ سے استغاثہ (مدد طلب کرنے) کو ناجائز کہتے ہیں، ان کے لئے جواب یہ ہے کہ ان حضرات کا یہ استدلال ہی درست نہیں ہے۔ کیونکہ محبوبانِ خدا سے مدد طلب کرنا اللہ ہی سے مدد طلب کرنا ہے۔

محبوبانِ خدا سے مدد طلب کرنا

امام طبرانی علیہ الرحمہ "معجم کبیر" میں ثقہ راویوں کی سند سے حضرت عقبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا اَضَلَّ اَحَدُكُمْ شَیْئًا اَوْ اَرَادَ عَوْنًا وَهُوَ بِاَرْضٍ لَیْسَ بِهَا اَنِیْسٌ فَلْیَقُلْ یَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِیْنُوْنِیْ فَاِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا لَا تَرَوْنَهُمْ

ترجمہ: جب تمہاری کوئی چیز گم ہو جائے یا تمہیں مدد مطلوب ہو کہ کسی ایسی جگہ میں ہو جہاں کوئی پرسانِ حال نہ ہو تو چاہئے کہ پکارو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو کہ بے شک اللہ کے ایسے بندے بھی ہیں جنہیں تم نہیں دیکھ پاتے۔ (معجم کبیر للطبرانی، ۱۷/۱۷، رقم ۲۹۰)

اور یہ عمل مجرب ہے (اس عمل کو بہت سے افراد نے پریشانی میں آزمایا ہوا ہے)

Scanned with CamScanner

☆ امام ابن ابی شیبہ اپنی ''مصنف'' میں حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوفاً روایت کرتے ہیں:

اِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّةُ اَحَدِكُمْ فَلْيُنَادِ اَعِيْنُوْنِیْ عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهِ

ترجمہ: جب تم میں سے کسی کی سواری بھاگ جائے (یا گم ہو جائے) تو اسے چاہئے کہ پکارے ''اے اللہ جل جلالہ کے بندو! میری مدد کرو اللہ جل جلالہ تم پر رحم فرمائے''۔ (اس عمل کو موجودہ زمانے میں گاڑی وغیرہ گم ہونے یا چھن جانے کی صورت میں بھی پڑھا جا سکتا ہے' انشاء اللہ آسانی ہوگی)

(مصنف ابن ابی شیبہ' ۱۵/ ۳۴۵' عمل الیوم واللیلہ' رقم ۵۰۹)

شیر کے شر دانیال کی پناہ

مصائب میں میت سے پناہ طلب کرنے کے بارے میں یہ دلیل ہے کہ جسے امام ابن السنی علیہ الرحمہ اپنی کتاب ''عمل الیوم واللیلۃ'' میں حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

اِذَا كُنْتَ بِوَادٍ تَخَافُ فِيْهِ السَّبَاعَ فَقُلْ اَعُوْذُ بِدَانِيَالِ وَبِالْحَبِّ مِنْ شَرِّ الْاَسَدِ

ترجمہ: اگر تم کسی ایسی جگہ موجود ہو جہاں درندوں کا خوف لاحق ہو تو چاہئے کہ یوں کہو میں شیر کے شر سے دانیال کی پناہ لیتا ہوں۔

بیشک قوی دلائل وصحیح اسانید کے ساتھ حیات انبیاء کرام اور خصوصاً حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کا ثبوت ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور اس کے فرشتے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے والے کا صلوٰۃ وسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں خواہ پڑھنے والا کہیں بھی ہو اور ایسے شخص کو نہ جھٹلایا جائے جو یہ کہے کہ اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں زیارت کی ہے کیونکہ احادیث میں مذکور ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ

بلند آواز سے تلبیہ پڑھ رہے تھے اسی طرح حضرت سیّدنا یونس علیہ السلام (کو اونٹنی پر سوار تلبیہ پڑھتے ہوئے) دیکھا۔

اسی طرح کفار میں سے بھی جسے اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے چاہا عذاب وسزا کی زیادتی اور ایمان والوں کی نصیحت کے لئے زندہ فرمایا اور اس پر کسی نے بھی کوئی اعتراض نہیں کیا جیسا کہ امام طبرانی علیہ الرحمہ ''معجم اوسط'' میں اور امام ابن ابی الدنیا ودیگر حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

میدانِ بدر میں ابوجہل کا حال

میں بدر کے میدان میں گھوم رہا تھا کہ اچانک گڑھے سے ایک شخص نکلا جس کی گردن بندھی ہوئی تھی اس نے مجھے پکارا اے عبداللہ! مجھے پانی پلا دو' اے عبداللہ! مجھے پانی پلا دو تو میری سمجھ میں نہیں آیا کہ اس نے مجھے (پہچانتے ہوئے) نام سے پکارا یا عرب کے معمول کے مطابق پکارا (کیونکہ عرب کا معمول بھی یہی تھا کہ نام معلوم نہ ہونے کی صورت میں عبداللہ کہتے تھے اور یہ زمانہ جاہلیت کے بعد کی بات ہے) اتنے میں اس کے پیچھے ایک سیاہ رنگ کا شخص نمودار ہوا جس کے ہاتھوں میں کوڑا تھا۔

اس نے مجھے پکار کر کہا: اے عبداللہ! اسے پانی مت پلانا یہ کافر ہے پھر اس نے کوڑے مارتے ہوئے اسے گڑھے میں داخل کر دیا تو میں جلدی سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: کیا تم نے اس شخص کو دیکھا تھا؟ میں نے عرض کی جی ہاں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ اللہ جل جلالہ کا دشمن ابوجہل بن ہشام تھا اور اسے قیامت تک یہ عذاب دیا جائے گا۔

(معجم اوسط للطبرانی' رق ۷/ ۲۸۷' رقم ۶۵۵۶' کتاب القبور لابن ابی الدنیا' ص ۴۷)

امام ابن ابی الدنیا علیہ الرحمہ نے حضرت سیّدنا شعبی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی:

Scanned with CamScanner

اس طرح صحابی فرماتے ہیں کہ میں میدان بدر سے گزر رہا تھا تو میں نے زمین سے ایک شخص کو باہر نکلتے ہوئے دیکھا اتنے میں اس کے ساتھ موجود دوسرے شخص نے اسے کوڑے مارتے ہوئے دوبارہ زمین میں لوٹا دیا کچھ دیر بعد وہ پھر باہر نکلا تو اس کے ساتھ پھر ویسا ہی ہوا اسی طرح چند مرتبہ ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ ابو جہل بن ہشام تھا اسے قیامت تک اسی طرح کا عذاب دیا جاتا رہے گا۔امام زرقانی علیہ الرحمہ نے شرح مواہب لدنیہ میں لکھا ہے:

وہ نامعلوم شخص جسے شعبی نے ذکر کیا ہے وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ ابوجہل کے ساتھ ایسے عذاب کو دیکھنے والے متعدد افراد ہوں۔

(زرقانی علی المواہب ۳۱۶/۲)

امام سمہودی علیہ الرحمہ نے ''الوفاء'' میں لکھا ہے: جان لو! بیشک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ کرنا اور شفاعت طلب کرنا نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ومرتبے سے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا قرب حاصل کرنا دراصل انبیاء و مرسلین علیہم السلام اور بزرگان دین کی سنت مبارکہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت و استغاثہ آپ کی ولادت اقدس سے قبل، دنیاوی حیات مبارکہ، عالم برزخ اور میدان قیامت ہر جگہ ثابت و محقق ہے۔ (خلاصۃ الوفاء باخبار المصطفیٰ للسمہودی ۱۳۷۱/۴)

ولادت سے پہلے سرکار کے وسیلے سے دعا مانگنے کا ذکر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری ولادت سے قبل آپ سے توسل واستمداد کے بارے میں انبیائے کرام علیہم السلام کے کثیر واقعات موجود ہیں ہم ان میں سے ایک معروف روایت لکھ رہے ہیں، جسے امام حاکم علیہ الرحمہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

☆لَمَّا اقْتَرَفَ آدَمُ الْخَطِيْئَةَ قَالَ يَا رَبِّ اَسْاَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لِمَا

غَفَرْتَ لِيْ : قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: يَا آدَمُ وَ كَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا وَلَمْ اَخْلُقْهُ؟ قَالَ يَا رَبِّ لِاَنَّكَ لَمَّا خَلَقْتَنِيْ بِيَدِكَ وَنَفَخْتَ فِيَّ مِنْ رُّوْحِكَ رَفَعْتُ رَاْسِيْ فَرَاَيْتُ عَلٰى قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَكْتُوْبًا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَعَرَفْتُ اَنَّكَ لَمْ تُضِفْ اِلٰى اِسْمِكَ اِلَّا اَحَبَّ الْخَلْقِ اِلَيْكَ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: صَدَقْتَ يَا آدَمُ! اِنَّهٗ لَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَيَّ اِذْ سَاَلْتَنِيْ بِحَقِّهٖ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ:

آدم علیہ السلام کی دعا کا ترجمہ

ترجمہ: جب حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی لغزش کا اعتراف کیا تو بارگاہ الٰہی میں عرض گزار ہوئے ''اے میرے رب! میں تجھ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں کہ میری بخشش فرما دے'' تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا: اے آدم! تو نے محمد کو کیسے پہچان لیا حالانکہ میں نے انہیں ابھی (ظاہری وجسمانی طور پر) انہیں پیدا ہی نہیں کیا؟ تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی' اے میرے رب! جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی برگزیدہ روح کو پھونکا تو میں نے سر کو اٹھایا پس عرش الٰہی کے پایوں پر یہ لکھا ہوا پایا۔ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' تو میں نے جان لیا کہ تیرے نام کے ساتھ صرف اسی کا نام ملا ہوا ہو سکتا ہے جس سے تو مخلوق میں سب سے زیادہ محبت فرماتا ہے' تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا: اے آدم! تو نے سچ کہا' بیشک وہ تمام مخلوق میں مجھے سب سے محبوب ہے اور جب تو نے مجھ سے اس کے وسیلے سے سوال کیا ہے تو میں تجھے بخشش دیتا ہوں اور اگر محمد نہ ہوتے میں تجھے پیدا ہی نہ کرتا۔

امام طبرانی علیہ الرحمہ نے اپنی روایت میں اتنا زیادہ لکھا ہے:

''وَهُوَ آخِرُ الْاَنْبِيَآءِ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ''

Scanned with CamScanner

ترجمہ: وہ تیری اولاد میں تمام نبیوں میں سے آخری ہوں گے۔

(مستدرک للحاکم ۳/ ۵۱۷، رقم ۴۲۸۶، معجم اوسط للطبرانی، رقم ۶۴۹۸، البدایہ والنہایہ لابن کثیر ۱/ ۱۲۷)

امام سبکی علیہ الرحمہ نے فرمایا: جب اعمال سے توسل کرنا جائز ہے جیسا کہ غار والوں کی صحیح حدیث میں موجود ہے حالانکہ اعمال بھی تو مخلوق ہی ہیں پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرنا تو بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا اور عموماً ہوتا بھی یوں ہی ہے کہ اگر کسی شخص کی دوسرے شخص کے یہاں کوئی قدر و منزلت ہو اور کوئی اس کی غیر موجودگی میں اس کے ذریعے سے استدعا کرے تو دوسرا شخص اپنے مقرب کی وجہ سے اسے عزت بخشتا ہے اور محبوب یا قابل تعظیم شخص کا ذکر باعث قبولیت ہوتا ہے۔

اور ان امور کو توسل، استغاثہ، شفاعت وغیرہ سے تعبیر کرنے میں کوئی خاطر خواہ فرق نہیں ہے، ان سب کا ماحصل یہ ہے کہ حاجت کے وقت اس شخصیت کے وسیلے سے اس ہستی کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کرانا ہے جس کی بارگاہ میں اس شخصیت کا مقام و مرتبہ ہے اور جو ہستی خود اس سے زیادہ مرتبے والی ہے۔

نابینا، بینا ہوگیا

یہ امام نسائی (اپنی سنن میں) اور امام ترمذی اپنی جامع کی: "کتاب الدعوات" میں حضرت سیّدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

اَنَّ رَجُلًا ضَرِيْرَ الْبَصَرِ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يُّعَافِيَنِيْ قَالَ اِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وَاِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قَالَ فَادْعُ. فَاَمَرَهٗ اَنْ يَتَوَضَّاَ فَلْيُحْسِنْ وُضُوْءَهٗ وَيَدْعُوْ بِهٰذَا الدُّعَاءِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى لِيْ: اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ:

ترجمہ: ایک نابینا شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر

ہوا اور عرض کی اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے دعا کیجئے کہ مجھے شفا عطا فرمائے، آپ نے فرمایا: اگر چاہو تو دعا کروں اور اگر چاہو تو صبر کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے تو اس نے عرض کی دعا فرمائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ جا کر اچھی طرح وضو کرو اور اس طرح مانگو۔

اے اللہ! میں تیرے نبی رحمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے تجھ سے سوال کرتا اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری یہ حاجت بر آئے، اے اللہ! تو میرے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت قبول فرما۔

☆ امام بیہقی علیہ الرحمہ نے اس روایت کی تصحیح کرتے ہوئے اتنے اضافہ کیا ہے:

فَقَامَ وَقَدْ اَبْصَرَ ترجمہ: جب وہ شخص کھڑا ہوا تو دیکھ رہا تھا۔

جبکہ ایک روایت میں ہے:

فَفَعَلَ الرَّجُلُ فَبَرَاَ ترجمہ: اس نے وہ عمل کیا تو صحت یاب ہوگیا۔

(سنن کبریٰ للنسائی، رقم ۱۰۴۱۹، سنن ترمذی، رقم ۳۵۷۸، دلائل النبوۃ للبیہقی، ۶/ ۱۶۶)

وصال کے بعد وسیلہ کا ثبوت

امام طبرانی "معجم کبیر" میں حضرت سیّدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: ایک شخص حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اپنی کوئی حاجت لے کر گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی جانب کوئی خاص توجہ نہیں فرمائی اور نہ ہی اس کی حاجت پوری فرمائی تو اس کی ملاقات عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو اس نے اپنے معاملے کی شکایت پیش کی، آپ نے فرمایا: وضو خانے جاؤ، وضو کرو اور پھر مسجد میں جا کر دو رکعت نماز ادا کرو پھر یوں دعا مانگو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى لِيْ:

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے تیرے نبی محمد نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں اور اے محمد! میں آپ کے رب جل جلالہ کی بارگاہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے ملتجی ہوں کہ میری حاجت پوری کر دی جائے۔

اور پھر اپنی حاجت طلب کرو۔ پس وہ شخص گیا اور اس نے ویسا ہی کیا پھر وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر حاضر ہوا تو دربان نے آ کر اس کا ہاتھ پکڑا اور حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا پس آپ نے اسے اپنے ساتھ چٹائی پر بٹھایا اور پوچھا تیری کیا حاجت ہے؟ اس نے اپنا سوال پیش کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے پورا کر دیا اور فرمایا: اگر کوئی اور حاجت بھی ہو تو ابھی مانگ لو؟

لمحہ بھر میں کام ہوگیا

اس نے عرض کی مزید کوئی حاجت نہیں، پھر وہ شخص وہاں سے نکلا تو حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا اللہ تعالیٰ جل جلالہ تمہیں جزائے خیر دے کہ اگر آپ ان کے پاس میرے لیے سفارش نہ کرتے تو شاید وہ میری جانب کوئی توجہ ہی نہ فرماتے اور نہ ہی میری حاجت پوری ہوتی۔

تو حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اس بارے میں ان سے کوئی بات نہیں کی البتہ معاملہ یوں ہے کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے اپنے اندھے پن کی شکایت کی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہارے لیے دعا کروں اور اگر تم چاہو تو صبر کرو۔

اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے پاس کوئی سہارے والا نہیں ہے اور مجھے اندھے پن سے بہت پریشانی ہوتی ہے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جاؤ وضو کر کے آؤ پھر دو رکعت نماز ادا کرو اور ان کلمات کے ساتھ دعا مانگو۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ابھی ہمیں کچھ ہی دیر گزری تھی اور ہم وہاں سے اٹھے بھی نہ تھے کہ وہ شخص آیا اور گویا اسے کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ (معجم کبیر للطبرانی، ۹/۱۸، معجم صغیر للطبرانی، ۱/۱۸۳، دلائل النبوۃ للبیہقی، ۶/۱۶۶)

مولیٰ علی کی والدہ ماجدہ کا وصال

امام طبرانی علیہ الرحمہ ''معجم کبیر اوسط'' میں حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: جب حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا جو کہ حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان کے سرہانے بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا: اے میری والدہ کے بعد میری ماں! اللہ تعالیٰ جل جلالہ تم پر رحم فرمائے پھر آپ نے ان کی مزید تعریف فرمائی اور اپنی چادر ان کے کفن کے لئے عطا فرمائی۔ اور اس طرح تلقین فرمائی:

اَللّٰهُ الَّذِیْ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ اِغْفِرْ لِاُمِّیْ فَاطِمَةَ بِنْتِ اَسَدٍ وَلَقِّنْهَا حُجَّتَهَا وَوَسِّعْ عَلَیْهَا مَدْخَلَهَا بِحَقِّ نَبِیِّكَ وَالْاَنْبِیَآءِ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِیْ فَاِنَّكَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ:

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جل جلالہ ہی زندگی اور موت دیتا ہے اور وہ خود زندہ ہے اسے موت نہیں، اے اللہ! میری ماں فاطمہ بنت اسد کی مغفرت فرما اور اسے سوالات میں آسانی عطا فرما اور اس کی قبر کو کشادہ فرما اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مجھ سے قبل انبیائے کرام علیہم السلام کے وسیلے سے، پس بیشک تو ہی سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر چار مرتبہ تکبیر پڑھی (نماز جنازہ ادا فرمائی) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہما و حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں قبر میں اتارا۔ (معجم کبیر للطبرانی ۲۴/۳۵۲، معجم اوسط للطبرانی، ۱/۱۵۲)

اس روایت سے پتہ چلا کہ انبیائے کرام علیہم السلام سے توسل کرنا حضور نبی کریم

Scanned with CamScanner

صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے تو امت محمدیہ اس بات کی زیادہ حقدار ہے کہ انہیں اس بات (اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صالحین کرام سے توسل کرنے) سے منع نہ کیا جائے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وصال کے بعد انہیں وسیلہ بنانے کا معنی یہ ہے کہ وہ اسی طرح دعا فرمائیں جیسا کہ اپنی دنیاوی حیات میں فرمایا کرتے تھے۔

وصال کے بعد حضرت عمر کے نام حضور علیہ السلام کا پیغام

امام بیہقی اور امام ابن ابی شیبہ حضرت مالک الدار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: لوگ حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں قحط سالی کا شکار ہو گئے تو ایک شخص نے قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! اپنی امت کے لئے بارش کی دعا فرمائیں وہ قحط سالی سے ہلاک ہوئی جاتی ہے' تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا:

عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے میرا سلام کہو اور انہیں خبر دے دو' تمہیں سیراب کیا جائے گا اور یہ بھی کہنا کہ امور سلطنت کے بارے میں مزید زیرکی و دانائی سے کام لیا کریں۔ پس اس شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر سنایا تو آپ رونے لگے پھر عرض کی اے میرے رب! میں اپنے طور پر کسی بھی طرح کی کوتاہی روا نہیں رکھتا سوائے اس کے کہ میں اس کام سے عاجز آ جاؤں:

(دلائل النبوۃ للبیہقی' ۴/۷/۴۷' تاریخ کبیر للبخاری' ۷/۴/۳۰۴' مصنف ابن ابی شیبہ' ۱۲/۳۱)

حضرت سیف (بن عمر الضبی) علیہ الرحمہ نے ''الفتوح'' میں روایت کیا ہے کہ وہ خواب دیکھنے والے صحابی رسول حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ تھے۔

اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عالم برزخ میں مدد طلب کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں اپنے رب تعالیٰ سے دعا مانگنا ناممکن

نہیں ہے نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا بھی علم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس بارے میں سوال کیا جا رہا ہے۔

یاد رہے! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے امور میں توسل کرنے سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی طرف سے عطا کردہ منصب شفاعت کے سبب اس سوال کے پورا کرنے پر قدرت رکھتے ہیں۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی طرف رجوع کیا جاتا ہے' جیسا کہ حدیث مبارکہ میں مذکور ہے کہ (حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا تھا کہ) ''میں جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی رفاقت کا سوال کرتا ہوں'' تو یہ اسی سبب سے تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تو اس دعا کی قبولیت کا سبب اور شفاعت کرنے والے ہیں۔

میدان قیامت اور توسل وشفاعت

اس بارے میں کثیر روایاتِ صحیحہ کے سبب اجماع قائم ہو چکا ہے' امام حاکم حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی' اے عیسیٰ! تم خود بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لاؤ اور جو لوگ تمہارے پیرو ہیں انہیں بھی حکم دو کہ وہ ان پر ایمان لائیں پس اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں آدم علیہ السلام کو بھی پیدا نہ کرتا اور اگر محمد نہ ہوتے تو میں جنت وجہنم کو بھی پیدا نہ کرتا' بیشک جب میں نے عرش کو پانی پر پیدا کیا تو وہ مضطرب تھا تب میں نے اس پر لکھا ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' تو اسے سکون ملا۔

(مستدرک للحاکم' ۳/۵۱۶' رقم ۴۲۸۵)

پھر بھلا کیوں نہ ہم ان سے شفاعت طلب کریں اور توسل کریں جن کا اپنے پروردگار کے نزدیک ایسا عظیم مقام ہے (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تو بہت بلند وبالا ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے) صالحین سے توسل کرنا بھی جائز ہے جیسا کہ امام سبکی علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا ہے۔

Scanned with CamScanner

امام مالک اور خلیفہ وقت کا مکالمہ

امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے سند جید کے ساتھ ''شفا شریف'' میں حضرت سیّدنا امام مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ امیر المؤمنین ابوجعفر نے ایک مرتبہ مسجد نبوی میں حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے کسی مسئلے کے بارے میں گفتگو کی تو حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے امیر المؤمنین! اس مسجد میں اپنی آواز کو بلند نہ کریں، بیشک اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ایک قوم کو اس بارگاہ کا ادب یوں سکھایا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۝ (سورة الحجرات ۴۹، آیت ۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو نبی (علیہ السّلام) کی آواز سے بلند مت کرو اور ان کے ساتھ اس طرح بلند آواز سے بات (بھی) نہ کیا کرو جیسے تم ایک دوسرے سے بلند آواز کے ساتھ کرتے ہو (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے سارے اعمال ہی (ایمان سمیت) غارت ہو جائیں اور تمہیں (ایمان اور اعمال کے برباد ہو جانے کا) شعور تک بھی نہ ہو۔

اور ایک قوم کی یوں تعریف بیان فرمائی:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ۝

(سورۃ الحجرات ۴۹، آیت ۳)

ترجمہ: بیشک جو لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بارگاہ میں (ادب و نیاز کے باعث) اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لئے چن کر خالص کر لیا ہے۔ ان ہی کے لئے بخشش ہے اور اجر عظیم ہے۔ جبکہ ایک قوم کی یوں مذمت بیان فرمائی:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۝

ترجمہ: بیشک جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مقام و مرتبہ اور آداب تعظیم کی) سمجھ نہیں رکھتے۔

(سورۃ الحجرات ۴۹، آیت ۴)

روضۂ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف منہ کر کے دعا مانگنا

بیشک وصال کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام اسی طرح ہوگا جیسا کہ حالت حیات میں تھا تو ابوجعفر گھبرا گیا اور عرض کرنے لگا اے ابوعبداللہ! کیا میں قبلے کی طرف منہ کر کے دعا مانگوں یا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب رخ کر کے؟ آپ نے فرمایا: تم ان سے اپنے رخ کو کیوں پھیرتے ہو؟ حالانکہ یہ تو تمہارے اور تمہارے والد حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کا بھی قیامت تک کے لئے وسیلہ ہیں، بلکہ آپ انہیں کی جانب رخ کریں اور ان سے شفاعت طلب کریں پس اللہ تعالیٰ جل جلالہ ان کی برکت سے شفاعت قبول فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۝ (سورۃ نساء ۴، آیت ۶۴)

ترجمہ: اور (اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول بھی ان کے لئے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اس وسیلہ اور شفاعت کی بنا پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے۔

پس ذرا امام مالک رضی اللہ عنہ کے اس کلام پر غور کرو جو زیارت روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، توسل اور دعا کے وقت ان کی طرف رخ کرنے اور حسن آداب جیسے کلام پر مشتمل ہے۔

Scanned with CamScanner

اُن کے جو "مہمان" ہو گئے

امام ابن جوزی علیہ الرحمہ نے "کتاب الوفا" میں حضرت ابوبکر بن المقری علیہ الرحمہ سے نقل کیا ہے: میں (امام ابوبکر مقری)، امام طبرانی (امام ابوالقاسم سلیمان) اور امام ابوالشیخ (ابومحمد عبداللہ المعروف ابوالشیخ اصفہانی) حرمِ رسول میں موجود تھے اور ہمیں شدید بھوک لگی ہوئی تھی، جب عشاء کا وقت آیا تو ہم نے قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر عرض کی، یارسول اللہ! بھوک لگ رہی ہے، پھر میں نے منہ پھیرا تو حضرت ابوالقاسم نے فرمایا: اب بیٹھ جاؤ کہ اب یا تو کوئی رزق آئے گا یا پھر موت، حضرت ابوبکر فرماتے ہیں کہ پھر میں اور ابوالشیخ سو گئے جبکہ طبرانی انتظار کرتے رہے کہ اچانک دروازے پر ایک علوی (حضرت علی مرتضیٰ کی اولاد میں سے) آیا اور دروازہ کھٹکھٹانے لگا تو ہم نے دروازہ کھولا، تو اس کے ساتھ دو غلام تھے اور ان کے پاس تھیلے میں کھانے کی بہت ساری چیزیں تھیں تو ہم بیٹھ کر کھانے لگے اور گمان کرنے لگے کہ باقی بچا ہوا کھانا غلام اپنے ساتھ واپس لے جائیں گے لیکن وہ لوگ سب کچھ ہمارے ہی پاس چھوڑ کر واپس چلے گئے۔ جب ہم کھانا کھا چکے تو اس علوی شخص نے کہا، کیا تم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی شکایت کی تھی؟ بیشک میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ سامان وغیرہ تمہارے پاس لانے کا حکم ارشاد فرمایا: امام (شیخ الشام ابوعبداللہ احمد بن یحییٰ) ابن الجلاء علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوا اور حالت یہ تھی کہ میں کئی روز سے فاقہ کر رہا تھا پس میں قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر آیا اور عرض کی میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان ہوں، یہ کہہ کر میں سو گیا پھر میں نے خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک روٹی عطا فرمائی پس میں نے خواب ہی میں آدھی روٹی کھالی پھر اچانک میں بیدار ہوا تو آدھی روٹی میرے ساتھ ہی میں تھی۔

میں میں نیند سے بیدار ہوا تو آدھی روٹی میرے ہاتھ میں تھی

امام ابوالخیر اقطع (تیناتی مغربی) علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں مدینہ منورہ میں فاقوں کی حالت میں حاضر ہوا حتیٰ کہ پانچ دن مزید ایسے گزرے کہ میں نے کوئی چیز نہیں چکھی تو میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس حاضر ہوا اور میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر سلام پیش کیا اور عرض کی:

یارسول اللہ! میں آپ کا مہمان ہوں؟ اتنا عرض کر کے میں مزار شریف کے قریب ہی سو گیا تو میں نے خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی دریں حال کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف تھے اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے اٹھایا اور فرمانے لگے اٹھو! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں تو میں فوراً کھڑا ہوا اور آگے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک روٹی عطا فرمائی اس میں سے میں نے آدھی کھالی اور جب میں بیدار ہوا تو باقی آدھی روٹی میرے ہاتھوں میں تھی۔

امام ابوعبداللہ محمد بن ابی زرعی صوفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد کے ساتھ مکہ معظمہ کا سفر کیا، ہمارے ساتھ عبدالرحمٰن خفیف بھی تھے، ہمیں شدید فاقہ لاحق ہو گیا۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں داخل ہوئے اور رات خالی پیٹ ہی گزاری اور میں ابھی بالغ نہیں ہوا تھا (برداشت نہ کر سکنے کی وجہ سے) میں بار بار اپنے والد کے پاس آتا اور کہتا کہ مجھے بھوک لگی ہوئی ہے، میرے والد روضۂ اقدس پر حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! میں آج رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان ہوں اور مراقبہ میں سر جھکا کر بیٹھ گئے۔

Scanned with CamScanner

دریا بہادیے ہیں دُرے بہادیے ہیں

کچھ دیر بعد انہوں نے سر اٹھایا تو کبھی وہ روتے اور کبھی ہنستے ان سے وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے بتایا کہ مجھے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دیدار سے نوازا اور مجھے کچھ درہم عنایت فرمائے ہیں۔ انہوں نے ہاتھ کھولا تو درہم موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ان میں ایسی برکت عطا فرمائی کہ ہم شیراز لوٹنے تک ان میں سے خرچ کرتے رہے۔

امام احمد بن صوفی علیہ الرحمہ کہتے ہیں: میں تین ماہ بادیہ پیمائی کرتا رہا' میرے جسم کی کھال پھٹ گئی اس کے بعد میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام عرض کیا' پھر سو گیا خواب میں مجھے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جمال جاں افروز سے سرفراز فرمایا اور ارشاد فرمایا: احمد! آ گئے ہو؟ عرض کی: جی ہاں اور حضور میں بھوکا ہوں اور آپ کا مہمان ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اپنے دونوں ہاتھ کھولو' میں نے دونوں ہاتھ گدایانہ انداز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پھیلا دیئے تو آپ نے میرے دونوں ہاتھ درہموں سے بھر دیئے' میں بیدار ہوا تو دونوں ہاتھ درہموں سے بھرے ہوئے تھے' میں اٹھا اور اپنے لیے روٹی خریدی اور فالودہ خریدا اور کھا کر اسی وقت جنگل کا رخ کیا۔

مؤذن کو تھپڑ مارنے کی سزا

امام ابن عساکر علیہ الرحمہ نے اپنی تاریخ میں سند کے ساتھ حضرت ابو القاسم ثابت بن احمد بغدادی علیہ الرحمہ سے نقل کیا ہے: انہوں نے شہر مدینہ میں قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ایک شخص کو دیکھا جو اذان دے رہا تھا۔ جب اس شخص نے کہا: ''اَلصَّلٰوۃُ

خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ'' تو مسجد نبوی کے ایک خادم نے آ کر اسے تھپڑ مارا وہ شخص رونے لگا اور عرض کی یا رسول اللہ! آپ کے دربار میں میرے ساتھ ایسا سلوک کیا جا رہا ہے؟ (اتنا عرض کرنا تھا کہ) اس خادم کو فوراً فالج ہوا تو اسے اٹھا کر گھر لے جایا گیا جہاں تین دن کے اندر اس کا انتقال ہو گیا۔

پکارو یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

ماقبل جتنے واقعات مذکور ہوئے انہیں امام ابن جوزی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''الوفاء'' میں نقل کیا ہے نیز ان کے علاوہ امام محمد بن موسیٰ بن نعمان (مزالی مراکشی) نے اپنی کتاب (**مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلاۃ واذکی السلام فی الیقظۃ والمنام**) میں بھی ذکر کیا ہے (اس کتاب کا شاندار ترجمہ علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ نے کیا ہے جو ''پکارو یا رسول اللہ'' کے نام سے مکتبہ قادریہ لاہور سے شائع ہو چکا ہے)۔

امام ابن نعمان (صاحب کتاب ''مصباح الظلام'') نے ان افراد سے نقل کیا جن کے ساتھ یہ واقعہ ہوا یا کسی دوسرے شخص سے نقل کیا ہے:

میں نے ابو اسحاق ابراہیم بن سعد علیہ الرحمہ کو فرماتے سنا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں تھا اور میرے ساتھ تین فقراء بھی تھے ہم سب فاقے کی لپیٹ میں آ گئے' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! ہمارے پاس کچھ نہیں ہے' ہمارے لیے کسی بھی چیز کے تین سیر کافی ہیں؟ کچھ دیر کے بعد مجھے ایک شیخ ملا انہوں نے مجھے تین سیر عمدہ کھجوریں دے دیں۔

میں نے ابو محمد عبدالسلام بن عبدالرحمٰن حسینی الفاسی علیہ الرحمہ کو فرماتے ہوئے سنا:

میں تین دن تک مدینہ منورہ میں مقیم رہا اور کچھ بھی کھانے کو نہیں ملا تو بے قرار ہو کر منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور دو رکعت نماز ادا کی اور عرض کی: اے جد امجد! ابھی میں نیند ہی میں تھا کہ کسی نے آ کر مجھے اٹھایا تو میں اٹھ گیا' کیا دیکھتا ہوں کہ ایک

Scanned with CamScanner

شخص کے ہاتھوں میں لکڑی کا پیالہ ہے جس میں ثرید' گوشت' گھی اور دیگر کھانے کا سامان ہے' اس شخص نے مجھ سے کہا کہ کھاؤ' میں نے کہا یہ کہاں سے لائے ہو؟ اس نے کہا میرے چھوٹے بچے تین دن سے ایسے کھانے کی آرزو کر رہے تھے سو آج میں نے کچھ کام کیا جس کے نتیجے میں یہ کھانا تیار ہوا پھر میں سو گیا تو خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تمہارے ایک بھائی نے ایسے کھانے کی آرزو کی ہے اسے بھی کھلاؤ۔

کیسا تھا وہ جام شیر

میں نے شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابی الامان علیہ الرحمہ کو فرماتے ہوئے سنا: میں مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے محراب کے پیچھے تھا اور سید مکثر قاسمی اسی محراب کے پیچھے سوئے ہوئے تھے کہ اچانک وہ بیدار ہوئے اور پھر بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے سلام عرض کیا اور ہمارے پاس تشریف لائے تو مسکرا رہے تھے۔ روضۂ مقدسہ کے خادم شمس الدین صواب نے ان سے پوچھا کہ آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ میں فاقے میں مبتلا تھا' میں گھر سے نکلا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے پاس آیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ کرتے ہوئے عرض کی کہ میں بھوکا ہوں' پھر میں سو گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور آپ نے مجھے دودھ کا پیالہ عطا فرمایا' میں نے وہ پی لیا یہاں تک کہ میں سیر ہو گیا اور وہ یہ ہے' انہوں نے اپنے منہ سے دودھ نکال کر اپنے ہاتھ پر ڈالا جو ہم نے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا۔

☆ میں نے عبداللہ بن حسن دمیاطی علیہ الرحمہ کو فرماتے ہوئے سنا: مجھے شیخ عبدالقادر تنیسی نے ''دمیاط'' کی سرحد گے پاس بیان کیا کہ میں فقراء کے طریقے پر چل رہا تھا اور اسی حال میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا اور بھوک کی شکایت پیش کی' میں نے گندم کی روٹی' گوشت اور کھجور کی

خواہش کا اظہار کیا' روضۂ مقدس کی زیارت کے بعد میں آگے بڑھ گیا' نماز پڑھی اور سو گیا۔

اچانک میں نے محسوس کیا کہ کوئی شخص مجھے نیند سے بیدار کر رہا ہے' میں اٹھا اور اس کے ساتھ چل دیا' وہ صورت و سیرت کے اعتبار سے حسین و جمیل جوان تھا' اس نے مجھے ثرید (شوربے میں بھیگی ہوئی روٹی) کا پیالہ پیش کیا' اس میں بکری کا گوشت تھا' صیحانی (مدینہ منورہ کی کھجوروں کی ایک قسم) کی کئی تہیں تھیں نیز بہت سی روٹیاں تھیں جن میں جو کی روٹیاں بھی شامل تھیں' میں نے سب کچھ کھایا تو اس شخص نے مجھے تھیلے میں گوشت' روٹی اور کھجور ڈال کر دیں' اس نے بتایا کہ میں چاشت کی نماز کے بعد سویا ہوا تھا' مجھے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ نے مجھے یہ سب کچھ کرنے کا حکم دیا جو میں نے کیا ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی تمہاری طرف میری رہنمائی فرمائی اور روضہ مبارکہ میں تمہاری جگہ بھی بتائی اور تمہارے بارے میں بتایا کہ تم نے ان چیزوں کی درخواست کی ہے۔

نہیں دیکھی جاتی مشقت کسی کی

میں نے اپنی دوست علی بن ابراہیم بن سوار بوصیری کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں نے عبدالسلام بن ابی القاسم صقلی کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ ایک معتبر آدمی نے ان سے بیان کیا جس کا نام وہ بھول گئے: اس شخص نے بیان کیا کہ میں مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں تھا اور میرے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں تھی۔ میں کمزور ہو گیا تو میں حجرۂ مبارک پر حاضر ہوا (جس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آرام گاہ ہے) اور عرض کی: اے اولین و آخرین کے سردار! میں مصر کا باشندہ ہوں' مجھے آپ کے پڑوس میں پانچ مہینے ہو گئے ہیں اور میں (فاقوں کے سبب) کمزور ہو گیا ہوں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ کسی شخص کو میرے لیے مقرر فرمائیں کہ وہ مجھے پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے یا یہاں سے نکلنے

Scanned with CamScanner

کا انتظام کر دے‘ پھر میں نے حجرۂ مقدسہ کے پاس چند دعائیں مانگیں اور منبر کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔

اچانک ایک شخص حجرۂ مبارکہ کے پاس آیا اور کچھ دیر کھڑا ہو کر گفتگو کرتا رہا‘ وہ کہہ رہا تھا اے جدِ کریم! اے جدِ کریم! پھر وہ آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا اٹھو‘ میں اٹھ کر اس کے ساتھ چل دیا‘ وہ باب جبرائیل سے نکلا اور جنت البقیع کی طرف روانہ ہو گیا‘ اس سے بھی گزر کر آگے بڑھ گیا‘ وہاں ایک خیمہ لگا ہوا تھا‘ ایک لونڈی اور ایک غلام بھی موجود تھا‘ اس شخص نے ان دونوں کو حکم دیا کہ اٹھو اور اپنے مہمان کے لئے کھانا تیار کرو‘ غلام اٹھا اس نے لکڑیاں جمع کیں اور آگ جلائی تو لونڈی نے اٹھ کر آٹا گوندھا اور گندم کی روٹی پکائی۔

اتنی دیر تک اس شخص نے مجھے گفتگو میں مصروف رکھا‘ یہاں تک کہ لونڈی روٹی لے آئی اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا‘ لونڈی گھی کا برتن لے آئی‘ گھی روٹی پر ڈالا‘ صیحانی کھجوریں بھی لے آئی‘ ان کو ملا کر عمدہ کھانا تیار کیا‘ اس شخص نے کہا: کھاؤ میں نے تھوڑا سا کھانا کھایا اور ہاتھ روک لیا‘ اس نے کہا اور کھاؤ‘ میں نے تھوڑا سا اور کھایا اور ہاتھ روک لیا‘ اس نے کہا: اور کھاؤ پھر میں نے کچھ کھایا پھر اس نے کہا: کھاؤ‘ میں نے کہا: جناب میں نے کئی مہینوں سے گندم کی پکی ہوئی چیز نہیں کھائی لہٰذا اب مزید نہیں کھا سکتا۔

کھانے کا مستقل انتظام ہو گیا

اس نے آدھا حصہ جو الگ تھا اور جو کچھ مجھ سے بچا تھا وہ سب ایک تھیلی میں ڈالا‘ دو صاع کھجوریں تھیلی میں ڈالیں اور مجھ سے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے بتایا کہ میرا نام فلاں ہے۔ اس شخص نے مجھے کہا کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ آئندہ میرے جدامجد کی بارگاہ میں شکایت نہ کرنا کیونکہ آپ کو یہ بات گراں گزرتی ہے‘ اس وقت کے بعد جب بھی آپ کو بھوک لگے تو آپ کا رزق آپ کے پاس پہنچ جائے گا‘ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کسی شخص کو بھیج دے جو تمہارے یہاں سے روانہ ہونے کا ذریعہ بن جائے اور غلام کو کہا کہ اس شخص کو میرے جدامجد صلی اللہ علیہ وسلم

کے حجرۂ مبارک کے پاس چھوڑ آؤ‘ میں اس غلام کے ساتھ بقیع شریف کی طرف چل دیا‘ میں نے اسے کہا: تم واپس جاؤ اب میں پہنچ جاؤں گا‘ اس نے کہا جناب واللہ! میں آپ کو حجرۂ مبارکہ تک پہنچائے بغیر واپس نہیں جا سکتا ورنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے آقا کو اس کی اطلاع دے دیں گے‘ وہ غلام مجھے حجرہ شریف تک پہنچا کر واپس چلا گیا۔

میں وہ کھانا جو اس شخص نے دیا تھا چار دن تک کھاتا رہا پھر مجھے بھوک محسوس ہوئی تو وہی غلام میرے لیے کھانا لے آیا‘ اسی طرح وقت گزرتا رہا‘ جب مجھے بھوک محسوس ہوتی وہ غلام کھانا دے جاتا‘ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ایک جماعت کو میرے لیے سبب بنا دیا‘ میں ان کے ساتھ ''ینبع'' کی طرف روانہ ہو گیا اور یہ سب کچھ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے تھا۔

حضور نے اپنی امت کی خدمت اپنی اولاد سے کروائی

امام ابن نعمان (صاحب کتاب ''مصباح الظلام'') اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوالعباس احمد بن نفیس مقری تیونسی علیہ الرحمہ سے نقل کرتے ہیں:

میں مدینہ منورہ میں تین دن تک بھوکا رہا پھر میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں بھوکا ہوں؟ اس کے بعد میں نے ہلکی سی نیند لی تھی کہ ایک لڑکی نے مجھے پاؤں سے اٹھایا اس کے اشارے پر میں اس کے ساتھ ہو لیا اس کے گھر پہنچا تو اس نے مجھے گندم کی روٹی‘ کھجور اور گھی کھانے کو دیا اور کہنے لگی: اے ابوالعباس! کھاؤ مجھے میرے جدامجد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا حکم دیا ہے اور آئندہ بھی تمہیں بھوک پریشان کرے تو ہمارے پاس چلے آنا۔

امام ابوسلیمان داؤد علیہ الرحمہ نے اپنی تصنیف ''الزیارۃ'' (البیان والانصار فی زیارۃ النبی المختار) میں ماقبل واقعات کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: ان تمام واقعات میں ایک بات واضح ہوتی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کرنے والوں کی حاجت بر لانے کے لئے جنہیں حکم دیا تو وہ سب افراد سادات کرام ہی تھے۔

Scanned with CamScanner

خصوصاً جبکہ کسی کو کھانا کھلانے کا معاملہ تھا تو اس میں خاص سادات ہی کو حکم دیا گیا کیونکہ اخلاقی اقدار کی بلندی کا بھی یہی تقاضا ہے کہ جب کوئی مفلس سوال کرے تو اولاً خود عطا کرے یا پھر اپنے قریبی اہل وعیال کے ذریعے دے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ کی بھی یہی شایاں ہے کہ پہلے تو بذات خود کرم فرماتے ہیں یا پھر اپنی اولاد کے ذریعے نوازتے ہیں۔

امام سیّد سمہودی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس بارے میں بہت سے واقعات موجود ہیں بلکہ کچھ تو ہمارے ساتھ بھی ہوئے ہیں پھر آپ نے اپنے واقعات میں سے بھی کچھ بیان کیے لیکن ہم یہاں اختصار کے پیش نظر انہیں چھوڑ دیتے ہیں۔

اہل قبور سے استمداد کا انکار کیوں؟

امام شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمہ شرح مشکوٰۃ المصابیح اور اپنی دیگر تصانیف میں لکھتے ہیں: اہل قبور سے استمداد کا بعض فقہاء نے انکار کیا ہے' ان کا انکار اگر اس بناپر ہے کہ اہل قبور کو زائرین اور ان کے احوال کا علم نہیں ہے اور وہ (اہل قبور) ان کی بات نہیں سنتے تو اس کا بطلان ثابت ہو چکا ہے اور اگر انکار اس بناپر ہے کہ اہل قبور کو اس جگہ قدرت وتصرف حاصل نہیں ہے حتیٰ کہ امداد کریں بلکہ وہ قید ہیں انہیں منع کیا گیا ہے' اور وہ لاحق ہونے والی مشقت اور سختی میں مصروف ہیں جس نے انہیں دوسروں سے روک رکھا ہے' تو میں کہتا ہوں کہ یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے' خصوصاً متقین (کے حق میں) جو اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے دوست ہیں' ہو سکتا ہے کہ ان کی روحوں کو برزخ میں قرب اور قدر ومنزلت حاصل ہو جائے اور ان کا وسیلہ پکڑنے والے زائرین کی حاجتوں کی طلب' دعا اور شفاعت کی قدرت مل جائے جیسا کہ قیامت کے دن ہوگا تو اس کی نفی پر کونسی دلیل ہے؟؟

علامہ قاضی بیضاوی نے "وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا" کی میں تفسیر بدن سے جدا ہوتے وقت نفوس فاضلہ کی صفات کے ساتھ کی ہے کہ انہیں جسموں سے کھینچ کر نکالا جاتا ہے اور وہ خوشی خوشی عالم ملکوت کی طرف چلے جاتے ہیں' وہاں سیر کرتے ہیں اور حضائر قدس کی

Scanned with CamScanner

طرف سبقت کرتے ہیں پس وہ شرافت اور قوت میں ''مدبرات'' میں سے ہو جاتے ہیں۔

منکرین توسل واستمداد کے لئے

کاش ہمیں علم ہوتا کہ یہ فرقہ جس استمداد وامداد کا انکار کرتا ہے اس سے کیا مراد ہے؟ جہاں تک ہم سمجھتے ہیں' وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف محتاج وفقیر دعا کرنے والا' اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے دعا کرتا ہے اور بارگاہ رب العزت سے اپنی حاجت طلب کرتا ہے' اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی بارگاہ میں مقرب' معظم ہستی کی روحانیت کو وسیلہ بناتا ہے اور کہتا ہے اے مولیٰ! اس بندۂ کریم کی برکت سے جس پر تو نے رحمت اور سرفرازی فرمائی ہے اور تیرا خاص لطف وکرم اس کی طرف مبذول ہے' میری حاجت پوری فرمادے کہ تو کریم حاجت روا ہے' یا اس بندۂ مکرم کو ندا کرتا ہے کہ اے بندۂ خدا! اے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے ولی! میری سفارش کیجئے اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے دعا کیجئے کہ میرا مقصد ومدعا پورا فرمائے اور میری حاجت برلائے۔

پس عطا فرمانے والا اور جس سے سوال کی امید ہے وہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ ہی ہے' یہ بندہ درمیان میں صرف وسیلہ ہے' ''قادر'' ''فاعل'' اور ''وجود میں تصرف فرمانے والا'' صرف اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ ہے' اولیاء اللہ اپنے رب کے فضل اور اس کی قدرت اور اس کے غلبے کے سامنے فانی وعاجز ہیں' ان کے لئے (حقیقی) فعل قدرت اور تصرف نہ اب ثابت ہے اور نہ ہی اس وقت ثابت تھا جب وہ دنیا میں زندہ تھے (ذاتی تصرف ورنہ عطائی کی شیخ اگلی عبارات میں خود وضاحت کر رہے ہیں) امداد واستمداد اس معنی کے لحاظ سے جو ہم نے ذکر کیا (اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی عطا سے) اگر موجب شرک اور ماسوی اللہ کی طرف توجہ کا سبب ہے جیسا کہ منکر گمان کرتے ہیں تو چاہیے کہ صالحین اور اولیاء اللہ سے ان کی ظاہری حیات میں بھی توسل اور ان سے دعا کی درخواست ممنوع ہو حالانکہ یہ ممنوع نہیں بلکہ بالاتفاق مستحب ومستحسن اور دین میں شائع اور متعارف ہے۔

اگر منکرین (مسئلہ امداد و توسل) کہیں کہ یہ حضرات وفات کے بعد معزول ہو گئے ہیں اور اس حالت اور کرامت سے باہر جا چکے ہیں جو کہ انہیں دنیاوی زندگی میں حاصل تھی تو ہم پوچھتے ہیں کہ اس پر تمہارے پاس کیا دلیل ہے؟ اگر کہیں کہ وفات کے بعد لاحق ہونے والی آفات کے سبب انہیں روک دیا گیا ہے اور وہ ان آفات کی طرف متوجہ ہو چکے ہیں تو جواب یہ ہے کہ یہ کلیہ نہیں ہے اور نہ ہی اس پر کوئی دلیل ہے کہ یہ مشغولیت قیامت کے دن تک مسلسل جاری رہے گی۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ مخلوق کی طرف توجہ ہمیشہ نہ ہو اور استمداد کا فائدہ عام نہ ہو بلکہ ممکن ہے کہ بعض حضرات عالم قدس کی طرف منہمک ہوں اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی صفات کی طرف ان کی محویت کا یہ عالم ہو کہ نہ تو ان کی توجہ دنیا کی طرف ہو اور نہ ہی انہیں احساس ہو اور وہ (اس محویت کے باعث) دنیا میں کوئی تصرف اور تدبیر بھی نہ کر سکتے ہوں جیسا کہ اس جہان میں بھی مجذوبوں اور اصحاب ہوش کے حال کا فرق ظاہر ہوتا ہے۔

لیکن مطلقاً استمداد و توسل کی نفی کرنے کی کوئی وجہ نہیں اور نہ ہی کوئی دلیل اس انکار پر موجود ہے بلکہ اس انکار کے خلاف پر دلائل قویہ قائم ہیں۔

یہ عقیدہ کب گناہ ہوگا؟

ہاں! اگر زائرین میں سے کسی کا یہ عقیدہ ہو کہ اہل قبور مستقل طور پر متصرف اور قادر ہیں اور انہیں (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی طرف متوجہ ہونے اور اس سے درخواست کرنے کی حاجت نہیں ہے جیسے کچھ جاہل اور غافل عوام عقیدہ رکھتے ہیں اور ایسے کام کرتے پھرتے ہیں جو دین میں حرام اور ممنوع ہیں مثلاً قبر کو بوسہ دینا' اسے سجدہ کرنا اور اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا وغیرہ ایسے امور جن سے شریعت نے منع کیا اور ڈرایا ہے بلکہ بعض نے تو قبر کی طرف سجدہ کرنے کو کفر لکھا ہے (جبکہ بہ نیت عبادت ہو) تو یہ عقیدہ و افعال ممنوع و حرام ہوں گے اور عوام کا فعل لائق اعتبار نہیں ہے بلکہ وہ اس بحث ہی سے خارج ہے۔ حاشا و کلا کہ شریعت کا عالم اور احکام دین کی معرفت رکھنے

والا کوئی شخص ایسا عقیدہ رکھے اور ایسے کام کرے۔

کاملین کی ارواح سے اہل کشف مشائخ کی استمداد اور استفادہ کی روایات بے شمار ان کی کتابوں میں مذکور اور جہاں بھر میں مشہور و معروف ہیں لہٰذا میں یہاں ان کے ذکر کی حاجت نہیں۔ نیز ہو سکتا ہے کہ متعصب و منکر کو (اپنے خبث باطن کی بنا پر) بزرگان دین کے کلمات فائدہ نہ دیں' ہم اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے اس بارے میں عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

زیارت قبور کا مسنون طریقہ

ہاں! زیارت قبور کا سنت طریقہ یہ ہے کہ اہل قبور کو سلام کیا جائے' ان کے لئے استغفار کیا جائے اور تلاوت قرآن (کر کے انہیں ایصال ثواب) کیا جائے لیکن ان کاموں سے استمداد کی نفی تو لازم نہیں آتی' پس زیارت دراصل اہل قبور کی امداد اور ان سے استمداد دونوں ہی طور پر ہوتی ہے اور اس معاملے میں زائرین اور جن کی زیارت کی جاتی ہے' دونوں کی حالتیں مختلف ہوتی ہیں۔ (اشعۃ اللمعات' باب حکم الاسراء ج 231,234/5)

میں (امام محمد عابد سندی) کہتا ہوں: سنت سے بھی استمداد کا ثبوت موجود ہے امام ابن عساکر علیہ الرحمہ اپنی تاریخ میں اور امام ابن جوزی علیہ الرحمہ "مثیر الغرام" میں اور امام ابن نجار ("الدرۃ الثمینۃ فی اخبار المدینۃ" میں) اپنی اپنی سندوں کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ محمد بن حرب ہلالی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک پر حاضر ہوا' زیارت کی اور ایک جانب ہو کر بیٹھ گیا اتنے میں ایک اعرابی شخص آیا جبکہ حضرت ابوسعید سمعانی علیہ الرحمہ کی روایت جو حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں مذکور ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کے تین دن بعد ایک اعرابی شخص آیا اور خود کو تربت اقدس پر گرا دیا اور قبر انور کی مٹی اٹھا کر اپنے سر ڈالنے لگا اور کہتا جا رہا تھا کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی اللہ کا یہ فرمان سنا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ

Scanned with CamScanner

لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ○ (سورۂ نساء ۴ آیت ۶۴) ترجمہ: اور (اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول بھی ان کے لئے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اس وسیلہ اور شفاعت کی بنا پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے) اور میں بھی اپنی جان پر ظلم کر کے آپ کے دربار میں حاضر ہو گیا ہوں کہ میری بخشش ہو جائے تو قبر انور سے آواز آئی: اَنَّهٗ قَدْ غُفِرَ لَكَ (میرے دربار میں حاضر ہونے والے مایوس نہ ہو) تمہاری مغفرت کر دی گئی ہے۔

بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

تو یہ واقعہ صحابہ کرام کی موجودگی میں ہوا اور کسی ایک صحابی نے بھی اس اعرابی کے کام و کلام پر اعتراض نہیں کیا تو گویا اس پر ان کا اجماع ہو گیا اور ذہن نشین رہے کہ یہ تمام باتیں انبیائے کرام کے علاوہ میں ہیں کہ بے شک انبیائے کرام کی حیات مبارکہ میں کسی ایک عالم نے بھی اختلاف نہیں کیا۔

☆ امام ابوداؤد علیہ الرحمہ کی حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ حدیث: ''مَا مِنْ اَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ'' کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر سلام بھیجے لیکن اللہ تعالیٰ میری روح کو واپس کر دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (ابی داؤد: کتاب المناسک: باب: زیارۃ القبور: ص ۳۵۳: رقم: ۲۰۴۱: مسند احمد: ۱۶/۴۷۷: رقم: ۱۰۸۱۵: السنن الکبریٰ للبیہقی: ۵/۴۰۲: رقم: ۱۰۲۷۰: شعب الایمان: ۶/۵۲: رقم: ۳۸۶۴: المعجم الاوسط: ۳/۲۶۲: رقم: ۳۰۹۲: مجمع البحرین للہیثمی: ۸/۲۵: رقم ۶۴۸)

سے جو اشکال پیدا ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں مخاطب کی عقل و فہم کے لحاظ سے کلام کیا گیا ہے کہ ان کے نزدیک سننے کے لئے روح کا لوٹایا جانا ضروری ہے گویا کہ یوں کلام فرمایا: میں سب کا سلام سنتا ہوں اور سب ہی کو جواب سے نوازتا ہوں تو (وصال ظاہری کے بعد) پہلے سلام کے وقت روح اقدس لوٹا دی گئی اور پھر قبض

نہیں کی گئی کیونکہ بار بار روح اقدس کا لوٹایا جانا تو بے شمار مرتبہ وصال کو مستلزم ہے (جو کہ نصوص قرآنی اور عقلی دلائل کے بھی خلاف ہے) یا پھر لوٹائے جانے سے مراد معرفت ربانی کے استغراق سے افاقہ ہے پس اس طور پر یہ بارگاہ عظیمہ سے بشری اوصاف کی طرف التفات روحانی ہوگا جیسا کہ ''خلاصۃ الوفا'' میں امام بیہقی علیہ الرحمہ سے نقل کیا گیا ہے۔

عقیدۂ حیات النبی (صلی اللہ علیہ وسلم)

امام ابن حجر مکی شافعی علیہ الرحمہ نے ''الجوہر المنظم'' میں لکھا ہے: روح کے لوٹائے جانے پر تو اجماع قائم ہو چکا ہے لہٰذا اس میں تو کوئی اختلاف ہی نہیں، اختلاف تو صرف گفتگو نہ کرنے کے بارے میں ہے کہ جیسا کہ علمائے کرام نے اس بارے میں وضاحت کر دی ہے۔ پس بیشک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دائمی طور پر حیات ہیں کیونکہ یہ بات محال ہے کہ دنیا بھر میں صبح و شام میں کوئی ایک بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام نہ بھیجے۔

اور یہ توجیہ بطور خاص سلام کرنے والے کے حاضر نہ ہونے کی شرط صورت میں ہے۔ اگرچہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو یہ شان ہے کہ) سلام کرنے والا کائنات کے کسی بھی گوشے سے سلام بھیجے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے جواب ارشاد فرماتے ہیں جیسا کہ حدیث کے ظاہر سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے لیکن دائمی حیات کے پائے جانے سے ہمیشہ گفتگو کا بھی پایا جانا لازمی نہیں (یہ امام ابن حجر مکی کا ذاتی استدلال ہے۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے اس موضوع پر تفصیلی کلام اپنے رسالہ ''انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء'' میں لکھا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام اپنے سلام دلنشین سے جواب عنایت فرماتے ہیں گویا کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ آپ کو سلام کا جواب دینے کے لئے نطق کی قوت عطا فرما دیتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہ السلام کی حیات مبارکہ پر کثیر دلائل موجود

Scanned with CamScanner

ہیں جن کی وسعت کے یہ اوراق متحمل نہیں۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے اس بارے میں بہت سے رسائل تحریر فرمائے ہیں: (انبیاء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء اور تنویر الحلک فی امکان رؤیۃ النبی والملک وغیرہ)

اوران کی ذات والا صفات سے استمداد کرنا ہر زمانے میں معمول رہا ہے حتیٰ کہ خلافت راشدہ میں بھی اس کا معمول رہا جیسا کہ حضرت عتبی رضی اللہ عنہ کا واقع ان (صحابہ کرام) کے زمانے میں ہوا اور علم ہونے کے باوجود انہوں نے اس پر کوئی انکار نہیں فرمایا۔ اس لیے اب بھی کسی کو اس بارے میں شک وشبہ کرنے اور اس کے ناجائز ہونے کے بارے میں کلام کرنے کی ضرورت نہیں ہونی چاہیے۔

غیر انبیاء سے استمداد کا مسئلہ

باقی رہا اولیاء اللہ اور صالحین کا معاملہ! تو کیا ان سے استمداد کرنے کے بارے میں علماء ومحدثین سے کوئی دلیل منقول ہے؟ ہاں امام ابن جوزی علیہ الرحمہ نے ''صفۃ الصفوۃ'' میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم حربی نے فرمایا: حضرت سیّدنا معروف کرخی رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک قبولیت کے لئے اکسیر ہے۔

سیّدنا امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی قبر انور قبولیت دعا کے لئے تریاق مجرب ہے' مشائخ عظام میں سے ایک (غالباً شیخ عقیل منجی مراد ہیں) نے فرمایا:

میں نے چار مشائخ کو دیکھا ہے کہ وہ اپنی قبور میں اسی طرح تصرف کرتے ہیں جس طرح اپنی زندگی میں تصرف کرتے تھے یا اس سے بھی بڑھ کر اس میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور شیخ معروف کرخی اور دو بزرگ (شیخ عقیل اور شیخ حیات بن قیس حرانی ہیں جیسا کہ زبدۃ الآثار میں مذکور ہے) اور شمار کیے جاتے ہیں (اور ان چاروں میں حصر مقصود نہیں جو کچھ ان بزرگ نے دیکھا اور پایا اس کا بیان کر دیا)۔

فوت شدہ ولی کی طاقت زندہ سے زیادہ ہوتی ہے

سیّدنا امام غزالی علیہ الرحمہ نے فرمایا: جس سے زندگی میں توسل وتبرک کر سکتے ہیں اس سے وصال کے بعد بھی توسل وتبرک حاصل کر سکتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ کلام دلائل کے بھی موافق ہے کیونکہ وصال کے بعد بھی روح کا باقی رہنا احادیث کے دلائل اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ زندگی میں مرجانے کے بعد تصرف کرنے والی دراصل روح ہوتی ہے بدن نہیں اور حقیقتاً تصرف کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی ہے۔ نیز ولایت کہتے ہیں فنافی اللہ سے بقاباللہ کے مرتبے کو اور اس اعتبار سے تو وصال کے بعد مزید ترقی وکاملیت حاصل ہوتی ہے۔

امام سیدی شیخ احمد زروق (فقہاء ومشائخ دیار مغرب کے سردار) نے فرمایا: ایک دن مجھ سے میرے شیخ ابوالعباس حضرمی نے دریافت کیا کہ کیا زندہ شخص کی مدد قوی ہوتی ہے یا وصال کیے ہوئے شخص کی؟ میں نے عرض کیا کہ لوگ زندوں کی امداد کو قوی کہتے ہیں جبکہ میں وصال کیے ہوئے لوگوں کی امداد کو قوی جانتا ہوں تو شیخ نے فرمایا: ہاں! کیونکہ وہ لوگ بارگاہ الٰہی میں موجودگی کے شرف سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

اہل تحقیق حضرات فرماتے ہیں: زائر کی روح جس کی زیارت کی جارہی ہے اس کی روح کے مقابل ہوتی ہے تو اس طرح سے اس ولی اللہ کے فیضان واسرار اور اکرام والطاف کی شعاعیں اس کے زیارت کرنے والے پر پڑتی ہیں (تو زائر بھی اس فیضان خاص سے مستفید ہو جاتا ہے)۔

(التوسل واحکامہ وانواعہ شیخ الاسلام الامام محمد عابد السندی الانصاری رئیس علماء المدینۃ المنورۃ المتوفی (۱۲۵۷ھ)

Scanned with CamScanner

(7)

حجرۂ صدیقہ اور تین چاند

موطا امام مالک میں یحیٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا: "رَاَيْتُ ثَلَاثَةَ اَقْمَارٍ سَقَطْنَ فِيْ حُجْرَتِيْ فَوَصَفْتُ رُؤْيَايَ عَلٰى اَبِيْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ" "میں نے خواب میں دیکھا کہ تین چاند میرے حجرے میں گرے ہیں۔ میں نے اپنے خوب کا تذکرہ (اپنے والد محترم) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کیا"۔

طبقات ابن سعد کی روایت میں ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم نے اس خواب کی تعبیر کیا کی ہے؟ میں نے عرض کیا: "اولتھا ولدا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" "میں نے اپنے طور پر یہ تعبیر کی ہے کہ میرے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اولاد پیدا ہوگی"۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔

پھر جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا اور آپ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں دفن کیے گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (خواب کی تعبیر کے طور پر) فرمایا: "هذا احد اقمارك وهو خيرها"

ایک چاند تمہارا تو یہ ہے جو کہ باقی دونوں چاندوں سے بہت بہتر ہے۔ (بعد میں پھر حضرات شیخین کریمین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارکہ میں دفن ہوئے)

(موطا امام مالک کتاب الجنائز باب ماجاء فی دفن المیت ۱/۲۳۲)

(8)

جسے دیکھو وہی شیر خدا معلوم ہوتا ہے

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے نور نظر حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کو بادشاہ بغداد خلیفہ مہدی نے بغاوت کا الزام لگا کر قید کر دیا۔ آپ صبر و سکون کے ساتھ جیل خانہ کے اندر عبادت و ریاضت میں مصروف رہے۔ اچانک ایک رات مہدی نے یہ خواب دیکھا کہ حضرت مولائے کائنات جناب امیر المؤمنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ یہ آیت تلاوت فرما رہے ہیں کہ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ○ (۲۲:۴۷) یعنی کیا تمہارے یہ لچھن نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو۔

خلیفہ مہدی حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ کی زبان فیض ترجمان سے یہ آیت سن کر تڑپ گیا اور اپنے اس خواب سے چونک کر اس نے رات ہی میں اپنے دربان ربیع کو بلایا۔ ربیع گھبرایا ہوا آیا تو دیکھا کہ خلیفہ مہدی نہایت خوش الحانی کے ساتھ یہی آیت تلاوت کر رہا ہے۔ ربیع کے آتے ہی خلیفہ مہدی نے اس سے اپنا خواب بیان کیا اور حکم دیا کہ ابھی ابھی اسی وقت تم حضرت امام موسیٰ کاظم کو قید خانے سے رہا کر کے میری خواب گاہ میں لاؤ۔ چنانچہ فوراً ربیع روانہ ہوگیا اور حضرت امام ممدوح کو خلیفہ مہدی کی خواب گاہ میں پہنچا دیا۔ خلیفہ نے حضرت امام کا استقبال کیا اور انتہائی گرم جوشی کے ساتھ معانقہ کر کے اپنے پہلو میں بٹھایا اور عرض کیا کہ میں نے ابھی ابھی خواب میں حضرت اسد اللہ الغالب رضی اللہ عنہ کو یہ آیت تلاوت فرماتے ہوئے دیکھا ہے اور یقیناً حضرت مولائے کائنات نے

مجھے تنبیہہ فرمائی ہے کہ میں نے آپ کو قید کیوں کر رکھا ہے؟ لہٰذا آپ مجھ سے یہ عہد فرمائیے کہ آپ میرے خلاف یا میری اولاد کے خلاف بغاوت نہیں کریں گے تو ابھی ابھی آپ کو رہا کرتا ہوں۔

حضرت امام کی باعزت رہائی

حضرت امام نے فرمایا: امیر المؤمنین! بغاوت میرا کام نہیں اور میں بالکل ہی بے قصور ہوں۔ یہ سنتے ہی خلیفہ مہدی نے حکم دیا کہ اے ربیع! تین ہزار دینار حضرت امام کی خدمت میں نذرانہ پیش کرو اور ان کو پورے اعزاز و اکرام کے ساتھ مدینہ منورہ ان کے اہل و عیال کے پاس بھیج دو۔ چنانچہ ربیع نے جلدی جلدی رات ہی میں سارا انتظام کر دیا اور صبح ہوتے ہوتے مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ (مستطرف ج ۲ ص ۰۷)

اس تاریخی حکایت میں حضرت شیر خدا اور حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہما کی کرامت اور خداداد تصرفات کے جو جلوے نظر آ رہے ہیں وہ کسی اہل فہم پر پوشیدہ نہیں۔ کیوں نہ ہو کہ مولائے کائنات کی ذات والا صفات سرچشمہ ولایت اور منبع تصرفات ہے۔ بلاشبہ آپ سید الواصلین ہیں اور آپ کی آل امجاد یقیناً آپ کے کمالات کی صحیح وارث اور آپ کے جانشین ہیں۔ اللہ اکبر! بالکل حق کہا کسی حق شناس شاعر نے کہ۔

علی کا گھر بھی کیا گھر ہے کہ جس گھر کا ہر اک بچہ
جسے دیکھو وہی شیرِ خدا معلوم ہوتا ہے

(روحانی حکایات)

(9)

حضرت امام زین العابدین کی استقامت

بیان کرتے ہیں کہ چار آدمیوں پر مکڑی نے جالا تنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ غارِ ثور میں تھے اور عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ پر جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بعض مشرکین کے قتل کے واسطے بھیجا تھا۔ چنانچہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل کیا۔ اس کے بعد کفار نے ان کو پایا پس وہ غار میں گھس گئے اور مکڑی نے ان پر جالا تن دیا۔ اس وجہ سے کفار نے ان کو نہ دیکھا اور زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما پر جس وقت کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ بغیر لباس کے ۱۲۱ھ میں سولی دیئے گئے اور سولی دیے ہوئے چار برس قائم اور ٹھہرے رہے اور جب ان کے چہرہ کو غیر قبلہ کی طرف متوجہ کرتے تھے تو لکڑی قبلہ کی طرف گھوم جاتی تھی پھر کفار نے ان کو سولی سے اتارا اور ان کے جسم کو جلایا۔ (خداوند تعالیٰ ان سے راضی ہو)

اور حضرت زید سے بہت سے لوگوں نے بیعت کی تھی اور کوفیوں کی ایک جماعت ان سے کہتی تھی کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے بری ہوتا کہ ہم آپ کی بیعت کریں۔ پس حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اس سے انکار کیا اس کے بعد اہل کوفہ نے کہا: اب ہم تم کو چھوڑتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس جماعت کا نام رافضہ اور روافض رکھا گیا ہے اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے والی عراق عمرو ثقفی سے جو حجاج بن یوسف کا بھتیجا تھا جنگ کی تھی۔ پس عمرو ثقفی حضرت زید رضی اللہ عنہ پر بظاہر فتح یاب ہو گیا تھا۔ اس لئے

Scanned with CamScanner

اس نے ان کے ساتھ وہی کیا جو مذکور ہو چکا ہے اور زید رضی اللہ عنہ کا ظہور ہشام بن عبدالملک کے زمانہ میں ہوا تھا لیکن جماعت زیدیہ یعنی پیروان زید رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ہم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دوست رکھتے ہیں اور جو شخص ان حضرات سے تبرا کرتا ہے ہم اس سے بری ہوتے ہیں پھر وہ لوگ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے۔ اس وجہ سے وہ لوگ زیدیہ کہے جاتے ہیں اور حضرت داؤد علیہ السلام پر بھی لکڑی نے جالا تنا تھا جبکہ ان کو جالوت نے تلاش کیا تھا۔

عصائے موسوی کے کمالات

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ میں ہے سوال کیا گیا اور وہ قول یہ ہے: وَلِیَ فِیْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰی ۔ یعنی اس عصا میں میرے دوسرے اغراض اور مقاصد بھی ہیں کہ وہ حاجتیں کیا تھیں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا میں تیرہ حاجتیں تھیں۔ ایک یہ کہ جب آسمان پانی برساتا تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کو ڈھال کی طرح اپنے سر پر کھڑا کر دیتے تھے اور اس کے نیچے بیٹھ جاتے تھے تاکہ وہ بارش سے محفوظ رہیں۔ دوسرے جب آفتاب ابر آلود ہوتا تھا اور بدلی میں چھپ جاتا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وقت کے پہچاننے میں شبہ ہوتا تھا تو وہ عصا آفتاب کی شعاع کی طرح ان کے واسطے روشن ہو جاتا تھا۔ تیسرے بکریاں چرانے کی حالت میں جب ان پر سخت گرمی ہوتی تھی تو وہ عصا کو کھڑا کر دیتے تھے پس وہ چوڑے پتے والا درخت ہو جاتا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے نیچے آرام کر لیتے تھے۔ چوتھے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریوں کو پانی پلانا چاہتے تھے تو وہ عصا کنویں کی دوری اور گہرائی کے بقدر لمبی رسی ہو جاتا تھا اور اس کا سر ڈول کی طرح ہو جاتا تھا۔ پانچویں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کسی خوفناک جگہ میں سوتے تھے اور اس کو اپنے ہاتھ سے پھینک دیتے تھے تو وہ دن میں شیر درندہ ہو جاتا تھا۔ چھٹے یہ کہ رات میں خرمے کے درخت کے

مثل اژدہا بن جاتا تھا۔ ساتویں جب حضرت موسیٰ ایک مقام سے دوسرے مقام میں توشہ لے جاتے تو وہ ایسا توشہ داں بن جاتا تھا جس میں اس کو بھر لیتے تھے۔ آٹھویں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سخت پیاسے ہوتے تو اس کے کنارے سے پانی پی لیتے تھے۔ نویں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سخت سردی معلوم ہوتی تھی تو اس کو رکھ دیتے تھے۔ پس وہ خیمہ کی طرح ان کو چھپا لیتا تھا۔ دسویں حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کسی دشمن سے ملتے تھے تو عصا کو اس کے سامنے ڈال دیتے تھے۔ پس وہ عصا اس کو لقمہ بنا لیتا تھا۔ گیارہویں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی بکریوں کے واسطے درخت کے پتے فراہم کرنا چاہتے تھے تو عصا ایک ٹیڑھی شاخ ہو جاتا تھا جس کے ذریعہ وہ درخت کے پتوں کی ٹہنیاں جھاڑتے تھے۔ بارہویں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنا توشہ اور پانی لٹکانا چاہتے تھے تو ان کے لئے عصا میں ایسی شاخ ہو جاتی تھی کہ جس پر وہ زاد اور پانی لٹکا لیتے تھے۔ تیرہویں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پھل کی خواہش ہوتی تھی وہ عصا پتے نکالتا تھا پس وہ اس کو کھاتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ اے موسیٰ علیہ السلام زیادتی کرو، جبکہ تم جانتے ہو کہ یہ زیادتی ہے ورنہ تمہارے پاس ایسی جگہ سے بلا آئے گی جس کا تم کو علم نہ ہوگا۔

(انوار محبوبی ترجمہ نوادر قلیوبی)

(10)

صدقہ کے معنیٰ میں وسعت

بخاری و مسلم میں ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اِذَا اَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلٰی اَهْلِهٖ یَحْتَسِبُهَا فَهُوَ صَدَقَةٌ"

"اگر کوئی شخص اپنے اہل و عیال پر ثواب کی نیت سے خرچ کرے تو یہ اس کے لئے صدقہ ہے" (بخاری 55، مسلم 1002)

اور ایک دوسری حدیث میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا اُجِرْتَ بِهَا حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِيْ فِيْ امْرَاَتِكَ"

"تم جو کچھ بھی خرچ کرو جس سے اللہ کی رضا مطلوب ہو تو اس پر تمہیں اجر اور ثواب ملے گا، یہاں تک کہ اپنی بیوی کے منہ میں ایک لقمہ بھی رکھو تو اس کا بھی ثواب ہے"۔ (بخاری 1295، مسلم 1628)

اب ایک تیسری حدیث صحیح مسلم سے پڑھتے ہیں پھر ہم ان تینوں احادیث پر غور کریں گے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"فِيْ بُضْعِ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ"

"اگر کوئی اپنی بیوی کے ساتھ ازدواجی تعلقات قائم کرے تو اس میں بھی

اجر و ثواب ہے"۔ صحابہ کرام نے تعجب سے پوچھا:

"یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيَاْتِيْ اَحَدُنَا شَهْوَتَهٗ وَيَكُوْنُ لَهٗ فِيْهَا اَجْرٌ"

"اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کوئی شخص اپنی شہوت پوری کرتا ہے تو اس میں بھی ثواب ہے؟" ارشاد ہوا:

"اَرَاَيْتَ لَوْ وَضَعَهَا فِيْ حَرَامٍ اَكَانَ عَلَيْهِ فِيْهَا وِزْرٌ"

"تمہارا کیا خیال ہے اگر یہ شخص اپنی شہوت بیوی کے علاوہ حرام کے راستے سے پورا کرے تو کیا اس کو گناہ ہوگا یا نہیں؟"

"فَكَذٰلِكَ اِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهٗ اَجْرٌ"

"اسی طرح اگر وہ حلال کے راستے کو اختیار کرتا ہے تو اس کے لئے اجر اور ثواب ہوگا"۔ (مسلم 1006)

گھریلو ناچاکیوں کا علاج

یہ تینوں احادیث جن کا اوپر ذکر ہوا ہے، بخاری اور مسلم کی ہیں، لہٰذا ان کی صحت میں کسی شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ ان احادیث میں عورت کی عزت و تکریم کی طرف اشارہ ہے اور میاں بیوی کے درمیان بہترین تعلقات پیدا کرنے اور ازدواجی زندگی میں پیدا ہونے والے اختلافات سے بچنے کی ترکیب بیان کی گئی ہے۔

اگر ان احادیث پر غور و فکر اور تدبر کیا جائے تو آج گھروں میں جو عائلی اختلافات رونما ہوتے ہیں ان کا مکمل حل موجود ہے۔ ہمارے ہاں ذرا ذرا سی بات پر عورت کو طلاق طلاق طلاق کہہ کر گھروں کو برباد کر دیا جاتا ہے۔ بچے تربیت سے محروم رہ جاتے ہیں اور عورت کو کسی اندھے غار میں دھکیل دیا جاتا ہے!

اسلام نے عورت کو عزت و تکریم عطا کی۔ دنیا بھر میں حقوق نسواں کی علمبردار تنظیموں نے اپنے منشور میں عورت کو وہ مقام عطا نہیں کیا جو اسلام نے عورت کو دیا۔

ایک واقعہ بیان کیا جا رہا ہے، ذرا اس پر غور فرمائیں آپ کے بہت سے سوالوں

Scanned with CamScanner

کے جواب مل جائیں گے: اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میرے پاس ایک عورت اپنی دو بچیوں سمیت آئی اور مجھ سے کھانے کے لئے کچھ مانگا۔ اتفاق سے گھر میں اس وقت ایک کھجور کے سوا کچھ نہ تھا۔ میں نے وہی کھجور اس عورت کو دے دی۔ عورت نے اس کھجور کے دو حصے کیے اور آدھا آدھا دونوں بچیوں کو دے دیا۔ خود اس کے حصے میں کچھ نہ آیا۔

بیٹی خدا کی رحمت ہے

ام المومنین کو بڑا تعجب ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے تو ان سے یہ قصہ بیان کیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کو سن کر جو الفاظ ارشاد فرمائے وہ حقوق نسواں کی نام نہاد تنظیموں کے لئے تازیانہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ”مَنِ ابْتُلِیَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَیْءٍ فَاَحْسَنَ اِلَیْهِنَّ كُنَّ لَهٗ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ“ ”جو شخص بیٹیاں دے کر آزمایا گیا، پھر وہ ان کی اچھی تربیت کرے تو قیامت کے دن یہ لڑکیاں اس کے لئے جہنم سے آڑ بن جائیں گی“۔

(مسلم:2629، بخاری:1418)

یہ احادیث کسی بھی مسلم گھرانے کے لئے بے پناہ خوشی ومسرت کا باعث ہیں۔ جب ان کے ہاں بچیاں پیدا ہوتی ہیں تو دیندار والدین اس سے خوش ہوتے ہیں کہ یہ بچیاں ان کے لئے جنت کا دروازہ کھول رہی ہیں۔ ایسے والدین جن کے پاس بیٹیاں ہی بیٹیاں ہیں یا بیٹوں سے زیادہ ہیں تو ان کو لڑکی کی پیدائش پر افسوس نہیں بلکہ خوشی کا اظہار کرنا چاہئے کہ بیٹی تو والدین کے لئے رحمتیں لے کر آتی ہے۔

تاریخ میں ایک دلچسپ قصہ ملتا ہے، وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

ایک شخص کے ہاں صرف بیٹیاں تھیں۔ ہر مرتبہ اس کو امید تھی کہ اب تو بیٹا پیدا ہوگا مگر ہر بار بیٹی ہی پیدا ہوتی۔ اسطرح اس کے ہاں یکے بعد دیگرے چھ بیٹیاں ہوگئیں۔ اس کی بیوی کے ہاں پھر ولادت متوقع تھی۔ وہ ڈر رہا تھا کہ کہیں پھر لڑکی پیدا نہ ہو

جائے۔ شیطان نے اس کو بہکایا، چنانچہ اس نے ارادہ کرلیا کہ اب بھی لڑکی پیدا ہوئی تو وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے گا۔ اس کی کج فہمی پر غور کریں! بھلا اس میں بیوی کا کیا قصور؟ رات کو سویا تو اس نے عجیب وغریب خواب دیکھا۔ اس نے دیکھا کہ قیامت برپا ہوچکی ہے، اس کے گناہ بہت زیادہ ہیں جن کے سبب اس پر جہنم واجب ہوچکی ہے، لہٰذا فرشتوں نے اس کو پکڑا اور جہنم کی طرف لے گئے۔

بیٹیوں نے دوزخ سے بچالیا

پہلے دروازے پر گئے تو دیکھا کہ اس کی ایک بیٹی وہاں کھڑی تھی جس نے اسے جہنم میں جانے سے روک دیا۔ فرشتے اسے لے کر دوسرے دروازے پر چلے گئے۔ وہاں اس کی دوسری بیٹی کھڑی تھی جو اس کے لئے آڑ بن گئی۔ اب وہ تیسرے دروازے پر اسے لے گئے، وہاں تیسری لڑکی کھڑی تھی جو رکاوٹ بن گئی۔ اس طرح فرشتے جس دروازے پر اس کو لے کر جاتے وہاں اس کی ایک بیٹی کھڑی ہوتی جو اس کا دفاع کرتی اور جہنم میں جانے سے روک دیتی۔ غرضیکہ فرشتے اسے جہنم کے چھ دروازوں پر لے کر گئے مگر ہر دروازے پر اس کی کوئی نہ کوئی بیٹی رکاوٹ بنتی چلی گئی۔ اب ساتواں دروازہ باقی تھا۔ فرشتے اس کو لے کر اس دروازے کی طرف چل دیئے۔ اس پر گھبراہٹ طاری ہوئی کہ اس دروازے پر میرے لیے رکاوٹ کون بنے گا۔ اسے معلوم ہوگیا کہ جو نیت اس نے کی تھی، غلط تھی۔ وہ شیطان کے بہکاوے میں آگیا تھا۔ انتہائی پریشانی اور خوف ودہشت کے عالم میں اس کی آنکھ کھل چکی تھی اور اس نے رب العزت کے حضور اپنے ہاتھوں کو بلند کیا اور دعا کی:

”اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا السَّابِعَةَ“ اے اللہ! مجھے ساتویں بیٹی عطا فرما“۔

(ماخوذ از سنہری کرنیں)

غلط اور صحیح عقیدے کی پہچان

اس لیے جن لوگوں کا قضا وقدر پر ایمان ہے، انہیں لڑکیوں کی پیدائش پر رنجیدہ

خاطر ہونے کی بجائے خوش ہونا چاہئے۔ ایمان کی کمزوری کے سبب جن بدعقیدہ لوگوں کا یہ تصور بن چکا ہے کہ لڑکیوں کی پیدائش کا سبب ان کی بیویاں ہیں' یہ سراسر غلط ہے۔ اس میں بیویوں کا یا خود ان کا کوئی عمل دخل نہیں بلکہ میاں بیوی تو صرف ایک ذریعہ ہیں' پیدا کرنے والی ہستی تو صرف اللہ وحدہ لاشریک ہے۔ وہی جس کو چاہتا ہے لڑکا دیتا ہے' جس کو چاہتا ہے لڑکی دیتا ہے' جس کو چاہتا ہے لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے۔ ایسی صورت میں ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اللہ کی قضا وقدر پر راضی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ شوریٰ میں ارشاد فرمایا ہے:

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝

''آسمانوں کی اور زمین کی سلطنت اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے' جس کو چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے' یا پھر لڑکے اور لڑکیاں ملا جلا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے' وہ بڑے علم والا اور کامل قدرت والا ہے''۔ (شوریٰ: 50,49)

(11)

والدینِ مصطفیٰ ﷺ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے والدین کریمین کو زندہ فرمانا اور ان کا ایمان لانا۔ جیسا کہ احادیث میں آیا ہے لیکن محدثین ان حدیثوں کی صحت میں کلام کرتے ہیں اور بعض متاخرین انہیں ثابت کر کے درجہ اعتبار تک پہنچاتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے والدین کریمین کو زندہ فرما کر مسلمان فرمایا۔ اگرچہ اس ضمن میں مختلف الفاظ سے روایات ہیں لیکن طوالت سے بچنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے زندہ ہونے کے چند حوالہ جات یکجا کر کے پیش کیے جا رہے ہیں۔

(السابق واللاحق (خطیب بغدادی) کما ذکر القرطبی' الناسخ والمنسوخ (ابن شاہین) کما ذکر القرطبی والسہیلی' التذکرۃ (قرطبی) صفحہ نمبر 16' المعجم الاوسط (طبرانی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 82 (قبولیت اسلام)' غرائب مالک (ابن عساکر) کما ذکر العسقلانی فی لسان المیزان والقسطلانی' الروض الانف (سہیلی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 223+ جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 402' ذخائر العقبیٰ (محب طبری) صفحہ نمبر 258' الاشباہ والنظائر (ابن نجیم) صفحہ نمبر 288۔ (کتاب الحظر والاباحۃ)' شرح الاشباہ والنظائر (حموی) صفحہ نمبر 453' المواہب اللدنیہ (قسطلانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 240+ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 89 تا 93' اسنی المطالب (ابن جوزی) صفحہ نمبر 70' ردالمختار کتاب الجہاد باب مطلب توبۃ الیاس مقبولۃ دون ایمان الیاس' لسان المیزان (عسقلانی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 305' جواہر البحار جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 281' ابن سید الناس کما ذکر الخطیب الشربینی' الحاوی للفتاویٰ (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 191 تا 221' التعظیم والمنۃ (سیوطی) صفحہ نمبر 4' الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 66+110' الدرر المنتثرۃ (سیوطی) صفحہ نمبر 476' اللآلی المصنوعۃ (سیوطی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 245' شرح الصلوٰۃ الصغریٰ (السفینۃ القادریہ) (محمد بن احمد المنلا) صفحہ نمبر 95' الزواجر (ابن حجر مکی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 4' کشف الغمۃ (شعرانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 43' فتاویٰ الرملی (ابو العباس الرملی) کتاب فی مسائل شتی باب من قال لا احد من اباء رسول اللہ الخ' زرقانی جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 166' مدارج النبوۃ (شیخ محقق) جلد نمبر 1 صفحہ

Scanned with CamScanner

نمبر 271 'ماثبت بالسنۃ (شیخ محقق) صفحہ نمبر 37 'اخبار الاخیار (شیخ محقق) صفحہ نمبر 135 'تنزیہ الشریعۃ (الکنانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 332 'مقاصد حسنہ (سخاوی) صفحہ نمبر 37 'الاسرار المرفوعۃ (علامہ علی قاری) صفحہ نمبر 16 'التذکرۃ (زرکشی) صفحہ نمبر 174 'کشف الخفاء (العجلونی) جلد نمبر صفحہ نمبر 150 'حجۃ اللہ علی العالمین (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 657 'سبل الھدیٰ والرشاد (یوسف صالحی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 122 + جلد نمبر 10 صفحہ نمبر 283 'السیرۃ النبویۃ (احمد بن زینی دحلان) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 57 + جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 280 'فتاویٰ رضویہ (اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان) رسالہ شمول الاسلام لاصول الرسول الکلام۔ 'تفسیر اتقان (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 214 'تفسیر روح البیان 'شیخ حقی) تحت سورۃ البقرۃ آیت نمبر 119 + سورۃ التوبۃ آیت نمبر 116 'تفسیر روح المعانی (آلوسی) تحت سورۃ الشعراء آیت نمبر 219 'تفسیر السراج المنیر (الشربینی خطیب) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 184 + جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 460 + جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 88 'الفوائد المجموعۃ (شوکانی) صفحہ نمبر 322 'الشمامۃ العنبریۃ (بھوپالی) صفحہ نمبر 71)

آقا علیہ السلام کے والدین کو زندہ کر کے ایمان دیا گیا

اس سلسلہ میں بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے لیکن ہم یہاں چند اشعار پہ اکتفا کر رہے ہیں اور حوالہ جات کی نشاندہی کر دیں گے کسی نے تفصیل سے پڑھنا ہو تو کتب کا مطالعہ کر لے۔

حُبُّ اللّٰہُ النَّبِیَّ مَزِیْدَ فَضْلٍ
عَلٰی فَضْلٍ فَکَانَ بِہٖ رَؤُفًا
فَاَحْیَاءَ اللّٰہُ اُمَّہٗ وَکَذَا اَبَاہُ
لِاِیْمَانٍ بِہٖ فَضْلًا لَطِیْفًا

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کرنا آپ کی فضیلت اور کمال بزرگی کی روشن دلیل ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مہربان ہے۔ آپ کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کو زندہ کیا اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کو بھی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی غرض سے اور یہ اس کا فضل اور عنایت ہے۔

الحاوی للفتاویٰ (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 219 'سبل الھدیٰ والرشاد (یوسف صالحی) جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 491 'مقاصد حسنہ (سخاوی) صفحہ نمبر 37 'کشف الخفاء (العجلونی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 60 'تنزیہ الشریعۃ (الکنانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 378 'غمز عیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 491 'فتاویٰ الرملی جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 164 'حجۃ اللہ علی العالمین (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 664 'تفسیر روح البیان تحت سورۃ البقرۃ آیت نمبر 119

مَاتَتْ اُمُّ النَّبِیِّ وَھُوَ ابْنُ سِتٍّ   وَاَبُوْہُ وَبَیْتُہُ الْاِحْشَاءُ

ثُمَّ اَحْیَاھُمَا الْقَدِیْرُ فَجَازَا   شَرَفَ الدِّیْنِ حَبَّذَا الْاِحْیَاءُ
وَھُمَا نَاجِیَانِ مِنْ غَیْرِ شَکٍّ   فَتْرَۃٌ اَوْحَیَاۃٌ اَوْ حُنَفَاءُ

(المجموعۃ النبہانیۃ (یوسف نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 189)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ وصال فرما گئیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک چھ برس تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم کا وصال ہوا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ محترمہ کے شکم میں تھے۔

پھر قدرت والے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو زندہ کیا اور ان کو دین اسلام کا شرف عطا فرما دیا اور ان کا زندہ ہونا کتنا اچھا ہے۔

بلا شک وہ دونوں ہی جنتی ہیں خواہ زمانہ فترت ہو یا زندگی مبارک ہو یا ان کا کفر سے بیزار رہنا ہو۔ ہر حال میں وہ نجات والے ہیں۔

ماضی قریب کا ایک ایمان افروز واقعہ

21 جنوری 1978ء کے روزنامہ نوائے وقت اور روزنامہ مشرق وغیرہ میں ہے کہ مسجد نبوی میں توسیع کی غرض سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم سمیت چھ صحابہ کرام کی قبریں کشادہ کی گئیں سب کے جسم تروتازہ تھے اور خوشبوؤں کے حلے آ رہے تھے۔

☆ وَکَذٰلِکَ نَبِیُّنَا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَحْیَاءُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ جَمَاعَۃً مِّنَ الْمَوْتٰی

التذکرۃ (قرطبی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 17 'المواہب اللدنیہ (قسطلانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 90 'السیرۃ الحلبیۃ (نور الدین حلبی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 76 'کشف الخفاء جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 61 'الحاوی للفتاویٰ (سیوطی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 344 'الزواجر (ابن حجر مکی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 78 (الکبیرۃ الاولیٰ الشرک الاکبر) 'سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 123 'فتاویٰ الرملی باب مسائل شتیٰ 'ردالمختار (شامی) کتاب الجہاد باب مطلب توبۃ الیاس مقبولۃ دون ایمان الیاس 'تفسیر روح البیان تحت سورۃ البقرۃ آیت نمبر 119 + سورۃ التوبۃ آیت نمبر 116

امام قرطبی فرماتے ہیں کہ اسی طرح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے مردوں کی ایک جماعت کو زندہ فرمایا۔

(12)

ایک عبرت انگیز خواب

حافظ حدیث ''عبدالرحمٰن بن مندہ'' رحمۃ اللہ علیہ کا ان علماء حق میں شمار ہوتا ہے جو بد مذہبوں اور باطل فرقوں کے حق میں برق خاطف (آنکھوں کو خیرہ کرنے/ اچک لے جانے والی بجلی) تھے اور بلاخوف کلمہ حق کہتے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ ابوالقاسم زنجانی کعبہ مکرمہ کے پاس علی الاعلان کہا کرتے تھے کہ اس دور پرفتن میں اللہ تعالیٰ نے دو شخصوں کے ذریعے اسلام کی حفاظت فرمائی۔ ایک عبدالرحمٰن بن مندہ دوسرے عبداللہ بن محمد انصاری کہ یہ دونوں گمراہیوں کی خوفناک آندھیوں میں بھی استقامت کا پہاڑ بنے ہوئے ڈٹے رہے اور گمراہ فرقوں کے دل بادل لشکروں سے تنہا زبانی و قلمی جہاد فرماتے رہے۔

''ابوطالب بن طباطبا'' کا بیان ہے کہ میں عبدالرحمٰن بن مندہ سے غائبانہ بغض رکھتا تھا اور ان کو ہمیشہ گالیاں دیا کرتا تھا۔ ایک دن ناگہاں میں نے خواب میں امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں ایک شخص کا ہاتھ ہے جو نیلے رنگ کا جبہ پہنے ہوئے ہیں اور کوئی زور زور سے یہ کہہ رہا ہے کہ اے ابوطالب! دیکھ لے یہ امیر المؤمنین حضرت عمر ہیں جو عبدالرحمٰن بن مندہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے ہیں۔ ابوطالب کہتے ہیں کہ میں نے آگے بڑھ کر حضرت امیر المؤمنین کو سلام کیا تو انہوں نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا اور انتہائی ناگواری کے ساتھ اپنی پرجلال آواز سے فرمایا: تم ان کو گالیاں کیوں دیا کرتے ہو؟ ابوطالب کہتے ہیں کہ میں اس خواب سے چونکا اور خوف

ودہشت سے لرزہ براندام ہوکر اٹھا اور فوراً ہی عبدالرحمٰن بن مندہ کی زیارت کے لیے اصفہان روانہ ہوگیا وہاں جا کر دیکھا کہ عبدالرحمٰن بن مندہ نیلا جبہ پہنے ہوئے ہو بہو وہی شخص ہیں جن کا ہاتھ میں نے خواب میں حضرت امیر المؤمنین کے ہاتھ میں دیکھا تھا۔ میں نے جیسے ہی پہنچ کر انہیں سلام کیا تو انہوں نے **وعليك السلام يا ابا طالب!** کہہ کر جواب دیا۔ میں حیران رہ گیا کہ آخر انہیں میرا نام کس طرح معلوم ہوگیا؟ پھر میں ابھی کچھ بولنے بھی نہیں پایا تھا کہ انہوں نے فرمایا: اے ابوطالب! جس چیز کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حرام فرما دیا ہے کیا ہم میں کسی کی مجال ہے کہ کوئی اس کو حلال کر سکتا ہے؟ میں نے انہیں خدا کی قسم دلاتے ہوئے گڑگڑا کر ان سے معافی مانگی اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا تو انہوں نے فرمایا: جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تو میں نے تمہاری سب بے ادبیوں کو معاف کیا۔ (تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص۳۴)

اگر گر جائے یہ بجلی تو دنیا خاک ہو جائے

اس رقت انگیز اور عبرت خیز حکایت میں جہاں امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور حافظ عبدالرحمٰن بن مندہ کے تصرفات اور کرامتوں کا نور نظر آتا ہے وہاں اس واقعہ سے اس معاملہ پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ جو علماء حق دین کی نصرت وحمایت میں گمراہ فرقوں کا مقابلہ کرتے رہتے ہیں ان پر بزرگان دین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دامن امداد و اعانت ہر وقت سایہ فگن رہتا ہے اور یہ علماء مجاہدین اس قدر سلف صالحین کے محبوب اور پیارے ہوتے ہیں کہ ان سے بغض وعناد رکھنے والا اگرچہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو بزرگوں کی نظر میں اس قابل نہیں رہتا کہ اس کا سلام بھی ان کے دربار میں مقبول ہو۔ چنانچہ آپ نے ملاحظہ فرمایا: ''ابوطالب بن طباطبا'' کا سلام حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسی بنا پر قبول نہیں فرمایا: وہ عبدالرحمٰن بن مندہ جیسے حق پرست اور حقانی عالم کو گالیاں دیا کرتے تھے اور ان سے بغض وعناد رکھتے تھے۔

Scanned with CamScanner

نگاہ مردِ مومن برق عالم سوز ہوتی ہے

اس واقعہ میں ان جاہل اور بے ادب مسلمانوں کے لئے بہت بڑا تازیانۂ عبرت ہے جو بلاوجہ علماء حق کے خلاف طعن وتشنیع اور زبان درازیاں کرتے رہتے ہیں۔ انہیں ہوش میں آجانا چاہئے کہ وہ بزرگان سلف کی مقدس نگاہوں میں کہیں اتنے ذلیل اور قابل نفرت نہ ہوجائیں کہ ان کا سلام بھی ان کے لئے قابل قبول نہ ہو اور یاد رکھئے کہ جو اللہ والوں کی نظر سے گرگیا' خدا کی قسم یقین فرمائیے وہ اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت سے محروم ہوگیا۔ حدیث شریف کا مضمون ہے کہ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ یعنی مولاعزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے اس کے لئے میری طرف سے اعلان جنگ ہے۔ توبہ نعوذ باللہ! خداوند کریم بزرگان دین کی نگاہ قہر وغضب سے اپنی پناہ میں رکھے۔ بخدا یہ وہ زہر ہے جس کا کوئی تریاق نہیں۔ واللہ! یہ وہ تلوار ہے جس کی کوئی ڈھال نہیں کیا آپ نے یہ نہیں سنا کہ۔

نگاہ مرد مومن برق عالم سوز ہوتی ہے
اگر گر جائے یہ بجلی تو دنیا خاک ہو جائے

(روحانی حکایات)

(13)

علم لدنی اس کو کہتے ہیں

مولانا نظام الدین صاحب درس نظامی کے مرتب ہیں۔ مولانا عبدالعلی صاحب (بحرالعلوم) ان ہی کے صاحبزادہ تھے۔ مولانا نظام الدین صاحب حدیث پاک کا درس دیتے تو ایک مجذوب صاحب روزانہ آکر کھڑے ہوجاتے اور سنتے رہتے۔ اپنے عصا مبارک کو ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر تکیہ کی صورت میں سامنے کو جھکے ہوئے قیام پذیر رہتے اور تمام درس سنتے۔ جب شمائل ترمذی کی پہلی حدیث پاک شروع کرائی تو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے اور آپ کے جسد اطہر کے نہایت لطیف ہونے کے دلائل میں پہلے پہلے یہ واقعہ بیان فرمایا: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرتبہ اوپر کی چادر مبارک کے دونوں اطراف کو پکڑ کر کمر مبارک کے پیچھے سے رکھ کر سامنے کو دونوں جانبوں سے کھینچا تو جسد اطہر سے چادر مبارک پار ہوکر آگے کو آگئی۔ جسم مبارک نور نہ ہوتا تو اس طرح سامنے کو چادر کا آنا محال تھا۔ معلوم ہوا جسد اطہر نورانیت اور لطافت میں بے مثل ہے۔ طلباء نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ یہ عقل تسلیم نہیں کرتی کہ جسم مبارک چادر کو دوسری جانب آنے سے حائل نہ ہو۔ مولانا نے فرمایا یہ عقل وادراک کی رسائی سے برتر ہے اور ماننا پڑتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں۔ طلباء کے بار بار اعتراض سے وہ مجذوب صاحب جلال میں آگئے' کہنے لگے مولانا پڑھائیے یہ کوئی مشکل نہیں یہ تو میں سرکار کا غلام بھی کرلیتا ہوں۔ چنانچہ اپنی جادر کے دونوں سروں کو پکڑ کر اپنی کمر کے پس پشت رکھ کر سامنے کو کھینچا' چادر سامنے آگئی یہ دیکھ کر طلبہ حیران ہوگئے۔ مولانا نے جب

Scanned with CamScanner

درس ختم کیا تو اس مجذوب کے پیچھے پیچھے چل دیئے۔ وہ پہاڑی علاقہ سے آیا کرتا تھا۔ جب پہاڑ کی دوسری جانب پہنچے تو مولانا نے حاضر ہو کر ان سے بیعت کر لی اور ان کے پاس ہی رہنے لگے۔ تدریس کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ طلباء بے چین ہوئے' ایک روز انہوں نے مشورہ کیا کہ مولانا کے مرشد ناخواندہ آدمی ہیں' ان سے چند اعتراض جا کر کریں۔ سمجھنے کے لئے کتاب سامنے رکھ دیں گے۔ جب وہ جواب نہ دے سکیں گے تو مولانا سے گزارش کریں گے کہ یہ آپ کے شیخ و مرشد ہیں۔ آپ براہ کرم واپس تشریف لائیں۔ تعلیم کا سلسلہ جاری فرمادیں امید ہے کام بن جائے گا۔

تمہیں شرم آنی چاہیے

چنانچہ جب ''شرح اشارات طوسی'' کی کتاب لے کر وہ حاضر ہوئے تو مولانا نے انہیں دور سے آتے دیکھ کر سمجھ لیا کہ کسی شرارت کی بنا پر آرہے ہیں۔ آپ کا وہاں یہ شغل تھا کہ اپنے پیر صاحب سے ڈھیلے پکڑ کر اونچی مچان پر بیٹھے ہوتے اور وہ ڈھیلے پرندوں کو جوار کھانے سے اڑانے کی خاطر پھینکتے تھے۔ جب طلباء نے حاضر ہو کر مجذوب صاحب کے سامنے کتاب رکھ دی اور سمجھنے کی خاطر سوال پیش کئے تو انہوں نے تھوڑی دیر مراقبہ کر کے تمام سوال حل کر کے نہایت اچھے انداز میں سمجھا دیئے لیکن طلباء نے دوبارہ اعتراض کرنا شروع کر دیئے اور کہا یہ مطلب تو نہیں بنتا۔ انہوں نے پھر مراقبہ فرمایا اور جواب دیا کہ اس کے مصنف کو میں نے دنیا پر دیکھا نہ پایا۔ بہشت میں تلاش کیا نہ ملا بالآخر دوزخ کے نچلے طبقہ میں اسے پایا' وہاں اسے کان سے پکڑ کر پوچھا کہ بتا تو نے یہاں کیا لکھا ہے جو اس نے جواب دیا وہی میں نے تم کو بتا دیا ہے اور تم تسلیم نہیں کرتے' خود مصنف کتاب کا یہ جواب ہے' تمہاری مرضی مانو یا نہ مانو۔ مولانا صاحب نے شاگردوں کو خوب ڈانٹ کر فرمایا تم میرے پیر کو تنگ کرنے کے لئے آئے ہو' تمہیں شرم آنی چاہئے۔

(انوار قمریہ)

(14)

تاریخ اسلام کی ورق گردانی

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی حکایت ہے کہ وہ اپنی ماں کی خدمت کے واسطے ہمیشہ ان کے ساتھ رہتے تھے اور اپنی ماں کے حکم کے بغیر ایک قدم بھی نہیں اٹھاتے تھے۔ ایک دن انہوں نے اپنی ماں سے کہا کہ اے مادر! میں چاہتا ہوں کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کروں۔ انہوں نے فرمایا: جاؤ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے گھر میں ملاقات کرو اور جلد سے جلد واپس چلے آؤ۔ چنانچہ حضرت اویس رضی اللہ عنہ مدینہ شریف کی طرف راہی ہوئے۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر پہنچے اور آپ کو گھر نہ پایا۔ پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے فرمایا: اے شیخ! تمہاری کیا حاجت ہے؟ انہوں نے اُمّ المومنین سے کہا: میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے واسطے آیا ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے فرمایا: مسجد جاؤ اور وہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرو۔ حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا سے کہا: یا اُمّ المومنین! میری ماں نے مجھے تو صرف اس کی اجازت دی ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مکان میں کروں۔ (یہ کہہ کر) اپنی ماں کے پاس واپس آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا اور آپ کو نہ دیکھا اور کوفہ میں سکونت کی اور وہ بڑے تابعین سے ہیں۔

سیّد التابعین و خیر التابعین

اسیر بن جابر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین تابعین میں سے وہ شخص ہے جس کو اویس کہا جاتا ہے۔ وہ تمہارے پاس یمن کے اس لشکر کے ساتھ آئے گا جو مجاہدین کی مدد کے واسطے آئے گا اگر وہ کوئی قسم کھائے تو اللہ اس کو راست کردے یعنی اس کی قسم پوری کردے گا اور وہ اس میں حانث نہ ہوگا۔ پس اگر تم سے یہ ہو سکے کہ اس سے اپنے لئے استغفار کراؤ تو اس کو کرو۔ راوی کہتا ہے کہ جب وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے ان سے کہا کہ ان کے واسطے استغفار کریں چنانچہ اویس رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے مغفرت کی دعا کی اور وہ صفین کی جنگ کے دن حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے شہید ہوئے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے ایک شخص کے وسیلہ سے قبیلہ ربیعہ اور مضر کے آدمیوں سے زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ شخص اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور وہ قبیلہ قرن کی طرف منسوب ہیں اور قرن کے قاف کو فتحہ ہے اور قرن' قبیلہ مراد کا ابو قبیلہ ہے اور اس میں جوہری مصنف صحاح کی غلطی مشہور ہے۔ واللہ اعلم (اور وہ غلطی یہ ہے کہ علامہ جوہری نے اپنی کتاب صحاح جوہری میں لکھا ہے کہ قرن ایک موضع کا نام ہے اور اویس رضی اللہ عنہ اس کی طرف منسوب ہیں۔ حالانکہ قرن' قبیلہ کا نام ہے جو یمن میں واقع ہے اور اویس رضی اللہ عنہ اس کی طرف منسوب ہیں) (انوار محبوبی ترجمہ نوادر قلیوبی)

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ آپ کوڑے کرکٹ جمع ہونے کی وجہ سے پرانے کپڑے چن چن کر پاک کرلیا کرتے اور انہی سے گدڑی سی لیتے۔ سبزی فروشوں کے نکالے ہوئے پتے اور پھل وغیرہ کو کھانے کے لئے اٹھالیتے۔ ایک روز مزبلہ (روڑی) کے پاس ایک کتا آپ پر بھونکنے لگا۔ آپ نے جواباً فرمایا:

"جو تیرے قریب ہے اس سے تو کھا' جو میرے قریب ہے اس سے میں کھا رہا ہوں تو مجھ پر بھونکتا کیوں ہے اگر پل صراط سے سلامت گزر گیا تو میں تجھ سے بہتر ہوں ورنہ تو مجھ سے بہتر ہے"۔

آپ کا یہ حال تھا کہ گھر والے آپ کو مجنوں خیال کرتے تھے اور اہل رشتہ حقارت سے دیکھتے' تمسخر کرتے اور بچے پاگل سمجھ کر آپ کو کنکر پتھر مارتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے خلقت میں سے ان لوگوں کو پسند فرمایا جو متقی و مخلص ہوں۔ پاک وصاف اور پوشیدہ زندگی گزارنے والے ہوں۔ انکے بال بکھرے ہوئے' چہرہ غبار آلود اور شکم پیٹھ سے لگے ہوئے ہوں وہ اگر مالداروں کی مجلس میں جانا چاہیں تو اجازت نہ پائیں۔ خوشحال عورتوں سے نکاح کرنا چاہیں تو رشتے نہ ملیں اگر وہ کہیں چلے جائیں تو کوئی ان کا متلاشی نہ ہو اور جب کہیں سے آئیں تو دیکھ کر کوئی خوش ہونے والا نہ ہو' بیمار ہوں تو کوئی عیادت کو نہ آئے' مر جائیں تو کوئی جنازہ پر نہ پہنچے۔

امام الانبیاء کی زبان سے

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم ان میں سے کسی شخص سے کیسے ملاقات کرسکتے ہیں؟ فرمایا: اویس قرنی ایسے ہی لوگوں میں سے ہوں گے۔ عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان کی نشانی کیا ہوگی؟

فرمایا: آنکھیں نیلگوں' بال سرخی آمیز' سینہ چوڑا' میانہ قد' سخت گندمی رنگ' اپنی تھوڑی سینے کی طرف مائل اور نگاہ ہمیشہ جائے سجدہ اور اپنی نگاہ کی جانب جھکی رکھیں گے۔ اکثر اپنے داہنے ہاتھ کو بائیں پر رکھ کر روتے ہوں گے۔ دو کمبل ساتھ رکھیں گے۔ ایک تہبند' دوسرا چادر کی جگہ استعمال کریں گے۔ اہل زمین میں گمنام ہوں گے مگر اہل آسمان میں ان کی شہرت ہوگی وہ اگر اللہ تعالیٰ پر کوئی قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ضروری پوری کر

Scanned with CamScanner

دے گا۔ ان کے بائیں مونڈھے کے نیچے تھوڑا سا سفید داغ ہوگا۔

لوگو! یاد رکھو روزِ حشر سب نیک بندوں سے تو جنت میں جانے کے لئے کہا جائے گا مگر اویس کو حکم ہوگا کہ تم ٹھہرو، لوگوں کی شفاعت کرو پھر اللہ تعالیٰ ربیعہ ومضر قبیلوں کی تعداد کے برابر لوگوں کے بارے میں ان کی سفارش قبول فرمائے گا۔

اے عمر اور اے علی! جب تم لوگ ان سے ملاقات کرنا تو ان سے اپنے حق میں دعا واستغفار کرانا۔ اللہ تعالیٰ تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا۔

حضرت عمر وعلی المرتضیٰ اویس قرنی کے پاس

اس کے بعد دس سال تک حضرت سیّدنا عمر اور سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی جستجو میں رہے لیکن کامیابی نہ ہوئی بالآخر جب سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی حیات کے آخری سال حج میں تھے تو آپ ابوقبیس کی پہاڑی پر چڑھے اور بآواز بلند اہل یمن کو پکارا اور پوچھا کہ کیا تم میں اویس نام کا کوئی شخص ہے؟

اس وقت ایک بوڑھا شخص جس کی ریش دراز تھی وہ کھڑا ہوا اور دست بستہ عرض کیا۔ ہمیں تو اویس کے بارے میں معلوم نہیں ہے مگر اس نام کا میرا ایک بھتیجا ضرور ہے جو نہایت گمنام، کم مال، بے وقعت ہے وہ اس لائق نہیں کہ آپ کی خدمت میں لایا جائے۔ شتربانی کرتا ہے اور ہم لوگوں میں بہت معمولی حیثیت رکھتا ہے۔

حضرت عمر: وہ کہاں ہے؟ کیا وہ نزدیک کہیں ہے؟

ضعیف مرد: جی ہاں! میدان عرفات میں ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ جلدی سے عرفات پہنچے تو انہیں ایک درخت کے پاس کھڑے نماز پڑھتے پایا اور ان کے گرد اونٹ چرنے میں مصروف تھے۔ تھوڑی دور اپنی سواری روک کر یہ دونوں حضرات قریب پہنچے اور سلام کیا۔ خواجہ اویس نے نماز پوری کر کے ان کے سلام کا جواب دیا۔ ان لوگوں نے پوچھا آپ کون ہیں؟

کہنے لگے: ایک شتربان اور لوگوں کا ملازم

آپ کی شتربانی اور اجرت کاری سے متعلق ہمارا سوال نہیں، اپنا نام بتائیے؟

کہا: عبداللہ (اللہ کا بندہ)

فرمایا: یہ تو ہم بھی جانتے ہیں، تمام اہل زمین وآسمان اللہ کے بندے ہیں۔ آپ ہمیں اپنا وہ نام بتائیں جو آپ کی والدہ نے رکھا ہے؟ بولے: آپ حضرات کو مجھ سے کیا غرض ہے؟

فرمایا: بات دراصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی صفت اور ان کا حلیہ بتایا تھا جس میں سے بالوں کی سرخی، آنکھوں کا نیلا پن تو ہم نے دیکھ لیا مگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ اویس کے بائیں مونڈھے تلے قدرے سفیدی ہوگی۔ کیا آپ ہمیں دکھانے کی زحمت کریں گے؟

فاروق وعلی نے اویس کو چوم لیا

یہ سن کر خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اپنا مونڈھا دکھایا تو وہ سفیدی موجود تھی۔

ان حضرات نے اس سفیدی کو بوسہ دیا اور فرمایا:

ہم لوگ گواہی دیتے ہیں کہ بے شک اویس قرنی رضی اللہ عنہ آپ ہی ہیں...... آپ ہمارے حق میں دعائے مغفرت کریں۔

خواجہ اویس میں تو استغفار میں کسی فرزند آدم کی تخصیص نہیں کرتا (سب کی بخشش مانگتا ہوں) مگر بحر وبر کے مومنین ومومنات اور مسلمین ومسلمات میں مستجاب الدعوات کون ہے؟ خواجہ اویس بولے کہ آپ لوگوں پر خدا نے میرا حال ظاہر کر دیا ہے، بتائیں آپ کون لوگ ہیں؟

سیّدنا علی المرتضیٰ نے فرمایا: یہ ہیں امیر المؤمنین عمر بن خطاب اور میں ہوں علی بن ابی طالب خواجہ اویس قرنی یہ سن کر ادبا کھڑے ہوگئے اور کہا کہ السلام علیک یا امیر المؤمنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اے ابن ابی طالب اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو اس امت

Scanned with CamScanner

کی جانب سے بہترین جزاء عطا فرمائے' انہوں نے بھی کہا: آپ کو بھی اللہ تعالیٰ جزائے خیر سے نوازے۔

امیر المؤمنین: آپ کے لئے میں مکہ شریف جا کر کچھ خرچ اور کچھ کپڑے لانا چاہتا ہوں۔اس وقت آپ یہیں ٹھہرے رہیں۔

خواجہ اویس امیر المؤمنین: ایسا کوئی وعدہ نہ لیں اور نہ ہم آج کے بعد دوبارہ ملیں گے اور بھلا اس پیسے اور کپڑے کو میں کیا کروں؟ آپ تو دیکھ ہی رہے ہیں کہ میرے پاس اون کی چادر اور لنگی موجود ہے۔میں انہیں اتنی جلد تو نہ پھاڑ ڈالوں گا۔اس کے علاوہ آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ میرے پاس مضبوط سلا ہوا جوتوں کا جوڑا بھی ہے۔یہ ابھی کہاں ٹوٹتے ہیں؟ اور آپ کو شاید معلوم نہیں کہ میں اونٹ چرانے کی اجرت چار درہم لیتا ہوں۔آپ جانتے ہیں کہ میں انہیں کب تک کھاؤں گا؟ اے امیر المؤمنین! ہمارے اور آپ کے مابین ایک نہایت سخت گھاٹی آنے والی ہے۔اس پر سے وہی پار اترے گا جو ہلکا اور دبلا ہوگا لہٰذا آپ بھی ہلکے ہی رہیں۔

حضرت اویس کی باتوں کا حضرت عمر پہ اثر

امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے خواجہ اویس کی یہ بات سنی تو اپنے کوڑے کو زمین پر مارا اور بآواز بلند پکارا۔اے کاش عمر! تجھے تیری ماں پیدا نہ کرتی تو بہتر تھا۔کاش وہ عقیم (بانجھ) ہوتی' تیرے حمل کی مصیبت نہ اٹھاتی' اس کے بعد امیر المؤمنین اور سیّدنا علی مکہ کی طرف تشریف لے گئے اور خواجہ اویس قرنی نے اپنے اونٹوں کو ہنکایا اور سب اونٹ انکے مالکوں کے حوالے کیے اور شتربانی چھوڑ کر صرف عبادت میں لگ گئے یہاں تک کہ وصال فرما گئے۔

صحیح مسلم میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس اویس بن عامر بن بنی مراد قرن کے یمنی لوگوں کے ساتھ آئے گا اسے برص تھا۔جس سے اس کو شفا مل گئی ہے صرف درہم کے برابر سفیدی رہ

گئی۔وہ اپنی ماں کا فرمانبردار ہے اگر کوئی قسم کھائے تو خدا پوری کردے۔اگر تم اپنے لیے اس سے دعائے مغفرت کراس کو تو ضرور کراؤ پھر باقی حدیث حسب بالا بیان کی یہاں تک اپنی اور حضرت علی کی ملاقات کا ذکر کیا اور یہ کہ ان سے دعائے مغفرت کو کہا تو انہوں نے دعائے مغفرت کی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے بتایا: کوفہ کا' فرمایا: کیا آپ کے لئے میں کوفہ کے گورنر کو لکھ دوں؟ کہا مجھے نادرو گمنام رہنا زیادہ پسند ہے۔

مسلم کی ایک روایت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تابعین میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جسے لوگ اویس کہتے ہیں (اہل خانہ میں) اس کی محض ماں ہے۔اس کے جسم پر ذرا سی سفیدی ہے تم لوگ ان سے اپنے لیے دعائے مغفرت کرانا۔

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ اویس خیر التابعین ہیں۔اس بارے میں صریح ہے کہ وہ تابعین سے مطلقاً بہتر ہے۔اس ارشاد سے یہ دلیل بھی ملتی ہے کہ نفع لازم' نفع متعدی سے بعض اوقات افضل بھی ہوتا ہے۔یہ بھی معلوم ہوا کہ خداشناس' علمائے باطن احکام شناس علمائے ظاہر سے افضل ہیں۔

حضرت اویس قرنی کی شفاعت

حضرت علقمہ بن مرثد کا فرمان ہے: زہد تابعین میں سے آٹھ آدمیوں پر ختم ہے۔انہیں میں سے ایک اویس قرنی بھی ہیں۔ان کے گھر والوں نے انہیں مجنوں خیال کر کے باہر ان کے لئے ایک حجرہ بنا دیا تھا اور وہ لوگ سالہا سال تک ان کو دیکھنے بھی نہ جاتے تھے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو موسم حج میں انہوں نے آواز دی۔اے لوگو! سب کھڑے ہو جاؤ سب لوگ سن کر کھڑے ہو گئے۔انہوں نے فرمایا: یمن والوں کے علاوہ سب بیٹھ جائیں (چنانچہ یمن کے لوگ کھڑے ہو گئے اور تمام لوگ بیٹھ گئے)

Scanned with CamScanner

اس طرح پھر اہل یمن میں سے صرف بنی مراد کے باشندوں کو اس کے بعد مقام قرن کے باشندوں کو کھڑے رہنے کا حکم دیا۔ اس طرح سب لوگ بیٹھ گئے۔ محض ایک آدمی کھڑا رہ گیا جو حضرت اویس قرنی کا چچا تھا۔

حضرت عمر! کیا تم خاص قرن کے باشندے ہو؟

ضعیف مرد: ہاں! یا امیر المؤمنین! حضرت عمر: کیا تم اویس کو جانتے ہو؟

ضعیف مرد: امیر المؤمنین! آپ اویس کا کیا پوچھتے ہیں اس سے زیادہ بے وقوف مجنون اور محتاج ہم میں کوئی نہیں۔ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بوڑھے کی یہ بات سن کر رو پڑے اور فرمایا یہ عیوب جو تو گنا رہا ہے تجھ میں ہیں اس میں نہیں کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اویس کی شفاعت سے قبیلہ ربیع و مضر جتنے لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

حضرت اویس کے صبح وشام

عمار بن یوسف ضبی کا بیان ہے: کسی نے اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ صبح وشام کس طرح گزارتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: صبح کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں رہتا ہوں اور شام کو اس کی حمد وستائش میں' ویسے تم ایک ایسے انسان کا حال دریافت کرتے ہو جو صبح کو شام تک کی زندگی کا یقین نہیں رکھتا اور شام کو صبح تک کی زندگی کا۔ کیونکہ موت اور اس کی یاد نے مومن کے لئے کوئی خوشی باقی نہ رکھی اور مال میں اللہ تعالیٰ کے حق نے مسلمان کے لئے چاندی سونے کی گنجائش باقی نہ رکھی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نے مسلمان کا کوئی دوست نہ رہنے دیا جب ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں تو وہ ہمیں برا جانتے ہیں بخدا نوبت بایں جارسید کہ مجھ پر بڑے بڑے بہتان باندھ دیئے...... اتنا کہہ کر اویس نے اپنا راستہ لیا اور مجھے تنہا چھوڑ گئے۔

ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اویس قرنی کے احوال سن کر کوفہ پہنچا۔ ان سے ملاقات کے علاوہ میرا اور کوئی مقصد نہیں تھا۔ دوپہر کے وقت میں نے انہیں دریائے

فرات کے کنارے وضو کرتے ہوئے دیکھا ان کا جو حلیہ اور اوصاف میں نے سن رکھے ان سے انہیں فوراً پہچان لیا۔

گندم گوں' غمگین صورت' سر کے بال منڈے ہوئے' باہیبت شخص تھے۔ میں نے سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا اور میری جانب دیکھا میں نے مصافحہ کو ہاتھ بڑھایا مگر انہوں نے مصافحہ نہیں کیا۔

ولی راوی می شناسد

ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ' اللہ تعالیٰ آپ کو رحمت ومغفرت سے نوازے۔ آپ کس حال میں ہیں۔ (کہتے کہتے میں اپنے دل میں چھپی ان کی محبت کے سبب سے رونے لگا اویس بھی مجھے دیکھ کر رو پڑے)

اویس قرنی: اے ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ تمہیں خوش وخرم رکھے تم کس طرح ہو؟ اور تم کو میرا کہاں سے پتہ چل گیا۔ ہرم: اللہ تعالیٰ نے خبر دے دی۔

اویس: بے شک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ ہمارا پروردگار' پاک اور منزہ ہے' اس کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے۔

ہرم: آپ نے میرا اور میرے باپ کا نام کیسے جانا؟ آج سے قبل تو ہم لوگوں نے کبھی باہم ملاقات نہیں کی۔ اویس: نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ
علیم وخبیر رب نے بتا دیا۔ ہرم: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث سنائیں؟

اویس: مجھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت وصحبت نصیب نہ ہوئی البتہ میں نے ان لوگوں کی زیارت کی ہے جنہوں نے حضور نبی کریم کی زیارت کی تھی مگر میں محدث' قاضی یا مفتی ہونا پسند نہیں کرتا اور میری طبیعت لوگوں سے اکتاتی ہے۔

ہرم: قرآن مجید کی کچھ آیات ہی سنا دیں۔ میرا جی چاہتا ہے کہ میں آپ سے کچھ سنوں اور مجھے کوئی ایسی نصیحت فرمائیں جس میں یاد رکھوں۔

یہ سن کر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور یہ پڑھا:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

اور فرمایا: بے شک سب سے سچی بات میرے پروردگار کی ہے اور سب سے صادق قول اللہ ہی کا ہے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝ (الانبیاء۲۱.....۱۲)

ترجمہ: اور ہم نے آسمان اور زمین اور ان کے درمیان کی چیزوں کو کھیلتے ہوئے (بے مقصد) پیدا نہیں کیا اگر ہم کھیل تماشا بنانا چاہتے تو اپنے پاس سے اسے بنا لیتے اگر ہمیں کرنا ہوتا۔

یہاں سے آخری سورہ تک تلاوت کی اور ایک سرد آہ کھینچی جسے سن کر میں نے سوچا کہ آپ بے ہوش ہو گئے ہیں' پھر فرمایا:

اویس قرنی اور فکرِ آخرت

اے ابن حبان! تمہارے والد تو فوت ہو چکے ہیں۔ عنقریب تم بھی فوت ہو جاؤ گے۔ معلوم نہیں' اس کے بعد تم جنت میں جاؤ گے یا جہنم میں۔ اس کے علاوہ دیکھو کہ بابا آدم اور اماں حوا بھی انتقال کر چکے۔ حضرت نوح نجی اللہ' حضرت ابراہیم خلیل اللہ' حضرت موسیٰ کلیم اللہ' داؤد خلیفۃ اللہ' محمد رسول اللہ (صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ جمیع الانبیاء المرسلین) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ابوبکر صدیق اور میرے بھائی اور میرے دوست عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سب کے سب وفات پا چکے ہیں۔ ہرم نے کہا: ابھی امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تو باحیات ہیں ان کا تو انتقال نہیں ہوا۔ اویس نے کہا: نہیں' ان کا بھی انتقال ہو چکا ہے' میں نے یہی سنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے بھی یہی معلوم ہوا ہے اور میرا دل بھی یہی کہتا ہے اور ہم تم بھی مرنے والوں ہی میں ہیں۔ اس کے بعد درود اور دعا پڑھی اور فرمایا:

حضرت اویس قرنیؒ کی نصیحت

میری تمہیں بس اتنی ہی نصیحت ہے کہ موت کو یاد رکھنا اور زندگی میں پلک جھپکنے کی مقدار بھی اس ذکر کو دل سے الگ نہ کرنا اور جب اپنے اہل وعیال میں پہنچنا تو انہیں خوف خدا کی تاکید کرنا اور ساری امت کو سمجھانا۔ جماعت سے علیحدہ نہ رہنا ورنہ دین سے جدا ہو کر دوزخ میں پہنچ جاؤ گے اور تم میرے لیے اور اپنے لیے دعا کرو پھر دیر تک میرے لیے دعا کرتے رہے اور فرمایا آج کے بعد تم مجھے نہیں دیکھ سکو گے۔ کیونکہ میں شہرت کو ناپسند کرتا ہوں اور تنہائی کو عزیز رکھتا ہوں۔ اب نہ کسی سے میرے بارے میں سوال کرنا اور نہ مجھے ڈھونڈنا۔ بس یاد کر کے دعا کرتے رہنا۔ میں بھی تمہارے حق میں دعا کرتا رہوں گا اب تم چلے جاؤ میں بھی جا رہا ہوں۔

ہرم کہتے ہیں مجھے ان کے ہمراہ کچھ دیر چلنے کی خواہش تھی لیکن انہوں نے اسے قبول نہیں کیا اور میں روتا ہوا ان سے جدا ہوا۔ وہ بھی روتے رہے۔ میں انہیں جاتے ہوئے دیکھتا رہا یہاں تک کہ وہ گلی میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد میں نے انہیں بہت تلاش کیا اور لوگوں سے دریافت کیا مگر کوئی ان کا سراغ بتانے والا نہیں ملا اور مجھ پر کوئی ہفتہ ایسا نہ گزرتا تھا جس میں ایک دو بار انہیں خواب میں نہ دیکھوں۔

حضرت اصبغ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب شام ہوتی تو کہتے یہ رکوع کرنے کی رات ہے اور پھر پوری رات رکوع ہی میں گزار دیتے۔ کبھی فرماتے یہ رات سجدے کی رات ہے اور رات سجدہ ہی میں بسر ہو جاتی بعض اوقات شام کو کچھ کھانا بچ جاتا تو شام ہی کو خیرات کر دیتے پھر دعا کرتے: بار الٰہا! اگر کوئی بھوکا مر جائے تو مجھ سے مواخذہ نہ فرمانا اور کوئی ننگا ہو تو بھی مجھ سے مواخذہ نہ فرمانا۔

دفن کے بعد نہ قبر نہ قبر کا نشان

حضرت عبداللہ بن سلمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: دورِ فاروقی میں آذربائیجان میں جہاد ہوا تھا' جس میں ہم لوگ شریک ہوئے تھے۔ اس میں خواجہ اویس رضی اللہ عنہ بھی

Scanned with CamScanner

ہمارے ہمراہ تھے جب ہم لوگوں سے واپس ہوتے تو اویس بیمار ہو گئے ہم نے انہیں اٹھانا چاہا مگر ان کی طبیعت سنبھل نہ سکی اور وہیں انتقال فرما گئے وہاں کفن، خوشبو اور قبر تیار تھی۔ ہم لوگوں نے غسل وکفن دے کر نماز جنازہ ادا کی اور انہیں دفن کر کے چلے آئے۔ ہم میں سے کسی نے دوسرے سے کہا کہ ہم ان کی قبر جان لیتے تو اچھا ہوتا مگر لوٹ کر دیکھا تو نہ قبر نظر آئی نہ نشان قبر۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں:

جنگ صفین میں کسی مناوی نے آواز دی کہ کیا ان لوگوں میں اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہیں تو اس جگہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے رفقاء میں شہید پائے گئے۔

(نورانی حکایات ترجمہ نوادر القلیوبی)

(15)

حیاتِ برزخی اور محل کی ویرانی

حضرت سیّدنا ابوحمزہ انصاری علیہ الرحمۃ، حضرت سیّدنا ابومصرخی علیہ الرحمۃ کی حوالے سے بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں جہاد کے لئے گیا تو میرا گزر ملک شام کے ایک قلعے کے قریب سے ہوا جس کا دروازہ بند تھا۔ دروازے کے ساتھ ہی ایک قبر تھی۔ رات ہو چکی تھی لہٰذا میں نے یہیں رات گزارنے کا فیصلہ کیا اور قبر کے قریب لیٹ گیا۔ میں سویا ہوا تھا کہ ایک غیبی آواز سن کر میری آنکھ کھل گئی۔ کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: ''اے امیمہ! تو ہمارے پاس آ، اللہ عزوجل تجھ سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی کرے''۔ آواز سن کر میں خوفزدہ ہو گیا اور نماز پڑھنے لگا پھر جب صبح کا اجالا پھیلنے لگا تو میں دوبارہ سو گیا۔ میں نے پھر وہی آواز سنی: ''اے امیمہ! ہمارے پاس آ، اللہ عزوجل دونوں حالتوں میں تجھ سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی کرے۔ ہماری قبروں کے اندھیرے سے تعجب نہ کر تو مٹی کے نیچے ہمارے پاس آ جا''۔

میں پھر گھبرا کر اٹھ بیٹھا، قلعے کے دروازے کی طرف دیکھا، وہ کھل چکا تھا اور لوگ ایک جنازہ لئے آرہے تھے۔ ان کے آگے ایک بوڑھا شخص تھا، میں نے اس سے کہا: ''یہ جنازہ کس کا ہے؟'' کہا: ''یہ میری بیٹی کا جنازہ ہے''۔ میں نے کہا: ''اس کا نام کیا ہے؟'' کہا: ''امیمہ''۔ میں نے قبر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''یہ قبر کس کی ہے؟'' کہا: ''میرے بھتیجے کی، یہ میری بیٹی کا شوہر تھا فوت ہو گیا تو ہم نے اسے دفنا دیا، اب میری بیٹی بھی انتقال کر گئی ہے ہم اسے دفن کرنے آئے ہیں۔'' میں نے جب یہ سنا تو وہاں موجود

Scanned with CamScanner

لوگوں کو اس آواز کے بارے میں بتایا جو میں نے رات کو دو مرتبہ سنی تھی لوگ یہ سن کر حیران رہ گئے۔

اپنوں کی قبر کے پاس سے گزرو تو......

حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن ابن جوزی علیہ الرحمۃ اس حکایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''اس سے ثابت ہوا کہ مردے زندوں کے احوال جانتے ہیں''۔

چنانچہ حضرت سیّدنا محمد بن عباس وراق علیہ الرحمۃ سے مروی ہے کہ ''ایک شخص اپنے والد کے ساتھ سفر پر روانہ ہوا۔ راستے میں دَوم (یعنی سیب کی طرح سرخ رنگ کے پھلوں والے خاص درخت) کے پاس اس کے والد کا انتقال ہو گیا۔ بیٹا اسے درخت کے قریب ہی دفنا کر سفر پر روانہ ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد جب اس نوجوان کا گزر اس درخت کی قریب سے ہوا تو اپنے والد کی قبر پر نہ ٹھہرا۔ یکایک ہاتف غیبی کی آواز نے اسے چونکا دیا، فضا میں آواز گونجنے لگی:

''میں نے تجھے رات کے وقت دوم کے درخت کے قریب سے گزرتا ہوا پایا تجھ پر لازم ہے کہ دوم والے سے گفتگو کر، دوم کے درخت کے قریب ایک شخص رہتا ہے، کاش! تو اس کی جگہ ہوتا، کچھ دیر دوم والے کے پاس ٹھہر اور اسے سلام کر''۔ اللہ عزوجل ہمیں آخرت میں اچھی جزاء عطا فرمائے اور اپنے عفو و کرم کے سائے میں رکھے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم) (عیون الحکایات)

یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

حضرت سیّدنا صالح مری علیہ الرحمۃ ایک مرتبہ ایک محل کے قریب سے گزرے تو ایک نوجوان کنیز ہاتھوں میں دف اٹھائے یہ نغمہ گا رہی تھی: ''ہم لوگ ایسی نعمتوں اور خوشیوں میں ہیں جو کبھی زائل (ختم) نہ ہوں گی''۔ یہ سن کر حضرت سیّدنا صالح مری علیہ

الرحمۃ نے اس کنیز سے کہا: ''اللہ کی قسم! تو جھوٹ بول رہی ہے'' پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے روانہ ہو گئے''۔ کچھ عرصہ بعد جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا گزر دوبارہ اس محل کے قریب سے ہوا تو دیکھا کہ اس محل پر بوسیدگی و شکستگی کے آثار نمایاں تھے نوکر چاکر سب غائب تھے۔ محل کی تمام زیب و زینت خاک میں مل چکی تھی۔ گردش ایام کی زد میں آ کر وہ زیب و زینت کا شاہکار خراب و بیکار ہو چکا تھا گویا وہ ویران محل پکار پکار کر زبان حال سے یوں کہہ رہا تھا:

اجل نے نہ کسریٰ ہی چھوڑا نہ دارا	اسی سے سکندر سا فاتح بھی ہارا
ہر اک لے کے کیا کیا نہ حسرت سدھارا	پڑا رہ گیا سب یونہی ٹھاٹھ سارا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے	یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

اجل نے نہ کسریٰ ہی چھوڑا نہ دارا

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے محل کی دروازے کے پاس کھڑے ہو کر بآواز بلند کہا: ''اے ویران محل! تیرے مکین کہاں ہیں؟ کہاں گئے تیرے خدام؟ تیری زیب و زینت کو کیا ہوا؟ کہاں ہے وہ جھوٹی کنیز جس کا یہ گمان تھا کہ ہماری نعمتیں اور خوشیاں ختم نہ ہوں گی؟ کہاں گئیں اب وہ نعمتیں اور خوشیاں؟'' ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ محل کے اندر سے یہ غیبی آواز سنائی دی: ''اے صالح رحمۃ اللہ علیہ! جب مخلوق کا مخلوق پر اتنا غضب ہے تو مخلوق پر خالق کے غضب کا عالم کیا ہو گا؟'' پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور زار و قطار روتے ہوئے یوں گویا ہوئے: اے لوگو! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جہنمی اس طرح پکاریں گے: ''اے ہمارے پروردگار عزوجل! تو جو چاہے ہمیں عذاب دے لیکن ہم پر غضب نہ فرما۔ بے شک تیرا قہر و غضب ہم پر آگ سے زیادہ شدید ہے۔ اے ہمارے رب عزوجل! جب تو ہم پر غضب فرماتا ہے تو عذاب کی زنجیریں، بیڑیاں اور جہنمی طوق ہم پر تنگ ہو جاتے ہیں''۔ (ایضاً)

عفو کر اور سدا کے لئے راضی ہو جا	گر کرم کر دے تو جنت میں رہوں گا یارب

اسی سے سکندر سا فاتح بھی ہارا

(یہ حکایت اپنے اندر عبرت کے بے شمار موتی لئے ہوئے ہے۔ انسان کو دنیا کی ظاہری زیب و زینت کے دھوکے میں پڑ کر اپنے پروردگار عزوجل کی یاد سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔ افسوس ہے اس پر جو دنیا کی نیرنگیاں دیکھنے کے باوجود بھی اس کے دھوکے میں پڑ کر اپنی موت اور قبر و حشر کو بھول جائے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے اعمال صالحہ کی طرف راغب نہ ہو۔ ایسا شخص واقعی قابل مذمت ہے۔ اللہ عزوجل ہمیں دنیا کے دھوکے سے بچنے کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرما رہا ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۥ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ (پ۲۲ الفاطر: ۵)

اے لوگو! بے شک اللہ کا وعدہ سچ ہے تو ہرگز تمہیں دھوکہ نہ دے دنیا کی زندگی اور ہرگز تمہیں اللہ کے حکم پر فریب نہ دے وہ بڑا فریبی۔

خوش نصیب ہے وہ شخص جو دنیا کے دھوکے سے بچے اور آخرت کی تیاری کے لئے ہر دم کوشاں رہے۔ اللہ عزوجل ہمیں دنیا کے دھوکے سے بچا کر آخرت کی تیاری کے لئے اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنی ناراضگی سے بچا کر رضائے دائمی کی لازوال دولت سے مالا مال فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

(16)

شرم سے گڑ جا اگر احساس تیرے دل میں ہے

جرمنی کا چانسلر ترکی کے دورے پر آیا۔ وزارت ثقافت و تعلیم ترکیہ نے اس کے بے مثال استقبال کا پروگرام بنایا۔ اپنی ثقافت' اپنی تہذیب دکھانے کے لئے اور اپنے آپ کو ایک ایڈوانس ملک ثابت کرنے کے لئے وہ بعض اسکولوں کی نوجوان بچیوں کو سڑکوں پر لے آئے۔ سڑکوں کے کنارے نوجوان بے پردہ لڑکیاں پھول لے کر کھڑی تھیں۔ وہ جہاں سے گزرتا اس پر پھول نچھاور کیے جاتے۔ جرمن چانسلر نے جب لڑکیوں کے لباس کو دیکھا تو اسے بے حجابی کے سوا کچھ نظر نہ آیا۔ اس نے ذمہ داران حکومت ترکیہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''میں جب ترکی آ رہا تھا تو میرا خیال تھا میں ایک اسلامی ملک جا رہا ہوں' وہاں مجھے خواتین میں اسلامی پردہ اور اسلامی اقدار نظر آئیں گی۔ مگر یہاں تو مجھے بے پردگی ہی نظر آئی۔ یورپ میں یہی چیز تو ہمیں لے ڈوبی ہے۔ گھرانے تباہ و برباد ہو گئے۔ رشتے داریاں ختم ہو گئیں۔ بچے اپنے والدین سے جدا ہو گئے۔ ہمارا فیملی سسٹم پورے کا پورا تباہ و برباد ہو کر رہ گیا ہے۔ مسلمانو! کیا تم بھی......؟''

(سنہری کرنیں)

Scanned with CamScanner

(17)

منبر رسول اللہ ﷺ سے اذان کی آواز

واقعہ کربلا کے بعد جب یزید کی بربریت نہ تھمی تو اس وقت شہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ بھی اس کی بربریت اور سفاکی سے نہ بچ سکا۔ مدینہ منورہ کو تاراج کرنے کے لئے اس نے اپنے دارالحکومت دمشق سے ایک خونخوار فوج بھیجی جس کے ایک ایک سپاہی نے مدینہ منورہ کی حرمت کو پامال کرنے میں ایک دوسرے سے بڑھ کر خود کو یزید کا نمک خوار ثابت کرنے میں سفاکی کی شرمناک مثالیں قائم کیں۔

اسی سلسلہ میں انہوں نے مسجد نبوی شریف میں بھی اپنی بربریت کی غلیظ مثالیں قائم کرنے کے لئے تین دن تک نماز ادا کرنی ممنوع کر دی۔

اس وقت سیّد التابعین حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے خود پر مصنوعی پاگل پن طاری کرتے ہوئے مسجد نبوی سے دوری اختیار کرنے سے انکار کر دیا۔

اسی دوران آپ بیان فرماتے ہیں کہ جب بھی نماز کا وقت ہوتا تو اس وقت روضہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اذان کی آواز آجاتی جس سے میں نماز کا وقت پہچان جاتا اور اسی اذان پر نمازیں ادا کرتا تھا۔ (اس واقعہ کے مختلف الفاظ کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں)

سنن الدارمی جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 56 ‘مشکوٰۃ (خطیب بغدادی) کتاب الفضائل والشمائل باب فضائل سیّد المرسلین۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ (علامہ علی قاری) باب المعجزات ‘مجموع الفتاویٰ (ابن تیمیہ) جلد نمبر 11 صفحہ نمبر 280 ‘اولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطٰن (ابن تیمیہ) باب کرامات الصحابۃ والتابعین ‘شرح ابن ماجہ (سیوطی) صفحہ نمبر 291 ‘طبقات ابن سعد جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 135 ‘سیر اعلام النبلاء

(ذہبی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 228 ‘وفاء الوفاء (سمہودی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 134 ‘خلاصۃ الوفاء (سمہودی) الفصل التاسع ‘دلائل النبوۃ (ابونعیم) باب الفصل الثامن والعشرون حدیث نمبر 491 ‘الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 490 ‘الحاوی للفتاویٰ (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 140 ‘شواہد النبوۃ (جامی) صفحہ نمبر 396 ‘تاریخ مکۃ المشرفۃ والمسجد الحرام (ابن ضیاء) باب ذکر حکم زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفضلها ‘جلاء العینین فی محاکمۃ الاحمدین (نعمان آلوسی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 122 ‘سبل الہدیٰ والرشاد (یوسف صالحی) جلد نمبر 12 صفحہ نمبر 357

(18)

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی

حضرت ابوسعید خراز رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک بار میں نے حرم کعبہ میں ایک ایسے شخص کو دیکھا جس کے بدن پر بس اتنا ہی کپڑا تھا کہ ناف سے گھٹنے تک بدن چھپا ہوا تھا۔ اس کو دیکھ کر میرے قلب میں کچھ نفرت اور گھن پیدا ہوئی اور میں نے اس کو حقارت کی نظر سے دیکھا تو اس نے فوراً ہی میری طرف دیکھ کر یہ آیت پڑھی: اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ فَاحْذَرُوْہُ (۲:۲۳۵) یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کی چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے لہٰذا اس سے ڈرو۔ ابوسعید کہتے ہیں کہ یہ آیت اس کی زبان سے سن کر میں بے حد شرمندہ ہوا اور دل ہی دل میں توبہ و استغفار کرنے لگا تو اس نے میری طرف دیکھ کر یہ آیت تلاوت کردی وَھُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِہٖ (۴۲:۲۵) یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ (مستطرف ج۲ ص۸۶)

تبصرہ: یہ برہنہ درویش یقیناً کوئی صاحبِ کشف بزرگ تھے جنہوں نے اپنے حال اور کمال کو چھپانے کے لئے یہ ہیئت بنالی تھی۔ ایسے بہت سے خاصان خدا ہیں کہ ان کی ظاہری شکل وصورت سے ان کے بلند حالی اور اعلیٰ کمال کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ یہی لوگ چھپے درویش کہلاتے ہیں اور ان کا حال گدڑی میں لعل جیسا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ یعنی بہت سے ایسے بندگان خدا ہیں جن کے بال الجھے ہوئے اور غبار آلود ہوتے ہیں جن کو لوگ (حقیر سمجھ کر) اپنے دروازوں سے دھکا دے کر بھگا دیتے ہیں لیکن خداوند ذوالجلال

کے دربار میں ان کی مقبولیت کا یہ حال ہوتا ہے کہ اگر وہ کسی بڑی سے بڑی بات کی قسم کھالیں تو خداوند کریم ضرور ان کی قسم کو پوری فرمادیتا ہے"۔

جو ہو جذب یقیں پیدا تو پتھر موم ہو جائے

ظاہری آنکھوں سے ان بزرگوں کے مقام وحال کا کمال نہیں دیکھا جاسکتا اور باطنی آنکھیں ہر شخص کے پاس موجود نہیں۔ اس لئے یہ لوگ پہچانے نہیں جاتے اور یہ لوگ خود بھی اپنے لباس وخوراک اور اپنے طرز زندگی کی سادگی اور ظاہری بے ڈھنگا پن ظاہر کرکے اپنے حال کو چھپائے رہتے ہیں۔ مگر یہ لوگ اس قدر قوی جذبہ اور روحانی طاقت کے مالک ہوتے ہیں کہ اگر جلال میں آجائیں تو ایک نگاہ ڈال کر عالم ملک میں انقلاب عظیم پیدا کردیں اور ان لوگوں پر خداوند کریم کا اتنا پیار ہوتا ہے اور یہ لوگ مقبولیت کی ایسی منزل بلند پر فائز ہوتے ہیں کہ اگر یہ لوگ کسی پہاڑ کے ٹل جانے کی یا کسی سمندر کے خشک ہوجانے کی بھی دعا مانگ لیں تو مولیٰ عزوجل ضرور اپنے کرم سے ان کی دعاؤں کو قبول فرما کر ان کی تمناؤں اور مرادوں کو پوری فرمادیتا ہے۔ حضرت حافظ شیرازی نے انہیں کمبل پوش خاک نشینوں کے تصرفات وکرامات اور ان کی روحانی طاقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔

گدائے میکدہ اُم لیک وقت مستی بیں — کہ ناز بر فلک و حکم بر ستارہ کنم

یعنی میں یوں تو تمہارے دیکھنے میں میکدہ کا ایک فقیر ہوں لیکن جب مجھ پر شرابِ وحدت کا نشہ اور جذبات الٰہیہ کی مستی سوار ہوجاتی ہے تو اس وقت مجھے دیکھو کہ آسمان میرا ناز اٹھاتا ہے اور ستاروں پر میرا حکم چلتا ہے اور حدیث شریف کے فرمان کے ساتھ ساتھ برس ہا برس کا یہ تجربہ بھی ہے کہ یہ میلے کچیلے پراگندہ بال اور شکستہ حال فقراء جب جلال میں آجاتے ہیں تو ایسے ایسے کمال دکھلا دیتے ہیں کہ عقل انسانی دریائے حیرت و استعجاب میں غرقاب ہوجاتی ہے اور یہ حقیقت بالکل عریاں ہوکر نگاہوں کے سامنے آجاتی ہے کہ۔

Scanned with CamScanner

بشر خود اپنی طاقت سے ہلا سکتا نہیں ذرّہ
جو ہو جذب یقین پیدا تو پتھر موم ہو جائے

ارادت ہو تو دیکھ ان کو

لہٰذا ضروری ہے کہ کسی پراگندہ بال اور خستہ حال درویش کو ہرگز ہرگز کبھی نفرت حقارت کی نظر سے نہ دیکھے بلکہ ان خاک نشینوں کی اگر ہو سکے تو کچھ خدمت کرے ورنہ کم سے کم اتنا ضرور خیال رکھے کہ ان کی کوئی بے ادبی نہ ہونے پائے۔ تمہیں کیا معلوم کہ اس کملی کے اندر کون سا شہنشاہ اور اس گدڑی کے اندر کیسا لعل اور اس غبار میں کیسا شہسوار چھپا ہوا ہے؟ اسی لئے کہا گیا ہے کہ۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کو ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

(روحانی حکایات)

(19)

مولانا فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمۃ

آپ علیہ الرحمۃ نے بچپن ہی میں اپنے والد گرامی مولانا فضل امام علیہ الرحمۃ کے پاس تمام علمی فنون حاصل کر لئے تھے۔ آپ کے والد ماجد وقت کے امام اور علامہ تھے۔ انہوں نے فنون کی کتابیں پڑھا کر مولانا صاحب کو شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دہلی شریف میں پیش کیا اور عرض کیا کہ اپنا لڑکا آپ کی خدمت میں لایا ہوں براہ کرم اسے درس حدیث پاک میں شامل فرمالیں۔ شاہ صاحب نے نہایت خوشی کے عالم میں اجازت بخشی چونکہ وقت کے امام اور فاضل کا بیٹا تھا اس لئے بڑی مسرت اور توجہ کا اظہار فرمایا۔ مولانا کے والد نے بتایا کہ اس لڑکے نے چند ایک قصائد بھی سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں لکھے ہیں تو شاہ صاحب نے قصیدہ سننے کی خواہش کا اظہار فرمایا۔ بچے کوئی قصیدہ سناؤ۔ مولانا نے نوعمری میں بنائے ہوئے قصائد میں سے ایک قصیدہ سنایا جو ادیبانہ و فاضلانہ انداز والا اور بلند پایہ تھا لیکن تمام قصیدہ سے صرف ایک لفظ کے متعلق شاہ صاحب نے فرمایا: فلاں لفظ اس میں غریب ہے۔ مولانا اگرچہ بحیثیت شاگرد حاضر ہوئے تھے لیکن دلیرانہ انداز میں آدابانہ عرض کیا کہ جناب اس طرح کے غریب الفاظ اہل لسان شعراء کے کلام میں بھی آئے ہیں۔ لہٰذا اس میں قسم (حرج) نہیں ہے۔ شاہ صاحب نے مثال دریافت فرمائی تو آپ نے مشہور مشہور شعراء کے ننانوے شعر ایسے سنائے جن میں غریب الفاظ مستعمل تھے۔ آپ کے والد ماجد نے آپ کے گھٹنے کو دبایا اور فرمایا: اس وقت تو بحیثیت شاگرد حاضر

Scanned with CamScanner

ہے' بزرگوں کا ادب لازم ہوتا ہے۔ والد صاحب کے فرمان وارشاد پر خاموش ہو گئے ورنہ اور بھی پڑھنے کو بالفصاحت تیار تھا بلکہ موجود طلباء وعلماء کا کہنا ہے کہ مولانا کے اشعار سناتے وقت معلوم ہوتا تھا کہ ایک بحر بیکراں اچھل کر اپنی فراوانی میں آ گیا ہے۔ اگر والد ماجد نہ روکتے تو خدا معلوم کتنے تک پڑھتے جاتے۔ بہر کیف اس وقت شاہ صاحب نے فرمایا مجھے سہو ہو گیا تھا۔

شہنشاہ دہلی کی شیعہ بیوی

فرمایا: شاہ صاحب کے زمانہ میں شہنشاہ دہلی کی بیگم مذہب شیعہ رکھتی تھی اور ہمیشہ بادشاہ کو کہتی کہ ایران کے مجتہد اعظم کے ساتھ شاہ عبدالعزیز صاحب کا مناظرہ کرائیں تا کہ حق مذہب کا امتیاز ہو جائے اگر ایرانی مجتہد غالب آ گیا تو میرا مذہب آپ بھی اختیار فرمالیں اور شاہ صاحب کے غالب آنے پر میں اہل سنت مذہب اختیار کرلوں گی۔ ایک گھر میں دو مذہب کا ہونا نامناسب ہے۔ خاوند اور بیوی کا مذہب ایک ہی ہونا چاہئے۔ بادشاہ وقت پہلے تو ٹال مٹول کرتا رہا بالآخر عورت نے اپنا مطالبہ منظور کرالیا۔ شاہ صاحب سے بادشاہ نے کہا ایرانی مجتہد آ گیا ہے آپ اس کے ساتھ مناظرہ کے لئے تیار ہو جائیں۔ ایران سے نہ صرف ایک بلکہ اہل تشیع کے بہت سے مجتہد پہنچ گئے لیکن مقررہ تاریخ سے صرف ایک دن پہلے شاہ صاحب کے شاگردوں کو اس مناظرہ کا علم ہوا وہ بھی اس طرح کہ شاہ صاحب نے چہرہ اقدس پر غم کے آثار بنالئے جن کو دیکھ کر آپ کے تلامذہ نے آپ کی پریشانی کا سبب دریافت کیا تو فرمایا: خیر ہے لیکن بار بار اصرار کرنے پر فرمایا کل ایرانی مجتہد کے ساتھ مناظرہ ہونا ہے اس شخص کی علمیت بھی نامعلوم اور ذات بھی غیر مشہور ہے۔ خدا معلوم وہ لوگ کس طرح کے اعتراض کریں گے کہیں مہمل یا معمولی سا اعتراض کریں تو ملال ہوگا اگر عالمانہ بحث میں آ گئے تو حرج نہیں یقیناً مارے جائیں گے۔ لیکن مایوسی محض یہ ہے کہ اگر مثال کے طور پر کہیں کہ نو بھتی قاعدہ کا مصنف کون ہے؟ یا تو بھتان کیوں بنا دیں یا پہلی تختی بھتونکی اور دوسری صرف ایک بھت والی؟

اسی طرح کے بے معنی اعتراضات ہوں اور برموقع جواب ذہن میں نہ آئے تو اہل سنت کی شکست ہوگی کیونکہ بے علم اور جاہل لوگ ایسے ہی سوالات کرتے ہیں جو بے بنیاد ہوں' پریشانی تو صرف اتنی ہے۔

ایرانی مجتہد سے مناظرہ

یہ سن کر تلامذہ نے عرض کی اس کا حل اس طرح کرتے ہیں کہ مناظرہ پہلے پہل آپ کے شاگرد سے کرایا جائی اور اگر ضرورت پڑی تو پھر آپ تو موجود ہی ہوں گے۔ چنانچہ یہی طے پایا اور تلامذہ نے بادشاہ کی خدمت میں درخواست کی کہ ایرانی مجتہد غیر معروف آدمی ہے ساتھ ہی اس کے علم کا کسی کو پتہ نہیں اور شاہ صاحب شہرہ آفاق ہستی ہیں دنیا بھر میں آپ کا چرچا ہے تو غیر معروف ہستی کے ساتھ اتنی بلند پایہ ہستی کا مناظرہ نامناسب ہے۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ پہلے شاہ صاحب کے کسی طالب علم کے ساتھ مناظرہ ہو' اگر طالب علم کو اس نے لاجواب کر دیا تو شاہ صاحب موجود ہوں گے وہ جواب دیں گے۔ بادشاہ کو یہ بات بہت پسند آئی اور درخواست منظور فرمائی۔ دوسرے روز جب سٹیج بن گئے اور فریقین حاضر ہوئے اس وقت سٹیج کی ہیئت اس طرح تھی کہ جنوبی طرف ایرانی تھے اور شمالی طرف بادشاہ کی کرسی ایرانیوں کے سامنے تھی۔ بادشاہ کے دائیں جانب وزراء' امراء لوگوں کا طبقہ تھا اور بائیں طرف شاہ صاحب اور دیگر علماء کرام جلوہ فرما تھے۔ درمیان میں قالینوں پر تلامذہ بیٹھے تھے نیز دیگر سامعین اور شائقین بھی ان کے ساتھ موجود تھے۔ بادشاہ نے ایرانیوں سے خطاب فرماتے ہوئے کہا سنو ایرانیو! اس وقت ہر دو طرف سے فریقین اپنے اپنے عقائد کو سچا اور برحق ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن تمہارے مجتہد صاحب کی شخصیت غیر معروف ہونے کی صورت میں ان کا مناظرہ پہلے کسی شاگرد کے ساتھ ہوگا۔ ازاں بعد اگر ضرورت پڑی تو شاہ صاحب تمہارے سامنے موجود ہیں۔ یہ سنتے ہی ایرانی مجتہد بھڑکا اور کھڑے ہو کر کہنے لگا پھر کون ہے جو شاہ صاحب کی سوا میرے ساتھ مناظرہ کرے گا۔ اتنے میں اچانک مولانا فضل حق خیر آبادی

سٹیج کے سامنے کھڑے ہوگئے اور فرمایا: ہم سب تیار ہیں مناظرہ کے لئے' جس کو چاہو اور ساتھ ہی ہاتھ کو تمام طلباء کی طرف سے گھوما کر اپنے سینے پر بحالت دلیرانہ رکھا جس سے معلوم ہوا کہ اپنے آپ کو مناظرہ کے لئے پیش کردیا ہے۔ ایرانی مجتہد بولا کیا افق المبین پڑھے ہوئے ہیں؟

اور ایرانی مجتہد قدموں میں گر گیا

مولانا صاحب نے بحالت غصہ فرمایا: افق المبین' افق المبین تو خون کے چیتھڑوں سے آلودہ ہے اور تمام کی تمام نادانی پر موقوف ہے۔ اتنا فرما کر اہل تشیع کی کتاب افق المبین کی ابتداء سے عبارت پڑھنا شروع کردی۔ تھوڑی سی پڑھ کر اس کی تردید فرمائی ہر قول کو اس طرح ٹھکراتے کہ اس میں صرفی نحوی غلطیوں کا اظہار پھر مفہوم پر جرح اس طرح کرتے کہ سامعین کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ ابتداء سے انتہا تک اس کی تمام عبارت تھوڑی تھوڑی پڑھ کر اس کی تردید کردیتے۔ اس طرح اس کتاب کو بے معنی اور لغو ثابت کردیا اور سینکڑوں اعتراضات اس پر ظاہر کئے کہ وہ کتاب بالکل لادینی اور بے علمی کی طرف منسوب فرمادی۔ ایک مولانا صاحب موجود تھے جو عبدالرشید صاحب کے نام سے مشہور تھی فرماتے تھے کہ حقیقتاً افق المبین اسی روز میں نے پڑھی اور اس کے پرخچے اڑتے بھی دیکھے اور وہ مجتہد فوراً شاہ صاحب کے قدموں پر آ گرا' کہنے لگا جس ہستی کے شاگردوں کی یہ شان ہے تو استاد صاحب کتنی عظمت کے مالک ہوں گے۔ شاہ صاحب نے ایرانی کی پرواہ تک نہ کی اور اٹھ کر جناب مولانا فضل حق خیرآبادی کو سینے سے لگالیا۔ مولانا فرماتے ہیں کہ تمام علوم مجھے اس وقت حاصل ہوئے جبکہ شاہ صاحب نے مجھے سینے سے لگایا تھا۔ اس سے پہلے تو کچھ بھی علم نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسا علم' ذہن اور حافظہ عنایت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

(شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں):

یہ واقعہ مولانا عظمت اللہ (میاں شریف کے نمبردار میاں نعمت اللہ کے والد) نے

مولانا عبدالحق صاحب خیرآبادی سے سنا اور مجھے بیان فرمایا اس طرح مولانا فضل حق صاحب اور میرے درمیان دو واسطے ہوئے۔ ایک تو ان کے صاحبزادہ صاحب عبدالحق اور دوسرے میرے استاد مولانا عظمت اللہ صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ۔

فرمایا: کشمیر کے راجہ نے خواہش ظاہر کی کہ مولانا فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت دوں اور علمی نکات آپ سے سنوں' چنانچہ بڑی دھوم دھام سے ہاتھیوں اور گھوڑوں کو سواریوں کے لئے بھیج دیا تاکہ دہلی سے مولانا کو لائیں' جب وہ لشکر بصورت وفد دہلی پہنچا اور آپ کے حاشیہ نشین طلباء سے حاضری کا مقصد ظاہر کیا تو طلباء نے فرمایا: اس طرح مولانا کا وہاں تشریف لے جانا مشکل ہے تم واپس چلے جاؤ ہم آہستہ آہستہ زمین ہموار کریں گے۔ یعنی آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرائیں گے۔ جب آپ کا ارادہ ہوگیا تو موقع پر لاکر تمہیں آگاہ کریں گے۔ جب وہ واپس چلے گئے تو طلباء کرام نے وہ مقصد حاصل کرنے کا حیلہ اس طرح بنایا کہ کسی نے کہا: مولانا کشمیر کا زعفران بہت عمدہ ہے دیکھنے کے قابل ہے۔ فرمایا: واقعی زعفران کا پودا دیکھنا چاہئے' دوسرے دن کسی دوسرے طالب علم نے عرض کیا۔ غریب نواز وہاں کے میوہ جات اعلیٰ قسم کے ہیں' تیسرے نے عرض کی وہاں کی آب و ہوا اور باغات خوشگوار ہیں' اسی طرح کی باتیں ہوتی رہیں حتیٰ کہ خود مولانا نے فرمایا: کشمیر کی سیر کرنا چاہئے۔

کشمیر روانگی

طلباء نے تیاری شروع کردی۔ جب تیاری مکمل ہوگئی تو طلباء نے عرض کیا ایسے چلے جانا مناسب نہیں ہوگا وہاں کا راجہ اگر دعوت دے تو بہتر ہوگا۔ مولانا نے فرمایا: وہ کیسے دعوت دے گا؟ طلباء نے خفیہ طور پر راجہ کے ہاں پیغام لکھ کر بھیجا کہ اب آؤ' پیغام پہنچتے ہی راجہ کے آدمی ہاتھوں وغیرہ کی سواریوں کے ساتھ پہنچ گئے۔ طلباء کو فکر لاحق ہوئی کہ مولانا تو اعلیٰ دماغ کے مالک ہیں جب کسی سے نامعقول و ناپسند سنیں تو فوراً بول دیتے ہیں۔ ''چوتیا بکواس بکتا ہے'' اگرچہ مخاطب کوئی بھی ہو۔ امیر و غریب کا لحاظ نہیں رکھتے (یا

کہہ دیتے چوتیا کیا بک رہا ہے) لہٰذا اگر راجہ سے کوئی نامعقول بات ہوئی تو آپ نے یہی الفاظ فرمادینے ہیں جس کا بہت برا اثر ہوگا۔ اس لئے مولانا سے عرض کی کہ مہاراجہ نہ معلوم کس طرح کا آدمی ہے اس کی طبیعت ومزاج سے واقفیت تو ہے نہیں، بے علم اور جاہل ہونے کی وجہ سے نامعقول بات کرے گا تو آپ کا مزاج برداشت نہ کر سکے گا کہیں اپنی جہالت پر بھڑک گیا تو نازیبا ہوگا۔ اسی لئے بہتر ہے کہ آپ تشریف نہ لے جائیں، پھر کسی وقت اپنے آپ ہی چلے جائیں گے۔ فرمایا: ہم اس سے نامعقول سمجھ کر بات کریں گے تو پھر اس کی باتوں پر غصہ بھی نہ آئے گا۔ بہرحال بڑی دھوم دھام سے تشریف لے گئے۔ جب راجہ کے ہاں نشست ہوئی تو راجہ نے کہا مولانا کچھ منطق سنائیں۔ اس کا یہ کہنا ہی تھا کہ مولانا کو تے آ گئی اور پھر غصہ میں آگ بگولا ہو گئے۔ اس نے پھر دوبارہ کہا مولانا کچھ منطق کی باتیں سنائیں تو مولانا سے رہا نہ گیا فوراً فرمایا: ''چوتیا کیا بکواس بکتا ہے'' منطق کوئی ڈگڈگی تھوڑی ہے کہ بجانا شروع کر دوں۔ یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور واپس آ گئے۔ حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا: مولانا کی طبیعت غیر معقول اور لغو باتوں سے نہایت متنفر ہو جاتی تھی۔ حتیٰ کہ اگر ایسے مکان میں جاتے جہاں اس کے اندر سامان نامناسب حالت میں پڑا ہوتا یعنی اوپر والی اشیاء نیچے اور نیچے والی اوپر پڑی ہوئی دیکھتے تو فوراً غصہ ہو کر واپس ہو جاتے۔

میرا ہاتھ چومو

آپ نے فرمایا: مولانا عبدالحق صاحب کے بھانجے مولانا عبدالسلام تھے اور بہت بڑے متبحر عالم تھے۔ ایک مرتبہ دیوان صاحب کی خدمت میں ایک اور بھی مولوی صاحب موجود تھے اور قدرتاً وہاں میں بھی موجود تھا۔ مولانا عبدالسلام صاحب کی موجودگی میں دیوان صاحب نے مولوی صاحب سے ایک مسئلہ پوچھا انہوں نے بیان کیا تو مولانا عبدالسلام صاحب بالکل خاموش رہے۔ گویا توجہ بھی ادھر نہ فرمائی پھر دیوان صاحب نے مجھے فرمایا: اس کا مطلب تم بیان کرو۔ جب میں نے بیان کر لیا تو

مولانا عبدالسلام صاحب بولے اس طرح نہیں تو نے غلط بیان کیا ہے۔ دیوان صاحب کے فرمان پر دوبارہ بالتفصیل بیان کیا تو مولانا نے اپنے ہاتھ کو سامنے نکال کر فرمایا: میرا ہاتھ چومو، میرا ہاتھ چومو، ان الفاظ سے بھی اشارہ تھا کہ صحیح مطلب بیان نہیں ہوا۔

آپ فرماتے ہیں: میں نے پوچھا: یہ کون ہیں جو بیان رد کر کے کہہ رہے ہیں؟ میرا ہاتھ چومو! چنانچہ جب تیسری بار نہایت ہی تفصیل سے بیان کیا تو پھر بولے میں نے جو کہا ہے میرا ہاتھ چومو! میں نہیں کہہ رہا میرا ہاتھ چومو، پھر دیوان صاحب سے میں نے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے فرمایا: تمہارے استاد زادے مولانا عبدالحق خیرآبادی صاحب کے بھانجے ہیں۔ یہ سن کر میں اٹھا اور ان کا ہاتھ چوم لیا اور معافی طلب کی کہ جرات کر بیٹھا ہوں۔ مولانا نے فرمایا: پہلے مولوی صاحب تو بالکل اصل مطلب نہ سمجھے اور نہ بیان کر سکے، تم نے کچھ پتے کی بات کہی تھی۔ اس لئے متوجہ رہا۔

حضرت کی صاحبزادی

آپ نے فرمایا: خیرآبادی بہت ہی متبحر علماء ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہدایت پر تھے۔ اگر خدانخواستہ کسی دوسرے عقیدہ پر ہوتے تو کیا کیا کرتے؟ مولانا عبدالسلام کی والدہ ماجدہ کو ان کے والد ماجد مولانا فضل حق خیرآبادی صاحب نے خود پڑھایا تھا۔ وہ پڑھاتے وقت طلباء سے پس پردہ استفسار فرماتی تھیں۔ بچو کون سی کتاب پڑھنے کے لئے لائے ہو اور کہاں سے پڑھنی ہے۔ طلباء کے کہنے پر اس مقام سے زبانی تقریر فرما دیا کرتی تھیں۔ طلباء سے عبارت بالکل نہیں سنتی تھیں اور تمام اسباق زبانی پڑھایا کرتی تھیں۔ یہ مولانا فضل حق کی لڑکی مولانا عبدالحق کی ہمشیرہ اور مولانا عبدالسلام کی والدہ تھیں، رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔

فرمایا: دیوبندیوں کی سرکوبی تو مولانا فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے کر دی تھی۔ بریلوی لوگوں کو تو سانپ سرکوفتہ مل گئے تھے۔ اس کے بعد آپ نے مولانا کا

مناظرہ جو مولوی اسماعیل اور سیّد احمد اللہ شاہ کے ساتھ ہوا تھا کو بیان فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے بیان فرمایا: مولانا فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمۃ نے ایک بے مثال رسالہ (جس کا نام ''امتناع النظیر'' ہے) لکھا ہے جس میں دیوبندیوں کے عقائد ''امکان کذب باری تعالیٰ'' کا رد فرمایا ہے۔

انگریز کے خلاف فتویٰ جہاد

آپ نے فرمایا: مولانا فضل حق صاحب خیر آبادی علیہ الرحمۃ نے انگریز کے خلاف فتویٰ دیا تھا جب چیف جسٹس کے ہاں مقدمہ پیش ہوا تو لوگوں نے مولانا کی خاطر سوچا کہ گواہوں کو بٹھا لیا جائے اور اس بات پر گواہوں کو مستحکم بھی کر دیا گیا کہ مولانا کیخلاف بیان نہ دیں۔ اگرچہ مولانا نے حق کہا تھا مگر بڑے بڑے علمائے کرام محض مولانا کی جان بچانے کی خاطر موقع پر بیان تبدیل کرنے کو تیار ہو گئے اور جب چیف جسٹس نے بیان لینے شروع کئے تو ایک مولوی صاحب نے بیان دیتے ہوئے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا اور کہا مجھے معلوم نہیں۔ شاید یہ مولانا تو نہ تھے جب اس نے دو تین دفعہ اس طرح کی خلاف واقعہ کو دہرایا تو خود مولانا بول اٹھے کہ اس مولوی صاحب کو یاد نہیں یا بھول رہے ہیں میں ہی تو تھا یعنی حق بات کا اقرار فرما کر اپنے کامل ایمان ہونے کا ثبوت دے دیا۔

جب انگریز نے آپ کو جزیرہ انڈیمان (کالے پانی) بھیج دیا تو وہاں بھی آپ کو اسی چابک لگائے جاتے تھے انہوں نے اس حال میں بھی تعلیمی شغل کو نہ چھوڑا۔ چنانچہ کسی صاحب کو جو حج پر جا رہا تھا ایک قصیدہ لکھ کر دیا اور فرمایا: یہ قصیدہ مدینہ منورہ میں پیش کیا گیا تو فصیح و بلیغ عرب لوگ عش عش کر اٹھے اور کہا تین سو سال کے بعد یہ قصیدہ فصیحانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ آج سے تین سو سال پہلے تک اس قسم کا قصیدہ نہیں لایا گیا اس وقت عرب میں ترکوں کی حکومت تھی۔ اس لئے قصیدہ کی داد دی گئی۔

کالے پانی کی سزا

فرمایا: حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ بھی انگریز کی قید میں تھے بلکہ

انہیں کالے پانی بھیج دیا گیا تھا' وہیں شہید ہوئے ان کا مزار بھی جزیرہ انڈیمان میں ہے۔ مولانا صاحب کو کہا گیا کہ قاموس کا ترجمہ لکھ دیجئے۔ آپ کو رہا کر دیا جائے گا۔ فرمایا: میں اس کتاب کو بے قدر نہیں کرنا چاہتا۔ آپ نے وہیں کالے پانی ہی میں بصورت قید ٹاٹ پر کوئلے کے ساتھ ایک کتاب لکھی جو نہایت ہی دردناک واقعات سے بھرپور ہے۔ اپنے تمام واقعات اس میں درج ہوئے۔ تمام بدن زخموں سے چھلنی ہوتا تھا۔ خون اور پیپ وغیرہ بدن سے بہتے رہتے اور اسی حالت میں کتاب تحریر فرماتے رہتے تھے۔ انہوں نے اسی کتاب میں لکھا کہ میں ایسی جگہ بھیجا گیا ہوں جہاں نہ کوئی آبادی ہے نہ گندم ہے۔ اصل عربی الفاظ یہ ہیں: لافیھا برٌّ ولا بُرٌّ ولابر اور یہ بھی لکھا **قذفني شط الخصم الكالح الى شط الخصم المالح۔**

مجھے ترش رو دشمن کے غصے نے شوریلے دریا (نمکین دریا) کی طرف پھینک دیا۔

اس کتاب کا نام رسالہ غدریہ ہے۔ یہ کتاب لکھ کر صاحب علم الصیغہ کو دی۔ جب وہ رہا ہوئے اور فرمایا: میرے لڑکے عبدالحق صاحب کو دے دینا' مرحوم کو ملا تو وہ پڑھتے بھی تھے اور روتے بھی تھے کیونکہ نہایت ہی المناک حالت میں لکھی گئی تھی۔ اس وقت نماز بھی اشارہ سے ادا فرماتے تھے۔ نہایت نحیف و نازک حالت میں بھی تصنیف کو ترک نہ فرمایا۔ آپ مجسم علم تھے۔ قرآن شریف کی تلاوت فرماتے ہوئے کلام الٰہی چہرہ کے سامنے لئے ہوئے وصال فرمایا تو قرآن مجید چہرہ پر رہا۔

استقامت' کرامت سے بڑھ کر ہے

مولانا فرماتے کہ لوگوں کے زخموں پر مرہم کئے جاتے ہیں میرے زخموں سے پیپ وخون بہتا تھا کوڑے لگائے جاتے۔ جیسا کہ گزر چکا مولانا عبدالحق کے علاوہ ان کی ایک بیٹی بھی عالمہ تھی۔ جو عبدالحق صاحب سے زیادہ قابل تھی۔ جب مولانا عبدالحق بیمار ہوتے تو طلباء سے کہہ دیتے کہ مائی صاحبہ سے سبق پڑھ لینا۔ مائی صاحبہ پس پردہ زبانی سبق پڑھاتی تھیں اور بعینہ اپنے والد ماجد مولانا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ جیسی

Scanned with CamScanner

تقریر فرماتیں۔

مائی صاحبہ کی قابلیت دیکھ کر مولانا بھی فرمایا کرتے کہ کاش تو عبدالحق ہوتی پھر آپ نے مائی صاحبہ کے لڑکے مولانا عبدالسلام کے ساتھ دیوان صاحب کی موجودگی میں ملاقات کا واقعہ سنایا جو پہلے رقم کیا جا چکا ہے۔ آپ نے فرمایا: حالانکہ مولانا عبدالسلام صاحب ظاہری طور پر داڑھی منڈائے ہوئے تھے اور مائی صاحبہ کو بھی لوگ عرض کرتے تھے کہ ان کو نماز پڑھنے کی تاکید فرمایا کریں۔ لیکن جب فوت ہوئے تو ان کا خادم دیوان صاحب کو لے گیا۔ ان کا مصلّٰی دکھایا جو نہایت ہی گھسا ہوا (پھٹا ہوا) تھا اور قرآن مجید دکھایا جو آنسوؤں سے لت پت تھا۔ پوشیدہ طور پر اندر ہی جماعت کراتے اور نماز پڑھا کرتے۔ عجیب مذاق تھا لوگ ان کی عبادت سے بے خبر بلکہ فرائض کی ادائیگی کا بھی پتہ تک نہ تھا۔

نا مسلماں نہ مسلمانی ہنوز

مرتب انوارِ قمریہ فرماتے ہیں: ۱۴/ربیع الآخر ۱۳۹۵ء بوقت عشاء شب سہ شنبہ بنگلہ شریف (حضرت شیخ الاسلام کی بارگاہ) میں حاضری نصیب ہوئی۔ حاجی محمد بخش صاحب سیال آف ٹھٹھہ محمد پناہ آپ کو ملے اور ان کو کرسی پر بیٹھنے کو کہا اور اس کے بعد حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھا:

اے فرقتی در کعبہ رفتی بارہا
نا مسلماں نا مسلمانی ہنوز

جب بندہ نے کھڑے ہو کر مطلب دریافت کیا تو فرمایا: فرقتی مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کا فارسی میں تخلص ہے اور اپنے آپ کو خطاب فرمایا ہے۔ دراصل معنی یہ ہے کہ اگر کعبہ میں بار بار جانے سے حالت تبدیل نہ ہو بری عادات اسی طرح رہیں تو نا مسلمان نا مسلمانی' والا مصرعہ صادق آتا ہے۔

(انوارِ قمریہ ملفوظات حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ)

(20)

مومن اور کافر کی نیکی کا فرق

روایت ہے کہ چوتھے آسمان میں دو فرشتے باہم ملے تو ایک نے دوسرے سے کہا کہ کہاں جاتے ہو؟ اس نے جواب دیا: ایک عجیب کام ہے اور وہ یہ ہے کہ فلاں شہر میں ایک یہودی آدمی ہے جس کے مرنے کا وقت قریب آ گیا ہے اور اس نے مچھلی کی خواہش کی ہے لیکن دریا میں مچھلی نہ پائی گئی۔ پس مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ دریا کی جانب مچھلیاں ہانک دوں تاکہ لوگ ان میں سے ایک مچھلی یہودی کے لئے شکار کر لیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس یہودی نے کوئی بھی نیکی ایسی نہیں کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا بدلہ دنیا ہی میں اس کو نہ دیدیا ہو۔ اب صرف اس کی ایک نیکی باقی رہ گئی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس کی خواہش کی چیز اس تک پہنچا دے تاکہ وہ دنیا سے ایسے حال میں نکلے کہ اس کے لئے کوئی نیکی نہ ہو۔ اس کے بعد دوسرے فرشتہ نے کہا: میرے رب نے مجھے بھی ایک عجیب کام کے لئے بھیجا ہے اور وہ یہ ہے کہ فلاں شہر میں ایک ایسا مرد صالح ہے کہ اس نے جو برائی کی اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں اس کا بدلہ اس کو پورا کر دیا اور اب اس کی دفات کا وقت قریب آ گیا ہے اور اس نے روغن زیتون کی خواہش کی ہے اور اس کے ذمہ صرف ایک گناہ ہے اور مجھے میرے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ میں روغن کو گرا دوں یہاں تک کہ وہ اس کو نہ استعمال کر سکے اور اس کا دل جلے پس اللہ تعالیٰ اس سے اس کے اس گناہ کو بھی مٹا دے۔ حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ایسے حال میں ملے کہ اس کے ذمہ ہرگز کوئی گناہ نہ ہو۔ محمد بن کعب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے قول: فَمَنْ

يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ الآیۃ کے یہی معنے ہیں یعنی جب کافر ذرہ اور چیونٹی برابر نیکی کرتا ہے تو اس کا ثواب دنیا میں ہی دیکھ لیتا ہے اور مومن جب ذرہ برابر برائی کرتا ہے تو آخرت سے پہلے دنیا ہی میں اس کی جزا دیکھ لیتا ہے۔

(نوادر قلیوبی)

(21)

ہائے میرا دل کہاں ہے؟

حضرت سیّدنا ابوالحسن فارسی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت سیّدنا ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ کے معتقدین میں سے ایک شخص کی عقل جاتی رہی اور وہ مجنون ہو کر گلی کوچوں میں اس طرح صدائیں لگاتا پھرتا: ''ہائے! میرا دل کہاں ہے؟ ہائے میرا دل کہاں ہے؟ کیا کسی کو میرا دل ملا ہے؟ کیا کسی کو میرا دل ملا ہے؟ میرا دل کہاں ہے؟'' بچے اس کا مذاق اڑاتے اور پتھر مارتے۔ ایک دن وہ بچوں سے تنگ آ کر ایک گلی میں داخل ہو کر ایک جگہ بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد ایک بچے کے رونے کی آواز سنائی دی۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو ایک چھوٹا سا بچہ زاروقطار رو رہا تھا۔ اس کی والدہ نے کسی غلطی پر اسے مارا اور ناراض ہو کر گھر سے باہر نکال کر دروازہ بند کر دیا تھا۔ اب وہ چھوٹا سا منا کبھی دروازے کی دائیں جانب جارہا تھا کبھی بائیں جانب لیکن اسے اندر جانے کا کوئی راستہ نظر نہ آ رہا تھا۔ بچہ بڑے دردمندانہ انداز میں رو رہا تھا اور اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے؟ کہاں جائے؟ بالآخر تھک ہار کر اپنے گھر کے دروازے کی چوکھٹ پر گردن رکھ کر لیٹ گیا۔ لیٹے لیٹے اسے نیند آ گئی۔ جب بیدار ہوا تو رونے لگا اور بڑی آہ وزاری کرتے ہوئے یوں التجائیں کرنے لگا:

''اے میری پیاری ماں! اگر تو ہی میرے لئے دروازہ بند کر دے گی تو پھر کون میرے لئے اپنا دروازہ کھولے گا؟ جب تو ہی مجھے ٹھکرا دے گی تو کون مجھے اپنے قریب کرے گا؟ میری پیاری ماں! جب تو ہی مجھ سے ناراض

ہوگئی تو کون مجھے پیار دے گا؟ میری پیاری ماں! مجھے اپنی آغوش رحمت میں لے لے''۔

مجھے میرا دل مل گیا ہے

بچے کی آنکھوں سے سیل اشک رواں تھا اور بڑے ہی دردمندانہ انداز میں آہ و زاری کر رہا تھا۔ اپنے جگر کے ٹکڑے کی یہ درد بھری آواز سن کر ماں کا دل بھر آیا۔ وہ دوڑتی ہوئی اپنے جگر پارے کے پاس آئی تو دیکھا کہ بچے کی آنکھیں آنسوؤں سے تر بتر تھیں۔ چہرے پر مٹی لگی ہوئی تھی اور وہ زمین پر سر رکھ کر زار و قطار رو رہا تھا۔ ماں نے فوراً اپنی آغوش میں لے لیا، پیار سے چومنے لگی اور ماتا بھری آواز میں کہا: ''میرے لال! میری آنکھوں کی ٹھنڈک! تو تو مجھے جان سے بھی زیادہ محبوب ہے تو نے ایسی غلطی کی جس کی وجہ سے مجھے تجھ پر غصہ آیا اور تجھے سختی برداشت کرنی پڑی۔ میرے لال! اگر تو میری اطاعت و فرمانبرداری کرتا تو ہرگز میری طرف سے تجھے ناپسندیدہ بات نہ پہنچتی''۔

وہ مجنون، ماں بیٹے کی باتیں سن رہا تھا۔ جب اس نے ماں کی بیٹے پر شفقت دیکھی تو اسے وجد آ گیا وہ کھڑا ہو گیا اور زور زور سے چیخنے لگا۔ چیخ و پکار سن کر لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور وجہ پوچھی تو مجنون نے کہا: ''مجھے میرا دل مل گیا ہے۔ مجھے میرا دل مل گیا ہے'' جب اس نے حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ کو دیکھا تو کہا: ''حضور! مجھے میرا کھویا ہوا دل مل گیا ہے' فلاں گلی فلاں مکان کے پاس مجھے میرا دل مل گیا'' پھر اس نے ماں بیٹے والا واقعہ سنایا''۔ جب بھی وہ مجنون یہ واقعہ سناتا اس پر وجد طاری ہو جاتا گویا ماں بیٹے کی محبت دیکھ کر اسے اللہ عزوجل کی مخلوق پر رحمتیں و عنایتیں یاد آ جاتیں۔

(عیون الحکایات)

ایک فقیر بے نوا کی صدائے دل نوا

اس رقت انگیز حکایت میں ہماری اصلاح کے لئے بے شمار ہدایات ہیں۔ بچے کی

کسی غلطی پر ماں نے ناراض ہو کر اسے گھر سے باہر نکال دیا تو وہ چھوٹا سا منا ماں کی ناراضگی و دوری لمحہ بھر کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکا۔ گھر کے دروازے پر سر رکھ کر روتا رہا' اسے اپنی ماں کی رحمت و شفقت سے امید تھی کہ وہ ضرور بلا لے گی میری غلطی کو معاف کر کے مجھے اپنے دامن میں چھپا لے گی۔ بالآخر بچے کی گریہ و زاری دیکھ کر ماں نے اسے اپنی ماتا بھری گود میں اٹھا لیا اور اس کی خطا کو معاف کر دیا۔ ہمارا پروردگار جو ہم پر ستر ماؤں سے بھی زیادہ مہربان و رحیم ہے وہ ہم سے کتنی محبت کرتا ہوگا۔

ہمیں بھی چاہئے کہ کوئی بھی ایسا کام نہ کریں جس میں ہمارے پاک پروردگار عزوجل کی نافرمانی ہو پھر بھی بتقاضائے بشریت جب بھی کوئی خطا سرزد ہو فوراً اس رحیم و کریم پروردگار عزوجل کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر رو رو کر اپنے پروردگار عزوجل کو راضی کر لینا چاہئے۔ خدا عزوجل کی قسم! اگر خدانخواستہ وہ مالک حقیقی عزوجل ہم سے ناراض ہو گیا تو ہم کہیں کے بھی نہ رہیں گے۔ دنیا و آخرت تباہ و برباد ہو جائے گی۔ ہمیں اپنے پیارے رحیم و کریم، ستار و غفار رب عزوجل سے امید واثق ہے کہ وہ مولیٰ عزوجل ہماری خطاؤں کو ضرور معاف فرمائے گا اور اپنے رحمت کے سائے میں ضرور جگہ عطا فرمائے گا جو اس پر بھروسہ کرتا ہے وہ کبھی مایوس نہیں ہوتا وہ اتنا عطا فرماتا ہے کہ عقلیں اس کی عطاؤں کا ادراک نہیں کر سکتیں۔

ہم اپنے پاک پروردگار عزوجل کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں ہمیشہ اپنی ناراضگی سے بچائے رکھے اور اپنی رضا والے اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

عفو کر اور سدا کے لئے راضی ہو جا
یہ کرم کردے تو جنت میں رہوں گا یارب عزوجل!

Scanned with CamScanner

(22)

شقاوت سے سعادت تک

صومال (اردو میں صومالیہ) کے مشہور شہر مقدیشو یا مغادیشو صومالیہ کے ایک پرائمری سکول میں اساتذہ اور کلرک بڑی حیرت اور تعجب سے اس کی خوبصورت آواز میں نغمے سن رہے تھے۔ ''غضب کی آواز ہے'' ایک نے کہا: ہیڈ ماسٹر نے کہا: ''اتنی خوبصورت آواز میں نے کبھی نہیں سنی۔ اس کے پاس لحن داودی ہے''۔ اس نے ایک نغمہ ختم کیا۔ اب وہ پرانی شاعری سنا رہا تھا۔ ایک کہنے لگا: ''منحنی سی شکل وصورت کا عبداللہ...... جب بڑا ہوگا تو کیا غضب ڈھائے گا۔ ہمارے لیے باعث فخر ہے کہ یہ ہمارے سکول کا طالب علم ہے''۔ خوبصورت آواز اور اس کے ساتھ صحیح تلفظ ایک نعمت خداوندی ہے جو چھوٹے سے عبداللہ کو بڑی کم عمری میں میسر آگئی تھی۔ وہ جیسے جیسے بڑا ہوتا گیا اس میں خود اعتمادی بڑھتی چلی گئی۔ اب وہ بڑے بڑے اجتماعات کے سامنے اپنی آواز کا جادو جگاتا اور لوگ مبہوت ہوکر رہ جاتے۔

ان دنوں صومال پر صیاد بری کی حکومت تھی۔ ایک دن وزارت تعلیم کے ایک بڑے افسر نے اس کے قصائد سنے۔ اگر یہ ہمارے صدر کی مدح میں اشعار پڑھے تو مزہ آجائے۔ اس نے سوچا چنانچہ عبداللہ کے لئے خصوصی تعلیم اور اساتذہ کا بندوبست کیا گیا۔ اب وہ گانے کے ساتھ ساتھ موسیقی کا بھی ماہر بن گیا۔ میٹرک کے بعد اس کی شہرت بڑھتی چلی گئی۔ اس وقت کے وزیر تعلیم نے اس کی آواز سنی تو گرویدہ ہوگیا۔ اس نے خصوصی قانون پاس کروایا...... سکولوں میں موسیقی کے شعبے کا قیام عمل میں آیا اور

نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے موسیقی اور رقص وسرود کی باقاعدہ تعلیم کا آغاز سرکاری سرپرستی میں شروع ہوا۔ اس کا چیف عبداللہ کو بنایا گیا۔

شہنشاہِ ترنم

سکولوں اور کالجوں میں موسیقی کی تعلیم شروع ہوگئی...... اندرون ملک اور بیرون ملک ثقافت کے نام پر ثقافتی طائفے جانے لگے۔ عبداللہ کی شہرت بڑھتی چلی گئی۔ صومال میں ہی نہیں، ہمسایہ ملک جیبوتی (سابق فرانسیسی صومالی لینڈ) میں بھی لوگ اس کی آواز کے دیوانے تھے۔ اسے متعدد ایوارڈوں سے نوازا گیا۔ عبداللہ جہاں جاتا لوگ اس کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے اکٹھے ہوجاتے۔ بڑے بڑے ہوٹلوں میں ہفتوں پہلے اس کی بکنگ کی جاتی۔ جب وہ سٹیج پر آتا تو کئی منٹ تک مسلسل تالیاں بجتی رہتیں۔ جب گانا شروع ہوتا تو دلوں کی دھڑکنیں ٹھہر جاتیں۔ اس کا لقب شہنشاہ ترنم تھا۔

1977ء میں صومال میں انقلاب برپا ہوا۔ روسی اقتدار اور اثر ورسوخ کا خاتمہ ہوگیا۔ حکومت تبدیل ہوگئی، اس کا رخ مغرب کی طرف ہوگیا۔ ملک میں اشتراکیت کی بجائے جمہوریت کا غلغلہ ہوا۔ ایک اچھے بزنس مین کی طرح عبداللہ نے بھی اپنا رخ تبدیل کیا۔ پہلے وہ اشتراکیت کے گن گاتا تھا، اس کے نغمے اور گیت اس نظام کی مدح سرائی میں ہوتے۔

نظام بدلا تو وہ بھی بدل گیا۔ اب اس کی زبان پر جمہوریت کے لئے نغمے تھے۔ ملک میں اقتصادی اصلاحات ہونے لگیں تو اس نے بھی اپنی کمائی کو محفوظ کرنے کا سوچا...... اور پھر وہ ایک عدد نائٹ کلب کا مالک بن گیا۔ مقدیشو میں اول درجے کا نائٹ کلب، جہاں راتیں جاگتیں اور دن سوتے تھے۔ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کا ایک بڑا گروہ اس کے گرد جمع ہوگیا۔ اندرون ملک اور بیرون ملک اس کی شہرت برابر تھی، اب وہ مختلف ممالک کے دوروں پر جانے لگا۔

Scanned with CamScanner

جب میں نائٹ کلب کا مالک بن گیا

عبداللہ نے ایک مرتبہ انٹرویو میں کہا: ''جب میں نائٹ کلب کا مالک بن گیا تو پھر وہاں گانے گاتا...... مقدیشو کے ہوٹل اور نائٹ کلب میری بکنگ کے لئے زیادہ سے زیادہ رقومات پیش کرتے۔ راتوں کو زندہ کرنے کے لئے لوگوں کو خوش کرنے اور اپنے آپ کو مزدی پاپولر بنانے کے لئے میں نت نئے ناٹک رچاتا۔ عریاں ڈانس' فحش مکالمات اور عشقیہ گیتوں کے ذریعے پیسہ کمانا ہمارا مقصد حیات بن چکا تھا۔ جب یہ چیزیں میسر ہوں تو پھر شیطان خوب خوش ہوتا ہے۔ بگڑے ہوئے گھرانے' ان کی امیر لڑکیاں اور لڑکے' شراب' نشہ' ہیروئن سب کچھ میسر تھا۔ رقص گاہیں ہماری وجہ سے آباد تھیں۔

''شیطان کے اہداف حاصل کرنے کے لئے ہمارے اردگرد بدکار لوگوں کا ایک بڑا گروہ تھا...... اس دوران میں ملک میں اسلام کے خلاف حکومتی لابی دن رات کام کر رہی تھی۔ علماء' صلحاء اور مساجد کو نشانہ بنایا جا رہا تھا۔ جب کفر اور اسلام کے درمیان کشمکش جاری ہو تو طاغوت اور زیادہ خوبصورت چہرے کے ساتھ سامنے آتا ہے۔ ہم نے بھی اسلامی اقدار کو ختم کرنے اور شیطانی مجالس کو فروغ دینے میں ساری قوتیں صرف کر دیں۔ ہم صرف نام کے مسلمان تھے۔ اسلامی روح کے بغیر...... ظاہری حد تک...... میں نے کتنے ہی یورپی ممالک کا سفر کیا۔ وہاں نائٹ کلبوں میں گاتا رہا' صومال کے آرٹ کو اجاگر کرتا رہا' مغرب کو خوش کرنے کے لئے کہ ہم ترقی پسند قوم ہیں...... میرے ایمان کا' اسلام کا اور اخلاق کا جنازہ نکلتا گیا...... مگر میری جیب بھرتی گئی۔

ایک گلوکار کی شادی

''1983ء میں میرے والد نے مجھ پر شادی کرنے کے لئے زور دیا۔ والدین کے لئے اپنی اولاد کی شادی بہت بڑی خوشی ہوتی ہے۔ والدین نے اپنے ہی خاندان

میں سے ایک لڑکی کا انتخاب کیا۔ یوں تو صوفال کی بہت سی لڑکیاں میرے ساتھ شادی کی تمنا کرتی تھیں مگر یہ لڑکی میرے خاندان سے تھی۔ خوبصورت' خوب سیرت اور خاصی پڑھی لکھی تھی لہٰذا میں نے ہزاروں لڑکیوں پر اس کو ترجیح دی اور شادی پر فوراً رضامند ہو گیا...... کچھ ہی دنوں کے بعد شادی کا ہنگامہ شروع ہوا۔ ایک گلوکار کی شادی...... یقیناً بہت یادگار تھی۔ پورے صومال سے گلوکار آئے' خوب ہلا گلا ہوا۔ ٹیلی ویژن' اخبارات' ذرائع ابلاغ کے نمائندے جمع ہوئے۔ یقیناً یہ ایک یادگار شادی تھی۔

''شادی کے دوران میں' میں نے محسوس کیا کہ میری بیوی اتنی زیادہ خوش و خرم نہیں ہے جتنا کہ میرے جیسے معروف آدمی سے شادی کے بعد کسی لڑکی کو خوشی اور فخر ہونا چاہئے۔ میں نے اس کو اس کی فطری حیا پر محمول کیا...... شادی کے بعد ہم ہنی مون کے لئے چلے گئے۔ یہ دن اتنی تیزی سے گزرے کہ اندازہ ہی نہ ہو سکا۔ میں نے دوبارہ اپنی ڈیوٹی سنبھال لی...... میرا کاروبار رات کو شروع ہوتا' میں فجر سے ذرا پہلے گھر آتا...... پھر میں سو جاتا اور عصر کے وقت اٹھتا...... میں نے کئی مرتبہ دیکھا کہ جب صبح گھر آتا ہوں تو میری بیوی جاگ رہی ہوتی ہے اور عموماً اس کے ہاتھ میں قرآن پاک ہوتا ہے جسے وہ پڑھ رہی ہوتی ہے۔ میں آ کر اسے بڑے جوشیلے انداز میں اس رات کی کارکردگی سناتا۔ اپنے پرستاروں کی چاہت سے آگاہ کرتا۔ آج کتنی لڑکیوں اور لڑکوں کے فون آئے جو میرے فن کے شیدائی ہیں۔ میری بیوی ان باتوں کو ناگواری سے سنتی اور میرے لئے ہدایت کی دعا کرتی۔ اس دوران میں فجر کی اذان ہو جاتی اور وہ مصلے کی طرف بڑھ جاتی جبکہ میں نماز پڑھے بغیر ہی سو جاتا۔ میں جب بھی اس سے نائٹ کلب کا ذکر کرتا' وہاں کی باتیں سناتا' اپنی کمائی کا ذکر کرتا' بینک بیلنس کا رعب جماتا تو وہ جواباً کہتی: ''رازق تو صرف اللہ کی ذات ہے''۔

زندگی میں انقلاب کب آیا؟

''ہماری شادی کو پانچ سال گزر چکے تھے۔ میں مسلسل اپنے فن میں مبتلا اور

فسق وفجور میں ڈوبا ہوا نماز اور عبادت کے بغیر زندگی گزارتا رہا...... پھر اچانک ہماری زندگی میں ایک ہنگامہ برپا ہوا۔ یہ 1988ء کی بات ہے‘ میری بیوی نے مجھ سے کہا: ’’میں اس شخص کے ساتھ ہرگز زندگی نہیں گزار سکتی جو اپنے رب کا وفادار نہیں‘ جو نماز ادا نہیں کرتا۔ اس کی کمائی حرام کی ہے جو فجر کے وقت گھر آتا ہے‘‘۔

’’میرے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ میری بیوی میرے لیے ایسا سوچ سکتی ہے۔ بہرحال گھر میں لڑائی شروع ہوگئی۔ میں نے اس کی باتیں سنی ان سنی کر دیں‘‘۔

’’کچھ دن گزرے‘ ایک دن جب میں گھر میں داخل ہوا تو فجر کی اذان ہو رہی تھی۔ شہر کی مساجد میں اذانیں بلند ہو رہی تھیں۔ ہر طرف اَللّٰہُ اَکْبَرُ...... اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کی گونج تھی۔ جب میں سونے کے لئے اپنے کمرے میں جانے لگا تو میری بیوی نے کہا: ’’آپ مسجد میں نماز کے لئے کیوں نہیں جاتے؟ کیا آپ نے اذان کی آواز نہیں سنی؟‘‘

’’میری زندگی میں یہ پہلا موقع تھا کہ کسی نے مجھے نماز کے لئے کہا تھا۔ اس لمحے میں نے خود بھی نماز پڑھنے کے بارے میں سوچا...... میرے جسم میں جھرجھری سی آئی۔ بیوی کی آواز بار بار کانوں میں گونج رہی تھی۔ ’’اس وقت مسلمان مسجد کی طرف جا رہے ہیں۔ آپ کیوں مسجد کا رخ نہیں کرتے؟ یہ رحمٰن کا بلاوا ہے۔ یہ مالک الملک کی طرف سے دعوت ہے‘‘ اور پھر میرے ذہن میں خیر اور شر کی کشمکش شروع ہوئی۔ فطرت کی آواز بلند ہوئی: تمہارا نام کتنا خوبصورت ہے...... عبداللہ...... تم اللہ کے بندے ہو مگر نہیں...... تم تو شیطان کے چیلے بنے ہوئے ہو۔ کبھی تم نے اپنے مالک کے سامنے سر نہیں جھکایا۔ تم کب تک زندہ رہو گے‘ کب تک زندگی رہے گی‘ کب تک جوانی رہے گی؟ میرے سامنے ماضی آتا گیا...... ضمیر نے ملامت شروع کی...... مگر فوراً ہی کلب کی رعنائیاں‘ ٹیلی

ویژن کی سکرین‘ سٹیج‘ شہرت‘ عزت...... کیا میں بیوی کی بات مان لوں؟ یہ کام چھوڑ دوں...... نہیں ایسا ممکن نہیں۔ یہ مقام حاصل کرنے کے لئے میں نے بے حد محنت اور جدوجہد کی ہے۔ یہ سوچتے سوچتے میں حسب عادت سو گیا‘‘۔

نیک بیوی ہدایت کا سبب بن گئی

’’شام کے وقت میں نے کپڑے تبدیل کیے۔ کلب جانے کے لئے تیاری کی...... میری بیوی نے میرے کان میں سرگوشی کی‘ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ وہ کہہ رہی تھی: ’’ذرا بیٹھ جائیں...... ذرا میری بات تو سنیں...... کیا ہمارا رازق اللہ نہیں ہے؟ حلال کا ایک لقمہ حرام کے ہزاروں لقموں سے بہتر ہے‘‘۔

’’مجھے ایسا محسوس ہوا کہ بیوی کی آواز...... اس کی گفتگو...... اس کے کلمات یقیناً درست ہیں۔ ان میں صداقت ہے...... یہ فطرت کی آواز ہیں...... مگر...... میرا فن...... میری آواز...... میری شہرت؟‘‘...... میں تیزی سے باہر بھاگا...... کہیں میں بیوی کی بات نہ مان لوں‘‘۔

’’راستے میں بیوی کے کلمات میرا پیچھا کر رہے تھے کہ میں نائٹ کلب کے دروازے پر پہنچ گیا۔ اس دوران میں عشاء کی نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ میرے کانوں میں مؤذن کی خوبصورت اور دل میں اتر جانے والی آواز گونجی...... حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ...... حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ......‘‘

’’بیوی کی نصیحت یاد آئی...... اللہ کی رحمت جوش میں آ گئی۔ فسق وفجور اور کفر کے غبار کی تہ بیٹھنے لگی...... ایمان کی حرارت اور اسلام کی قوت زور دکھانے لگی...... اور پھر میرا رخ نائٹ کلب سے مسجد کی طرف ہو گیا‘‘۔

’’میں مسجد میں داخل ہوا‘ وضو کیا۔ جماعت ہو رہی تھی‘ میں نے نماز ادا کی۔ بعض نمازیوں نے مجھے پہچان لیا۔ کوئی ہاتھ ملا رہا ہے‘ کوئی دور سے سلام کر رہا ہے۔ ان کے چہروں پر مسکراہٹ ہے اور میرا چہرہ خوشی سے چمک رہا ہے۔ الحمدللہ میں نے فطرت کو پا

Scanned with CamScanner

لیا ہے''۔

اور میں نائٹ کلب سے مسجد کی طرف آ گیا

''کسی نے مجھے صحیح بخاری کا نسخہ تحفے میں دیا۔ یہ اب میرے لئے متاع حیات تھی...... میں اپنی نئے ماڈل کی قیمتی گاڑی میں سوار ہوا۔ اس کا رخ نائٹ کلب کی بجائے گھر کی طرف تھا۔ میری بیوی جو مجھے فجر کے وقت گھر آتے دیکھا کرتی تھی...... آج عشاء کے بعد گھر میں دیکھ رہی تھی...... بیوی کی طرف بڑھا۔ ''بیگم...... تمہیں مبارک ہو...... میں نے آج سے گانوں سے توبہ کر لی ہے۔ میں نے فسق وفجور اور لہو ولعب کی زندگی کو تین طلاقیں دے دی ہیں۔ میں نے سچی توبہ کر لی ہے۔ میں الحمد للہ تائب ہو گیا ہوں''۔

''پھر میں نے محسوس کیا گویا میں نے نئی زندگی کا آغاز کیا ہے...... سب سے پہلا کام...... وہ سٹوڈیو جس کا میں مالک تھا' جس میں گانے ریکارڈ کراتا تھا' جسمیں دنیا بھر کی جدید مشینیں تھیں' جن کو دنیا کے کونے کونے سے جمع کرتا رہا تھا...... میں نے اس سٹوڈیو کو دعوت الی اللہ کیلئے وقف کر دیا کہ اب یہاں قرآن پاک کی کیسٹیں' علمائے کرام کی تقاریر اور اسلامی ترانے ریکارڈ ہوں گے...... میں نے قیمتی گاڑی فروخت کر دی' خوبصورت محل نما کوٹھی فروخت کر دی...... میں ایک اوسط درجے کے مکان میں آ گیا۔ اب میرا وقت اپنے گھر میں گزرنے لگا۔ میری ایک ہی تمنا تھی...... ایک ہی جستجو...... میں حلقۂ قرآن سے وابستہ ہو گیا...... اب مجھے قرآن پاک حفظ کرنے کی خواہش تھی''۔

کچھ عرصہ ٹھیک گزرا...... مگر جب کوئی اسلام کی راہ پر چلے گا تو آزمائش لازماً آئیگی...... یہ تو سنت اللہ ہے۔ حق کی راہ میں یقیناً بہت سی مشکلات ہیں...... دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے...... یہ پھولوں کی سیج نہیں' یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے۔ عبداللہ کے لئے سب سے پہلی آزمائش مال کی کمی تھی...... وہ گانے بجانے کے علاوہ کوئی کام نہیں جانتا تھا۔ یہ گانا بجانا ختم ہوا تو مصدر رزق بھی ختم ہو گیا۔

پہلے کا کمایا ہوا مال...... وہ حرام کی کمائی تھی...... لہٰذا اس میں برکت تو سرے سے تھی ہی نہیں...... پس انداز بھی کم ہی تھا...... کئی دن' کئی راتیں' کئی ہفتے گزر گئے...... آمدنی کا کوئی ذریعہ نہ بن سکا...... جس شخص نے ساری زندگی عیش وعشرت میں گزاری ہو' اب اس کے لئے فاقہ کشی...... شیطان نے کئی بار بہکایا۔ ماضی یاد آیا...... 'کس طرح مال ودولت میں کھیلتا تھا اور اب روٹی کے لئے ترس رہا ہوں...... اسی زندگی میں لوٹ جاؤں؟...... موجودہ صورتحال پر افسوس کا اظہار کیا اور دام تزویر پھیلایا:

آزمائش شروع

''عبداللہ...... ایک رات ہمیں دے دو...... صرف ایک رات...... اور معاوضہ؟ ...... تم سوچ بھی نہیں سکتے۔ جو پہلے ایک رات میں کماتے تھے اس سے دوگنا...... تین گنا زیادہ...... پانچ...... سات...... نو...... ہم دس گنا زیادہ دینے کے لئے تیار ہیں۔ ایک مرتبہ پاس کر دو''۔ مگر ایمان باللہ جب پختہ ہو جائے تو پھر انقلابات برپا ہوتے ہیں' سخت پہاڑ بھی راستہ چھوڑ دیتے ہیں...... ایمان اور اس کے مقابلے میں دنیا بھر کی دولت' دنیا بھر کی سیادت اور حکمرانی پرکاہ کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتی...... عبداللہ کے دل میں رب تعالیٰ کی محبت راسخ ہو چکی تھی۔ تمام اقسام کی مراعات' لالچ' فوائد...... کچھ منظور نہیں...... ''میں نے رحمٰن کو راضی کرنے کا عزم صمیم کیا ہے''۔

آزمائش کا اگلا دور شروع ہوا...... حکومت کو معلوم ہوا کہ عبداللہ نے گانا گانے سے توبہ کر لی ہے۔ اس کی یہ مجال؟...... اس کو بلایا گیا' پوچھا گیا' تنبیہ کی گئی' منع کیا گیا کہ یہ تمہارا فیصلہ نہایت نامعقول اور احمقانہ ہے۔

بعض نے کہا: چھوڑ دو' چند دن کی بات ہے۔ خود ہی واپس آ جائے گا پھر اس کے ساتھ متعدد دانشوروں نے...... اپنے تئیں عصر حاضر کے نام نہاد دانشوروں نے عبداللہ سے مناقشہ شروع کیا' مناظرہ ہوا' اس سے بحث ہوئی...... تو معلوم ہوا کہ یہ وہ عبداللہ نہیں جس نے 18 سال فنکاری کی ہے...... یہ وہ مشہور مغنی' وہ گلوکار نہیں کوئی اور عبداللہ ہے۔

Scanned with CamScanner

ان کو خوب معلوم ہو گیا کہ وہ عبداللہ گویا نہیں بلکہ داعی الی اللہ ہے۔

اب یہ وہ عبداللہ نہیں رہا

اور جب مناقشہ' مناظرہ' بحث' لالچ' سب ناکام ہو گئے' عبداللہ کو منوانے میں سب مکمل طور پر ناکام ہو چکے تو...... پھر منوانے کا' رام کرنے کا نیا انداز اختیار کیا گیا...... وہی انداز' جو تمام طاغوتی طاقتیں اختیار کرتی ہیں۔ ہر زمانے میں' ہر دور میں' ڈرانے کا' دھمکانے کا انداز...... تمہیں ٹیلی ویژن پر آنا ہو گا اور اعلان کرنا ہو گا...... ''میں نے گانے بجانے سے جو انکار کیا تھا اب دوبارہ اس سے رجوع کر رہا ہوں...... وہ میری غلطی تھی' وہ وقتی طور پر تھا''...... اور اگر تم نے ہماری بات نہ مانی تو پھر جیل' قید خانہ' مقدمات' بدنی سزا...... مگر ایک سچا مومن' جس کا ایمان راسخ ہے' جسے رب کی تائید اور مدد کا پختہ یقین ہے...... اس کے رویے میں کوئی نرمی نہیں آئی...... یہ زندگی ہے نا' ایک ہی' اسے ختم ہو جانا ہے...... اگر رب کی فرماں برداری میں ختم ہوتی ہے تو سودا مہنگا نہیں...... عبداللہ نے اپنے رب کے ساتھ سچا سودا کیا اور اس عزم کا اظہار کیا کہ اگر جان کی بازی بھی لگانی پڑے تو وہ حق سے نہیں پھرے گا...... پھر عبداللہ نے شدت سے اور پوری قوت سے ان کے تمام مطالبات کو ٹھکرا دیا...... ''خواہ مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے...... میں تمہاری بات ماننے کیلئے تیار نہیں''۔

ان حالات میں طاغوت کے دیگر حربوں میں سے ایک حربہ...... حق کی آواز کو روکنے کا...... قید' جیل' حبس' نظر بندی' مقدمات ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ حربہ بھی آزمایا گیا...... اس کو جیل میں ڈال دیا گیا' شاید لوٹ آئے...... اس کا جرم' اس کا قصور' رقص وسرود اور گانے سے انکار...... جی ہاں...... اس مقبول ترین شخصیت کو جیل کی کال کوٹھری میں ڈال دیا گیا کیونکہ اس نے اس بات کا اعلان کیا تھا...... مرا رب اللہ ہے...... اور اگر وہ ان کی بات مان لیتا...... غنا کو رقص کو' راگ کو اپنا مقصد حیات قرار دے لیتا تو اس کی عزت' احترام' منصب' دولت' شہرت' سب برقرار رہتے اور وہ اس کو کندھوں پر بٹھاتے۔

عبداللہ کی گرفتاری اور رہائی

عبداللہ ایک مدت تک قید میں رہا۔ اس دوران میں اس کو تعذیب دی گئی' مارا گیا' سزائیں دی گئیں کہ ترک غنا سے رجوع کر لے...... مگر وہ اللہ کا بندہ اپنے عزائم پر ثابت قدم رہا۔ جیل میں ایک مدت گزارنے کے بعد بھی اس میں کوئی تبدیلی نہ آئی تو حکمران اس سے مایوس ہو گئے اور اس کو رہا کر دیا۔

جیل سے نکلنے کے بعد معاشی حالات بہت پریشان کن ہو گئے مگر ان مشکل حالات میں' کٹھن اوقات میں اس کی بیوی اس کا مکمل ساتھ دیتی رہی۔ اس کا حوصلہ مزید بڑھاتی رہی کہ دنیا کے مال ومتاع بالکل ناپائیدار ہیں۔ حقیقی طور پر امیر کون ہے' وہ نہیں جس کے پاس مال ودولت کے انبار ہوں بلکہ حقیقت میں امیر وہ ہے جس کا دل امیر ہے...... حقیقی قوت کیا ہے' عقیدہ اور ایمان کی قوت...... حقیقی خوشی' سعادت اور خوش بختی کس چیز کا نام ہے...... یہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت' فرماں برداری اور اس کی رضا میں ہے۔

1990ء میں عبداللہ نے اپنے وطن کو چھوڑنے کا ارادہ کر لیا۔ یوں بھی ملک کے حالات خاصے خراب ہو چکے تھے' خانہ جنگی شروع تھی۔ مختلف قبائل ایک دوسرے سے لڑنے جھگڑنے اور قتل وغارت گری میں مبتلا تھے...... اور پھر وہ پہلی مرتبہ اس گھر کی زیارت کے لئے آیا جس کی زیارت اور جس کے گرد چکر لگانے کی تڑپ دنیا کے ہر مسلمان کے دل میں ہوتی ہے۔ وہ مکہ مکرمہ پہنچ گیا' نیک بخت بیوی بھی ہمراہ تھی۔ عمرہ ادا کیا تو اس کے ایمان میں مزید اضافہ ہو گیا۔ مکہ مکرمہ میں بعض اہل خیر کو معلوم ہوا وہ اس سے واقف تھے...... اس کی سابقہ زندگی سے...... اس کے ماضی سے...... اس کی اسلام پر پختگی سے...... اور پھر انہوں نے عبداللہ کو ہاتھوں ہاتھ لیا' اس کی تکریم کی' اس کی کفالت کی...... کچھ ہی عرصہ میں اس نے قرآن کے دس پارے حفظ کر لیے۔

Scanned with CamScanner

اور عبداللہ داعی الی اللہ بن گیا

اس کے وطن عزیز میں خانہ جنگی عروج پر تھی۔ ان حالات میں اس نے ایک مصلح کا کردار ادا کیا' وہ وطن واپس گیا۔ قبائل کے درمیان صلح کی کوشش کی' فساد کو ختم کرنے کے لئے اپنے اثر ورسوخ اور شہرت کو استعمال کیا...... اب وہ ایک مبلغ تھا...... عقیدہ کا' اسلام کا' قرآن کا' حدیث کا...... پھر وہ اس دوران میں کئی مرتبہ عمرہ کرنے کے لئے مکہ مکرمہ آیا پھر اس کو اس بلد الحرام میں' مکہ مکرمہ میں' اس مبارک اور مقدس شہر کی ایک مسجد میں بطور موذن موقع مل گیا۔ عبداللہ آج بھی ایک مبلغ ہے' وہ موذن ہے اسلام کی آواز کا...... وہ سعودی عرب میں ہو یا صومالی میں' ہر جگہ وہ دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے (وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ) اور نجانے کتنے ہی گنہگاروں اور خطا کاروں نے اس کے ہاتھ پر توبہ کی ہے اور اپنی زندگیاں قران وسنت کے مطابق بنالی ہیں تاکہ وہ بھی حقیقی سعادت سے بہرہ ور ہو سکیں...... بالکل اسی طرح جس طرح عبداللہ حقیقی سعادت حاصل کر چکا ہے۔ (سنہری کرنیں)

محترم قارئین! بلاشبہ ہدایت اللہ ہی کی طرف سے ہے مگر عبداللہ کی ہدایت کا سبب اس کی بیوی بنی۔ جس کی استقامت نے اسے صراط مستقیم پر چلنے پر مجبور کر دیا۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بالکل حق ہے:

"اَلدُّنْيَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ"

"دنیا ایک پونجی (فائدہ کی چیز) ہے اور دنیا کی بہترین پونجی نیک بیوی ہے"۔ (مسلم: 1467' احمد: 166/2)

(23)

وہ خود تشریف لے آتے ہیں......

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد محترم حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی بیان فرماتے ہیں:

پنجاب کے ایک بزرگ اور حضرت سیّد عبداللہ صاحب دونوں قرآن مجید کا دور کر رہے تھے کہ کچھ لوگ عرب صورت سبز پوش گروہ در گروہ ظاہر ہوئے۔ ان کے سردار نے مسجد کے قریب کھڑے ہو کر ان قاریوں کی قرات کو سنا اور (ہر ایک کو) کہا:

بَارَكَ اللّٰهُ اَدَّيْتَ حَقَّ الْقُرْاٰنَ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تجھے برکت عطا فرمائے تو نے قرآن پاک کا حق ادا کر دیا اور مراجعت فرمائی۔ ان عزیزوں کی عادت تھی کہ قرآن پڑھتے ہوئے آنکھیں بند کر لیتے تھے اور کسی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ جب سورۃ ختم کر لی تو اس بزرگ نے سیّد عبداللہ سے پوچھا کہ وہ کون لوگ تھے ان کی ہیبت سے میرا دل کانپ اٹھا لیکن قرآن مجید کے احترام کی وجہ سے کھڑا نہیں ہوا؟ سید عبداللہ نے کہا: اس قسم کے لوگ تھے جب ان کا سردار پہنچا تو میں بیٹھا نہ رہ سکا میں نے اٹھ کر ان کی تعظیم کی۔

اسی گفتگو میں ہی تھے کہ ایک اور آدمی اسی وضع کا آیا اور کہا کہ گزشتہ رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے مجمع میں تشریف فرما تھے اور اس حافظ کی جو اس جنگل میں ٹھہرا ہوا ہے۔ تعریف فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ علی الصبح میں اس سے ملوں گا اور اس کی قرات سنوں گا۔ آپ تشریف لائے تھے یا نہیں؟ اور اگر تشریف لائے تھے

Scanned with CamScanner

تو کہاں گئے؟ ان دونوں نے جب یہ بات سنی تو دائیں بائیں بھاگے لیکن کوئی نشان نہ ملا۔ راقم الحروف کا گمان ہے کہ انہوں نے فرمایا: اس واقعہ کے بعد مدت دراز تک اس جنگل سے خوشبو آتی تھی۔

(انفاس العارفین (مترجم) (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) صفحہ نمبر 24)

(24)

دلوں کے جاسوس

شیخ الحرم سعد بن علی زنجانی رحمۃ اللہ علیہ بہت سے ممالک کے محدثین سے تحصیل علم کر لینے کے بعد مکہ مکرمہ میں مقیم ہو گئے۔ یہ بہت ہی پرہیزگار اور عبادت گزار عالم حدیث تھے اور ان کی مقبولیت اور خلق خدا کی عقیدت کا یہ عالم تھا کہ یہ جب حرم شریف میں داخل ہوتے تھے تو لوگ کعبہ معظمہ کا طواف چھوڑ کر ان کی طرف دوڑ پڑتے تھے اور ''حجر اسود'' سے زیادہ لوگ ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے تھے۔ جب مکہ مکرمہ پر رافضیوں کا قبضہ ہو گیا تو یہ اپنے مکان کے اندر چھپ کر حدیثوں کا درس دیا کرتے تھے اور مکان کے اندر ہی عبادت میں مصروف رہا کرتے تھے۔ ان کو خداوند عالم نے ''کشف القلوب'' کی کرامت سے نوازا تھا۔ چنانچہ یہ حاضرین مجلس کے قلبی خطرات' اور دلی خیالات کو اپنے کشف سے جان لیا کرتے تھے۔ ''مرو'' کا باشندہ ایک شخص جس کا نام ابوالمظفر تھا' اس کو آپ سے بے حد عقیدت ہو گئی اور اس نے یہ عزم کر لیا کہ میں کبھی اپنے وطن نہیں جاؤں گا اور تمام عمر ''سعد بن علی'' کی خدمت و کفش برداری میں گزار دوں گا لیکن اسی رات میں یہ خواب دیکھا کہ اس کی ماں سر کھولے ہوئے' پراگندہ بال اور پریشان حال کھڑی ہے اور یہ کہہ رہی ہے کہ اے بیٹا! میں تیری جدائی ہرگز ہرگز برداشت نہیں کر سکتی۔ ابوالمظفر کہتے ہیں کہ میں خواب سے بیدار ہو کر سخت الجھن اور ذہنی کشمکش میں مبتلا ہو گیا اور سعد بن علی کی خدمت میں مشورہ کے لئے چل دیا لیکن حرم میں ان کے ارد گرد لوگوں کا ہجوم تھا کہ باوجود انتہائی کوشش کے بھی ملاقات کا موقع نہیں مل سکا۔ جب

Scanned with CamScanner

وہ حرم سے نکلے تو میں ان کے پیچھے چلا۔ جب وہ اپنے مکان کے قریب پہنچے تو ایک دم مڑ کر مجھ سے فرمایا: کہ اے ابوالمظفر! تیری بڑھیا ماں نہایت بے چینی اور بے قراری کے ساتھ تیرا انتظار کر رہی ہے۔ یہ فرمایا اور مکان میں داخل ہو گئے چنانچہ ابوالمظفر اپنا ارادہ فسخ کر کے اپنے وطن چلے گئے۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۳۴۸)

شیخ الحرم کون تھے؟

شیخ الحرم سعد بن علی زنجانی کسی خانقاہ کے پیر یا پیرزادہ، یا کسی درگاہ کے سجادہ نشین، یا کسی قبرستان کے فقیر، یا بابا نہیں تھے۔ بلکہ ایک باکمال محدث، اور علم حدیث کے مدرس اور پابند شرع عالم دین تھے لیکن خدمت حدیث اور علم دین کے انوار سے خداوند قدوس نے ان کے نورانی سینہ کو اتنا مصفیٰ اور ان کے قلب منور کو اس قدر مجلّٰی فرما دیا تھا کہ یہ "کشف القلوب" کی کرامات سے سرفراز ہو گئے۔ یہاں تک کہ لوگوں کے دلوں کے پوشیدہ خطرات و خیالات اور دور دراز مقامات کے کوائف و حالات اس طرح پیش نظر رہتے تھے کہ گویا یہ اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہے ہیں۔ یہ نورانی واقعہ ان فقیروں اور باباؤں کی بند آنکھیں کھول دینے کے لئے ایک عبرت آموز تازیانہ ہدایت سے کم نہیں جو اکثر یہ راگ الاپتے رہتے ہیں کہ صاحبان کشف و حال تو صرف فقراء اور درویشوں ہی میں ہوتے رہے ہیں اور ہوا کرتے ہیں۔ علماء تو صاحبان قال ہوتے ہیں اور ہمیشہ قال اقوال کی بحثوں میں الجھے ہوتے ہیں۔ انہیں ولایت کے احوال و معارف اور کشف و کرامت سے کیا تعلق؟ اور لطف یہ کہ یہ اقوال ان باباؤں اور مصنوعی فقیروں کے ہیں جو گانجہ، بھنگ کے رسیا تارک صوم و صلوٰۃ اور تمام حدود و قیود شرع سے آزاد بن کر درگاہوں میں سجادہ نشین بنے بیٹھے ہیں اور ان بزرگان سلف کے ناموں پر مفت روٹیاں کھا رہے ہیں جو علوم شریعت و معارف طریقت کے مجمع البحرین تھے اور جن کے تقویٰ و تقدس اور علم و عمل نے امت مسلمہ کو لاتعداد فیوض و برکات کی دولتوں سے مالا مال کیا تھا مگر آج ان نورانی مسندوں پر ایسے لوگ براجمان ہیں جو سراسر الحادی ظلمتوں کے پیکر، اور قسم قسم کی بدعات

اور بداعتقادیوں کے مرقع، اور طرح طرح کی بداعمالیوں کے مجسمہ ہیں جن کے بارے میں ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا ہے اور کتنی بہترین تشبیہ دی ہے کہ

میراث میں آئی ہے انہیں مسند ارشاد
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

جاہل و بے عمل پیروں کے لئے

کاش جاہل مسلمان ان گندم نما جو فروش باباؤں کے دام تزویر سے نجات پا جاتے جو اس غلط فہمی کی عظیم و عمیق دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں کہ ہمیں سجادہ نشین کے اعمال و افعال سے کیا مطلب؟ ہم تو گدی کے ماننے والے ہیں۔ اس گدی پر جو بھی بیٹھے وہ ہمارا مرشد، وہ ہمارا پیشوا، وہ ہمارا بزرگ ہے۔ کوئی ایسا نہیں جو ان عقل کے کچے اور گانٹھ کے پکے جہلا کو یہ سمجھا دے کہ گدی سے گدی نشین کو بزرگی نہیں ملتی بلکہ گدی نشین کی بزرگی سے گدی کو بزرگی ملا کرتی ہے۔ اگر کسی بڑے سے بڑے بزرگ کی گدی پر بھی اگر کوئی نااہل بیٹھ جائے تو وہ ہرگز ہرگز بزرگ نہیں ہو جائے گا اور کوئی بزرگ اگر کسی مسند پر بھی نہ بیٹھے ہوں بلکہ وہ کسی جنگل یا ویرانے میں اگر کوئی ٹوٹی چٹائی یا فرش خاک پر بھی بیٹھ جائیں تو بلاشبہ وہ ٹوٹی چٹائی فرشتوں کی بوسہ گاہ، اور وہ فرش خاک رشک عالم پاک بن جائے گا کیونکہ مسند نشین کی عظمت و بزرگی سے مسند کو عظمت و بزرگی ملا کرتی ہے، کیوں نہ ہو؟ سچ فرمایا کسی عارف حال بزرگ نے کہ

مست جو ظرف اٹھا لے وہی پیمانہ بنے
جس جگہ بیٹھ کے پی لے وہی میخانہ بنے

اُمتی باعثِ "رسوائی" پیغمبر ہیں

پھر اس حکایت میں یہ جملہ بھی بہت ہی نصیحت آموز ہے کہ جب سعد بن علی حرم شریف میں آتے تھے تو حاضرین حرم الٰہی حجر اسود سے زیادہ ان کے مقدس ہاتھوں کو بوسہ دینے کے لئے بے قرار نظر آتے تھے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ پہلے زمانہ کے دین دار مسلمانوں کو اپنے علماء کے ساتھ کتنا والہانہ جذبۂ عقیدت تھا اور علماء حق سے ان کی وابستگی

Scanned with CamScanner

اور شیفتگی کا کیا عالم تھا؟ کیوں نہ ہو کہ قرون اولیٰ کے مسلمان اپنی دین داری میں آج کل کے مسلمانوں سے ہزاروں درجے بڑھے ہوئے تھے اور جن کو دین سے تعلق اور لگاؤ ہوگا وہ لازمی طور پر علماء دین کے عقیدت منداور محب ہوں گے اور آج کل کے مسلمانوں کے دلوں کی دنیا میں چونکہ دین داری کا چراغ تقریباً بجھ چکا ہے اس لئے ان کے دلوں سے علماء دین کے وقار و عزت اور ان کی محبت و عقیدت کا بھی جنازہ نکل گیا ہے۔ ہائے افسوس! آج کل کے نام نہاد مسلمانوں کے بارے میں اس کے سوا اور کیا کہا جائے کہ

ہاتھ بے زور ہیں الحاد سے دل خوگر ہیں
امتی باعث رسوائی پیغمبر ہیں

(25)

بوسہ زن بر آستان کاملے

صحابہ کرام علیہم الرضوان اپنے کریم آقا علیہ السلام کے دست اقدس پائے اطہر اور پیشانی انور اور دیگر اعضاء مبارکہ کو محبت کے ساتھ چومتے تھے۔ اس بارے میں ایک تحقیق ملاحظہ ہو جس کے ضمن میں اس موضوع پہ کئی واقعات آپ کو مل جائیں گے۔ پہلے مسئلہ کی وضاحت جان لو! کہ سر ہاتھ، پیشانی یا دیگر اعضائے جسمانی کا بوسہ لینا یا تو بطور شہوت ہوتا ہے جو میاں بیوی کے علاوہ دیگر افراد کے لئے ایسے بوسے کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں یا پھر بطور شفقت و محبت ہوتا ہے جیسا کہ باپ کا اپنے بچے کا بوسہ لینا اور ایسا بوسہ بالکل جائز ہے کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا بوسہ لیا کرتے تھے اور اسی طرح حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حضرت سیّدنا عائشہ رضی اللہ عنہا کا بوسہ لیا جس وقت وہ بخار کی حالت میں تھیں، جیسا کہ سنن ابوداؤد کی روایت میں ذکر موجود ہے۔

اور بوسہ لینے کی یہ صورت اکثر اوقات شفقت و اظہار محبت کی وجہ سے ہوتی ہے اور اسی صورت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت سیّدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا بوسہ لینا بھی شامل ہے، جیسا کہ امام ابوداؤد نے (اپنی سنن میں) اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں روایات کیا ہے۔

یا پھر بوسہ لینا بطور تعظیم ہوتا ہے تو ایسا بوسہ عام، زین، عادل بادشاہ یا دینی عزت وشرف کے حامل افراد مثلاً علوی وغیرہ کے لئے جائز ہے کہ اس میں دراصل حضور نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ملحوظ ہوتی ہے لیکن ان کے علاوہ دیگر افراد کے لئے ایسے بوسے کے جواز میں کوئی دلیل موجود نہیں اور نہ ہی ہمیں اس بارے میں کوئی دلیل ملی ہے کہ جسے ہم ذکر کرتے۔

اور مذکورہ افراد (عالم دین، عادل بادشاہ وغیرہ) کے ہاتھوں کو چومنے کے بارے میں کسی نے بھی انکار نہیں کیا ہے کیونکہ کثیر قوی دلائل اس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس اور قدمین شریفین کے بوسے لیے تھے۔

صحابہ کرام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پاؤں چومنا

اب واقعات کا سلسلہ شروع کرتے ہیں سب سے پہلے یہ کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس اور پائے اطہر کے بوسے لیتے تھے۔

(۱) امام ابوداؤد (اپنی سنن میں) اور امام بخاری ''الادب المفرد'' میں حضرت سیدنا زارع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور یہ عبدالقیس قبیلہ کے وفد کے ہمراہ تھے:

قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَوَاحِلِنَا فَنُقَبِّلُ يَدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَيْهِ:

ترجمہ: جب ہم مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے تو ہم اپنی سواریوں سے اترے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں اور قدمین شریفین کا بوسہ لیا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، رقم ۵۲۲۵، الادب المفرد للبخاری، باب تقبیل الرجل، رقم ۱۰۰۴)

(۲) امام ابوداؤد (اپنی سنن میں) حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک واقعہ نقل کرنے کے بعد ان کا فرمان لکھتے ہیں کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں کو چوم لیا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی قبلۃ الید، رقم ۵۲۲۳، سنن کبریٰ للبیہقی ۷/۱۰۱)

(۳) امام ابوداؤد (اپنی سنن میں) حضرت سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت

کرتے ہیں کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جب بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے تو آپ رضی اللہ عنہ کھڑی ہوتیں اور دست قدس کو بوسہ دیتیں۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب ماجاء فی القیام، رقم ۵۲۱۶، سنن ترمذی، باب فضل فاطمہ، رقم ۳۸۲۸)

بہانے سے جسد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو چوم لیا

(۴) امام ابوداؤد (اپنی سنن میں) حضرت سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے اور وہ ایک انصاری شخص سے روایت کرتے ہیں،

ہم لوگ بیٹھے ہوئے آپس میں مذاق کر رہے تھے کہ اچانک ہم میں سے ایک شخص بلند آواز سے مسکرانے لگا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھڑی کی نوک سے دبایا تو اس نے عرض کی مجھے اس کا بدلہ چاہیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لے لو: اس نے عرض کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تو قمیص ہے لیکن مجھ پر تو قمیص نہیں تھی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیص مبارک اوپر اٹھا دی تو اس نے فوراً منہ ڈال کر مہر والی جگہ کا بوسہ لے لیا اور عرض کرنے لگا اے اللہ کے رسول! میرا اسے بوسہ لینے کا ہی ارادہ تھا۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی قبلۃ الجسد، رقم ۵۲۲۴)

(۵) امام طبرانی علیہ الرحمہ حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے دست اقدس کو پکڑ کر چوم لیا۔

(معجم کبیر للطبرانی ۱۹/۹۵، مجمع الزوائد للہیثمی ۸/۸۴، رقم ۱۲۷۹۷)

(۶) امام طبرانی ''معجم اوسط'' میں سند جید کے ساتھ حضرت سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے اپنے ان ہاتھوں سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی اور ان کا بوسہ لیا تھا اور مجھ پر کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا۔

Scanned with CamScanner

(معجم اوسط للطبرانی رقم ۷۶۱، معجم کبیر للطبرانی رقم ۱۰۴۸۳، مجمع الزوائد للہیثمی ۸/۸۵، رقم ۱۲۷۹۹)

(۷) امام حاکم علیہ الرحمہ "مستدرک" میں حضرت سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس اور قدمین شریفین کا بوسہ لیا۔

(مستدرک للحاکم، کتاب البر والصلۃ، ۵/۲۴۰، رقم ۷۴۰۵)

یہودیوں نے ہمارے آقا کے قدم چوم لیے

(۸) امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابن ماجہ علیہم الرحمہ سیّدنا صفوان عسال رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہودی قوم کے کچھ افراد نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس اور قدمین شریفین کا بوسہ لیا۔ "قال الترمذی هذا حديث حسن"

(سنن ترمذی، کتاب الاستیذان، رقم ۲۷۳۳، سنن نسائی، باب السحر، رقم ۴۰۸۳، سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، رقم ۳۷۰۵، مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الادب، ص ۱۲۶، شرح السنہ للبغوی، ۱۱/۲۹۴)

لہٰذا جب بعض حالات و واقعات میں صحابہ کرام کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس اور قدمین شریفین کو چومنا ثابت ہوگیا تو عالم دین، عادل بادشاہ اور معظم دینی افراد کے ہاتھ، پاؤں کے بوسہ لینے کے جواز پر بھی دلیل قوی ہوگئی اگرچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں تو ایسے فضائل شریفہ ومناقب حمیدہ اور علم لدنی، عمومی سیادت اور شرافت نسبی کے وہ بزرگانہ کمالات واوصاف ہیں کہ کسی ایک کو بھی ان اوصاف کا حامل نہیں قرار دیا جاسکتا (کہ یہ تو صرف حضور علیہ السلام ہی کے شایاں ہیں) البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ بالا تین اوصافات میں سے جسے بھی حصہ ملا تو اس کے ہاتھ چومنے کے جواز پر اس کی روشنی میں دلیل موجود ہے اور آیات درج ذیل کا عموم بھی اسی طرف اشارہ کررہا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورۂ احزاب: ۲۱)

ترجمہ: فی الحقیقت تمہارے لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات)

میں نہایت ہی حسین نمونہ (حیات) ہے۔

وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا (سورۂ نور ۲۴، آیت ۵۴)

ترجمہ: اور اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پا جاؤ گے۔

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

(سورۂ حشر ۵۹، آیت ۷)

ترجمہ: اور جو کچھ رسول تمہیں عطا فرمائیں سو اسے لے لیا کرو اور جس سے تمہیں منع فرمائیں سو (اس سے) رک جایا کرو۔

نیز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھی اسی جانب مشیر ہے:

إِنَّ أَخْشَاكُمْ وَأَعْلَمَكُمْ بِاللهِ أَنَا

ترجمہ: بیشک تم لوگوں میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا اور اس کی معرفت والا میں ہوں۔

(صحیح بخاری، رقم ۲۰، کشف الشفاء، رقم ۲۰۷، اسنی المطالب، رقم ۱۶۵)

اسی لیے (ہاتھ پاؤں) چومنے کے جواز کو صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی خاص نہیں کیا جائے گا۔

ایک حدیث سے استدلال کا جواب

(۹) امام ترمذی سند حسن کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم میں سے کوئی شخص جب اپنے کسی بھائی یا دوست سے ملے تو کیا اس کے لئے (تعظیماً) جھک کر ملے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں، تو انہوں نے عرض کی پس کیا وہ اسے اپنے ساتھ چمٹا کر بوسہ لے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں، تو انہوں نے عرض کی، کیا وہ اس سے ہاتھ ملائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں (ایسا کرے)۔

(سنن ترمذی، کتاب الاستیذان، باب ماجاء فی المصافحۃ، رقم ۲۷۲۸، مسند احمد، ۳/۱۹۸)

ہم اس حدیث کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ معالم دین اور دیگر معظم و دینی شرف کے حامل افراد ''جن کے ہاتھوں کا بوسہ لینا جائز ہے'' کے علاوہ پر محمول ہوگی اور اس بارے میں ہم کہتے ہیں:

(۱۰) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا بوسہ لینا ثابت ہے کہ وہ مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں گلے لگایا (اور پیشانی پر بوسہ لیا) جیسا کہ امام ترمذی علیہ الرحمہ نے روایت کیا ہی۔

(سنن ترمذی' کتاب الاستیذان' باب ماجاء فی المعانقۃ والقبلۃ' رقم ۲۷۳۲' شرح معانی الآثار للطحاوی' ۴/۲۸۱)

(۱۱) اسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں حضرت سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سینے سے لگایا اور ان کے چہرے کا بوسہ لیا تو حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے چہرے کا بوسہ لیتے ہیں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے ابوالحسن! ابوبکر میرے نزدیک اتنا ہی مقرب ہے جتنا کہ میں اپنے رب کی بارگاہ میں مقرب ہوں۔

کیا یہ حضور علیہ السلام کی خصوصیت ہے؟

تو یہ مذکورہ بالا تمام تر روایات (بوسے کو صرف حضور علیہ السلام ہی سے خاص) کرنے کے برخلاف ہیں اور انکار کرنے والے (جو حضور علیہ السلام کے علاوہ دیگر افراد دینی کے ہاتھ پاؤں کے بوسہ لینے کا انکار کرتے ہیں) وہ حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث کے ذریعے عدم جواز کا قول پیش کرتے ہیں' حالانکہ گلے ملنے کے جواز کے تو سب قائل ہیں' پس اگر صرف اس بنا پر بوسے کو حرام کہا جائے تو پھر گلے ملنا بھی حرام ہونا چاہئے' لیکن اگر گلے ملنا حرام نہیں ہے تو بوسہ بھی حرام نہیں ہوگا۔

تو پتہ چلا کہ حدیث مذکورہ کا مفہوم جھکنے کے علاوہ میں معمول بہ نہیں ہے اور ہاتھ ملانے کا جواز تو واضح ہی ہے اس پر کوئی کلام ہی نہیں۔

اور جس مفہوم کو ہم نے بیان کیا ہے اس کی تائید خود حدیث انس رضی اللہ عنہ سے بھی ہو رہی ہے کہ جب کسی شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے بھائی یا دوست سے ملاقات کے وقت (گلے لگانے وغیرہ کے بارے میں) سوال کیا تو اس نے یہ نہیں پوچھا کہ بندہ جب کسی فضل و شرف والے شخص سے ملاقات کرے (تو کیا ان سے بھی گلے مل سکتا ہے یا بوسہ لے سکتا ہے وغیرہ) اور جواب دراصل سوال کا محتاج ہوتا ہے (جیسا سوال ہوگا ویسا ہی جواب دیا جائے گا اور اپنی طرف سے احتمالات اور شقیں قائم کر کے جواب دینا ویسے بھی مناسب نہیں ہوتا)۔

اور یہ تمام باتیں بھی ہم نے صرف باہمی تعارض کو دور کرنے کی غرض سے بیان کی ہیں حالانکہ اسلوب کلام اس کے بغیر بھی ہمارے موقف پر واضح ہے جیسا کہ علم و آگہی رکھنے والے افراد پر یہ بات پوشیدہ نہیں۔

ایک سوال اور اس کا جواب

پس اگر کہا جائے کہ آپ نے عدم خصوصیت کا استدلال اس بات سے کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کا بوسہ لیا اور بلاشبہ یہ بات تو حدیث مرفوع سے ثابت ہے اور ہم نے تو اس بارے میں سوال ہی نہیں کیا کیونکہ ہم تو کہتے ہیں جیسے صحابہ کرام کا حضور علیہ السلام کے ہاتھ' پاؤں کا بوسہ لینا خاص ہے اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام کے چہروں کو چومنا اور انہیں گلے لگانا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ساتھ خاص ہے۔

تو بھلا آپ نے دیگر اہل علم و شرف حضرات کے لئے اس سے بوسہ لینے کا جواز کہاں سے اخذ کرلیا؟ حالانکہ یہ بات تو ایسی احادیث کے ذریعے ہی متحقق و معلوم ہوگی جس میں موجود ہو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی بغیر انکار کے باہم ایسا کیا کرتے تھے اور اگر ایسی احادیث نہ ہوں تو خصوصیت کا معاملہ برقرار رہے گا؟؟؟

ہم کہتے ہیں کہ خصائص میں احتمال کا معاملہ بھی ثابت ہوتا ہے اس لیے اگر یہ بات

Scanned with CamScanner

نہ ہو تو ہر وہ کام جسے شارع علیہ السلام نے خود ادا فرمایا وہ خصوصیت کا حامل قرار پائے گا جب تک کہ اس کا مشروع ہونا (بندوں کے لئے) ثابت نہ ہو جائے اور یہ بات تو قرآن مجید اور محققین علمائے نقل وعقل کے بھی خلاف ہے۔

اور جو لوگ ایسے چومنے کو منع کرتے ہیں تو ان کے نزدیک اس کی وجہ غیر اللہ کی تعظیم کا پایا جانا ہے اور غیر اللہ کی تعظیم حرام ہے لیکن اگر بات ایسی ہی ہوتی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے لازماً بچتے جیسا کہ ماقبل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان گزرا: اِنَّ اَخْشَاكُمْ وَاَعْلَمَكُمْ بِاللّٰهِ اَنَا

ترجمہ: بیشک میں لوگوں میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا اور اس کی معرفت والا ہوں۔

(صحیح بخاری، رقم ۲۰، کشف الشفاء، رقم ۲۰۷، سنی المطالب رقم ۱۶۵)

کیونکہ کثرت کے ساتھ ناپسندیدہ امور سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیزار ہونا ثابت ہے جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

لَا تُطْرُوْنِیْ کَمَا اُطْرِیَ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ

ترجمہ: (میری شان میں مبالغہ آرائی سے کام نہ لینا اور) مجھے یوں نہ بڑھا دینا جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مبالغہ کیا گیا (اور انہیں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا بیٹا قرار دیا گیا، معاذ اللہ):

(صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، رقم ۳۴۴۵، مسند احمد ۱/ ۵۵، شرح السنہ للبغوی ۱۳/ ۲۴۶)

نیز اسی کی مثل یہ فرمان بھی ہے:

اِنْ کِدْتُمْ لَتَفْعَلُوْنَ فِعْلَ فَارِسَ وَالرُّوْمِ یَقُوْمُوْنَ عَلٰی مُلُوْکِهِمْ

ترجمہ: کیا تم لوگ بھی اہل فارس وروم کی طرح کرنا چاہتے ہو کہ وہ لوگ اپنے بادشاہوں کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوتے تھے۔

اور یہ اس وقت ارشاد فرمایا جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز ادا فرما

رہے تھے تو صحابہ کرام نے تعظیم رسالت کے پیش نظر کھڑے ہو کر نماز ادا کی اور انہیں امام کے بیٹھے ہوئے ہونے کی صورت میں اس کے پیچھے نماز ادا کرنے (کی کیفیت) کے بارے میں علم نہ تھا حتیٰ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَاِنْ صَلّٰی جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعُوْنَ

(صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، رقم ۶۸۸)

ترجمہ: اگر (امام) بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی (اس کے پیچھے) بیٹھ کر نماز ادا کرو۔

(بخاری شریف میں اسی مقام پر لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کسی پہلی بیماری کی صورت میں تھا لیکن آخری مرض وصال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر نماز ادا فرمائی اور صحابہ کرام آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز ادا فرماتے رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کوئی کلام نہیں فرمایا لہٰذا اسی آخری فعل کو احکام میں اختیار کیا جائے گا۔)

اگر یہ خصوصیت ہوتی......

پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت مبارکہ تھی کہ صحابہ کرام کے ایسے تعظیمی عمل کو بھی ناپسند فرمایا تو بھلا اس عمل سے کیوں کرنا گوارا ظاہر نہیں فرمائی جسے آپ جانتے تھے کہ وہ صحابہ کرام کے لئے حرج ومشقت کا باعث ہوگا حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی وسعت علمی کے کمال کی بنا پر یہ بھی جانتے تھے کہ صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سختی سے پیروی کرنے والے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر ہی انحصار کرنے والے ہوں گے، اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے معاملات کا صدور تو کئی مرتبہ ظاہر ہوا تو اللہ تعالیٰ کی پناہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کام کریں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کے لئے گناہ ہو اور پھر انہیں اس فعل کے اپنے ساتھ ہی خاص نہ ہونے پر تنبیہ بھی نہ فرمائیں۔ (کیونکہ حضور علیہ السلام نے اگر کبھی کوئی خصوصیت والا

Scanned with CamScanner

کام کیا یا اس کا حکم دیا تو ساتھ ہی اس کی تخصیص بھی واضح فرمادی مثلاً ایک شخص کو چھ ماہ کا بکری کا بچہ قربانی میں ذبح کرنے کی اجازت دی لیکن ساتھ ہی فرمادیا کہ تیرے علاوہ کسی کے لئے حلال نہیں' اسی طرح حضرت خزیمہ کی تنہا گواہی کو دو کے برقرار دیا اور فرمایا: تیرے علاوہ کسی کے لئے جائز نہیں وغیرہ)

حاصل کلام یہ کہ قرآنی آیات اور احادیث نبویہ بغیر کسی چون وچراں اور بحث وتفتیش کے صراحۃً ان کی پیروی کرنے پر دلالت کررہی ہیں جیسا کہ ذرا سی بھی سمجھ بوجھ رکھنے والے پر پوشیدہ نہیں اور صریح دلائل اس بات پر بھی موجود ہیں کہ صحابہ کرام باہم (بطور شفقت ومحبت) ایک دوسرے کا بوسہ لیا کرتے تھے اور ان میں سے کوئی ایک بھی اس بارے میں دوسرے پر انکار نہیں کرتا تھا۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ثبوت

امام طبرانی علیہ الرحمہ حضرت یحییٰ بن حارث ذماری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت سیّدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی تو عرض کیا:

بَایَعْتَ بِیَدِکَ ھٰذِہٖ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ اَعْطِنِیْ یَدَکَ اُقَبِّلْھَا فَاَعْطَانِیْھَا وَقَبَّلْتُھَا:

کیا آپ نے ان ہاتھوں سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں! میں نے عرض کی' مجھے اپنے ہاتھ دیجئے تو انہوں نے مجھے اپنے ہاتھ پکڑائے تو میں نے انہیں بوسہ دیا۔

(معجم کبیر للطبرانی' ۲۲/۹۴' رقم ۲۲۶' مجمع الزوائد للہیثمی' ۸/۸۴' رقم ۱۲۷۹۷)

امام ہیثمی علیہ الرحمہ نے فرمایا: اس روایت کے تمام رجال ثقہ ہیں۔

امام محب طبری نے اپنی کتاب ''الریاض النضرۃ'' میں ''الصفوۃ'' سے نقل کیا ہے کہ صاحب صفوۃ نے ''فضائل ابی بکر'' میں حضرت سیّدنا ابورجاء عطاردی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں مدینے میں آیا تو لوگوں کو دیکھا کہ ایک جگہ جمع

ہیں اور ایک شخص کو دیکھا جو دوسرے کے بوسے لے رہا ہے اور کہتا جارہا ہے میں تجھ پر فدا! اگر تم نہ ہوتے تو ہم ہلاک ہوجاتے۔

حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کو چوم لیا

میں نے لوگوں سے پوچھا یہ بوسے لینے والا کون ہے اور جس کو چوم رہا ہے وہ کون ہے؟ تو لوگوں نے جواب دیا: یہ بوسہ لینے والے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ ہیں جو حضرت امیر المؤمنین سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سر کے بوسے لے رہے ہیں۔

انہوں نے مانعین زکوٰۃ والے مرتد قبائل سے جہاد کیا جس کی وجہ سے وہ لوگ ان کے پاس جھکتے ہوئے حاضر ہوئے (تو اسی خوشی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کا بوسہ لے رہے ہیں) (الریاض النضرہ فی مناقب العشرۃ ۱/۱۴۸)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب ''الاصابہ'' میں حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ترجمہ میں امام شعبی علیہ الرحمہ سے نقل کیا ہے:

حضرت سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سوار ہوئے تو حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کی سواری کی لگام تھام لی تو انہوں نے فرمایا: اے رسول اللہ کے چچا کے بیٹے! ایسا مت کیجئے' تو انہوں نے فرمایا: ھٰکَذَا اُمِرْنَا اَنْ نَّفْعَلَ بِعُلَمَائِنَا

ہمیں یہی حکم ملا ہے کہ اپنے علمائے کرام کے ساتھ ایسا سلوک کریں (اور ان کے ساتھ ایسی تعظیم سے پیش آئیں) تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان کے ہاتھوں کو چوم لیا اور فرمایا: ھٰکَذَا اَنْ نَّفْعَلَ بِاَھْلِ بَیْتِ نَبِیِّنَا

ہمیں بھی ایسا ہی حکم ملا ہے کہ اہل بیت نبوت کے ساتھ ایسا سلوک کریں۔

(الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ للعسقلانی' ۲/۴۹۱' مستدرک للحاکم' ۴/۵۲۴' رقم ۵۸۴۰)

امام بیہقی علیہ الرحمہ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے روم کی طرف ایک لشکر روانہ فرمایا اور اس میں حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ بھی تھے پس وہ گرفتار ہوگئے تو روم کے بادشاہ نے

Scanned with CamScanner

کہا: نصرانی مذہب اختیار کرلو تو میں تمہیں اپنے ملک میں جاگیر دے دوں گا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے اس بات سے انکار فرمایا تو اس نے کہا: انہیں لٹکا دیا جائے۔

دامنِ احمد نہ چھوڑوں گا کبھی

تو آپ کو لٹکا دیا گیا پھر اس نے کہا: ان پر تیر برسائے جائیں لیکن انہیں کوئی نقصان نہیں ہوا تو انہیں اتارا گیا پھر اس نے کہا کہ بڑا برتن لاؤ اور اس میں پانی ڈال کر خوب گرم کرو۔ پس اس میں قیدیوں کو ڈالا گیا جس سے ہڈیاں ابلنے لگیں تو ان سے کہا گیا کہ اگر تم نے نصرانی مذہب اختیار نہیں کیا تو تمہیں بھی اس میں ڈال دیا جائے گا پس جب انہیں ڈالنے کے لئے لے جایا جا رہا تھا تو یہ رونے لگے، بادشاہ نے پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمنا کر رہا ہوں کہ کاش میری سو جانیں ہوتیں اور وہ بھی یکے بعد دیگرے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی راہ میں اسی طرح قربان ہوتیں۔

تو یہ سن کر بادشاہ نے کہا میرے سر پر بوسہ دو میں تمہیں جانے دوں گا۔ آپ نے فرمایا: کیا سارے مسلمانوں کو بھی آزاد کر دیا جائے گا۔ اس نے کہا ہاں تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے سر کو چوما تو اس نے سب کو آزاد کر دیا۔ جب یہ لشکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور ان کے سر کا بوسہ لیا۔

امام ابن عساکر نے اس واقعہ کو حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موصولاً بھی روایت کیا ہے اور ''فوائد'' میں اسے ہشام بن عثمان نے امام زہری علیہ الرحمہ سے مرسلاً روایت کیا ہے۔

(سیر اعلام النبلاء للذہبی ۳/۳۵۸، تاریخ دمشق الکبیر ۱۲/۱۰۶، اسد الغابہ لابن اثیر ۳/۲۱۴)

پس یہ احادیث نہایت واضح ہیں کہ صحابہ کرام ایسے بوسے کا انکار نہیں کرتے تھے بلکہ اس سے راحت محسوس کرتے تھے اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اس قول پر بھی کسی نے انکار نہیں کہا کہ ہمیں بھی یہی حکم ملا ہے کہ اہل بیت نبوت کے ساتھ ایسا ہی کریں۔

یہ حضور علیہ السلام کا حکم ہے

اس سے واضح ہوتا ہے کہ کسی ذی شرف شخصیت کے ہاتھوں کا بوسہ لینا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے جائز کردہ ہے کیونکہ صحابی رسول کا کہنا ''ہمیں حکم دیا گیا ہے'' دراصل مرفوع ہونے کے حکم میں ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کا بھی قول اس درجے کا نہیں ہو سکتا جیسا کہ امام ابن الصلاح نے ''مقدمۃ فی علوم الحدیث'' میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے ''شرح نخبۃ الفکر'' میں اس بات کی تحقیق لکھی ہے، اور جو فعل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے حکم کردہ ہوا اگر اسے نہ کیا جائے تو گناہ گار ہونا لازم آئے گا اسی لیے جو شخص کسی معظم دینی شخص کے ہاتھوں کو نہیں چومتا تو دراصل وہ گناہگار اور حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف ورزی کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○ (سورۂ نور ۲۴، آیت ۶۳)

ترجمہ: پس وہ لوگ ڈریں جو رسول کے امر (ادب) کی خلاف ورزی کر رہے ہیں کہ (دنیا میں ہی) انہیں کوئی آفت آ پہنچے گی یا (آخرت میں) ان پر دردناک عذاب آن پڑے گا۔

پس جب بوسہ نہ لینے والے کے بارے میں یہ حکم ہے (کہ وہ شارع علیہ السلام کی خلاف ورزی کرنے والا ہے) تو اس شخص کے بارے میں بھلا کیا خیال ہے؟ جو سرے سے ہی اس کا منکر ہے، بیشک ایسے شخص کا وبال و گناہ بہت بڑا ہے اور ہم اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے بخشش کا سوال کرتے ہیں۔

اولیاء و علماء سے ثبوت

اولیائے عظام و علمائے کرام کا ہر زمانے میں ہاتھوں کو بوسہ دینے کے بارے میں معمول رہا ہے اور اس بارے میں کسی نے بھی کوئی انکار و اعتراض نہیں کیا ہے جیسا کہ امام

Scanned with CamScanner

ابن السنی نے "عمل الیوم واللیلة" میں حضرت ابوبکر بن محمد بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے:

میں حضرت امام ابوبکر بن مجاہد علیہ الرحمہ کے پاس موجود تھا کہ حضرت سیّدنا شبلی علیہ الرحمۃ تشریف لائے تو ابوبکر بن مجاہد کھڑے ہوئے اور ان سے گلے ملے اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا تو میں نے عرض کی یا سیدی! آپ نے شبلی علیہ الرحمہ کے ساتھ آج کیسا معاملہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے ان کے ساتھ وہی عمل کیا ہے جسے خواب میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

اور میں نے بھی حضور علیہ السلام سے ایسا ہی سوال کیا تھا کہ یارسول اللہ! آپ شبلی کے ساتھ ایسا فرما رہے ہیں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ ہر نماز کے بعد آیت: (لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ (سورۂ توبہ ۹ آیت ۱۲۸) ترجمہ: بیشک تمہارے پاس تم میں سے (ایک باعظمت) رسول تشریف لائے تمہارا تکلیف ومشقت میں پڑنا ان پر سخت گراں (گزرتا) ہے) پڑھ کر پھر مجھ پر درود پڑھتا ہے۔ اس واقعے کو حافظ ابوموسیٰ مدینہ علیہ الرحمہ اور دیگر نے نقل کیا ہے۔

(جلاء الافہام لابن قیم، ۱۵۷، الصلات والبشر للفیروزآبادی، ۱۰۳، تاریخ بغداد للخطیب، ۱۴/۳۹۶)

حضرت سیّدنا سفیان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: عالم دین اور عادل بادشاہ کے ہاتھوں کو بوسہ دینا سنت ہے تو حضرت سیّدنا عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور ان کے سر کا بوسہ لیا۔

(تبیین الحقائق للزیلعی، ۶/۲۵، مجمع الانہر للشیخ زادہ، ۴/۲۰۵)

محققین ومحدثین کا موقف

اور امام مسلم بن حجاج قشیری "صاحب صحیح" کا واقعہ بھی معروف ہے کہ آپ نے امام بخاری علیہ الرحمہ کی پیشانی کا بوسہ لیا اور ان کے پاؤں کے بوسہ لینے کی خواہش کی۔

(مقدمہ فتح الباری لابن حجر، ۴۸۹)

تو ان واقعات سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے بعد علمائے کرام بھی اس طرح کے بوسوں سے (جو بطور محبت وتعظیم ہوں) راحت محسوس کرتے تھے اور اس کا انکار نہیں کرتے تھے چہ جائیکہ وہ اس کے انکار میں سختی کرتے اور عالم دین کے (ہاتھ، پاؤں) کے بوسہ لینے پر دلالت کرنے والی وہ روایت جسے امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بوسہ لیا۔

(صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب الدخول علی المیت بعد الموت، رقم ۱۲۴۱، سنن نسائی، رقم ۱۸۴۰)

اور اسی طرح حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا بوسہ لیا تو انہیں احادیث کی بنیاد پر محققین ائمہ کرام نے میت کے بوسہ لینے کے جواز کو بھی بیان کیا ہے۔

(سنن ترمذی، باب ماجاء فی تقبیل المیت، رقم ۹۸۹)

اسی لیے محدثین کی ایک جماعت نے فرمایا: جب میت کا بوسہ لینا جائز ہے تو اس عالم دین کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جو ابھی زندہ ہے اور لوگ اس کے ذریعے دین میں فائدہ حاصل کرتے ہیں اور ان کے ہاتھوں کا بوسہ لینے والے صرف علم دین کی تعظیم ہی کے پیش نظر ایسا کرتے ہیں۔

(تقبیل الصحابہ ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورجلہ وراسہ الشریف وحکم التقبیل عامۃ للشیخ محمد عابد السندی الانصاری)

(26)

صاحب ہدایہ کی کرامت

شیخ برہان الدین محمود چھ سات برس کے بچے تھے اور اپنے والد محترم کے ساتھ کہیں جا رہے تھے کہ یکایک راستہ میں صاحب ہدایہ مولانا برہان الدین مرغینانی (رحمۃ اللہ علیہ) کا شور سنائی دیا۔ شیخ برہان الدین محمود کے والد ان کو عین راستے پر کھڑا کر کے خود کسی گلی میں چلے گئے۔ جب صاحب ہدایہ کی سواری قریب پہنچی تو شیخ برہان الدین محمود نے آگے بڑھ کر سلام کیا۔ صاحب ہدایہ نے بڑی تیز نگاہوں سے اس چھ سات برس کے بچے کو دیکھا کہ ایک بچہ بیچ راستے میں کھڑا ہو کر نہایت ہی مودبانہ سلام کر رہا ہے۔ صاحب ہدایہ نے سواری روک کر حاضرین سے فرمایا: ''خدا مجھ سے یہ بات کہلوا رہا ہے کہ یہ بچہ اپنے زمانے کا ''علامہ'' ہوگا۔ شیخ برہان الدین محمود یہ بشارت سن کر چند قدم صاحب ہدایہ کے ساتھ چلے پھر صاحب ہدایہ نے یہ فرمایا کہ ''خدا مجھ سے یہ کہلوا رہا ہے کہ یہ بچہ ایسے بلند مرتبہ پر فائز ہوگا کہ ''بادشاہ اس کے دروازے پر حاضری دیں گے۔'' چنانچہ صاحب ہدایہ کی اس پیشین گوئی کا اس طرح ظہور ہوا کہ شیخ برہان الدین محمود اپنے دور کے اکابر علماء میں ممتاز اور جامع شریعت وطریقت ہوئے اور سلطان غیاث الدین بلبن آپ کا معتقد اور آپ کی مجلس کا حاضر باش ہوا، اور آپ اس قدر صاحب کرامت ہوئے اور قبول خلائق کی ایسی بلند ترین منزل پر پہنچے کہ آپ کی قبر شریف جو حوض شمسی دہلی کے مشرقی جانب میں ہے، لوگ بکثرت اس کی زیارت کرتے اور برکت حاصل کرتے ہیں اور فرط عقیدت سے لوگ آپ کی قبر انور کو ''تختۂ نور'' کہتے ہیں، اور آپ کی قبر کی مٹی لوگ اپنے

بچوں کو اس لئے کھلاتے ہیں کہ ان پر علم کے دروازے کھل جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی قبر پاؤں کی جانب سے کئی بار شکستہ ہوئی اور از سر نو تعمیر ہوتی رہی۔ (اخبار الاخیار ص ۵۳)

علم شریعت والے ہی صاحب ولایت ہوتے ہیں

مولانا برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ کو کون نہیں جانتا۔ آپ کی کتاب ''ہدایہ شریف'' فقہ حنفی کی وہ مایہ ناز کتاب ہے کہ تمام دنیا میں اس کی مثال نہیں مل سکتی اور تمام دنیا کے مدارس میں یہ کتاب داخل درس ہے۔ اس حکایت سے اندازہ لگائیے کہ صاحب ہدایہ کو علم شریعت کے کمال کے ساتھ ساتھ خداوند عالم نے کس قدر کشف و کرامات کی بلند منزل پر بھی فائز فرمایا تھا کہ آپ نے ایک سات برس کے بچے کی صورت دیکھ کر اس کے شاندار مستقبل کو علی الاعلان بیان فرما دیا جو سو فیصدی صحیح ثابت ہوا۔ اب کون بدنصیب ایسا ہے جو یہ کہہ سکتا ہے کہ طبقۂ علماء میں کوئی شاہ ولایت اور صاحب کرامت ہوا ہی نہیں۔ صاحب ہدایہ عالم دین نہیں تھے تو کیا کسی تکیہ میں بھنگ گھوٹنے والے فقیر یا کسی قلندر کی گدی پر گانجہ پینے والے بابا تھے۔

برادران ملت! حقیقت تو یہ ہے کہ ولایت قرب خداوندی کی ایک خاص منزل کا نام ہے اور قرب خداوندی کے سب سے زیادہ اہل وہی لوگ ہیں جن کے سینوں میں خدا کے محبوب ﷺ کے علم نبوت کا نور ہوتا ہے۔ خداوند تعالیٰ اپنا قرب خاص اپنے محبوب کے علم وعمل کے خادموں کو نہیں عطا فرمائے گا تو کیا ان جاہل گانجہ، بھنگ پینے والوں کو عطا فرمائے گا جو محبوب خدا کے علم نبوت سے اتنے محروم اور کورے ہیں کہ انہیں اتنا بھی نہیں معلوم کہ استنجاء کرنے کا سنت طریقہ کیا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ حضرت حق جل مجدہ جس کو بھی ولایت کے شرف سے سرفراز فرماتا ہے علم نبوت کی روشنی سے بھی ضرور اس کے سینے کو منور فرما دیتا ہے۔ اگر وہ کسی مدرسہ میں لکھ پڑھ کر علم شریعت نہیں جانتا تو مولیٰ تعالیٰ علم لدنی کے طور پر اس کو علم شریعت سکھا دیتا ہے۔

Scanned with CamScanner

جب کرم ہوتا ہے

چنانچہ تاریخی تجربہ شاہد ہے کہ بہت سے ایسے خاصان خدا جو ولایت سے قبل علم دین سے بالکل ہی کورے تھے۔ منصب ولایت پر سرفراز ہونے کے بعد خداوند قدوس نے ان کو علم دین کی اتنی عظیم اور کثیر دولتوں سے مالا مال فرما دیا کہ بڑے بڑے علماء جب مشکل سے مشکل ترین مسائل لے کر ان کی خدمتوں میں حاضر ہوئے تو ان بزرگوں نے چند اشاروں میں ان مسائل کو اس طرح حل کر دیا کہ علماء ان کے علوم کی گہرائیوں کو دیکھ کر حیرت و استعجاب کے دریا میں غرق ہو گئے اور اس کے سوا کچھ بھی نہ کہہ سکے کہ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ یعنی یہ خدا کا فضل ہے اور خدا جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے نواز دیتا ہے اور اللہ کا فضل بہت ہی بڑا ہے۔

چنانچہ حضرت شیبان راعی رحمۃ اللہ علیہ جو ایک امی ولی تھے ان کی خدمت میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہو کر اس طرح باادب بیٹھا کرتے تھے جس طرح مکتب میں ایک بچہ اپنے استاذ کے سامنے بیٹھا کرتا ہے اور ''شیبان راعی'' سے وہ ان مشکل مسائل کو حل کراتے تھے جو ان کی مجتہدانہ نگاہوں سے بھی اوجھل رہا کرتے تھے۔ اسی طرح مشہور ہے کہ شاہ عبدالرزاق بانسوی رحمۃ اللہ علیہ جو کسی مدرسہ میں پڑھے ہوئے نہیں تھے مگر علماء فرنگی محل لکھنؤ جب ان سے مشکل مسائل دریافت کرتے تھے تو ان کا جواب سن کر حیران رہ جاتے تھے اور یہ کہہ کر واپس ہوا کرتے تھے کہ بلاشبہ اس کو ''علم لدنی'' کے سوا کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا۔ سچ ہے کہ جن برگزیدہ ہستیوں کو عشق الٰہی کا جذبہ حاصل ہو گیا' تمام علوم و معارف خود بخود کشاں کشاں ان کے دامنوں میں پناہ لیتے ہیں بلکہ ان کے قدموں پر نثار ہوتے رہتے ہیں کیا خوب کہا شاعر مشرق نے کہ۔

عشق سراپا یقیں' اور یقیں فتح یاب
علم ہے ابن الکتاب عشق ہے ام الکتاب

(روحانی حکایات)

(27)

حضرت سلیمان علیہ السلام اور ایک چیونٹی

روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جب چیونٹیوں کے میدان میں گزرے تو انہوں نے ایک چیونٹی سے سنا کہ وہ اپنے ساتھیوں سے ان پر خوف کی وجہ سے کہتی ہے کہ اے چیونٹیو اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ۔ (النمل) آخر آیت تک اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس چیونٹی کو سلام کیا اس کے جواب میں اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا: اور آپ پر سلام ہو! اے فنا ہونے والے اور اپنے ملک میں مشغول ہونے والے۔ خدا کی قسم! میں کمزور چیونٹی ہوں اور میرے چالیس ہزار سپہ سالار ہیں اور ہر افسر کے ماتحت چالیس صفیں ہیں اور ہر صف اس قدر لمبی ہے جتنا کہ مشرق و مغرب کے درمیان میں فاصلہ ہے۔ اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: تم سب سیاہ کپڑا کیوں پہنتی ہو۔ تمہارے رنگ سیاہ کیوں ہیں؟ پس چیونٹی نے جواب دیا: اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا مصیبت کا گھر ہے اور سیاہ کپڑا مصیبت والوں کا لباس ہے پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: یہ کمر بند یعنی سیاہ لکیر جو تمہاری کمروں میں ہے یہ کیا چیز ہے؟ چیونٹی نے کہا: یہ کمر بندگی باندھنے کا پٹکا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: یہ کیا بات ہے کہ تم سب مخلوق سے دور رہتی ہو؟ اس نے کہا اس لئے کہ مخلوق غفلت میں ہے۔ پس غافلوں سے دور ہی رہنا بہتر ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا: تم سب ننگی کیوں رہتی ہو۔ چیونٹی نے جواب دیا: اسی طرح ہم دنیا میں آئے اور اسی طرح اس سے نکلیں گے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: تم میں سے ایک چیونٹی کس قدر

Scanned with CamScanner

کھاتی ہے۔ اس نے کہا: ایک دانہ یا دو دانہ۔

سوالات وجوابات

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: یہ کیوں؟ اس نے جواب دیا اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم مسافر ہیں اور جب مسافر کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے تو اس کی پیٹھ ہلکی رہتی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: کیا تجھے کوئی ضرورت ہے؟ چیونٹی نے کہا: آپ عاجز ہیں اور عاجز سے کچھ مانگنا جائز نہیں ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: تو اپنی ایک حاجت مجھ سے ضرور طلب کر۔ چیونٹی نے عرض کیا کہ (اچھا) میری روزی یا میری عمر میں زیادتی کر دیجئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: مجھ سے ایسی چیز مانگ جو میرے ہاتھ میں ہو۔ چیونٹی نے کہا: بلاشبہ ضرورتوں کا پورا کرنا اللہ ہی کی جانب سے ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے کہا: تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: میرا نام منذرہ ہے۔ میں اپنے یاروں کو جادوگرنی اور مکارہ دنیا سے ڈراتی ہوں پھر اس نے کہا کہ اے سلیمان علیہ السلام جو چیز سلطنت میں آپ کو دی گئی ہے اس میں سب سے زیادہ فخر کی کیا چیز ہے؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: وہ انگوٹھی ہے کیونکہ وہ جنت کی ہے۔ چیونٹی نے کہا: آپ اس کے معنی جانتے ہیں؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: نہیں۔ اس نے کہا: اس کے معنی یہ ہیں کہ دنیا سے جس قدر آپ کی ملک اور ہاتھ میں ہے اور وہ بقدر انگوٹھی کے نگینہ کے ہے۔ اس کے بعد چیونٹی نے کہا: انگوٹھی کے علاوہ اور کوئی چیز قابل فخر ہے؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: جنت کا فرش ہے جو ہوا کی پشت پر رہتا ہے۔ چیونٹی نے جواب دیا: یہ اس پر دلیل ہے کہ جو کچھ آپ کے ساتھ ہے جو ہوا کی پشت پر رہتا ہے۔ چیونٹی نے جواب دیا: یہ اس پر دلیل ہے کہ جو کچھ آپ کے ساتھ ہے وہ سب ہوا کی مثل ہے۔ آج آپ کے ساتھ ہے اور کل آپ کے ماسوا دوسرے کے ساتھ ہوگا۔

تحدیث نعمت کے طور پر

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: بیشک اس فرش کے ساتھ ہوا پر صبح کی سیر کا

زمانہ ایک مہینہ کی راہ ہے اور اسی طرح اس کے سیر شبانگاہ کا زمانہ ہے۔ چیونٹی نے جواب دیا کہ یہ اس پر دلیل ہے کہ بلاشبہ آپ کی عمر کم ہے اور آپ چلنے میں جلدی کرنے والے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: مجھے چڑیوں کی زبان سمجھنے کا علم دیا گیا ہے۔ چیونٹی نے کہا: اللہ تعالیٰ کی مناجات میں مشغول ہو جایئے اور غیر کی مناجات کو چھوڑیے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: جن اور انسان میری خدمت کرتے ہیں۔ چیونٹی نے کہا: اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے مخلوق کو تمہاری خدمت میں لگا دیا ہے پس تم میری خدمت میں مشغول رہو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: میں انگوٹھی سے الفت حاصل کرتا ہوں اور تسکین پاتا ہوں کیونکہ اس پر اللہ تعالیٰ کا نام کندہ ہے۔ چیونٹی نے جواب دیا: اس ذات پاک سے الفت اور انس پیدا کرو جس کا یہ نام ہے اور محض نام سے انس نہ پیدا کرو۔ (قلیوبی)

(28)

اور اچانک قبر کھل گئی

حضرت سیّدنا ابو یوسف غسولی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ''میں ملک شام میں حضرت سیّدنا ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمۃ کے ساتھ رہتا تھا' ایک دن وہ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''اے غسولی! آج میں نے ایک بہت عجیب وغریب بات دیکھی'' میں نے کہا: ''اے ابواسحاق! آپ نے کون سی عجیب بات دیکھی ہے؟'' فرمایا: ''آج میں قبرستان میں کھڑا تھا کہ ایک قبر اچانک کھل گئی اور ایک سفید ریش نمودار ہوا اور اس کے سفید بالوں میں سرخ مہندی لگی ہوئی تھی' اس نے مجھ سے کہا: اے ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمۃ! اللہ رب العزت نے مجھے آپ کی خاطر زندہ کیا ہے' آپ مجھ سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں تو پوچھئے''۔

میں نے کہا: ''مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِكَ یعنی اللہ عزوجل نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا''۔ اس سفید ریش بزرگ نے کہا: ''میں اللہ عزوجل سے اس حال میں ملا کہ میرے اعمال سیۂ (برے اعمال) میرے ساتھ تھے' اللہ عزوجل نے مجھ سے فرمایا: ''میں نے تین باتوں کی وجہ سے تجھے بخش دیا (۱)......تو مجھ سے اس حال میں ملا کہ جس سے میں محبت کرتا تھا تو نے بھی اسے محبوب رکھا (۲)......تو مجھ سے اس حال میں ملا کہ تیرے پیٹ میں شراب کا ایک قطرہ بھی نہ تھا (۳)......تو مجھ سے اس حال میں ملا کہ تیرے سفید بالوں میں سرخ خضاب لگا ہوا تھا اور مجھے حیا آتی ہے کہ اس شخص کو آگ کا عذاب دوں جس کے سفید بالوں میں سرخ خضاب لگا ہوا ہو''۔ اتنا کہہ کر وہ بزرگ واپس قبر میں چلا

گیا اور قبر بند ہوگئی''۔ حضرت سیّدنا غسولی علیہ الرحمۃ نے کہا: ''اے ابواسحاق! کیا آپ مجھے اس قبر پر نہیں لے چلیں گے؟'' فرمایا: ''اے غسولی! تیرا بھلا ہو! تو اللہ عزوجل کے ساتھ اپنے معاملات درست کرلے تو وہ تجھے بھی عجیب وغریب چیزیں دکھائے گا''۔

(عیون الحکایات)

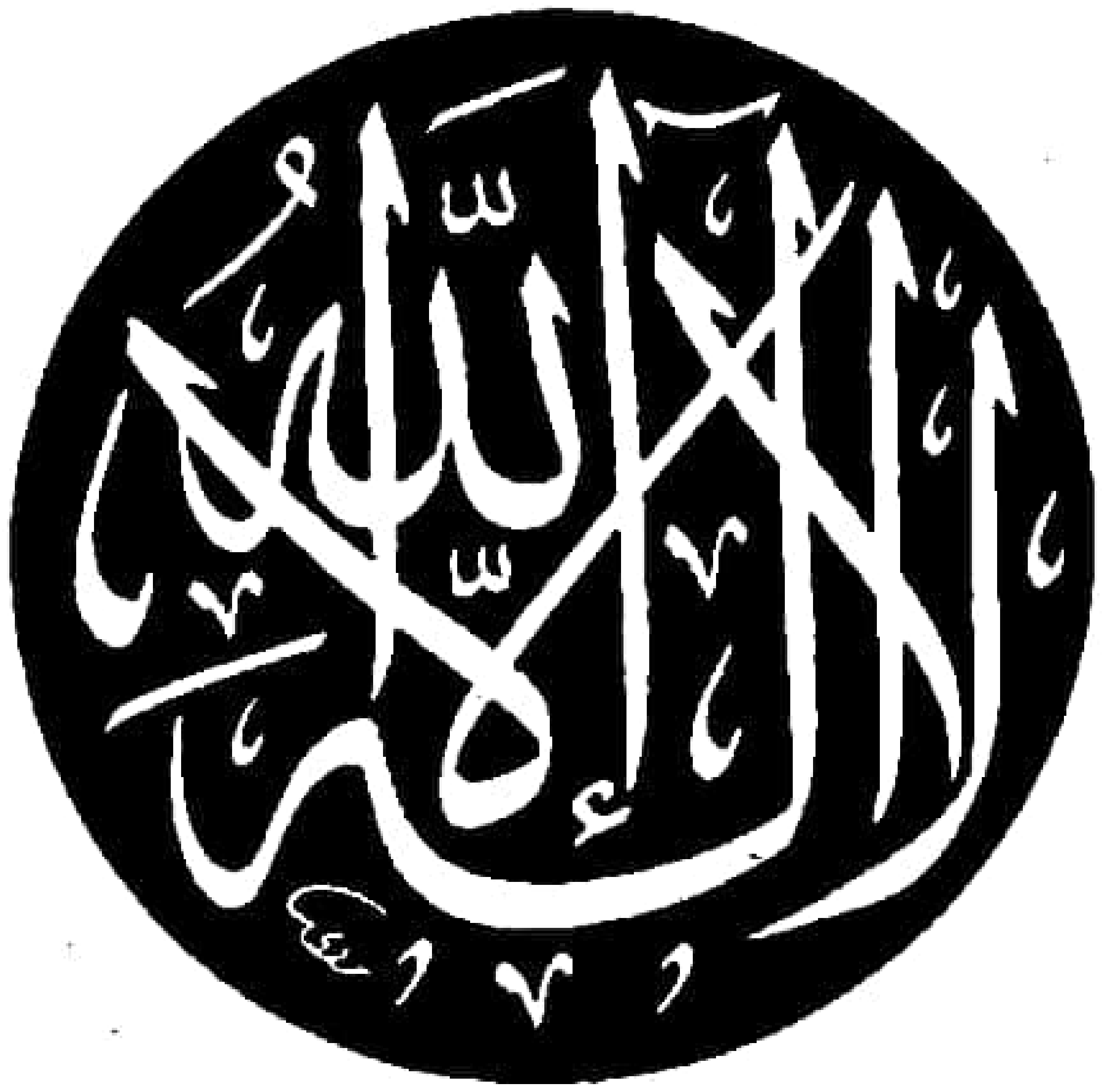

Scanned with CamScanner

(29)

حضور علیہ السلام اور حضرت اسماء

ایک مرتبہ سیّدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کھجوروں کی گٹھلیاں سر پر اٹھائے ہوئے مدینہ کے اطراف سے شہر کی طرف جا رہی تھیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر سوار وہاں سے گزر رہے تھے۔ وہ ان کی سالی بھی تھیں اور پھوپھی زاد بھائی زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی بیوی بھی۔ آپ نے ساربان سے کہا: ''رک جاؤ' رک جاؤ۔ اسماء کو سوار کرلیں''۔ آپ نے اسماء کو اونٹنی پر سوار ہونے کی دعوت دی۔ وہ فرماتی ہیں: ''میں نے اپنے خاوند زبیر کی غیرت کو یاد کیا اور اونٹنی پر سوار ہونے سے معذرت کر دی''۔

(بخاری ۵۲۲۴' مسلم ۲۱۸۲)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سیّدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے اونٹنی پر بیٹھنے سے انکار کیوں کیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سواری پر بیٹھنے سے انکار؟ وہ مقدس اور پاک باز ہستی' طاہر' مطہر' معصوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ کیا خاوند ناراض ہوتا؟ ہرگز نہیں! یہ کیسے ممکن ہے مگر دراصل یہ سیّدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی غایت درجہ کی خاوند کی فرمانبرداری اور اس کے جذبات کا احترام تھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی سواری پر بیٹھنے سے معذرت کر دی۔ کچھ عرصے کے بعد ان کے والد محترم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو گھوڑے اور اس کی نگہداشت کے لئے خادم عطا کیا۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند کے ساتھ مشکل حالات میں صبر کیا' تنگی اور ترشی میں گزارا کیا اور اس کا نتیجہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وافر مقدار میں رزق عطا فرمایا

اور جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو کیا آپ جانتے ہیں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو ترکہ میں کیا ملا؟

اتنی دولت کے باوجود کبھی زکوٰۃ فرض نہ ہوئی

وہ عورت جو کھجوروں کی گٹھلیاں اکٹھی کر کے لایا کرتی تھی' اسے باون لاکھ 52,00,000 درہم ترکہ میں ملے اور یہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے حرام کی کمائی سے یا لوگوں کا مال چھین کر جمع نہیں کیے اور نہ لوگوں کو قرابت رسول اور حواریٔ رسول ہونے کا واسطہ دے کر اکٹھے کیے بلکہ انہوں نے تجارت کی اور حلال ذرائع سے مال اکٹھا کیا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے خاوند کے پاس ایک ہزار کارندے تھے جو ان کے لئے کام کرتے اور اس کا حصہ ان کو دیتے تھے۔ اتنا رزق' اتنی جائیداد اور مال و دولت کے باوجود ان پر کبھی زکوٰۃ فرض نہیں ہوئی کیونکہ انہوں نے کبھی مال و دولت کو ذخیرہ نہیں کیا نہ اس کے انبار لگائے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس جب کچھ نہ تھا' فقر و فاقہ تھا تو وہ اس حال میں گھبرائی نہیں اور واویلا نہیں کیا اور مال و دولت آئی تو اس پر فخر و غرور کا اظہار نہیں کیا اور ساری زندگی خیر کے کاموں میں' لوگوں پر احسان کرنے میں اور نیکی کرنے میں گزار دی...... رضی اللہ عنہا (اسد الغابہ: ۳۰۹/۲)

(30)

مرنے والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے ہیں

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں اپنے کام کی غرض سے جنگل کی طرف گیا وہاں پر مجھے رات ہوگئی تو میں راستے میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس آ گیا۔ وہاں میں نے اس قبر میں سے انتہائی خوبصورت آواز میں قرآن پاک سنا۔

چنانچہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جا کر سارا ماجرا عرض کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: وہ عبداللہ بن حرام رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کی ارواح کو اپنے خاص قبضہ قدرت میں رکھتا ہے اور ان کو زبرجد اور یاقوت کی قندیلوں اور ان قندیلوں کو جنت کے وسط میں لٹکا دیتا ہے۔ جب رات آتی ہے تو ان ارواح کو واپس بھیج دیتا ہے اور یہ ایسے ہی قبر کے ساتھ خاص تعلق رکھتی ہیں یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے پھر ان کو واپس وہی پہلے والے مقام تک رسائی دے دی جاتی ہے۔

(احوال القبور (ابن رجب) صفحہ نمبر 68' کتاب الروح (ابن قیم) صفحہ نمبر 181,101' الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 370' جامع الاحادیث (سیوطی) حدیث نمبر 35151' سبل الہدیٰ والرشاد (صالحی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 253' کنز العمال (علی متقی) جلد نمبر 13 صفحہ نمبر 481' جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 121)

درحقیقت ہم سے وہ کبھی جدا ہوتے نہیں

☆ ابوبکر الخلال اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ حماد الحفار کہتے ہیں کہ میں جمعہ کے دن قبرستان میں داخل ہوا تو میں ایک قبر کے پاس گیا تو میں نے ایک قبر سے قرآن پاک پڑھنے کی آواز سنی۔

(احوال القبور (ابن رجب) صفحہ نمبر 68' طبقات الحنابلۃ (ابن ابی یعلیٰ) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 167)

☆ ابراہیم الحفار کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں قبر کھودنے لگا تو میں نے ایک قبر کی کچی اینٹ دیکھی۔ میں نے اسے سونگھا تو اس میں سے مجھے کستوری کی خوشبو آئی۔ میں نے مٹی ہٹائی تو میں نے اس قبر میں ایک بزرگ دیکھے جو اس میں بیٹھے قرآن پاک پڑھ رہے تھے۔

(احوال القبور (ابن رجب) صفحہ نمبر 68)

☆ سہیلی نے دلائل النبوۃ میں ایک صحابی سے روایت کیا کہ ایک شخص نے ایک قبر کھودی تو اس میں ایک روشن دان دوسری قبر کی طرف کھل گیا۔ اب جو انہوں نے دیکھا تو ایک بزرگ تخت پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے سامنے قرآن حکیم رکھا ہوا تھا اور اس کے سامنے ہی سبز رنگ کا باغیچہ ہے۔ یہ زمین احد کا واقعہ ہے اور یہ شخص شہید تھا کیونکہ اس کی چہرے پر زخم تھے۔

(تفسیر البحر المحیط (ابوحیان محمد بن یوسف) تحت سورۃ البقرۃ آیت نمبر 154' بشریٰ الکئیب بلقاء الحبیب (سیوطی) باب ذکر قراءۃ الموتی فی قبورہم' شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 85)

☆ ایک صالح بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک فوت شدہ آدمی کے لئے قبر کھودی۔ چنانچہ میں ان کو قبر میں لٹا کر ان کی لحد میں کچی اینٹیں جما رہا تھا کہ اس کے برابر والی قبر کی دو اینٹیں ٹوٹ کر گر پڑیں اور قبر کھل گئی تو میں نے دیکھا کہ ایک سفید ریش بزرگ قبر میں بیٹھے تلاوت کر رہے ہیں اور ان کے ہاتھ میں ایک قرآن مجید ہے جو سنہرے کاغذ پر سونے کے حرفوں سے لکھا ہوا تھا۔ انہوں نے میری طرف سر اٹھا کر فرمایا: میری قبر کی گری ہوئی اینٹوں کو دوبارہ چن کر جما دو۔

Scanned with CamScanner

چنانچہ میں نے جلدی جلدی ان کی قبر کی گری ہوئی اینٹیں جما کر دوبارہ بند کر دیا۔

الروض الریاحین (امام یافعی) صفحہ نمبر 447 'شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 85

قبر میں تلاوتِ قرآن

ابوالنصر نیشاپوری حفار جو کہ ایک صالح اور پرہیزگار انسان تھے انہوں نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ ایک میت کی تدفین کے لئے ایک قبر کھود رہا تھا تو ساتھ میں ایک دوسری قبر تھی وہ کھل گئی۔ میں نے اس میں جھانکا تو میں نے دیکھا کہ اس میں ایک خوبرو نوجوان عمدہ خوشبو کے ساتھ سفید کپڑوں میں ملبوس چوکڑی مارے بیٹھا ہے اور اس کی گود میں قرآن پاک کھلا ہوا ہے جو کہ اتنے خوبصورت خط میں لکھا ہوا ہے جیسا خوبصورت خط میں نے زندگی میں نہیں دیکھا' اور وہ نوجوان قرآن پاک پڑھ رہا تھا۔ اس نوجوان نے مجھے کہا: کیا قیامت قائم ہوگئی ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔

اس نے کہا: سوراخ بند کردو۔ چنانچہ میں نے وہ سوراخ بند کر دیا۔

(بشری الکئیب بلقاء الحبیب (سیوطی) باب ذکر قراۃ الموتی فی قبورہم)

پرہیزگار اور صاحب نظر حضرات میں سے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں نے ایک قبر کھودی تو دیکھا کہ قبر کے اندر بغلی طرف ایک شخص تخت پر بیٹھا قرآن پاک پڑھ رہا ہے اور جس تخت پر وہ قرآن پاک پڑھ رہا ہے اس کے نیچے ایک نہر جاری ہے۔

اس منظر کو دیکھ میں بے ہوش ہوگیا۔ مجھے کئی روز کے بعد ہوش آیا تو میں نے لوگوں کو سارا ماجرا سنایا۔

ایک شخص نے کہا: مجھے اس قبر تک لے چلو میں نے اگلے دن جانے کی بات کی مگر اس کے بعد جب میں رات کو سویا تو صاحب قبر نے خواب میں آ کر ڈانٹا کہ خبردار جو کسی کو میری قبر کا پتہ بتایا۔ میں نے اپنے ارادے سے توبہ کی اور کسی کو اس قبر کے بارے میں نہیں بتایا۔ (الروض الریاحین (یافعی) صفحہ نمبر 237)

منہ طرف قبلہ شریف

☆ ذہبی نے تاریخ میں بیان کیا کہ احمد بن نصر خزاعی جو فن حدیث کے امام گزرے ہیں ان کو حکمران واثق باللہ نے خلق قرآن کا قول قبول کرنے پر مجبور کیا لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ ان کو قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا جائے۔ جب آپ کو لٹکا دیا تو آپ کا چہرہ قبلہ کی طرف ہوگیا۔ اسے ہٹانے کی کوشش کی گئی تو وہ پھر اسی طرف ہوگیا تو اس نے ایک شخص مقرر کیا جوان کے منہ کو قبلہ سے منحرف کرتا رہے۔ جو شخص اس کام پر معین تھا اس نے بیان کیا کہ وہ سر ہر رات کو قبلہ کی طرف پھر جاتا تھا اور بزبان فصیح سورہ یٰسین پڑھتا تھا۔

(تاریخ بغداد (خطیب بغدادی) جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 179 'سیر اعلام النبلاء (ذہبی) جلد نمبر 11 صفحہ نمبر 168' تاریخ اسلام (ذہبی) جلد نمبر 17 صفحہ نمبر 58 'تہذیب الکمال (مزی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 513 'شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 88)

Scanned with CamScanner

(31)

ارادت ہو تو دیکھ ان کو

شیخ محمد ترک نارنولی علیہ الرحمہ کا اصلی وطن ترکستان ہے۔ آپ ہندوستان تشریف لائے اور نارنول میں قیام فرما لیا۔ مشہور ہے کہ آپ خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں۔ قصبہ نارنول کے عوام آپ کو ''پیر ترک'' یا ''ترک سلطان'' کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ آپ نے کفار کے ہاتھوں سے جام شہادت نوش فرمایا اور آپ کا مزار شریف زیارت گاہ خلائق ہے۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو بادشاہ نے زبردستی دہلی سے نکلوا دیا اور ٹھٹھہ کی جانب نکل جانے کا حکم دے دیا۔ آپ نارنول کے راستہ سے ٹھٹھہ جا رہے تھے۔ جب نارنول قریب آ گیا تو آپ سواری سے اتر پڑے اور شیخ محمد ترک کے مقبرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور مراقبہ میں چلے گئے۔ جب مراقبے سے سر اٹھایا تو ارشاد فرمایا: ''جس شخص کو کوئی مشکل درپیش ہو اور وہ اس روضہ کی طرف متوجہ ہو تو امید ہے کہ اس کی مشکل آسان ہو جائے گی۔'' یہ سن کر ایک بے باک نے کہا: حضرت! آپ تو خود اس وقت ایک بہت بڑی مشکل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا: ہاں۔ اسی لئے تو میں کہتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ اُس مزار کی برکت سے میری مشکل آسان فرما دے گا۔ چنانچہ آپ نارنول سے دو تین منزل آگے نہ گئے ہوں گے کہ بادشاہ کی موت کی اطلاع ملی اور آپ واپس دہلی چلے گئے۔ (اخبار الاخیار' ص ۵۴)

ظالم بادشاہ کا منصوبہ ناکام ہو گیا

شیخ نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کتنے بلند پایہ عالم دین اور زہد و تقویٰ کے امام تھے۔ اس کو کون نہیں جانتا؟ آپ شیخ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور جانشین تھے اور آپ کے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ بادشاہ دہلی محمد تغلق جب آپ کا دشمن ہو گیا تو طرح طرح کی ایذائیں پہنچانے لگا۔ ایک مرتبہ محمد تغلق بادشاہ نے آپ کے یہاں چاندی سونے کے برتنوں میں اس نیت سے کھانا بھیجا کہ اگر آپ اس سلطانی دعوت کے کھانے سے انکار کریں گے تو آپ کو سزا دینے کا ایک بہانہ مل جائے گا اور اگر آپ نے ان سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا کھا لیا تو وہ ایک فعل حرام کے مرتکب ہو جائیں گے۔ پھر دوسروں کو حرام کاموں سے روکنے اور منع کرنے کے قابل نہ رہیں گے۔ حضرت نے دستر خوان پر سے ایک پیالہ اٹھایا اور یخنی اس میں سے نکال کر اپنے ہاتھ پر رکھ کر نوش فرمایا اس طرح بادشاہ محمد تغلق کا سارا منصوبہ ہی درہم برہم ہو گیا اور وہ خائب و خاسر رہ گیا۔ محمد تغلق بڑا ہی ظالم اور علماء حق کا انتہائی دشمن تھا اور اسی ظالم نے آپ کو دہلی سے شہر بدر بھی کرایا تھا۔

کیسے تیرا انداز ہو سیدھا تو کر لو تیر کو

بہر کیف یہ عرض کرنا ہے کہ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے علم و عمل اور زہد و تقویٰ کے کمال کے باوجود یہ فرمایا: جو شخص کسی مشکل کے وقت شیخ محمد ترک کے روضہ کی طرف متوجہ ہو گا' امید ہے اس کی مشکل حل ہو جائے گی۔ اس طرح آپ نے ایک بزرگ کو ''مشکل کشا'' کہا اور یہ عقیدہ رکھا کہ ان صاحب مزار کی برکت سے میری مشکل بھی حل ہو جائے گی۔ چنانچہ حل ہو گئی کہ جلد ہی ظالم بادشاہ ہلاک ہو گیا اور آپ ترک وطن اور جلاوطنی کی مصیبتوں سے نجات پا گئے۔ بحمدہ تعالیٰ اہل سنت و جماعت کا بھی یہی عقیدہ و عمل ہے کہ بزرگان دین کے مزارات طیبہ کی برکتوں سے

Scanned with CamScanner

خداوند کریم مشکلات حل فرما دیتا ہے اور بلائیں ٹال دیتا ہے۔ ایک خاص مکتبہ فکر کے لوگ جو ہم سنیوں کو قبر پرست' بدعتی اور مشرک کہا کرتے ہیں انہیں غور کرنا چاہئے کہ ان کے تیروں سے کون کون سے بزرگوں کے تقویٰ و تقدس مجروح ہو رہے ہیں اور ان کے اندھا دھند فتووں کی تیراندازی سے کیسے کیسے بزرگان زخمی اور مقتول ہو رہے ہیں؟ ہم ان اناڑیوں سے اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ۔

ترچھی نظروں سے نہ دیکھو عاشق دلگیر کو
کیسے تیر انداز ہو؟ سیدھا تو پھینکو تیر کو

(روحانی حکایات)

(32)

حضرت مولانا معین الدین اجمیری علیہ الرحمۃ

حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ نے ایک مجلس میں "الفقر فخری" کا مطلب سمجھایا کہ فقر دو قسم کا ہوتا ہے۔ (۱) اختیاری' (۲) اضطراری۔ بعد میں فقر اختیاری میں علامہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے چند واقعات بیان فرمائے۔ مثلاً: عید کے دن طلباء نے ان سے مطالبہ کیا کہ آج ہر شخص امیر غریب کے گھر عید منائی جا رہی ہے۔ طرح طرح کے کھانوں خورد و نوش کے اہتمام ہو رہے ہیں' ہمیں بھی آپ کچھ کھلائیں' مولانا نے فرمایا میرے گھر تو وہی مسور کی دال جو پہلے پکتی تھی وہی ہوگی جو میں کھاؤں گا' تم بھی کھالینا' طلباء نے کہا آپ کو جو شاہ دکن نے ملک العلماء ہونے کا سنہری تمغہ دیا تھا جو ڈبہ میں بند تھا آپ کے گھر میں موجود ہے۔ چنانچہ آپ نے وہ منگوا کر طلباء کو دیا اور بازار میں فروخت کرنے کو کہا۔ انہوں نے اپنے پیٹ کی خاطر مولانا کا قیمتی تمغہ بیچ کر طعام بنایا۔

تخت سکندری پر وہ تھوکتے نہیں ہیں

مولانا کو دنیا کی پرواہ تک نہ ہوتی۔ ایک مرتبہ گھر گئے' گھر والوں کو کہا یہ جو زیورات تم نے رکھے ہوئے ہیں ان کا کیا فائدہ' یہ طلباء کے لئے فروخت کر دو۔ چنانچہ ان کے گھر والے بھی بالکل سادہ لوح تھے اور مولانا کے فرمانبردار تھے۔ انہوں نے بھی زیورات کی پرواہ نہ کی۔ تمام کے تمام اٹھا کر دے دیئے۔ مولانا صاحب نے ان کو فروخت کر کے طلباء کے کپڑے اور غذا وغیرہ خرید کر فی سبیل اللہ دے دیئے۔

☆ ایک دفعہ نظام الملک عثمان علی خان بوقت درس حاضر ہوا' یہ خود بہت بڑا عالم تھا'

بڑے غور سے مولانا کی تقریر سنتا رہا۔ اٹھتے وقت ایک ہزار روپیہ مولانا کی ذات کے لئے اور دو ہزار مدرسہ کے واسطے طلباء کا ماہانہ وظیفہ مقرر فرمایا۔ مولانا نے اپنا ہزار بھی طلباء کے لئے وقف کر دیا۔ مولانا جس زمانہ میں یہاں سیال شریف رہتے تھے مولانا کو جناب نظام الملک کا خط آیا کہ آپ ہمارے ہاں تدریس کے لئے تشریف لائیں۔ مولانا نے جواب لکھا کہ میں یہاں اپنے بچے (حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی) کو پڑھا رہا ہوں' میرا آنا ناممکن ہے' نظام الملک نے اس کا جواب میرے حضرت خواجہ غریب نواز کے پاس بھیجا۔ جس میں لکھا تھا کہ مجھے اپنے فرزند کے لئے مولانا کی اشد ضرورت ہے۔ آپ مہربانی فرمادیں اور مولانا کو ہمارے ہاں بھیج دیں۔ اس کا جواب قبلہ والد صاحب نے بھیجا کہ یہ مدرسہ بھی آپ کا ہے لہٰذا آپ اپنے فرزند کو یہاں بھیج دیں۔ بہر حال مولانا نے نظام الملک جیسے قابل بادشاہ کی پرواہ نہ کی اور میری تعلیم کے لئے سیال شریف میں مقیم رہے۔

(حضرت خواجہ صاحب فرماتے ہیں:) ☆ میرے استاد علامہ اجمیری بہت بڑے فاضل معقول اور علوم منقول کے بحر علم حکمت و فلسفہ اور فنون کے ماہر تھے۔ انہوں نے مجھے حکمت کی سند بھی عنایت کی تھی اور فرمایا اگر کوئی نسخہ آپ لکھیں گے تو اللہ رب العزت برکت دے گا۔ نیز فرمایا: اقصرائی کتاب لاؤ جب یہ کتاب میں لے گیا تو پڑھائی اور سند عطا فرمائی۔ نہایت ہی سادگی کے دلدادہ تھے۔ بہت ہی کریم تھے۔

☆ آپ نے فرمایا: علامہ اجمیری مرحوم کی طبیعت بہت ہی حساس تھی۔ معمولی سی لغزش کسی میں پاتے تو فوراً غصہ میں آجاتے۔ ایک مرتبہ مطول یا کوئی اور منتہی کتاب پڑھا رہے تھے کہ عبداللہ جاٹ آگیا اور ان کے تکیہ پر کہنی رکھ کر بیٹھ گیا۔ مولانا نے اسے فرمایا: آپ میری جگہ پر تشریف لائیں اور طلباء کو پڑھائیں۔ اس نے جہالت کی وجہ سے مولانا کا مقصد نہ سمجھ کر عرض کیا میں نہیں پڑھاتا' آپ ہی پڑھائیں۔ آپ نے دوبارہ فرمایا نہیں' نہیں آپ تشریف لائیں اور پڑھائیں وہ بے وقوف یہ سن کر آپ کی نشست پر بیٹھ

گیا۔ مولانا نے کتاب اس کے سامنے کر دی اور خود ایک طرف ہو کر ہاتھ باندھ کر بیٹھ گئے۔ وہ کتاب بھی دیکھتا اور کہتا "میں نہیں پڑھاتا آپ ہی پڑھائیے" اور اس جاہل کے ان الفاظ سے معلوم ہوتا تھا کہ میں بھی پڑھا ہوا تو ہوں لیکن پڑھانا نہیں چاہتا۔ بالآخر اجمیری صاحب نہایت ہی غضبناک ہو کر اٹھے اور چل دیئے اور بہت کوشش کے بعد واپس تشریف لائے۔ ان کی طبیعت ہی ایسی تھی کہ نامعقول باتوں اور نامناسب کاموں سے فوراً غصہ میں آجاتے تھے۔

نام محمد کا ہر حرف اس لائق ہے کہ اس پہ سلام پڑھا جائے

ایک مجلس میں طلباء نے صلوٰۃ وسلام سپیکر میں پڑھا اور آپ سنتے رہے۔ آخر میں شعر "السلام اے میم ح اور میم دال' السلام اے بے نظیر و بے مثال" پڑھا گیا تو بندہ نے عرض کی اس شعر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم گرامی کے حروف تہجی کو توڑ کر پڑھنے میں گستاخی تو نہیں؟ آپ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کا ہر حرف بہت سی برکات کا حامل ہے۔ صاحب ذوق لوگ اس طرح محبت کے انداز میں پڑھتے ہیں۔

محمد میمه موت الكفر — حياة القلب للمؤمن بحاء
وميم ثاني موج المواهب — ودال خير دال لا اشتباه
شفيع المذنبين ملاذ امته — ومن يكفر به تبت يداه

محمد کا میم کفر کی موت ہے اور حاء مومن کے قلب کی حیات ہے' دوسرا میم بخشائش وعطیات کی موج ہے اور دال شبہات سے خیر کی طرف راہبری کرنے والا' گناہگاروں کی شفاعت کرنے والے امت کی جائے پناہ ہیں جو شخص ان کو نہ مانے اس کے دونوں ہاتھ ہلاک ہوں۔

خواجہ صاحب کی عقیدے میں پختگی

فرمایا: وہابی دیوبندی لوگ مسلمانوں کو بہکانے کے لئے دیوبند سے سند لے کر آجاتے ہیں اور امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں بے دینی پھیلانے کے لئے مبلغ بن کر

Scanned with CamScanner

اپنی فرسودہ کلام و بیان شروع کر دیتے ہیں، چند دیوبندی مولویوں نے میرے پاس بھی سندیں لکھ بھیجیں جواب تک میرے ہاں موجود ہیں حالانکہ نہ میں نے کسی دیوبندی کے پاس جا کر پڑھا نہ ہی دیوبند سے کوئی سند خود منگوائی۔ اگرچہ بریلوی سنی صحیح العقیدہ حضرات مجھ پر اعتراض کریں گے لیکن یقین جانیں نہ ہی دیوبندیوں کی سندوں سے مجھے فخر ہے نہ ان کا میں محتاج ہوں۔ وہ تو خود بخود ان لوگوں نے میرے پاس بھیج دی ہیں بعض قابل فخر سندات دوسرے حضرات کی بھی موجود ہیں مثلاً ایک سند شیخ الحدیث حرمین شریفین حضرات عمر ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے عنایت فرمائی تھی۔ دوسری اندلس کے قاضی ابوبکر صاحب نے عطا فرمائی۔ تیسری میرے استاد اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دست اقدس سے تحریر فرما کر اجمیر شریف سے بھیج دی۔ اگرچہ میرے دل میں یہ بات بیٹھ چکی ہے کہ میں ابھی سند لینے کے قابل نہیں ہوں کہاں میری قابلیت اور کہاں مولانا کی علمیت۔ مولانا سے تو سند حاصل کرنے کے لئے بے حد علم کی ضرورت ہے لیکن مولانا جب یہاں سے واپس اجمیر تشریف لے گئے تو وہاں سے سند روانہ فرما دی۔ جو میرے پاس موجود ہے۔ میرے واسطے مایہ ناز اور قابل فخر و مباہات یہ سندیں ہیں۔ فرمایا: مولانا صاحب بعض اوقات ہمیں عربی ترجمہ کے لئے عبارات یا چند جملے لکھوا دیتے، ہم تین ساتھی ہوتے تھے۔ ایک مولانا منتخب الحق صاحب (جو کراچی یونیورسٹی میں صدر شعبہ ہیں) دوسرے مولانا عبدالغفور صاحب جو آجکل ریاست بنیر میں قاضی ہیں اور تیسرا میں۔

ایک بے مثال عربی جملہ

ایک مرتبہ ایک جملہ لکھ کر دیا تا کہ اس کی عربی بنالاؤں، ہم علیحدہ ہو کر بیٹھے تو میں نے جلدی جلدی اس کی عربی بنائی اور فوراً مولانا کے سامنے حاضر ہوا۔ مولانا نے سمجھا ابھی تو عربی ترجمہ اس نے نہیں کیا فوراً فرمایا: جاؤ جاؤ۔ اس کی عربی بنالاؤ تو میں نے عرض کی یہ دیکھیں کچھ تو میں بنالایا ہوں۔ لکھا ہوا تھا: الحمیم من ید الحمیم ابرد من

الثلج (دوست کے ہاتھ سے گرم پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا ہوتا ہے) پہلے حمیم کا معنی ہے گرم پانی اور دوسرے حمیم کا معنی دوست، جب مشترک کو جملہ میں ہر دو معنی کے لئے استعمال کیا ہوا، مولانا نے پڑھا تو میرے دوسرے ساتھیوں کو بلایا اور فرمایا منتخب الحق ادھر آؤ تم کیا عربی بناؤ گے۔ بنانے والے یوں بناتے ہیں بہت تحسین فرمائی۔ بعد میں ایک بار میں نے دیکھا دیوان صاحب کے پاس بیٹھے اسی جملہ کا ذکر فرما رہے تھے اور وہاں بھی میری تحسین فرماتے رہے۔ فرمایا: مجھے مولانا صاحب اپنا بچہ فرماتے تھے۔ آپ یہاں سے فارغ ہو کر واپس چلے گئے تھے۔ فرمایا: ایک دفعہ مجھے مرزائیوں سے مناظرہ کرنا پڑا۔ موضع جوڑا میں مرزائی لوگ قادیانیوں کو بلا لائے اور تاریخ مقرر کر دی۔ میں نے مولانا غلام مصطفیٰ صاحب کو چند علماء اہل سنت بلانے کے لئے بھیج دیا تا کہ علماء کرام موقع پر پہنچ کر تعاون فرمائیں گے۔

مرزائیوں سے مناظرہ طے پا گیا

ابھی ایک دن مناظرہ سے رہتا تھا اور مولوی غلام مصطفیٰ صاحب بھی اس وقت تک نہ آئے تھے اور نہ ہی کوئی عالم دین پہنچا تھا مجھے سخت تفکر و پریشانی لاحق ہوئی، کیا دیکھتا ہوں کہ اچانک ایک موٹر کار آ گئی میں سمجھا شاید مولوی غلام مصطفیٰ صاحب کسی عالم دین کو لے کر آ گئے ہیں لیکن جب دیکھا تو مولانا معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ مجھے بہت خوشی ہوئی، دوڑ کر ملاقات کی تو انہوں نے پوچھا خیر تو ہے؟ بتایا خیر ہے آپ کیسے تشریف لائے ہیں۔ فرمایا: مجھے خیال آ گیا کہ اپنے بچے کو جا کر مل آؤں۔

جب مناظرہ کے متعلق خبر دی تو فرمایا مجھے لسی پلاؤ۔ ان سالوں سے نبٹ لیں گے۔ صبح کو فرمایا کتب خانہ کھولیں، چنانچہ کتب خانہ سے قادیانیوں کی ایک کتاب اٹھائی، وہیں کھڑے کھڑے اسے مطالعہ فرما لیا اور تیاری کا حکم دے دیا۔ مجھے ایک سخت دشواری کا خیال آیا۔ وہ یہ کہ مولانا فرمایا کرتے ہیں کہ گھوڑا تو تانگہ پر جوتنے کے لئے ہے جو تم سواری کرتے ہو اس کے لئے کافی نہیں یعنی اس کی پشت پر نہ بیٹھا جائے۔ اب یہ سفر بغیر

Scanned with CamScanner

گھوڑوں کے طے ہونے والا نہ تھا۔ کوئی اور ذریعہ بھی اس راستہ پر نہ تھا جس سے یہ دریا کا سفر طے ہوتا اور مولانا نے گھوڑے پر سوار نہیں ہونا کیا کریں گے؟

مرزائیوں کی چالاکی کا پردہ چاک

جب اس امر کا اظہار مولانا سے کیا تو سوچنے کے بعد پوچھا کیا کوئی اچھا اور قابل سوار ہے؟ جواب دیا گیا جی ہاں، صاحبزادہ معظم الدین صاحب ہیں تو فرمایا: ایک صورت ہے کہ میں ان کے پیچھے سوار ہوں گا اور مجھے کمر سے شانوں تک ان کے ساتھ خوب باندھ دو، اگر وہ نہ گرے، تو میں بھی نہ گروں گا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ آخر کار مناظرہ کی جگہ پر پہنچے تو وہاں مولوی غلام مصطفیٰ صاحب دوسرے علماء کو بھی لے کر پہنچ گئے تھے۔ مخالفین نے خوب تیاری کر رکھی تھی۔ سٹیج لئے ہوئے تھے۔ مولانا کو صدر منتخب کیا گیا۔ مناظرہ کے لئے ایک اور مولوی صاحب مقرر ہوئے۔ قادیانیوں کا مناظر کھڑا ہوا۔ اس نے مناظرہ کا موضوع بتایا کہ ''حیات عیسیٰ علیہ السلام'' پر بحث ہوگی۔ یہ اعلان سنتے ہی مولانا خود کھڑے ہوگئے اور مخالفین کو خطاب فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا مغالطہ دور کرنا مقصود ہے یا مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے کا ثبوت درکار ہے۔ اگر یہاں انبیاء علیہم السلام کی حیات کے منکر موجود ہیں تو بتایئے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء علیہم السلام کی حیات ثابت کرتا ہوں۔

مخالفین سے پوچھیں کیا انہیں انبیاء علیہم السلام کی حیات پر شک وشبہ ہے۔ اگر ہے تو اس کا جلد ہی ازالہ کر دیا جائے گا یا یہ اس لئے آئے ہیں کہ مرزا قادیانی کی نبوت کے جھوٹے ہونے کا اعلان سنیں۔ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات کے ثبوت یا عدم ثبوت سے مرزا قادیانی کی صداقت کا کیا تعلق ہے۔ اگر حیات مسیح ثابت ہو جائے تو گرداسپور کے ضلع میں نبی نہیں آسکتا اور اگر نہ ثابت ہو تو ضلع گورداسپور میں قادیانی کا دعویٰ صحیح ہو سکتا ہے۔ آخر بتائیں تو سہی اس بحث سے مرزائی مذہب کا کیا تعلق ہے؟

کس کس ہستی کی حیات میں ثابت کروں۔ کیا عوام الناس کی برزخی زندگی یا

مومنین اولیاء اللہ اور پھر انبیاء علیہم السلام کی؟ اس میں تو کوئی مسلمان شک وشبہ کر ہی نہیں کر سکتا۔ اس مضمون نے سامعین کو ایسا متاثر کیا کہ ہر ایک کو یقین ہو گیا کہ اب مخالفوں کو مقابلہ کی تاب نہ ہو سکے گی۔ بالآخر قادیانیوں کو ایسی شکست فاش دی کہ ذلیل ہو کر وہاں سے چلے گئے۔

طب وحکمت میں مہارت تامہ

فرمایا: ایک مرتبہ مولانا کے ساتھ میں ریل میں سوار تھا۔ دو ہندو اسی ڈبہ میں بیٹھے آپس میں مناظرانہ گفتگو کر رہے تھے۔ ایک کا دعویٰ تھا کہ گوشت انسان کی غذا ہے، دوسرا کہتا تھا کہ یہ انسان کی غذا ہرگز نہیں ہو سکتی۔ ہم ان کی باتوں کو سنتے رہے۔ جب انکار کنندہ نے کہا: گوشت اگر انسان کی خوراک ہوتا تو انسان کو گوشت کھانے کے لئے تکلفات کی ضرورت نہ پڑتی۔ حالانکہ اسے کاٹتا ہے اور خوب پکاتا ہے۔ جب اچھی طرح پک جائے تو کھاتا ہے بلکہ مصالحہ وغیرہ بنا کر اسے لذیذ بناتا ہے حالانکہ دوسرے گوشت خور جانوروں کو اس اہتمام کی ضرورت نہیں پڑتی وہ کچا کھا جاتے ہیں۔ انہیں تکلیف نہیں پہنچاتا۔ اگر انسان اتنا اہتمام نہ کرے اور کچا ہی کھا جائے تو اس کے پیٹ میں درد ہوتا ہے۔ بدہضمی کا شکار ہو جاتا ہے اور طرح طرح کی بیماریوں کا اندیشہ ہوتا ہے۔ جب مولانا نے اس کی یہ باتیں استماع فرمائیں تو ان سے مخاطب ہوئے اور فرمایا اگرچہ ہمارا تمہارا مذہبی معاملہ میں مناظرہ نہیں لیکن انسان ہونے کی حیثیت سے آپ ہم سے ایک عمدہ اور اہم غذا چھیننے کی کوشش کر رہے ہیں لہٰذا اس کا جواب مجھ سے سنئے۔ جن تکلفات اور اہتمامات کی وجہ سے گوشت کو انسانی غذا سے نکال رہے ہو وہی اہتمام اور تکلفات انسان دوسری غذاؤں میں بھی اختیار کرتا ہے مثلاً روٹی انسان کی غذا ہے لیکن روٹی تیار ہونے تک کتنی محنتیں کرنی پڑتی ہیں، گندم کو اس کے سٹوں سے نکال کر صاف کرنا، پیسنا، آٹا گوندھنا، روٹی پکانا، ازاں بعد اسے کھانا، اسی طرح سبزی ترکاری بھی انسان ویسے نہیں کھا سکتا۔ اسے بھی اچھی طرح صاف کر کے ٹکڑے کر کے ہانڈی میں پکاتا ہے سالن بنا

Scanned with CamScanner

کرروٹی کے ساتھ کھاتا ہے۔ اس قدر انسان اپنی غذا میں اہتمام کرتا ہے اگر کسی غذا کو بغیر پکائے کچا ہی کھا جائے تو اس کے پیٹ میں درد اور بدہضمی کا شکار ہونا لازم اور ضروری ہوگا۔

ہندوؤں کو لاجواب فرمادیا

انسان تو اشرف المخلوقات ہے۔ جسے عقل والی نعمت سے اللہ تعالیٰ نے نوازا ہے۔ پرمیشر (اللہ تعالیٰ) کی یہ مرضی تو نہیں تھی کہ انسان کو دوسرے جانوروں جیسا ہی رکھے۔ آپ لوگ تو چاہتے ہیں کہ پرمیشر کی مرضی بھی ویسا ہی ہونا چاہئے تھی' بتایئے تمام غذاؤں میں آپ اتنا اہتمام آخر کیوں کرتے ہیں؟ ویسا ہی کھالیا کریں' نہ مرچ مصالحہ کا خرچ ہوگا نہ گھی اور ایندھن وغیرہ نہ زیادہ وقت لگے گا۔ نہ ہی تکلیف کرنا پڑے گی۔ ان تمام فالتو (چیزوں) سے بچ جاؤ گے۔ بُهِتَ الَّذِیْ کَفَرَ (تو کافر مبہوت ہوگیا) فرمایا: مولانا کے علم کا یہ عالم تھا کہ ہمیں یقین و وثوق کلی تھا کہ اگر تمام کتب فلسفہ ومنطق و دیگر فنون کی کتابیں نایاب ہو جائیں تو مولانا از سرنو ان کو طبع کر سکتے تھے۔ انہیں بڑے بڑے مدارس سے دعوت نامے آئے لیکن صرف میری تعلیم کے لئے یہاں مقیم رہے۔ کئی بار روسائے اعظم کی طرف سے دعوت نامے آئے کہ یہاں آکر تعلیم دیں۔ ہزاروں خواہش مند آپ کے منتظر ہیں' تو مولانا نے جواب لکھا کہ یہاں میں اپنے بچے کو پڑھا رہا ہوں میں نہیں آسکتا۔ اس نے دوبارہ لکھا کہ صاحبزادہ صاحب کے قیام وطعام کا انتظام خادموں سمیت باقاعدہ یہاں کردیں گے وہ بھی ساتھ ہی تشریف لائیں لیکن مولانا نے فرمایا: وہ میرے خط کا مطلب نہیں سمجھے بہرحال آپ نے دوبارہ انکار تحریر کردیا۔

آپ نے فرمایا یہاں سیال شریف میں مولانا خشک روٹی پر رہ کر پڑھاتے اور نہایت ہی فقیرانہ انداز میں یہاں پر مقیم رہے اور اپنا سب کچھ طلباء کی خاطر خرچ کردیتے تھے۔ (انوار قمریہ)

(33)

سادات کرام کی خدمت کا صلہ

حج کا پُربہار موسم تھا۔ خوش نصیب حجاج اپنی دیرینہ آرزو کی تکمیل کے لئے قافلوں کی صورت میں سوئے حرم رواں دواں تھے۔ جو پہلی مرتبہ جا رہے تھے ان کی کیفیت کچھ اور تھی جو بار بار زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہو چکے تھے ان کی کیفیت کچھ اور تھی۔ بار بار حاضری دینے کے باوجود دل بھرتا ہی نہیں۔ یہ مبارک سفر ہر سال ہی بہت پیارا ہوتا ہے چاہے کوئی پہلی بار جائے یا بار بار جائے کسی کی بھی محبت و دیوانگی میں کمی نہیں آتی۔ حجاج کرام کا ایک قافلہ جب عروس البلاد بغداد شریف پہنچا تو حضرت سیّدنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا دل مچلنے لگا' تمنائے زیارت نے دل کو بے چین کردیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حجاج کے قافلے کے ہمراہ جانے کا عزم مصمم (پختہ ارادہ) کرلیا اور سفر کا ضروری سامان خریدنے کے لئے پانچ سو دینار لے کر بازار کی جانب روانہ ہوگئے۔ راستے میں ایک خاتون ملی جس کی حالت بتا رہی تھی کہ یہ غربت وافلاس کا شکار ہے۔ اس خاتون نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: ''اے بندۂ خدا! اللہ عزوجل تجھ پر رحم فرمائے' میں سیّدزادی ہوں' حوادثات زمانہ کے ہاتھوں مجبور ہو کر دست سوال دراز کر رہی ہوں۔ میری چند بیٹیاں ہیں ان بیچاریوں کے پاس تن ڈھانپنے کے لئے کوئی کپڑا نہیں' آج چوتھا دن ہے ہم ماں بیٹیوں میں سے کسی نے ایک لقمہ بھی نہیں کھایا''۔

سیدزادی کی درد بھری داستان سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دل بھر آیا۔ آپ نے پانچ سو دینار اس کی چادر میں ڈال دیئے اور کہا: ''اپنے گھر جلدی سے جاؤ اور یہ رقم اپنے استعمال

میں لاؤ! اللہ رب العزت تمہارا حامی و ناصر ہو"۔ وہ غریب سیّدزادی حمد خداوندی بجالائی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دعائیں دیتی ہوئی اپنے گھر روانہ ہوگئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس سال میں حج کو نہ جاسکا۔ حجاج کا قافلہ روانہ ہوگیا اور میں رہ گیا۔ لیکن مجھے اس سیّد زادی کی مدد کرنے پر ایسا دلی سکون ملا کہ اس سے قبل کبھی ایسا سکون نہ ملا تھا۔ حج کی سعادت حاصل کر کے حجاج کرام کے قافلے واپس آرہے تھے۔ جب ہمارا قافلہ آیا تو میں نے دل میں کہا: "مجھے اپنے دوستوں سے مل کر انہیں حج کی مبارک باد دینی چاہئے"۔

گھر بیٹھے ہی حج ہوگیا

چنانچہ میں اپنے دوستوں کے پاس گیا، میں اپنے جس بھی حاجی دوست سے مل کر حج کی قبولیت کی دعا اور مبارکباد دیتا تو وہ کہتا: "اللہ عزوجل آپ کا حج بھی قبول فرمائے اور آپ کی سعی قبول فرمائے"۔ میں جتنے دوستوں سے ملا سب نے مجھے حج کی مبارکباد اور قبولیت حج کی دعا دی۔ میں بڑا حیران ہوا اور سوچنے لگا کہ جب میں نے اس سال حج کیا ہی نہیں تو یہ لوگ مجھے کس بات کی مبارکباد دے رہے ہیں؟ بہر حال میں حیران و متعجب اپنے گھر لوٹ آیا، رات کو سویا تو میری سوئی ہوئی قسمت انگڑائی لے کر جاگ اٹھی۔ ہم غریبوں کے آقا، مدینے والے مصطفیٰ، رسول خدا، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا نورانی چہرہ چمکاتے ہوئے تشریف لاتے، لبہائے مبارکہ کو جنبش ہوئی، رحمت کے پھول جھڑنے لگے اور الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے:

> "لوگ جو تجھے حج کی مبارکباد دے رہے ہیں اس پر تعجب نہ کر، تو نے ایک حاجت مند کی مدد کی، مسکین کو غنی کر دیا، میں نے اللہ عزوجل سے دعا کی، اللہ تبارک و تعالیٰ نے تیری صورت کا ایک فرشتہ پیدا فرمادیا اب وہ ہر سال تیری طرف سے حج کرتا رہے گا، اب اگر تو چاہے تو (نفلی) حج کر چاہے نہ کر"۔ (عیون الحکایات)

نہ محتاج کر تو جہاں میں کسی کا
مجھے مفلسی سے بچا میرے مولیٰ عزوجل!

(34)

عالم بالا کے مناظر

حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے عرش کو دو ہزار برس کرسی سے پہلے پیدا کیا اور عرش کے لئے تین سو برج پیدا کئے اور ہر دو برجوں کے درمیان میں تین سو برس کی مسافت ہے اور ہر برج کا طول ایک ہزار برس کی راہ ہے اور دو برجوں کے درمیان میں انسانوں اور جنوں کی مثل فرشتے ہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے نافرمانوں اور گنہگاروں کے واسطے استغفار کرتے ہیں اور شیخ نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عرش کے لئے تین سو ساٹھ پائے پیدا کئے گئے ہیں جس میں ہر ایک دنیا کے بقدر ہے اور ہر دو پایوں کے درمیان کا فاصلہ پانچ سو برس کی راہ کے مثل ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوح کو کرسی اور عرش کے درمیان پیدا کیا اور اپنے نور سے چند نور پیدا کئے اور ان میں سے ایک نور سے عرش پیدا کیا اور اس کے لئے ساٹھ ہزار تین سو پائے ہیں۔ ہر پایہ کا طول بارہ ہزار برس کی مسافت ہے اور ہر دو پایوں کے درمیان ستر ہزار شہر ہیں اور ہر شہر میں ستر ہزار محل ہیں اور ہر محل میں فرشتوں کی ستر ہزار صفیں ہیں اور اس کے طول وعرض کی کوئی انتہا نہیں ہے اور دن میں ستر ہزار نور کے کپڑے پہنائے جاتے ہیں۔ کوئی شخص اس کی طرف دیکھنے کی قدرت نہیں رکھتا اس کی شکل قبہ کی سی ہے اور اس کے دائرہ میں اتنی قندیلیں لٹک رہی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی ان کی تعداد کو نہیں جانتا اور اس میں تمام مخلوقات کی خواہ وہ جاندار ہوں یا غیر جاندار ہوں صورتیں ہیں۔ اس کو دنیا میں چار فرشتے اٹھائیں گے اور آخرت میں آٹھ فرشتے۔

Scanned with CamScanner

عرشِ الٰہی کی صفت

روایت ہے کہ عرش کے واسطے ستر ہزار زبان ہیں وہ ان زبانوں سے قسم قسم کی لغت اور بولی میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ عرش سرخ یاقوت کا بنا ہوا ہے اور دوسری روایت میں سبز یاقوت بھی آیا ہے اور فرشتگان حاملین میں سے ہر فرشتہ کے کان اور اس کے کندھے کے درمیان کا فاصلہ پانچ سو برس کی مسافت ہے اور ایک روایت میں سات سو برس ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جو چار فرشتے کہ عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں ان میں سے ایک فرشتہ انسان کی صورت پر دوسرا بیل کی شکل پر، تیسرا گدھ کی صورت پر اور چوتھا شیر کی شکل پر ہے اور کہا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا کیا تو اس نے فخر کیا اور جنبش میں آیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے بڑی کوئی مخلوق نہیں پیدا کی۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک ایسے سانپ کا طوق پہنا دیا کہ جس کے ستر ہزار بازو ہیں اور ہر بازو میں ستر ہزار پر ہیں اور ہر پر میں ستر ہزار منہ ہیں اور ہر منہ میں ستر ہزار زبانیں ہیں اور ہر زبان سے ہر روز بارش کے قطرات اور درخت کے پتوں اور کنکریوں اور دنیا کے دنوں اور سب فرشتوں کی تعداد اور ان تمام چیزوں کے اعداد کے برابر اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے پس وہ سانپ عرش کو لپٹ گیا تو عرش اس کے نصف تک ہوا۔

لوح وقلم کی صفت

اور لوح محفوظ سفید موتی سے بنا ہوا یاقوت سرخ و زمرد سبز سے مرصع ہے اور اس کا عرض آسمان اور زمین کے عرض کے برابر ہے اور اس کا طول اس قدر ہے کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور لوح محفوظ عرش اور کرسی کے درمیان میں ہے اور مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر روز تین سو ساٹھ بار اس کی طرف دیکھتا ہے اور ہر نظر سے پیدا کرتا، رزق دیتا اور مارتا اور جلاتا ہے اور عزت دیتا اور ذلت دیتا ہے اور معزول کرتا ہے اور مالک بناتا ہے اور محو کرتا اور ثابت کرتا ہے اور بعض صوفیہ نے کہا: اس کا طول اتنا ہے جتنا کہ آسمان اور زمین

کے درمیان دوری ہے اور اس کا عرض اس قدر ہے جس قدر کہ مشرق و مغرب کے درمیان میں فاصلہ ہے اور فقط دس سطریں اس میں لکھی ہوئی ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ سے پہلے قلم کو نور سے پیدا کیا اور اس کا طول ایسا ہے جیسا کہ آسمان اور زمین کے درمیان میں ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف ہیبت کی نظر سے دیکھا۔ پس وہ شق ہو گیا اور اس سے ایک قطرہ لوح محفوظ پر ٹپکا اور وہ الف ہو گیا پھر اللہ جل شانہ نے اس سے فرمایا: لکھ۔ اس نے کہا: کیا لکھوں؟ پس اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا: جو کچھ ہو چکا ہے اور قیامت کے دن تک جو کچھ ہو گا وہ سب لکھ۔

کرسی اور بیت المعمور

کرسی کی خلقت کی کیفیت یہ ہے کہ وہ سفید موتی سے بنی ہے اور اس کی طوالت اللہ کے سوائے کوئی نہیں جانتا۔ اس کے تین سو ساٹھ پائے ہیں۔ ہر پایہ کا طول بارہ ہزار سال کی مسافت ہے۔ اس کی بلندی دس ہزار برس کی راہ ہے۔ حدیث میں ہے کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں کرسی میں ایسی ہیں جیسے کہ چٹیل زمین میں چند حلقے ڈالے ہوئے ہیں یعنی بہت ہی چھوٹے معلوم ہوتے ہیں۔

☆ بیت المعمور (آسمان میں ایک مسجد ہے جو کعبہ کے بالمقابل واقع ہے) وہ سرخ سونے سے بنا ہوا ہے اور اس کے تین سو ستر دروازے ہیں اور دو دروازوں کے درمیان کا فاصلہ ہزار برس کی راہ ہے اور ہر دروازہ کا عرض پانچ سو برس کی راہ ہے اور اس کا طول بھی ایسا ہی ہے اور بیت المعمور کا ملائکہ طواف کرتے ہیں اور بنی آدم کے واسطے استغفار کرتے ہیں اور سب بنی آدم کے گنہگاروں پر روتے ہیں اس کے اوپر اونچی چھت ہے اور پانی سے بھرا ہوا دریا ہے۔ بیت المعمور فرشتوں سے پُر ہے اور جو فرشتہ کہ ان پر موکل اور ان کا افسر ہے اس کا کلکیائیل نام ہے اور اس کے اوپر ستر ہزار لوہے کے پردے ہیں۔ ہر پردہ کے نہ طول کی کوئی انتہا ہے اور نہ اس کے عرض کی کوئی حد ہے اور اس کی اونچائی ہزار برس کی راہ ہے اور اس کے اوپر یاقوت سرخ کے ستر ہزار پردے ہیں اور اس کے اوپر ستر ہزار

Scanned with CamScanner

زینت کے پردے ہیں (اور یہ سب پردے فرشتوں سے بھرے ہوئے ہیں جو بنی آدم کی صورت میں ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں اور تھکتے نہیں ہیں۔

حوضِ کوثر کی شان

یہ ہیشگی کی جنت سے ہے اس کا عرض سو برس کی راہ ہے اور اس کا طول تین ہزار سال کی مسافرت ہے وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قصر معلیٰ کے نیچے بلا حدود جاری ہے اور اس قصر کے چار ستون ہیں۔ ان میں سے ایک پر لکھا ہوا ہے کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوں۔ صدیقین اور فرمانبرداروں کے واسطے اور دوسرے پر مرقوم ہے کہ میں عمر رضی اللہ عنہ ہوں شہداء اور صلحاء کے واسطے اور تیسرے پر ہے میں عثمان رضی اللہ عنہ ہوں۔ فقراء کے واسطے اور وہ اہل اللہ اور خاصان خدا ہیں اور چوتھے پر ہے میں علی رضی اللہ عنہ ہوں مجاہدوں اور غازیوں اور اللہ کے مددگاروں کے واسطے اور حوض کوثر کی ترمٹی مشک خالص اور تیز خوشبو کی ہے اور اس کے کوزے آسمان کے ستاروں کے اعداد کے برابر ہیں اور اس کے دونوں کناروں پر موتی اور مونگے کے قبے ہیں۔ (نوادر القلیوبی)

(35)

عقل مند بیوی کی تلاش

اس کا نام ''شن'' تھا۔ عرب میں اس کی پہچان ایک نہایت ذہین فطین اور زکی انسان کی سی تھی۔ لوگ اس کی خوبصورت' حکمت بھری' ذومعنی گفتگو سنتے اور خوش ہوتے۔ دور دور تک اس کی عزت تھی۔ اب اس کی عمر شادی کی تھی۔ اس نے شادی کے لئے تگ ودو شروع کی۔ خواہش اس کی یہ تھی کہ ایسی بیوی ملے جو اسی کی طرح سمجھدار اور ذہین ہو۔ اس نے کہا: میں اپنے علاقے میں مختلف جگہوں پر جاؤں گا اور اپنے لیے بیوی تلاش کروں گا۔ ایک دن اس نے اسی مقصد کے لئے قریبی گاؤں کا ارادہ کیا۔ ابھی اپنے گاؤں سے نکلا ہی تھا کہ ایک آدمی مل گیا' وہ بھی اسی گاؤں جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ دونوں چلنے لگے تو شن اپنے ساتھی سے کہنے لگا: ''اَتَحْمِلُنِیْ اَمْ اَحْمِلُكَ؟''

''تم مجھے اٹھاؤ گے یا میں تمہیں اٹھاؤں؟''

وہ آدمی جواب میں بولا: ''یَاجَاهِلُ! كَیْفَ یَحْمِلُ الرَّاكِبُ الرَّاكِبَ؟''

''اے جاہل! بھلا کبھی کسی سوار نے بھی دوسرے سوار کو اٹھایا ہے؟''

ذرا آگے بڑھے۔ ایک کھیتی نظر آئی جس کی فصل پک چکی تھی۔ شن کہنے لگا:

''اَتَرٰی هٰذَا الزَّرْعَ قَدْ اُكِلَ اَمْ لَا؟''

''تمہارا کیا خیال ہے' اس کھیتی کا اناج کھایا گیا ہے یا نہیں؟''

اس نے کہا: ''یَاجَاهِلُ! اَمَا تَرَاهُ قَائِمًا؟''

''اے جاہل! کیا تجھے نظر نہیں آتا کہ فصل کھڑی ہے؟''

ذرا آگے بڑھے تو انہیں ایک جنازہ جاتا دکھائی دیا۔ شن نے اپنے ساتھی سے

Scanned with CamScanner

پوچھا: "اَتَرٰی صَاحِبَ هٰذَا النَّعْشِ حَیًّا اَمْ مَیِّتًا؟"

"تمہارا کیا خیال ہے' یہ جنازہ والا شخص زندہ ہے یا مردہ؟"

اب تو اس کے ہمسفر کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ کہنے لگا دنیا میں بڑے بڑے جاہل اور غبی لوگ دیکھے ہیں' مگر تیرے جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ کیا کبھی تم نے کسی زندہ شخص کا جنازہ قبرستان کی طرف جاتے ہوئے دیکھا ہے؟

اور بیوی مل گئی

اس دوران میں ان کا مطلوبہ گاؤں آ گیا۔ وہ آدمی اپنے گھر پہنچا تو اس نے اپنے گھر والوں سے اس شخص کا ذکر کیا اور باتیں بتائیں۔ اس کی ایک بیٹی تھی جس کا نام "طبقۃ" تھا۔ وہ لڑکی کہنے لگی: ابا جان! اس شخص کا یہ کہنا کہ "تم مجھے اٹھاؤ گے یا میں تمہیں اٹھاؤں؟" اس کا مفہوم یہ تھا کہ وہ آپ سے گفتگو کرنا چاہتا تھا تاکہ کہتے سنتے سفر کٹ جائے۔ اس شخص کا یہ کہنا کہ "تمہارا کیا خیال ہے' اس کھیتی کا اناج کھایا گیا ہے یا نہیں؟" اس سے مراد یہ تھی کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ اس کھیتی کے مالکان نے اس کھڑی فصل کو فروخت کر کے اس کی قیمت کھا لی ہو۔ جہاں تک مسافر کا یہ سوال تھا کہ "جنازہ زندہ ہے یا مردہ؟" تو اس کا مقصد یہ تھا کہ اس مردے نے اپنے پیچھے نیک اولاد یا کوئی قابل قدر کارنامہ چھوڑا ہے جس سے اس کا ذکر خیر باقی ہی۔ لڑکی کا باپ شن کو تلاش کرتے ہوئے اس سے جا ملا اور اسے اپنی بیٹی کی باتیں سنائیں۔ شن نے کہا: مجھے اسی طرح کی عورت کی تو تلاش تھی۔ چنانچہ اس نے اس لڑکی کا رشتہ طلب کیا اور پھر شادی کر کے اسے اپنے گاؤں لے آیا۔ لوگوں نے جب اس لڑکی کی عقل اور ذہانت دیکھی تو بے اختیار کہہ اٹھے:

"وَافَقَ شَنٌّ طَبَقَةً"

"ہوشیار نوجوان 'شن' کو ذہین و فطین دوشیزہ 'طبقہ' ہاتھ لگ گئی"۔

پھر اس کے بعد لوگوں میں یہ ضرب المثل رائج ہو گئی۔

(مجمع الامثال للمیدانی 418/3' جمہرۃ الامثال: 186/1)

(36)

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتام زندگی

حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں ایک دن سخت گرمی کے موسم میں قبرستان کے اندر داخل ہوا تو میں نے ٹوٹی پھوٹی قبروں کو دیکھ کر کہا: سبحان اللہ! اے قبروں والو! کون تمہاری روحوں اور جسموں کو دوبارہ جمع کرے گا؟ جب کہ یہ گل سڑ کر ریزہ ریزہ ہو کر بکھر چکے ہیں۔

صالح مری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابھی میرے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ ایک شکستہ قبر سے آواز آئی: اے صالح! کیا تمہیں قرآن مجید کی یہ آیت یاد نہیں ہے؟

وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ۭ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ○ (سورۃ الروم آیت نمبر 25)

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں اور جب وہ تم لوگوں کو پکارے گا تو اچانک تم لوگ زمین سے نکل پڑو گے جبکہ تم زمین میں غرق ہو چکے ہو گے۔

حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ٹوٹی پھوٹی ہوئی قبر سے یہ آواز سن کر مجھ پہ ایسا خوف طاری ہو گیا کہ میں دہشت سے کانپتے ہوئے منہ کے بل جا پڑا۔

کتاب الاھوال (ابن ابی الدنیا) روایت نمبر 100' ھواتف الجنان (ابن ابی الدنیا) صفحہ نمبر 43' کتاب القبور (ابن ابی الدنیا) صفحہ نمبر 4' روضۃ العقلاء ونزھۃ الفضلاء (ابن حبان) صفحہ نمبر 289' حلیۃ الاولیاء (ابونعیم) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 170' احوال القبور (ابن رجب) الباب الحادی عشر فی ذکر زیارۃ الموتی والاتعاظ بھم' النھایۃ فی الفتن والملاحم (ابن کثیر) کتاب البعث باب ذکر احادیث فی البعث' شرح

Scanned with CamScanner

الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 90

ہے یہ شامِ زندگی صبحِ دوامِ زندگی

حضرت ابوالحسن بن شعرہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام عمرو بن عثمان بن الحکم بن شعرہ ہے۔ آپ صوفیوں کے مشائخ ہیں۔ ابوسعید مالیتی اپنی اربعین میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔ آپ مصر کے مشائخ میں سے ہیں۔

کہتے ہیں کہ ان کی قبر سے قرآن پاک پڑھنے کی آواز آتی تھی۔ جو شخص بھی ان کی زیارت کرنے کو جاتا وہ آواز سنا کرتا تھا۔ (نفحات الانس (جامی) ص ۲۰۰)

☆ عبدالرحمٰن بن یزید بن اسلم سے روایت ہے کہ کچھ لوگ رومیوں سے جنگ کر رہے تھے۔ اتفاقاً وہ گرفتار کر لئے گئے۔ ان کا بادشاہ آیا اور اس نے انہیں حکم دیا کہ عیسائی مذہب قبول کر لیں، مگر انہوں نے عیسائیت کا مذہب قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

چنانچہ بادشاہ نے ان کو شہید کر دینے کا حکم دیا اور منظر دیکھنے کے لئے بادشاہ ایک اونچے ٹیلہ پر نہر کے کنارے بیٹھ گیا۔ اب اس نے ایک شخص کو شہید کرا دیا اور اس کا سر جسم سے جدا کر کے نہر میں ڈلوا دیا۔ چنانچہ جیسے ہی اس شہید کا سر نہر میں پھینکا گیا، تو اس شہید کا سر نہر میں پانی کے اوپر کھڑا ہو گیا اور بادشاہ اور اس کے فوجیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا:

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۝ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۝

اے مطمئن جان! اپنے رب کی طرف واپس لوٹ آ تو اپنے رب پر راضی اور تیرا رب تجھ پر راضی۔ میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

اور وہ لوگ وہاں پر دہشت زدہ ہو گئے اور باقی لوگوں کو شہید کرنے سے رک گئے۔

من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 39)

قبر سے تلاوت کی آواز

سعید العمی نے بیان کیا ہے کہ کچھ لوگ سمندر میں جہاد کے لئے نکلے تو ایک نوجوان آیا اور اس نے درخواست کی کہ اس کو بھی سوار کر لیا جائے لیکن انہوں نے منع کر دیا لیکن جب اس نے بہت اصرار کیا تو انہوں نے اسے اپنے ساتھ بٹھا لیا۔

اب جب دشمن سے مڈبھیڑ ہوئی تو اس نے اپنی جواں مردی کے جوہر دکھائے اور شہید ہو گیا۔ شہید ہونے کے بعد اس کا سر کھڑا ہو گیا اور کشتی والوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا:

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِى الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ (سورۃ القصص آیت نمبر 83)

پھر سر نے پانی میں غوطہ لگایا اور غائب ہو گیا۔

(من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 62)

☆ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ (ملا علی قاری) کتاب الرقاق باب ذکر الانذار والتحذیر میں ہے: ایک مرید اور ان کے شیخ کا روزمرہ طریقہ یہ تھا کہ وہ سحری کے وقت قرآن پاک کی دس دس آیات کا ورد کیا کرتے تھے۔ جب شیخ اللہ کی ان پر رحمت کا انتقال ہو گیا تو ان کا وہ مرید ان کی قبر پر اپنی عادت کے مطابق آیا اور دس آیات کی تلاوت کی پھر اس نے اپنے شیخ کی آواز میں قبر سے دس آیات کی تلاوت سنی اور پھر وہ خاموش ہو گئے تو یہ طریقہ ایک عرصہ تک جاری رہا۔ یہاں تک کہ اس مرید نے یہ معاملہ اپنے ایک دوست کو بیان کر دیا تو یہ حالت ختم ہو گئی۔

قبر جھہاں دی جیوے ہو

حضرت یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک حفار نے بتایا:

میں نے اس سے بڑھ کر تعجب کی کوئی بات نہیں دیکھی کہ ایک قبر سے میں نے

مریض کی کمزور آواز جیسی آواز سنی اور میں نے اس قبر سے مؤذن کی اذان کا جواب سنا۔

(احوال القبور (ابن رجب) صفحہ نمبر 68 'بشری الکئیب بلقاء الحبیب (سیوطی) باب ذکر المؤمن فی قبرہ)

☆ ابوالحسن سامری جو کہ ایک متقی تھے اور سامرا کے خطیب تھے انہوں نے سامرا کے قبرستان میں ایک قبر دکھاتے ہوئے کہا کہ ہم یہاں سے مسلسل سورۃ الملک پڑھنے کی آواز سنتے تھے۔

(احوال القبور (ابن رجب) الباب الرابع 'شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 79)

☆ ابن مندہ نے عاصم سقطی سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

ہم نے بلخ میں ایک قبر کھودی تو اس میں ایک سوراخ تھا اس میں سے جب دیکھا تو ایک شیخ جو سبزہ سے ڈھکا ہوا تھا' تلاوت قرآن مین مصروف تھا۔

(بشری الکئیب بلقاء الحبیب (سیوطی) باب قراءۃ الموتی فی قبورہم 'شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 80)

(37)

آخر یہ کیسی نماز ہے؟

حضرت خواجہ حسن افغان علیہ الرحمہ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص تھے اور حضرت شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ خواجہ حسن صاحب ولایت اور بہت بڑے بزرگ تھے۔ یہی خواجہ حسن افغان ایک دفعہ کسی گلی سے گزرتے ہوئے ایک مسجد میں پہنچے۔ موذن نے تکبیر کہی اور جماعت ہونے لگی۔ آپ بھی جماعت میں شریک ہوگئے۔ جب نماز پوری ہوگئی اور سب مسجد سے چلے گئے تو آپ نے امام صاحب سے فرمایا: اے خواجہ! تم نے نماز شروع کی اور میں تمہارے ساتھ نماز میں شامل ہوگیا۔ میں نے دیکھا کہ تم یہاں سے دہلی پہنچے وہاں سے غلام خرید کر واپس آئے' پھر ان غلاموں کو خراسان لے گئے اور وہاں سے چل کر ملتان آئے اور میں تمہارے پیچھے سرگرداں و پریشان پھرتا رہا۔ آخر یہ کیسی نماز ہے؟

تبصرہ: حضور اقدس ﷺ کا یہ بھی ایک معجزہ تھا کہ حالت نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مقتدیوں کی حرکتوں اور ان کے خضوع وخشوع کی حالتوں کو دیکھا کرتے تھے۔ چنانچہ بخاری شریف کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ پچھلی صفوں میں کسی نمازی سے کوئی نامناسب حرکت سرزد ہوگئی تو نماز سے فارغ ہو کر حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَمَا وَاللهِ لَا یَخْفٰی عَلَیَّ رُکُوْعُکُمْ وَلَا سُجُوْدُکُمْ یعنی خبردار! خدا کی قسم تم لوگوں کا رکوع وسجود میری نگاہ سے پوشیدہ نہیں رہتا ہے۔ ایک روائیت میں یہ بھی آیا ہے کہ لَا یَخْفٰی عَلَیَّ رُکُوْعُکُمْ وَلَا خُشُوْعُکُمْ تمہارا رکوع وسجود ہی نہیں بلکہ تمہارے دلوں

کے اندر چھپا ہوا تمہارا خضوع وخشوع بھی میری نظروں سے چھپا ہوا نہیں رہتا ہے۔

باقی نہ رہی تیری وہ آئینہ ضمیری

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان امتیوں کو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں فنافی الرسول کا درجہ رکھتے ہیں۔ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل میں کبھی کبھی اس کرامت سے سرفراز فرماتا ہے کہ ان پر بھی حالت نماز میں ایسی تجلی ربانی ہوتی ہے کہ وہ سراپا نور بن جاتے ہیں اور تمام حجابات ان سے اس طرح اٹھ جاتے ہیں کہ وہ حالت نماز میں امام اور مقتدیوں کے قلبی خطرات اور دلی خیالات کو اپنی نگاہ بصیرت سے دیکھ لیتے ہیں۔

چنانچہ خواجہ حسن افغان علیہ الرحمۃ بھی ان ہی بزرگوں میں سے تھے جو فنافی الرسول ہو کر اس کرامت کی بلند منزل پر فائز ہوئے تھے۔ اگلے زمانے میں ایسے بزرگان دین گزرے ہیں جن سے ایسی کرامتوں کا صدور ہوا۔ اس دور کا مسلمان تو اتباع سنت و پیروی شریعت ہی سے منحرف و برگشتہ ہو چکا ہے۔ پھر بھلا ان کو باطنی نظر' روحانی طاقت' روحانی بصیرت اور روشن ضمیری کی کرامت کہاں سے نصیب ہو سکتی ہے؟ اس دور کے مسلمانوں کو تو دیکھ کر بے اختیار زبان پر یہ شعر آ جاتا ہے کہ۔

باقی نہ رہی تیری وہ آئینہ ضمیری
اے کشتۂ سلطانی و ملائی و پیری

(روحانی حکایات)

(38)

ہتھیلی پہ بال کیوں نہیں ہوتے

حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: (مولانا) محمد امین صاحب جو تصوف میں میرے استاد تھے بہت بڑے بزرگ صاحب کرامت تھے۔ میرے سامنے انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جو ہتھیلی پر بال نہیں اگائے اس میں کئی حکمتیں ہیں جن میں سے ایک تو یہ ہے کہ عموماً انسان ہاتھ سے کھاتا ہے تاکہ نفرت نہ ہو' عورت آٹا گوندھتی ہے یا اس طرح کے دوسرے کاروبار میں ہتھیلی کا صاف ہونا مناسب تھا۔ اگر وہ چاہے تو قادر ہے۔ اب بھی بال ہتھیلی پر اگا سکتا ہے۔ یہ بیان کرتے کرتے مولوی صاحب نے اپنی دائیں ہتھیلی کو بائیں پر رگڑا' رگڑ کر دایاں ہاتھ دکھایا تو ہتھیلی پر بال ہی بال تھے۔ دوبارہ فرمایا وہ چاہے تو انہیں مٹا سکتا ہے اسی طرح ہتھیلی پر ہتھیلی رگڑی تو بالکل صاف تھی۔ اس طرح کی بہت سی کرامتیں ان میں موجود تھیں۔ فرمایا: مولانا صاحب باتیں بھی کرتے رہتے اور اللہ کا ذکر سانس سے جاری رہتا تھا۔

حکمت و دانائی کی باتیں

ایک دن اچانک ایک ٹھنڈی ہوا کا جھونکا آیا' جس سے گرمی کی گھبراہٹ دور ہوئی۔ آپ نے فرمایا: سبحان اللہ! صرف ایک ہی جھونکے سے کتنے دل خوش ہوئے ہیں۔ اگر ڈاکٹر اور اطباء طرح طرح کی مفرح اشیاء استعمال کریں اور قیمتی جواہرات والی ادویہ دیں تب بھی اتنی فرحت نہیں ہوتی پھر نہ صرف ایک آدمی بلکہ سینکڑوں کو خوشی حاصل

Scanned with CamScanner

ہو اور کیوں نہ ہو وہ تو بلند ہمتوں والا ہے۔

لہ ھمم لا منتھی لکبارھا

وھمة الصغری اجل من الدھر

اس کی کئی ہمتیں ہیں جن میں بڑی ہمتوں کی کوئی انتہاء نہیں اور اس کی چھوٹی سی ہمت بھی زمانہ سے بڑھ کر ہے۔

جب بندہ نے مذکورہ شعر سمجھنے کے لئے دہرایا تو آپ نے فرمایا یہ شعر کسی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں لکھا ہے۔ والحمدللہ رب العالمین اور سب تعریفیں اسی ذات کی ہیں۔ (سبحان اللہ) جب ذات اقدس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ارفع ہمت کا اتنا شان ہے تو ذات باری تعالیٰ خالق کائنات عزوجل کی ہمت اور رفعت کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔

کشف کوئی فضیلت کی بات نہیں

ایک پیر بھائی نے آپ کی قدم بوسی کی تو آپ نے فرمایا: کشف کوئی چیز نہیں۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو جب کشف نصیب ہوا تو دعا مانگی مولا کریم یہ مجھ سے لے لے تو کشف جاتا رہا۔ فرماتے ہیں (کشف بر سراد کفش) کیونکہ یہ تو ہندوؤں کو بھی مل جایا کرتا تھا بلکہ بعض جانور بھی جانتے ہیں چنانچہ ایک ہندو کا واقعہ بیان فرمایا: ہمارے حضرات میں سے ایک حضرت نے باہر جا کر نماز پڑھنے کا ارادہ فرمایا تو ایک ہندو ساتھ بیٹھا تھا اس نے عرض کی غریب نواز یہاں صاف پانی بھی ہے' مصلیٰ اور کوزہ بھی موجود ہے۔ (یہاں ہی پڑھ لیں)۔

اسی طرح گھوڑے بھی سمجھ لیتے ہیں کہ میرا مالک مرگیا ہے یا کہیں چلا گیا ہے بلکہ گدھا بھی یہ چیز معلوم کر لیتا ہے غالباً اسی بنا پر بزرگان عظام نے فرمایا ہے کشف بر سراد کفش۔ ایک شخص نے قدم بوسی کے بعد عرض کیا غریب نواز ہم یہاں حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ آپ نے جواباً فرمایا: آتے رہتے ہو تو جی بسم اللہ نہیں آتے تو نعوذ باللہ۔

مشائخ حیثیت کی دنیا سے نفرت

فرمایا: چشتیہ وظائف اس لئے کرتے ہیں کہ دنیا و دولت ہم سے دور ہو بخدا یہ جھوٹ ہے کہ چشتیہ حصول دنیا کے لئے وظائف پڑھیں۔ پیر پٹھان علیہ الرحمۃ کو مستان شاہ صاحب نے سنگ پارس پیش کیا اور عرض کی یہ ہزاروں من تانبے کو لگا دینے سے سونا بنا دیتا ہے۔ آپ نے ایک درویش کو بلا کر فرمایا یہ پکڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر کے دریا میں پھینک آ' اس وقت پیر پٹھان کی خدمت میں پیر سیال جیسے درویش ہوتے تھے فوراً تعمیل ارشاد کی اور سنگ پارس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے بسم اللہ شریف پڑھ کر دریا میں پھینک دیا۔ پیش کرنے والے کے دل میں خیال آیا ظاہر دولت تو میں نے پیش کر دی جو ختم ہو چکی ہے آیا روحانیت بھی عنایت فرمائیں گے یا نہیں' تو آپ نے اپنے مصلیٰ کو ایک جانب سے اٹھا کر اشارہ فرمایا۔ ''مستان بھائی جو چاہے اٹھالے''۔ مصلیٰ کے نیچے کئی عدد سنگ پارس اس سے زیادہ خوبصورت موجود تھے' وہ دیکھتے ہی حیران ہو گیا اور تمام زندگی آپ کی خدمت اقدس میں گزاری۔ بالآخر خلافت حاصل کی۔ یہ مستان شاہ صاحب کابل والے آپ کے مشہور خلیفہ ہوئے ہیں۔ فرمایا: ملک عمر حیات ٹوانہ چاچڑاں شریف میں گیا اور اپنے پیرزادہ کو عرض کی اگر آپ حکم فرمادیں تو یہاں ایک یادگار اعلیٰ بناؤں؟ پیرزادہ صاحب نے فرمایا تو نہیں بنائے گا۔ اس نے عرض کی میں ضرور بناؤں گا۔ انہوں نے فرمایا تو ضرور نہیں بنائے گا پھر عرض کی میری اتنی دولت اللہ تعالیٰ کی داد ہے اگر آپ سونے کا محل فرمادیں تو بنادوں گا۔ فرمایا: میری بات مان لے گا' عرض کی ضرور' فرمایا آج کے بعد یہاں چاچڑاں شریف نہ آنا کیونکہ تو دنیا دار ہے' تجھے دیکھ کر مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ (انوار قمریہ)

Scanned with CamScanner

(39)

اور جب صور پھونکا جائے گا

حضرت اسرافیل علیہ السلام ''صور'' پھونکنے پر مقرر ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے صور کو پیدا کیا۔ اس طرح کا کہ اس کا منہ بانس کی طرح ہے اور اس کی کشادگی دنیا کے مثل ہے اور اس کی چار شاخیں ہیں ان میں سے ایک شاخ مشرق میں ہے اور دوسری شاخ مغرب میں اور تیسری شاخ ساتویں زمین کے نیچے ہے اور چوتھی شاخ ساتویں آسمان کے اوپر ہے۔ صور میں روحوں کے عدد کے برابر دروازے ہیں اس میں سے ایک دروازہ انبیاء علیہم السلام کی روحوں کے واسطے ہے اور ایک دروازہ فرشتوں کی ارواح کے واسطے ہے اور ایک جنوں کی روحوں کے لئے اور ایک انسان کی ارواح کے لئے ہے اور اسی طرح شیطانوں اور درندوں اور وحشی جانوروں اور حشرات الارض یعنی زمین کے کیڑے مکوڑے حتیٰ کہ چیونٹی اور مچھر وغیرہ کی روحوں کے واسطے دروازے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے صور کو حضرت اسرافیل علیہ السلام کو عنایت کیا۔ پس وہ اس کو اپنے منہ پر رکھے ہیں اور منتظر ہیں کہ کب پھونکنے کا حکم دیا جائے گا۔ پس وہ اسے تین مرتبہ پھونکیں گے۔ پہلی مرتبہ ڈر اور گھبراہٹ کا نفخہ اور پھونکنا ہوگا۔ پس ان لوگوں کے علاوہ جن کو اللہ تعالیٰ چاہے گا' تمام مخلوق جو آسمانوں میں اور زمینوں میں ہے سب کی سب ڈر جائیں گی۔

تب قیامت قائم ہوگی

اور اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو حکم دے گا اور وہ اس کو پھونکتے رہیں گے پس

پہاڑ چمکدار ریت ہو جائیں گے اور آسمان موج ماریں گے اور سخت گردش میں آئیں گے اور زمین جنبش میں آئے گی جس طرح کہ پانی میں کشتی الٹے پلٹے کھاتی ہے اور حاملہ عورتیں بچہ جن دیں گی اور دودھ پلانے والی عورتیں بچہ کو دودھ پلانا بھول جائیں گی اور لڑکے بوڑھے ہو جائیں گے اور شیطان بھاگیں گے۔ حتیٰ کہ وہ زمین کے کناروں میں آئیں گے۔ پس فرشتے ان سے ملیں گے اور ان کے منھوں پر ماریں گے اور پھیریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ندا کا دن یعنی قیامت کا دن ایسا دن ہے کہ جس دن تم پیٹھ پھیر کر بھاگو گے تا آخر آیت اور زمین پھٹ جائے گی اور لوگ آسمان کی طرف دیکھیں گی۔

پس ان پر ستارے جھڑیں گے اور آفتاب میں گہن ہوگا اور آسمانوں کے ایک ایک آسمان کر کے پوست کھینچے جائیں گے یعنی الگ الگ ہر ہر آسمان کے پوست کھینچے جائیں گے اور ان سے پردہ اٹھالیا جائے گا اور مردے ان سب حالتوں میں غفلت میں رہیں گے اور یہ حالت چالیس برس تک یا جب تک کہ اللہ تعالیٰ چاہے قائم رہے گی پھر اللہ تعالیٰ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو مرنے اور بیہوشی کے نفخہ کا حکم دے گا۔ اس وقت اسرافیل علیہ السلام کہیں گے کہ اے روحو اللہ تعالیٰ کے حکم سے باہر نکلو پس آسمانوں اور زمین والے بیہوش ہوں گے اور مر جائیں گے مگر جن کو اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ نہ مریں گے اور یہ شہداء ہیں یا تیرہ نفوس ہیں اور وہ یہ ہیں جبرئیل علیہ السلام و میکائیل علیہ السلام و اسرافیل علیہ السلام و عزرائیل علیہ السلام اور آٹھ وہ فرشتے جو حاملین عرش ہیں اور ابلیس لعین۔ اس کے بعد دنیا بلا انس و جن و وحش کے باقی رہے گی۔

یاد رہے پھونکنا پانچ طرح پر ہے۔ (۱) قیامت کے دن اسرافیل علیہ السلام کا نرسنگھا پھونکنا۔ (۲) جبرئیل علیہ السلام کا مریم کے پیراہن میں روح پھونکنا۔ (۳) پرندوں کے زندہ کرنے کے واسطے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مٹی میں پھونکنا۔ (۴) حضرت آدم علیہ السلام کے خمیر میں اللہ تعالیٰ کا روح پھونکنا۔ (۵) سکندر ذوالقرنین کا لوہے میں پھونکنا۔ یاجوج ماجوج کی دیوار میں پھونکا تھا۔

Scanned with CamScanner

شیطان کی موت کا حال

پھر اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرمائے گا کہ میں نے تیرے واسطے اگلوں اور پچھلوں کے عدد کے برابر مددگار پیدا کئے تھے اور میں نے آسمانوں اور زمین والوں کی قوت تجھ میں رکھی تھی اور آج میں تجھ کو غضب کے کپڑے پہناتا ہوں بس تو میرے غضب اور سخت گیری کے ساتھ ابلیس ملعون کی جانب اتر اور اس کو موت کا مزہ چکھا اور اگلے اور پچھلے آدمیوں اور جنوں کی تلخی‘ موت کا دونا چوگنا اس پر لا دے اور تیرے ساتھ فرشتگان دوزخ سے ستر ہزار فرشتے ہوں اور ہر فرشتہ دوزخ کے ساتھ آگ کے شعلے کی زنجیروں میں سے ایک ایک زنجیر ہو اور مالک داروغۂ دوزخ کو آواز دے کہ وہ دوزخ میں دروازوں کو کھول دے۔ چنانچہ ملک الموت ایسی صورت میں اتریں گے کہ اگر اس صورت میں ان کی طرف آسمانوں اور زمینوں والے دیکھیں تو ضرور مر جائیں۔ پس وہ ابلیس کی طرف اتریں گے اور اس کو شدت سے دھمکی دیں گے جس کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو جائے گا‘ اور اس کے اگلے سے خرخر کی ایسی آواز نکلے گی کہ اگر اس کو اہل آسمان اور اہل زمین سن لیتے تو البتہ بیہوش ہو جاتے اس کے بعد ملک الموت اس سے کہیں گے کہ ٹھہر اے خبیث البتہ میں تجھے موت کا مزہ چکھاؤں گا تو نے کتنی عمر پائی اور کتنی صدیوں کے لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔ پس وہ ملعون مشرق کی طرف بھاگے گا جب ملک الموت اس کی آنکھوں کے درمیان دیکھیں گے تو وہ مغرب کی جانب بھاگے گا۔ اس وقت پھر ملک الموت اس کی آنکھوں کے درمیان نظر کریں گے اس کے بعد وہ دریاؤں میں غوطہ لگائے گا پس دریا اس کو قبول نہ کریں گے چنانچہ ہمیشہ بھاگتا رہے گا اور اس کے لئے پناہ کی کوئی جگہ نہ ہوگی۔

شیطان‘ آدم علیہ السلام کی قبر پہ

یہاں تک کہ وسط دنیا میں حضرت آدم علیہ السلام کی قبر پر کھڑا ہوگا اور کہے گا کہ

اے آدم علیہ السلام تمہاری وجہ سے میں مردود و ملعون ہوا پھر وہ لعین ملک الموت سے کہے گا کہ تم مجھے کس پیالہ سے پلاؤ گے اور کس عذاب سے میری روح قبض کرو گے پس ملک الموت اس سے کہیں گے کہ شعلہ آتش اور گرم آگ کے پیالہ سے اور ابلیس خاک میں لوٹے گا کبھی چلائے گا اور کبھی بھاگے گا۔ حتیٰ کہ جب وہ اس جگہ ہوگا جہاں وہ اتارا گیا تھا اور ملعون ہوا تھا تو فرشتگان دوزخ اس کے لئے زنبورے اور آرے قائم کریں گے۔ زمین چنگاری کی طرح ہو جائے گی اور زبانیہ فرشتے اس کو گھیریں گے اور زنبوروں اور آروں سے اس کو کوچیں گے۔ پس جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا اس وقت تک حالت نزع اور موت کے غصہ کا شکار رہے گا پھر اللہ تعالیٰ دریاؤں کو حکم دے گا کہ وہ فنا ہو جائیں بیشک ان کی مدت گزر چکی۔ دریا کہیں گے کہ ٹھہرو ہم اپنی جانوں پر توجہ کر لیں۔ ہائے ہمارے خزانے اور وہ ہمارے عجائبات کدھر گئے۔ اس کے بعد ملک الموت ان پر ایک سخت چیخ مارے گا پس ان کے نشان نیست و نابود ہو جائیں گے گویا کہ وہ تھے ہی نہیں پھر اللہ جل شانہ ملک الموت کو حکم دے گا کہ وہ پہاڑوں کو حکم دے کہ وہ فنا ہو جائیں۔ اس لئے کہ ان کی مدت ختم ہو چکی۔ چنانچہ وہ کہیں گے کہ دم لو ذرا ہم اپنی جانوں پر رو لیں۔ ہمارے خرے کے درخت اور درختوں کی جمعیت کہاں ہے اور ہمارے تودے کہاں ہیں‘ اس کے بعد ملک الموت ان پر ایک سخت چیخ مارے گا پس وہ پگھل جائیں گے پھر وہ زمین کو حکم دے گا کہ وہ فنا ہو جائے کیونکہ اس کی مدت تمام ہو چکی۔ پس زمین کہے گی کہ مہلت دو تا کہ ہم اپنی جانوں پر رو لیں۔ ہائے ہمارے بادشاہ اور ہمارے درخت اور ہماری نہریں کہاں ہیں۔ پس ملک الموت اس پر سخت چیخ مارے گا کہ اس کی دیواریں گر پڑیں گی اور اس کے پانی جوش ماریں گے پھر ملک الموت آسمان پر چڑھے گا اور اس پر ایک سخت چیخ مارے گا۔ پس اس کے سورج اور چاند میں گہن لگے گا اور ستارے تاریک اور بے نور ہو جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے ملک الموت میری مخلوق میں سے اب کون باقی رہا؟

Scanned with CamScanner

فرشتوں پہ قضا

ملک الموت کہے گا کہ جبرئیل ومیکائیل واسرافیل وعزرائیل علیہم السلام باقی ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرمائے گا جبرائیل کی روح قبض کرو چنانچہ وہ ان کی روح قبض کرے گا۔ پس وہ بڑے تودہ کی طرح گر پڑیں گے پھر اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرمائیگا کہ میکائیل کی روح قبض کرو۔ چنانچہ وہ اسی طرح قبض کرے گا پھر فرمائے گا کہ اسرافیل کی روح نکالو پس وہ ان کی بھی جان قبض کریں گے پھر اللہ جل جلالہٗ ملک الموت سے فرمائے گا کہ اے ملک الموت تو جا اور جنت ودوزخ کے درمیان فوت ہو جائیں گے۔ پس وہ جائیں گے اور وہیں فوت ہو جائیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آج کس کی سلطنت ہے؟ پس کوئی اس کا جواب نہ دے گا پھر اس کو دو تین مرتبہ فرمائے گا اور کوئی اس کا جواب نہ دے گا۔ پس اللہ تعالیٰ خود ہی فرمائے گا کہ اس یگانہ اور یکتا کی ہے جو بڑا قہر کرنیوالا ہے پھر فرمائے گا کہ کہاں ہیں بادشاہان اور کہاں ہیں متکبران اور جابران۔ اس کے بعد پہاڑ دھنکی ہوئی روئی کی طرح کردیے جائیں گے پھر وہ زمین کہ جس پر گناہ کیے گئے ہیں ملا دی جائے گی اور اس پر جہنم قائم کی جائے گی اور اللہ تعالیٰ اس زمین کے بدلے دوسری زمین جو نہایت ہی سفید ہوگی پیدا کرے گا۔ پس اس پر جنت قائم کی جائے گی اور اس پر تمام مخلوق جمع کی جائے گی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جبرائیل ومیکائیل واسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام کے زندہ ہونے کا حکم دیگا۔ چنانچہ سب سے پہلے اسرافیل علیہ السلام زندہ ہوں گے اور عرش سے صور لیں گے پھر رضوان داروغہ جنت کے پاس آئیں گے اور اس سے کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کے واسطے جنتوں کو آراستہ کرو۔

اوڑھ کر کالا کمبل وہ آجائیں گے

اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام جنت میں ایسی صورت سے براق لائیں گے کہ اس پر زین کسا ہوگا اور لگام دی ہوگی اور اس کے ساتھ نشان حمد اور جنت کی چادروں میں سے دو

چادریں بھی ہوں گے اور وہ ہموار زمین میں گزریں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو نہ دیکھیں گے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے نور کا ایک ستون ظاہر ہوگا۔ جو آسمان کے کناروں تک پہنچے گا اس کے بعد جبرئیل کہیں گے کہ اے اسرافیل! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارو۔ بیشک تمہاری ندا سے تمام مخلوقات جمع ہو جائے گی۔ پس اسرافیل کہیں گے: اے جبریل! تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں دوست تھے۔ تم ہی ان کو پکارو۔ جبرئیل علیہ السلام کہیں گے کہ میں ان سے شرماتا ہوں پھر اسرافیل علیہ السلام اصرار کریں گے کہ تم ہی پکارو۔ چنانچہ جبریل علیہ السلام کہیں گے کہ السلام علیک یا محمد کوئی اس کا جواب نہ دے گا اس کے بعد جبریل امین حضرت عزرائیل علیہ السلام سے کہیں گے تم پکارو۔ پس عزرائیل علیہ السلام کہیں گے کہ اے پاک روح مقدسہ اور حساب کے فیصلہ کے واسطے اور اللہ رحمٰن کے حضور میں پیشی کے لئے اٹھ۔ چنانچہ قبر شق ہوگی۔ ناگاہ دیکھیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں بیٹھے ہیں اور اپنے سر اور داڑھی سے خاک جھاڑ رہے ہیں۔ پس جبرئیل علیہ السلام حضور کی طرف آگے بڑھیں گے اور آپ کو دونوں حلے دیں گے پھر آپ فرمائیں گے کہ اے جبریل علیہ السلام یہ کونسا دن ہے۔

تو قیامت کا نقشہ بدل جائے گا

جبرئیل کہیں گے کہ یہ قیامت کا دن ہے اور یہ حسرت اور ندامت کا دن ہے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ اے جبرائیل علیہ السلام مجھے بشارت دو۔ جبرئیل علیہ السلام آپ سے کہیں گے کہ میرے ساتھ براق اور لواء احمد اور تاج ہے۔ آپ فرمائیں گے کہ میں تم سے اس کا سوال نہیں کرتا ہوں اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام کہیں گے کہ آپ کی تشریف آوری کے لئے جنت آراستہ کی گئی ہے اور آتش ہائے دوزخ بند کردی گئی ہے پھر آپ فرمائیں گے کہ میں تم سے یہ بھی نہیں پوچھتا بلکہ میں تو اپنے گنہگار امتیوں کے حال کے متعلق سوال کرتا ہوں۔ پس شاید تم نے ان کو پل صراط پر چھوڑا ہوگا۔ اس کے بعد اسرافیل علیہ السلام کہیں گے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!

Scanned with CamScanner

مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم ہے کہ اب تک صور نہیں پھونکا پھر آپ فرمائیں گے کہ اب میرا جی خوش ہوا اور میری آنکھ ٹھنڈی ہوئی پس آپ تاج لیں گے اور براق کے قریب ہوں گے پھر براق کہے گا کہ مجھے اپنے پروردگار کی عزت کی قسم ہے کہ محمد بن عبداللہ بنی تہامی صاحب قرآن کے علاوہ دوسرا کوئی مجھ پر سوار نہیں ہو سکتا۔ آپ فرمائیں گے کہ میں ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ (یہ کہہ کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہوں گے اور جنت کے دروازہ کی طرف تشریف لے جائیں گے اور سجدہ میں گر پڑیں گے۔ پس منادی ندا دے گا کہ اپنا سر اٹھاؤ یہ رکوع اور سجدہ کا دن نہیں ہے بلکہ حساب اور عذاب کا دن ہے۔ سر اٹھاؤ اور مانگو دیے جاؤ گے۔

میری امت کا کیا بنا؟

پس آپ عرض کریں گے کہ الٰہی تو نے میری امت کے بارے میں مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں آپ کو وہ چیز دوں گا جس سے آپ راضی ہو جاؤ گے پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو حکم دے گا پس وہ صور پھونکیں گے اور کہیں گے کہ اے سڑی ہڈیو اور اے سڑے جسمو اور اے کھالو جو پارہ پارہ ہو گئی ہو اور گرنے والے بالو۔ حق اور باطل کے درمیان میں فیصلہ کے واسطے اٹھو۔ پس لوگ اللہ کے حکم سے اٹھیں گے اور آسمان کی طرف دیکھیں گے کہ پارہ پارہ ہو گیا ہے اور زمین کی طرف دیکھیں گے کہ وہ بدل دی گئی ہے اور آفتاب کی طرف دیکھیں گے کہ اسمیں گہن لگا ہے اور دس ماہ کی گابھن اونٹنیوں کی طرف دیکھیں گے کہ وہ چھوڑ دی گئی ہیں۔ ان کی کوئی حفاظت نہیں کرتا ہے اور ترازو ہائے عمل قائم کی گئی ہیں اور جنت قریب کی گئی ہے اور اسی طرح اور باتیں دیکھیں گے۔ پس کافر کہیں گے کہ ہائے خرابی ہماری کس نے ہمیں ہماری خوابگاہ اور قبر سے اٹھایا پھر مومنین ان سے کہیں گے کہ یہ وہ ہے جو رحمان نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا۔ چنانچہ کفار قبروں سے بھوکے پیاسے نکلیں گے اور اللہ تعالیٰ ان پر آگ بھیجے گا جو ان کو محشر کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔ پس وہ روتے ہوئے تین سو برس تک کھڑے رہیں گے۔ (قلیوبی)

(40)

بیماری بلندئ درجات کا سبب

حضرت سیّدنا وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ دو عبادت گزار پچاس سال تک اللہ عزوجل کی عبادت کرتے رہے۔ پچاسویں سال کے آخر میں ان میں سے ایک کے جسم میں ایک خطرناک بیماری لگ گئی' اس نے آہ و زاری کی اور بارگاہ خداوندی عزوجل میں اس طرح ملتجی ہوا (التجا کرنے لگا) ''اے میرے پاک پروردگار عزوجل! میں نے اتنے سال مسلسل تیرا حکم مانا' تیری عبادت بجالایا پھر بھی مجھے اتنی خطرناک بیماری میں مبتلا کر دیا گیا' اس میں کیا حکمت ہے؟ میرے مولیٰ عزوجل! میں تو آزمائش میں ڈال دیا گیا ہوں''۔

اللہ عزوجل نے فرشتوں کو حکم فرمایا: اس سے کہو ''تو نے جو عبادت وریاضت کی وہ ہماری ہی عطا کردہ توفیق ہے وہ میرے احسان اور میری مدد کا نتیجہ ہے۔ باقی رہی بیماری تو اس میں' میں نے تجھے اس لئے مبتلا کیا تاکہ تجھے ابراروں کے مرتبہ پر فائز کر دوں۔ تجھ سے پہلے کے لوگ تو بیماری ومصائب کے خواہش مند ہوا کرتے تھے اور تجھے تو میں نے بن مانگے عطا کر دی''۔ (عیون الحکایات)

(اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں عافیت عطا فرما اور جب بیماری وغیرہ آئے تو اس پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرما)

میری مشکلیں گر ترا امتحاں ہیں — تو ہر غم قسم سے خوشی کا سماں ہے
گناہوں کی میرے اگر یہ سزا ہے — تو پھر مشکلوں کو مٹا میرے مولیٰ عزوجل!

Scanned with CamScanner

(41)

خوش قسمتی کی انتہا

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی ایک صاحبزادی تھیں جن کا نام رملہ اور کنیت اُمّ حبیبہ تھی۔ وہ اپنے خاوند عبیداللہ بن جحش کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ گئیں۔ خاوند وہاں دین اسلام سے مرتد ہو گیا اور نصرانی بن گیا اور عیسائیت پر ہی اس کی وفات ہوئی۔ ایک دن اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ کوئی ان کو اُمّ المومنین کہہ کر پکار رہا ہے۔ بڑی حیران ہوئیں۔ خود ہی اس کی تعبیر یہ نکالی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ شادی کریں گے۔ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میری عدت ختم ہوئی ہی تھی کہ ایک دن نجاشی کا پیغامبر میرے گھر کے دروازے پر پہنچا۔ میں نے اجازت دی تو ابرہہ نام کی ایک لونڈی اندر داخل ہوئی۔ کہنے لگی: بادشاہ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور کہا ہے کہ جا کر اُمّ حبیبہ کو بتاؤ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہ کو خط لکھا ہے جس میں آپ نے اُمّ حبیبہ سے شادی کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ میں نے لونڈی سے کہا:

"بَشَّرَكِ اللّٰهُ بِخَيْرٍ"

اللہ تعالیٰ تجھے شاداب رکھے۔ تمہیں خیر کی بشارت ہو" (عرب جب کسی بات سے خوش ہوں تو اس قسم کے جملے ادا کرتے ہیں جن میں خوشی کا اظہار ہوتا ہے) یعنی میں نے اپنی طرف سے موافقت کا اظہار کر دیا۔

لونڈی نے مزید بتایا: بادشاہ نے یہ بھی کہا ہے کہ آپ اپنی جانب سے کوئی ولی مقرر کر دیں جو آپ کی شادی کے امور سرانجام دے چنانچہ میں نے خالد بن سعید بن عاص

رضی اللہ عنہ کو وکیل مقرر کیا اور لونڈی ابرہہ کو بشارت دینے کی خوشی میں اپنے ہاتھ سے چاندی کی انگوٹھیاں اور چاندی کے دو کنگن اتار کر دے دیے۔

حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح

جب شام ہوئی تو نجاشی نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور وہاں موجود دیگر مسلمانوں کی مجلس قائم کی اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد کہا:

"اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ اِلَيَّ اَنْ اُزَوِّجَهُ اُمَّ حَبِيْبَةَ بِنْتَ اَبِيْ سُفْيَانَ' فَاَجَبْتُ اِلٰى مَا دَعَا اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اَصْدَقْتُهَا اَرْبَعَمِائَةِ دِيْنَارٍ"

"امابعد! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس خط بھیجا ہے کہ میں ان کی شادی اُمّ حبیبہ بنت ابی سفیان سے کر دوں' چنانچہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اُمّ حبیبہ کو ان کی طرف سے چار سو دینار بطور مہر ادا کرتا ہوں"۔

پھر اسی وقت نجاشی نے حاضرین کے سامنے مہر کی یہ رقم ادا کر دی۔ اس کے بعد اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے وکیل خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد حاضرین سے یوں خطاب کیا:

اَمَّا بَعْدُ! فَقَدْ اَجَبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى مَا دَعَا اِلَيْهِ وَزَوَّجْتُهُ اُمَّ حَبِيْبَةَ بِنْتَ اَبِيْ سُفْيَانَ' وَبَارَكَ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهٖ"

"امابعد! میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اُمّ حبیبہ بنت ابی سفیان کی شادی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو برکت سے نوازے"۔

پھر جب مجلس برخاست ہونے لگی تو شاہ حبشہ نے کہا:

"اِجْلِسُوْا فَاِنَّ مِنْ سُنَّةِ الْاَنْبِيَاءِ اِذَا تَزَوَّجُوْا اَنْ يُّؤْكَلَ الطَّعَامُ

عَلَى التَّزْوِيْجِ"

"سب حضرات تشریف رکھیں۔ انبیاء کی سنت ہے کہ جب وہ شادی کرتے ہیں تو ولیمہ کی دعوت منعقد ہوتی ہے"۔

چنانچہ نجاشی نے ایک شاندار ولیمہ کا اہتمام کیا۔

اخلاص ہو تو ایسا ہو

شادی کے بعد نجاشی نے حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سیّدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ منورہ روانہ کیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کی محبت اور اخلاص کی ایک واضح دلیل وہ واقعہ ہے جب انکے والد ابوسفیان حالت کفر میں فتح مکہ سے قبل مدینہ منورہ انکے گھر آئے۔ بیٹی کے گھر پہنچ کر جب بیٹھنا چاہا تو اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر بیٹھنے سے منع کر دیا اور کہا: "یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر ہے اور آپ مشرک ہیں اور مشرک نجس ہوتا ہے لہٰذا آپ بستر رسول پر بیٹھنے کے لائق نہیں ہیں" یہ کہہ کر بستر لپیٹ دیا۔ سیدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ۴۴ھ میں ہوا۔

(اسد الغابۃ: 303/7' الاصابۃ 140/8' الاستیعاب: 483/4)

(42)

ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری جو جوان تھا' اس نے وفات پائی اس کی اندھی بوڑھی ماں تھی تو لوگوں نے اس جوان پر کپڑا ڈال دیا اس کی ماں سے لوگ افسوس کرنے لگے۔ اس نے پوچھا کیا میرا لڑکا مر گیا ہے؟

لوگوں نے کہا: ہاں۔ وہ کہنے لگی خداوندا تو خوب جانتا ہے کہ میں نے تیری اور تیرے نبی کی طرف اس امید سے ہجرت کی تھی کہ تو میری مدد فرمائے گا' ہر شدت اور سختی میں میری مدد فرمائے گا' میری دادرسی کرے گا۔ اے خدا مجھے اس مصیبت میں نہ ڈال۔

ابھی ہم وہاں سے ہٹے بھی نہ تھے کہ ہم نے مردے کے چہرے سے چادر کو اٹھا کر دیکھا تو وہ زندہ ہو چکا تھا۔ پھر اس نے ہمارے ساتھ کھانا کھایا۔

(من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 1' دلائل النبوۃ (ابونعیم) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 190' شرح شفاء (علامہ علی قاری) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 651' معجزات النبی (ابن کثیر) صفحہ نمبر 287' دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 51+53' الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 110' المواہب اللدنیۃ (قسطلانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 240' جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 132' حجۃ اللہ علی العٰلمین (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 674' السیرۃ النبویۃ (احمد بن زینی دحلان) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 280)

مرنے کے بعد کلام فرمانا

حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سیّدنا زید بن

خارجہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو انصار مدینہ میں آپ کو غسل دینے کے معاملہ میں آپس میں کچھ اختلاف رونما ہو گیا۔ یہاں تک اختلاف بڑھا کہ قریب تھا کہ ان کے درمیان شدت ہو جاتی پھر ان کے درمیان اتفاق رائے کی ایک صورت پیدا ہوئی کہ پہلے ایک ایک مرتبہ دونوں فریق غسل دیں گے اور تیسری مرتبہ دونوں قبیلوں کے سردار ایک ایک ران پر پانی بہائیں گے اور مل کر دونوں فریق غسل دیں گے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی ان میں داخل ہو گیا جب ہم گئے اور ان کے اوپر ہی کھڑے تھے کہ حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ نے یوں گفتگو کی۔ ''دو گزر چکے ہیں اور چوتھا باقی ہے۔ اس کے بعد مالدار کمزوروں کو کھائیں گے' لوگ جھگڑیں گے ان کا کوئی نظام نہیں ہو گا۔ حضرت ابوبکر نرم دل اور مومنوں پر بہت مہربان ہیں' کفار پر بہت سخت ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کے نفاذ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نرم دل اور (مومنوں پر بہت) مہربان ہیں' کفار پر بہت سخت ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کے نفاذ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مومنوں پر نرم اور رحم دل ہیں اور تم لوگ حضرت عثمان کے طریقے پر ہو۔ سنو اور اطاعت کرو''۔

پھر آپ کی زبان کی حرکت سے آواز آہستہ آہستہ کم ہوتی گئی یہاں تک کہ آپ کا جسم مبارک بے حرکت ہو گیا۔

(من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 6' تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 39 صفحہ نمبر 224)

موت کے خلفاء راشدین کی شان کا خطبہ

اسماعیل بن خالد بیان کرتے ہیں کہ یزید بن نعمان بن بشیر حضرت قاسم بن عبدالرحمٰن کے حلقۂ درس میں اپنے والد محترم کا خط لے کر آئے اس پہ تحریر تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نعمان بن بشیر کی طرف سے اُمّ عبداللہ ابی ہاشم کی بیٹی کے نام۔ تم پہ سلامتی ہو اور میں تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو نے مجھے خط لکھا کہ میں تمہیں جواب میں حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ لکھوں۔

ان کے واقعہ میں سے یہ بات ہے کہ ان کے حلق میں درد ہوا جبکہ اس دن آپ کی صحت اہل مدینہ میں سے بہتر تھی تو آپ کا ظہر اور عصر کی نماز کے درمیان انتقال ہو گیا۔ ہم نے ان کو پشت کے بل لٹا دیا ہم نے ان کو دو چادروں اور کپڑے کے ساتھ ڈھانپ دیا۔ میں مغرب کی نماز کے بعد تسبیح پڑھ رہا تھا تو ایک شخص میرے پاس آیا اس نے مجھے بتایا کہ حضرت زید نے اپنے وصال کے بعد گفتگو کی ہے۔ میں ان کی طرف تیزی سے چلتا ہوا آیا۔ اس وقت انصار کی ایک جماعت بھی ان کے پاس آ چکی تھی اور حضرت زید یہ کہہ رہے تھے یا ان کی زبان سے یہ کہلوایا جا رہا تھا: درمیان والے انہوں نے پوری مضبوطی سے اللہ کے احکامات چلائے اور انہوں نے کسی بھی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کی۔ انہوں نے قوم کے طاقتوروں کو کمزوروں کو کھانے کی اجازت نہیں دی۔ اللہ کے بندے امیر المومنین' انہوں نے سچ کہا سچ کہا اور یہ شان پہلی کتاب میں موجود ہے۔

پھر حضرت زید نے کہا عثمان امیر المومنین ہیں وہ لوگوں کی بہت سی غلطیوں سے درگزر کرنے والے ہیں۔ دو راتیں گزر چکی ہیں اور چار باقی ہیں پھر لوگوں میں اختلاف ہو گا اور بعض لوگ بعضوں کو کھائیں گے اور ان کا کوئی نظم وضبط نہیں ہو گا۔ لوگ محرمات کو مباح سمجھیں گے پھر مومن جہالت سے رو کیں گے' اور کہیں گے:

مردے کی زندوں کو نصیحت

اے لوگو! اللہ کی کتاب اور اس کی تقدیر پر ایمان رکھو۔ اپنے امیر کی فرمانبرداری کرو اور ان کی بات سنو اور فرمانبرداری کرو پھر جو منہ پھیرے گا اس کے خون کی حفاظت نہیں

Scanned with CamScanner

ہوگی اور اللہ تعالیٰ کا حکم ایک مکمل اندازہ کے ساتھ پورا ہو کر رہے گا۔

اللہ اکبر! یہ جنت ہے اور یہ دوزخ ہے۔ انبیائے کرام اور صدیقین فرماتے ہیں اے عبداللہ بن رواحہ تم پر سلامتی ہو کیا تم نے میرے لئے میرے باپ خارجہ کو محسوس کیا۔ خوش قسمتی ہے ان شہدائے احد کے لئے۔

''ہرگز نہیں وہ تو بھڑکتی ہوئی آگ ہے' کھال اتار لینے والی' بلا رہی ہے اسے جسے جس نے پیٹھ پھیر دی اور منہ پھیرا اور جوڑ کر سینت رکھا''۔ پھر ان کی آواز پست ہوتی چلی گئی۔

حضرت نعمان بن بشیر فرماتے ہیں کہ پھر میں نے ان لوگوں سے پوچھا جو وہاں موجود تھے کہ مجھ سے پہلے انہوں نے کیا گفتگو کی تھی؟

ان لوگوں نے بتایا کہ حضرت زید نے گفتگو کی: خاموش ہو جاؤ خاموش ہو جاؤ۔

ہم لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ تب معلوم ہوا کہ کپڑے کے نیچے سے آواز آئی تھی۔ چنانچہ ہم نے آپ کے چہرہ سے کپڑا اٹھایا تو حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ احمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ یا رسول اللہ! آپ پر سلامتی ہو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ پھر فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امین ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں۔ جسمانی طور پر کمزور ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے احکامات کے نفاذ میں بہت مضبوط ہیں۔ انہوں نے سچ کہا انہوں نے سچ کہا اور ان کی یہ شان اللہ تعالیٰ کی پہلی کتاب میں موجود ہے۔

(من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 3' دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 56' تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 30 صفحہ نمبر 405+ جلد نمبر 70 صفحہ نمبر 256' مختصر ابن عساکر جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 298+ جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 395' البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 174)

(43)

جو جذب کے عالم میں نکلے لب مومن سے

شیخ مجیب الدین متوکل حضرت بابا شیخ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ کے بھائی اور خلیفہ ہیں ان کا لقب متوکل ہے۔ یہ ستر برس شہر میں رہے مگر کوئی ظاہری ذریعہ معاش نہ ہونے کے باوجود ان کے عیال واطفال نہایت عیش وخوشی کی زندگی بسر کرتے رہے اور یہ اپنے مولیٰ کی یاد میں اس قدر مستغرق رہتے تھے کہ یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ آج کون سا دن ہے؟ اور یہ کون سا مہینہ ہے؟ اور یہ درہم کتنے کا ہے؟ ایک دفعہ عید کے دن آپ کے گھر میں بہت سے درویش جمع ہو گئے۔ اتفاق سے اس روز آپ کے گھر میں خورد ونوش کا کوئی سامان نہیں تھا۔ آپ بالا خانے پر جا کر یاد مولیٰ میں مشغول ہو گئے اور اپنے دل میں یہ کہتے تھے کہ خداوندا آج عید کا دن ہے اور میرے بچے اور مہمان بھوکے ہیں۔ آپ اسی خیال میں تھے کہ اچانک ایک مرد چھت پر چلا آ رہا ہے۔ اس نے کھانوں سے بھرا ہوا ایک خوان پیش کیا اور کہا کہ اے نجیب الدین! تمہارے توکل کی دھوم ملاء اعلیٰ میں مچی ہوئی ہے اور تمہارا یہ حال ہے کہ تم ایسے خیال میں مشغول ہو؟ آپ نے فرمایا: حق تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں نے اپنی ذات کے لئے یہ خیال نہیں کیا بلکہ اپنے یاروں کے لئے اس خیال کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ غالباً یہ مرد بزرگ حضرت خضر تھے۔ حضرت نجیب متوکل باوجود اپنی اس کرامت وبزرگی کے انتہائی منکسر مزاج ومتواضع تھے۔

وہ بات حقیقت میں تقدیر الٰہی ہے

آپ کے تواضع اور انکساری کا یہ عالم تھا کہ ایک روز ایک فقیر بہت دور سے آپ کی

ملاقات کے لئے آیا اور آپ سے پوچھا کہ کیا نجیب الدین متوکل (توکل کرنے والا) آپ ہی ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: جی ہاں۔ میں ہی ہوں نجیب الدین ''متاءکل'' (بہت زیادہ کھانے والا) (اخبارالاخیار' ص ٦٦)

وقت ضرورت بالکل اچانک کھانا پانی وغیرہ ضروریات زندگی کا حاضر ہو جانا یہ بہت سے بزرگوں سے کرامت کے طور پر وقوع میں آیا ہے۔ چنانچہ شرح عقائد نسفیہ میں جہاں کرامت کی چند مثالوں کا بیان ہے وہاں یہ بھی مذکور ہے کہ بوقت ضرورت کھانے پانی کا حاضر ہو جانا یہ بھی کرامت ہی کا ایک شعبہ ہے۔ بزرگان دین کے خداداد تصرفات وکرامات کا کیا کہنا؟ یہ ایسے مقبولان بارگاہ خداوندی ہوتے ہیں کہ ان کی زبان سے نکلی ہوئی بات اور دل میں سوچا ہوا خیال پورا ہو کر رہتا ہے اور یہ ایک اتنی سچی حقیقت ہے کہ جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا ہے کہ

جو جذب کے عالم میں نکلے لب مومن سے
وہ بات حقیقت میں تقدیر الٰہی ہے

(44)

شہید کی جو موت ہے

حضرت خواجہ محمد قمرالدین سیالوی علیہ الرحمہ نے شہداء کی زندگی پر مفصل بیان فرمایا: وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ فرمایا: عثمان علی خان ایک عام آدمی تھا جو اکثر اوقات اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ ایک مرتبہ کسی مسجد میں گیا' ایک آدمی سویا ہوا تھا۔ اس کے پاس ایک طرف قرآن مجید رکھا ہوا تھا۔ سوئے ہوئے کو جگانا مناسب خیال نہ کیا کیونکہ اسے بے آرامی ہوگی۔ قرآن مجید اٹھا کر تمام رات کھڑا رہا۔ جب صبح کو اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے نہایت محبت سے گلے لگایا اور دعا فرمائی کہ جا تو ہر کام میں اور ہر جگہ غالب رہے گا۔ وہاں سے چلا تو راستہ میں ایک بہادر آدمی کے پاس سے گزرا۔ اس نے کہا کہاں جا رہے ہو' مجھے بھی ساتھ لیتے جانا' پوچھا تو میرے ساتھ کیا کرے گا؟ جواب دیا تیری امداد کروں گا۔ دونوں کا ایک جنگل سے گزر ہوا۔ سات عدد ڈاکوؤں سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ عثمان علی خان کے ساتھی نے کہا آپ بیٹھ جائیں۔ میں اکیلا ہی ان کا مقابلہ کرتا ہوں۔ چنانچہ ایک ایک کر کے چھ ڈاکوؤں کو مقابلہ میں قتل کر دیا۔ آخر میں ان کا سردار سامنے آیا' اسے بھی پچھاڑ کر قتل کرنا چاہا' اس نے کہا میرا پاؤں پھسل گیا ہے' جواں مرد کے شایان شان نہیں کہ خود بخود گرے ہوئے کو قتل کر دے' مجھے ایک مرتبہ چھوڑ دو' دوبارہ مقابلہ کریں۔ دوسری بار پھر اس نے پچھاڑ لیا تو اس نے دوبارہ کہا میں سنبھل نہیں سکا تھا تو نے دھوکہ دے کر مجھے گرایا ہے پھر تیسری مرتبہ اسے گرایا تو اس وقت بھی باتوں

باتوں میں لا کر آزاد ہو گیا۔ چوتھی بار ڈاکو نے اسے پچھاڑ لیا اور سینہ پر چڑھ بیٹھا تو پہلوان نے کہا میں نے تین مرتبہ تجھے مہلت دی تو مجھے اک بار مہلت دے دے۔ ڈاکو نے کہا تو بے وقوف تھا' دشمن پر قادر ہو کر چھوڑ دیا' میں بھی تیری طرح بے وقوف بن جاؤں۔

سلطنت عثمانیہ کا بانی

چنانچہ چاقو سے اس کا پیٹ چاک کر دیا۔ ساتھی کے شہید ہو جانے کے بعد عثمان علی خان نے ڈاکو سے مقابلہ کیا اور پچھاڑا گیا۔ جب اس کے سینہ پر ڈاکو چڑھ بیٹھا اور قتل کرنے کا ارادہ کیا تو عثمان علی خان نے اپنے شہید شدہ ساتھی کو متوجہ ہو کر کہا جسکی لاش بالکل پاس ہی پڑی تھی کہ تو نے مجھے کہا تھا تیری امداد کروں گا۔ اب اپنا بھی پیٹ چاک کر لیا اور میرا ابھی کرا رہا ہے۔ میری امداد تو نے کیا کی؟ یہ بات سنتے ہی اس نے سر اٹھایا' تلوار سے ڈاکو کا سر قلم کر کے پھر لیٹ گیا۔ عثمان علی خان وہاں سے چل کر مغلوں اور ترکوں کی جنگ میں شامل ہوا اور بہت جوہر دکھائے۔ فتح حاصل کر کے شاہی حاصل کر لی۔ فاتح فریق نے اسے اپنا بادشاہ بنا لیا۔ سلطنت عثمانیہ کی بنیاد وہاں سے ہوئی۔ یہ عثمان علی خان عثمانیہ کا بانی مبانی ہے۔ (انوار قمریہ)

(45)

فرعون کا محل (حیرت انگیز)

جب فرعون کو اپنی قوم سے خوف ہوا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے گی تو اس نے چاہا کہ ایک ایسی چیز بنائے جس سے اس کی سلطنت مضبوط ہو اور اس کے ستون مستحکم ہوں۔ چنانچہ اپنے وزیر ہامان کو محل کے بنانے کا حکم دیا پس ہامان نے اینٹوں کے پکانے اور چونہ تیار کرنے میں کوشش شروع کی اور لکڑی وغیرہ جن چیزوں کی عمارت کی تیاری میں ضرورت تھی ان سب کا انتظام شروع کیا اور روئے زمین کے کاریگروں کو جمع کیا۔ چنانچہ ان کے تبعین اور مزدوروں کے علاوہ صرف کاریگروں کی تعداد پچاس ہزار تھی۔ پس ہامان نے سات برس میں محل تیار کر لیا اور اس قدر اس کو بلند کیا کہ جب سے آسمان اور زمین پیدا کیے گئے ہیں اس وقت سے اس کی نظیر نہیں پائی گئی اور وہ محل فرعون کے حسب خواہش تیار ہوا۔ پس جب اس سے فراغت ہوئی تو یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر شاق گزرا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اس کو چھوڑو اس لئے کہ میں اس کو ایک ساعت میں تباہ کروں گا پھر فرعون اور اس کے بعض مخصوصین محل کے اوپر چڑھے اور آسمان کی طرف تیر پھینکے چنانچہ وہ تیر خون آلودہ واپس آئے۔ یہ دیکھ کر فرعون اور فرعونیوں نے کہا: بیشک ہم نے موسیٰ علیہ السلام کے معبود کو مار ڈالا اس کے بعد اللہ جل شانہ نے جبریل علیہ السلام کو حکم دیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے بازو مار کر اس کو تین ٹکڑے کر دیا۔ پس ان میں سے ایک ٹکڑا سمندر میں گرا اور ایک ٹکڑا ہندوستان میں اور ایک ٹکڑا مغرب میں گرا۔

Scanned with CamScanner

دس لاکھ افراد مرگئے

روایت ہے کہ ان ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا قوم فرعون پر گرا اور فرعونیوں میں سے دس لاکھ آدمیوں کو ہلاک کردیا اور مروی ہے کہ جن جن لوگوں نے اس محل میں کام کیا تھا ان میں سے ہر ایک ڈوب کر یا جل کر یا کسی آفت سے مرا' اور اللہ تعالیٰ کا اس قصر کو تباہ کرنا صبح صادق یعنی طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان تھا۔ پس جب فرعون نے یہ دیکھا اور اپنے کام کی بطالت (باطل ہونے کو) معلوم کیا تو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جنگ چھیڑی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نو معجزوں سے آزمایا اور وہ یہ ہیں۔ عصائے موسیٰ۔ ید بیضا وطوفان' ٹڈی و جوئیں' و مینڈکیں و خون و مسخ صورت اور دریا کا پھٹنا۔ یہ سب معجزے اپنی اپنی جگہ یعنی کتب تفاسیر وغیرہ میں مذکور ہیں۔

(نوادر قلیوبی)

(46)

دُعا کیوں قبول نہیں ہوتی؟

حضرت سیّدنا عباد خواص علیہ الرحمۃ سے منقول ہے: ایک مرتبہ حضرت سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کسی مقام سے گزرے تو دیکھا کہ ایک شخص ہاتھ اٹھائے رو رو کر بڑے رقت انگیز انداز میں مصروف دعا تھا۔ حضرت سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اسے دیکھتے رہے پھر بارگاہ خدا عزوجل میں عرض گزار ہوئے: ''اے میرے رحیم وکریم پروردگار عزوجل! تو اپنے بندے کی دعا کیوں قبول نہیں کر رہا؟'' اللہ عزوجل نے آپ علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی: ''اے موسیٰ علیہ السلام! اگر یہ شخص اتنا روئے' اتنا روئے کہ اس کا دم نکل جائے اور اپنے ہاتھ اتنے بلند کرلے کہ آسمان کو چھولیں تب بھی میں اس کی دعا قبول نہ کروں گا''۔ حضرت سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: ''میرے مولیٰ عزوجل! اس کی کیا وجہ ہے؟'' ارشاد ہوا: ''یہ حرام کھاتا اور حرام پہنتا ہے اور اس کے گھر میں حرام مال ہے''۔

(عیون الحکایات)

(اللہ عزوجل ہمیں حرام مال' حرام کام اور تمام گناہوں سے محفوظ رکھے۔ برائیوں' برے اور گمراہ لوگوں سے ہماری حفاظت فرمائے۔ رزق حلال کمانے اور حلال کھانے کی توفیق عطا فرمائے۔) (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

Scanned with CamScanner

(47)

اور شادی ہوگئی

جلیبیب رضی اللہ عنہ ایک انصاری صحابی تھے۔ نہ مالدار تھے نہ کسی معروف خاندان سے تعلق تھا۔ صاحب منصب بھی نہ تھے۔ رشتہ داروں کی تعداد بھی زیادہ نہ تھی۔ رنگ بھی سانولا تھا۔ لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے سرشار تھے۔ بھوک کی حالت میں پھٹے پرانے کپڑے پہنے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے' علم سیکھتے اور صحبت سے فیض یاب ہوتے۔

ایک دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شفقت کی نظر سے دیکھا اور ارشاد فرمایا: ''یَا جُلَیْبِیْبُ! اَلَا تَتَزَوَّجُ؟''

''جلیبیب! تم شادی نہیں کرو گے؟''

جلیبیب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھ جیسے آدمی سے بھلا کون شادی کرے گا؟

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: ''جلیبیب! تم شادی نہیں کرو گے؟'' اور وہ جواباً عرض گزار ہوئے کہ اللہ کے رسول! بھلا مجھ سے شادی کون کرے گا؟ نہ مال نہ جاہ وجلال!! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ بھی ارشاد فرمایا: ''جلیبیب! تم شادی نہیں کرو گے؟'' جواب میں انہوں نے پھر وہی کہا: اللہ کے رسول! مجھ سے شادی کون کرے گا؟ کوئی منصب نہیں' میری شکل بھی اچھی نہیں' نہ میرا خاندان بڑا ہے اور نہ مال ودولت رکھتا ہوں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اِذْهَبْ اِلٰی ذَاکَ الْبَیْتِ مِنَ الْاَنْصَارِ وَقُلْ لَّهُمْ: رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُبَلِّغُکُمُ السَّلَامَ وَیَقُوْلُ: زَوِّجُوْنِیْ ابْنَتَکُمْ''

''فلاں انصاری کے گھر جاؤ اور ان سے کہو کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں سلام کہہ رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اپنی بیٹی سے میری شادی کر دو''۔

کالی کملی والے کی مرضی مجھے منظور ہے

جلیبیب رضی اللہ عنہ خوشی خوشی اس انصاری کے گھر گئے اور دروازہ پر دستک دی۔ گھر والوں نے پوچھا: کون؟ کہا جلیبیب۔ گھر والوں نے کہا: ہم تو تمہیں نہیں جانتے' نہ تم سے کوئی غرض ہے۔ خیر گھر کا مالک باہر نکلا' ادھر جلیبیب کھڑے تھے۔ پوچھا: کیا چاہتے ہو' کدھر سے آئے ہو؟ کہا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں سلام بھجوایا ہے۔ یہ سننے کی دیر تھی کہ گھر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اللہ کے رسول نے ہمیں سلام کا پیغام بھجوایا ہے۔ ارے! یہ تو بہت ہی خوش بختی کا مقام ہے کہ ہمیں اللہ کے رسول نے سلام کہا بھیجا ہے۔ جلیبیب کہنے لگے: آگے بھی سنو! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کر دو۔

صاحب خانہ نے کہا: ذرا انتظار کرو میں لڑکی کی ماں سے مشورہ کرلوں۔ اندر جاکر لڑکی کی ماں کو پیغام پہنچایا اور مشورہ پوچھا؟ وہ کہنے لگی: نانا' نانا...... قسم اللہ کی! میں اپنی بیٹی کی شادی ایسے شخص سے نہیں کروں گی۔ نہ خاندان' نہ شہرت' نہ مال ودولت۔ ان کی نیک سیرت بیٹی بھی گھر میں ہونیوالی گفتگو سن رہی تھی اور جان گئی تھی کہ حکم کس کا ہے؟ کس نے مشورہ دیا ہے؟ سوچنے لگی اگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس رشتہ داری پر راضی ہیں تو اس میں یقیناً میرے لیے بھلائی اور فائدہ ہے۔ اس نے والدین کی طرف دیکھا اور مخاطب ہوئی:

''اَتَرُدُّوْنَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمْرَهٗ؟ اِدْفَعُوْنِیْ

اِلٰی رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنَّہٗ لَنْ یُّضَیِّعَنِیْ"

"کیا آپ لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ٹالنے کی کوشش میں ہیں؟ مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیں (وہ اپنی مرضی کے مطابق جہاں چاہیں میری شادی کر دیں) کیونکہ وہ ہرگز مجھے ضائع نہیں ہونے دیں گے"۔

لڑکی کی رضامندی

پھر لڑکی نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تلاوت کی:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ

"اور دیکھو! کسی مومن مرد و عورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کے بعد اپنے امور میں کوئی اختیار باقی نہیں رہتا"۔ (الاحزاب:36)

لڑکی کا والد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اللہ کے رسول! آپ کا حکم سر آنکھوں پر آپ کا مشورہ، آپ کا حکم قبول، میں شادی کے لیے راضی ہوں۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لڑکی کے پاکیزہ جواب کی خبر ہوئی تو آپ نے اس کے حق میں یہ دعا فرمائی۔

"اَللّٰهُمَّ صُبَّ الْخَيْرَ عَلَيْهَا صَبًّا وَّلَا تَجْعَلْ عَيْشَهَا كَدًّا"

"اے اللہ! اس بچی پر خیر اور بھلائی کے دروازے کھول دے اور اس کی زندگی کو مشقت و پریشانی سے دور رکھ"۔

(موارد الظمآن 2269، احمد 425/4، مجمع الزوائد 370/9 وغیرہ)

پھر جلیبیب رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کی شادی ہوگئی۔ مدینہ منورہ میں ایک اور گھرانہ آباد ہوگیا جس کی بنیاد تقویٰ اور پرہیزگاری پر تھی۔ جس کی چھت مسکنت اور محتاجی تھی، جس کی آرائش و زیبائش تکبیر و تہلیل اور تسبیح و تحمید تھی۔ اس مبارک جوڑے کی راحت نماز میں اور دل کا اطمینان تپتی دوپہروں کے نفلی روزوں میں تھا۔

کامیاب ترین شادی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے یہ شادی خانہ آبادی بڑی ہی برکت والی ثابت ہوئی۔ تھوڑے ہی عرصے میں ان کے مالی حالات اس قدر اچھے ہو گئے کہ راوی کا بیان ہے: "فَكَانَتْ مِنْ اَكْثَرِ الْاَنْصَارِ نَفَقَةً وَّمَالًا"

"انصاری گھرانوں کی عورتوں میں سب سے خرچیلا گھرانہ اسی لڑکی کا تھا"

ایک جنگ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام سے دریافت فرمایا: "هَلْ تَفْقِدُوْنَ مِنْ اَحَدٍ؟"

"دیکھو! تمہارا کوئی ساتھی بچھڑ تو نہیں گیا؟"

مطلب یہ تھا کہ کون کون شہید ہو گیا ہے؟

صحابہ نے عرض کیا: ہاں، فلاں فلاں حضرات موجود نہیں ہیں۔

پھر ارشاد ہوا: "هَلْ تَفْقِدُوْنَ مِنْ اَحَدٍ؟" "کیا تم کسی اور کو گم پاتے ہو؟"

صحابہ نے عرض کیا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: "لٰكِنِّيْ اَفْقِدُ جُلَيْبِيبًا فَاطْلُبُوْهُ"

"لیکن مجھے جلیبیب نظر نہیں آ رہا، اس کو تلاش کرو"۔

چنانچہ ان کو میدان جنگ میں تلاش کیا گیا۔ وہ منظر بڑا عجیب تھا۔ میدان جنگ میں ان کے ارد گرد سات کافروں کی لاشیں تھیں۔ گویا وہ ان ساتوں سے لڑتے رہے اور پھر ساتوں کو جہنم رسید کر کے شہید ہوئے۔

یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی۔ رؤف و رحیم پیغمبر تشریف لائے۔ اپنے پیارے ساتھی کی نعش کے پاس کھڑے رہے۔ منظر کو دیکھا پھر فرمایا:

"قَتَلَ سَبْعَةً ثُمَّ قَتَلُوْهُ هٰذَا مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ هٰذَا مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ"

"اس نے سات کافروں کو قتل کیا، پھر دشمنوں نے اسے قتل کر دیا۔ یہ مجھ سے

Scanned with CamScanner

ہے اور میں اس سے ہوں یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں"۔

"فَوَضَعَهُ عَلٰى سَاعِدَيْهِ لَيْسَ لَهُ اِلَّا سَاعِدَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

"پھر آپ نے اپنے پیارے ساتھی کو اپنے ہاتھوں میں اٹھایا اور شان یہ تھی کہ اکیلے ہی اس کو اٹھایا ہوا تھا۔ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں بازوؤں کا سہارا اسے میسر تھا"۔

جلیبیب رضی اللہ عنہ کے لئے قبر کھودی گئی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے انہیں قبر میں رکھا۔ (صحیح مسلم: 2472)

(48)

ہمیشہ کی زندگی

جن مسلمانوں کو مسیلمہ کذاب نے قتل کیا' ان میں سے ایک شخص مقتول ہونے کے بعد کہنے لگا کہ: "محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں' ابوبکر صدیق' عمر شہید' عثمان رحیم" پھر خاموشی اختیار کر گیا۔

(تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 30 صفحہ نمبر 408' الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 113)

☆ حضرت عبداللہ بن عبیداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' وہ روایت کرتے ہیں کہ میں اس جماعت میں شریک تھا جنہوں نے ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کو دفن کیا تھا اور وہ مکمل طور پر وفات پا چکے تھے اس وقت جب انہیں قبر میں اتار دیا گیا میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبُوْبَكْرِ نِ الصِّدِّيْقُ عُمَرُ الشَّهِيْدُ عُثْمَانُ لَيِّنٌ رَّحِيْمٌ . فَنَظَرْنَا فَاِذَا هُوَ مَيِّتٌ

بے شک مسیلمہ کذاب کے ساتھ جنگ میں شہید ہونے والوں میں سے ایک شخص نے کلام کیا اور کہا: "محمد رسول اللہ' ابوبکر صدیق' عمر الشہید' عثمان بن عفان نرم خو اور مہربان ہیں" پھر جب میں نے غور سے دیکھا تو وہ مردہ تھے۔

(اگر کوئی شک کرے اور کہے کہ ممکن ہے کہ زندہ ہوں اور کوئی پردہ لاحق ہو گیا ہے اور نیز یہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر واقع نہیں ہوا جسے معجزہ کہہ دیا جائے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مرنا دکھاوا نہیں ہے جسے چھپایا جا سکے اور حضور صلی اللہ

Scanned with CamScanner

علیہ وسلم کے ذکر مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وثناء کرنے میں یہ دکھانا مقصود ہے کہ جب سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت اور آپ کی عزت کے نتیجہ میں ہے تو اگر کرامت بھی ہو تو یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ (اسی لئے تو اس روایت کو بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اور ابن کثیر نے معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نقل کیا ہے)

(تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 39 صفحہ نمبر 220' دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 58' التاریخ الکبیر (بخاری) جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 43' کتاب الشفاء (قاضی عیاض) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 320' معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم (ابن کثیر) صفحہ نمبر 43' کتاب الروح (ابن قیم) صفحہ نمبر 25' شرح شفاء (ملا علی قاری) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 651' جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 106' السیرۃ النبویہ (احمد بن زینی دحلان) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 281)

حضرت امیر حمزہ کی قبر سے سلام کا جواب آیا

عطاف بن خالد نے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: میری خالہ نے مجھ کو بتایا: ایک روز میں شہداء کے قبرستان گئی اور یہ میرا ہمیشہ کا معمول تھا' میں حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کے پاس ٹھہری اور نماز ادا کی' وہاں نہ کوئی پکارنے والا تھا اور نہ کوئی جواب دینے والا۔ جب میں نماز سے فارغ ہوئی تو میں نے اپنے ان دونوں ہاتھوں سے کہا:

السلام علیکم!

تو میں نے حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے سلام کا جواب دینے کی آواز زمین کے نیچے سے سنی۔

میں اس آواز کو ایسے پہچانتی ہوں جیسے یہ پہچانتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو پیدا کیا یا رات اور دن کے وجود کو پہچانتی ہوں اور اس بات کو میرے ایک ایک بال نے بھی محسوس کیا۔

(من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 41' تہذیب الاثار (طبری) روایت نمبر 187' دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 308' شرح البخاری (ابن بطال) باب انہ لیسمع قرع نعالہم' احوال القبور (ابن رجب) فصل معرفۃ الموتی بمن یزورہم' السیرۃ النبویہ

(ابن کثیر) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 90' البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 51' الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 364)

☆ فاطمہ خزاعیہ نے کہا: میں اور میری بہن بوقت شام ایک قبرستان میں تھیں تو میں نے کہا: اے میری بہن آ تاکہ ہم حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر سلام کریں۔

اس نے کہا: اچھا تو ہم نے ان کی قبر پر کھڑے ہو کر کہا کہ:

السلام علیك یاعم رسول الله صلی الله علیه وسلم

تو ہم نے حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک سے جواب سنا کہ:

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته

کتاب المغازی (واقدی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 268' دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 309' خلاصۃ الوفاء (سمہودی) صفحہ نمبر 265' الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 364

شہدائے اُحد کی قبور سے آواز

بیہقی نے اپنی سند سے روایت کیا کہ ہاشم بن محمد العمری جو کہ حضرت سیدنا عمر بن علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عمر کے بیٹے ہیں' کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد (عمر بن علی) جمعہ کے روز فجر کے وقت قبور شہداء کی زیارت کے لئے لے گئے جب ہم قبرستان میں پہنچے تو انہوں نے باآواز بلند کہا: **سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار**

تو جواب آیا کہ: **وعلیکم السلام یاابا عبدالله**

تو میرے باپ نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا' کہ تم نے جواب دیا؟

میں نے کہا: نہیں۔ پھر میرے باپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی دائیں طرف کر لیا اور پھر دوبارہ سلام کیا اور تینوں مرتبہ سلام کا جواب ملا۔ یہ سن کر میرے والد نے سجدہ شکر ادا کیا۔

دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 122+178' سبل الہدیٰ والرشاد جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 253' خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ (سمہودی) صفحہ نمبر 265

(یاد رہے! یہ تینوں واقعات علیحدہ علیحدہ ہیں)

(49)

دیدارِ مصطفیٰ ﷺ

حضرت علامہ سید یوسف بن سید جمال الحسینی رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی جلیل القدر عالم تھے۔ آپ نے قاضی نصیر الدین بیضاوی کی کتاب ''لب الالباب'' کی ایک بہت ہی طویل و بسیط شرح لکھی جو ''یوسفی'' کے نام سے مشہور ہے۔ اسی طرح آپ نے ''منار'' کی بھی شرح فرمائی ہے جس کا نام ''توجیہ الافکار'' ہے آپ منطق وفلسفہ میں مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں جو ''شمسیہ'' اور ''مطالع'' کے شارح مولانا قطب الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے ہیں۔

آپ کے بزرگ مشہد سے آکر ملتان میں متوطن ہوگئے تھے اور آپ سلطان فیروز شاہ کے زمانے میں ملتان سے دہلی آئے اور سلطان موصوف نے آپ کی علمی قابلیت سے متاثر ہوکر اپنے شاہی مدرسہ میں آپ کو مدرس مقرر کردیا اور آپ برسوں مسند تدریس وافادہ پر رونق افروز رہے۔ آپ کی ایک بڑی خاص کرامت یہ ہے کہ آپ ہر جمعرات کو خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا کرتے تھے۔ (اخبار الاخیار ص ۱۵۶)

تبصرہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے کسی امتی پر اتنا بڑا کرم فرمانا کہ آٹھویں دن اپنی زیارت سے مشرف فرما دینا یہ ایک امتی کی اتنی بڑی سعادت عظمیٰ ہے کہ کروڑوں نعمتیں اس پر قربان ہیں اس سے پتا چلتا ہے کہ علماء حق پر حضور اکرم ﷺ کا کتنا پیار ہے۔ (مؤلف روحانی حکایات لکھتے ہیں:)

ایک مجذوب کا واقعہ

برادرانِ ملت! اس سلسلہ میں کہ علماء حق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے ہوتے ہیں۔ میں زندگی بھر ایک مجذوب کی بات کو فراموش نہیں کرسکتا جس کو سن کر میرے بدن پر ایک ایسی جھرجھری پیدا ہوگئی کہ میرے بدن کا ہر رونگٹا کھڑا ہوگیا تھا۔ ۱۳۷۲ھ کا واقعہ ہے جب کہ میں دارالعلوم شاہ عالم احمد آباد کی ملازمت کے دوران مدرسہ کی کوئی عمارت نہ ہونے کے باعث محلہ چھیپاواڑہ کی مدرسہ والی مسجد کے اندرونی حصہ میں شمالی دیوار پر ٹیک لگا کر بخاری شریف کا درس دے رہا تھا۔ عین درس کے وقت میں حضرت شاہ عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ میں چکر لگانے والا ایک فرسودہ حال فقیر میلے کچیلے لباس میں اچانک میری درس گاہ میں آگیا اور میرے سامنے بیٹھ کر مجھے بڑے غور سے اور بڑی تیز نگاہوں سے گھور گھور کر دیکھنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں سرخی تھی اور بہت ہی بھدے طریقے سے آنکھوں میں کاجل لگائے ہوئے تھا۔ مجھے اس کی اس ہیئت پر بڑا تعجب ہوا اور ہنسی بھی آگئی۔ چنانچہ ہنستے ہوئے میں نے دریافت کیا کہ شاہ صاحب! کیا دیکھ رہے ہو؟ خیریت تو ہے؟ یہاں آپ کیسے تشریف لائے؟ اس نے جواب دیا: ''تم حسینوں کے دیدار کے لئے آگیا ہوں۔'' میں نے ہنس کر کہا کہ شاہ صاحب! میں تو کوئی حسین نہیں ہوں' ایک کالا کلوٹا آدمی ہوں۔ یہ سن کر وہ فقیر بڑے جوش میں تڑپ کر بولا کہ میری نظروں سے پوچھو کہ تم کتنے حسین اور پیارے ہو؟ تم تو رسول اللہ ﷺ کے پیارے ہو۔ اسی لئے تو میں تمہارے دیدار کے لئے آیا ہوں۔ مجذوب فقیر کے ان کلمات کو سن کر میری ہنسی ایک دم غائب ہوگئی اور ان کلمات کا میرے قلب پر اتنا اثر ہوا کہ میرا بدن کانپ اٹھا اور رونگٹے کھڑے ہوگئے اور مجھ پر ایسی رقت طاری ہوگئی کہ میری آنکھوں سے آنسو چھلک گئے۔

چائے نہیں پانی پیوں گا

پھر میں نے اس شخص سے خوف کھاتے ہوئے دریافت کیا کہ آپ کے لئے چائے منگالوں؟ تو اس نے کہا: نہیں۔ میں صرف تمہارے ہاتھ سے پانی پینا چاہتا ہوں۔ میں

نے مسجد کے مٹکے سے ایک چمبو پانی منگا کر پیش کر دیا اور وہ پانی پی کر اٹھ کھڑے ہوئے اور چل دیئے مگر مجھ پر گھنٹوں ایک ایسی کیفیت طاری رہی کہ میں اس کی تعبیر کے لئے کوئی لفظ نہیں پاتا ہوں۔ مجھے یقین ہوگیا کہ ضرور یہ کوئی مجذوب ہے جس کے کلام میں اس بلا کی تاثیر ہے کہ اس کے ایک جملے سے میرا بدن لرز اٹھا اور میں نے عزم کر لیا کہ حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ میں اطمینان کے ساتھ اس شخص سے ملاقات کروں گا۔

حدیث شریف پڑھانے والے کا اعزاز

لیکن اس واقعہ کے بعد پچاسوں مرتبہ میں نے درگاہ شریف میں اس شخص کو تلاش کیا مگر وہ نظر نہیں آیا اور آج تک نہیں ملا۔ میں نے اپنے ذہن میں یہ تصور قائم کر لیا کہ شاید میرے درس حدیث سے حضور اکرم ﷺ کو کچھ خوشی ہوئی ہوگی اور اس مجذوب پر اس کا انکشاف ہوا ہوگا۔ اس لئے وہ مجھے یہ سنانے کے لئے تشریف لائے تھے۔ چنانچہ اس کے بعد سے ہمیشہ میری یہ تمنا رہی کہ مولیٰ عزوجل تمام عمر مجھے درس حدیث کی خدمت کا شرف عطا فرماتا رہے اور کاش میرے آقا حضور اکرم ﷺ مجھ سے خوش ہو جائیں تو پھر میں یقیناً کونین کی سعادتوں سے بہرہ ور ہو کر مقبول بارگاہ الٰہی ہو جاؤں گا اور اگر وہ ایک بار مجھے اپنے دیدار پر انوار کی نعمت بے بہا سے نوازیں تو واللہ میری خوش نصیبی کی معراج ہو جائے اور اگر یہ کہتے ہوئے ۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

میں ان پر نثار ہو جاؤں تو پھر میرے ملک سعادت کا بادشاہ بلکہ شہنشاہ ہو جانے میں کون شک کر سکتا ہے؟ کیا خوب فرمایا مولانا حسن رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے کہ ۔

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ وَهُوَ حَسْبِيْ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (روحانی حکایات)

(50)

جو عبادت ہمہ وقت ہوتی رہتی ہے

انوار قمریہ میں ہے کہ حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دعا مانگی تھی۔ خدایا مجھے ایسا وقت بیت اللہ شریف کے طواف کے لئے نصیب فرما جس وقت میں اکیلا ہی طواف کروں' کوئی اور آدمی نہ ہو۔ چنانچہ ایک دفعہ بہت سخت سردی کا موسم تھا اور سخت بارش شروع ہوگئی۔ انہوں نے خیال فرمایا اتنی سخت سردی اور بارش میں اور کوئی نہیں جا سکے گا۔ اس خیال میں بڑی مشکل سے طواف کے لئے حاضری دی تو دیکھا ایک اژدھا طواف کر رہا ہے۔ بارگاہ رب عزت میں عرض کی' خدایا میں نے دعا مانگی تھی اکیلا ہی طواف کروں لیکن تو نے اسے بھی ساتھ بھیج دیا۔ جواب ملا تو نے تو صرف ایک مرتبہ دعا مانگی تھی اور یہ سو سال سے یہی آرزو رکھتا تھا جو آج پوری ہوئی۔ فرمایا کوئی وقت ایسا نہیں ہوتا جس میں بیت اللہ شریف کا طواف لوگ نہ کر رہے ہوں۔ ہر وقت رات دن طواف کرنے والے موجود رہتے ہیں۔ فرمایا: منظوری ہو تو اس طرح جیسے حضرت خلیل علیہ السلام کے اہل بیت کو نوازا گیا کہ بیت اللہ بھی ان سے تعمیر کروایا۔ سعی ''بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ'' بھی انہی کی سنت تا قیامت جاری فرمائی۔ آب زمزم بھی انہی کے طفیل مقرر فرمایا۔ رمی جمار بلکہ تمام ارکان حج اسی گھرانے کی سنتیں ہیں جو قیامت تک جاری فرمائی ہیں اور خلیل اللہ علیہ السلام کی دعا کا صدقہ ہر موسم کا پھل اور ہر قسم کے میوہ جات ہر وقت وہاں موجود رہتے ہیں حالانکہ ''بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ'' کے الفاظ سے ایسے میوہ جات کا وہاں ہونا ناممکن معلوم ہوتا

Scanned with CamScanner

تھا۔

یادگار صفی و خلیل علیہما السلام

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال حج آدم فطاف بالبیت سبعا فلقیتہ الملائکۃ فقالوا برحجک یا آدم انا قد حججنا ہذا البیت قبلک بالفی عام قال فما کنتم تقولون فی الطواف؟ قالوا کنا نقول سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر قال آدم فزید وافیہا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ‘قال فزادت الملائکۃ فیہا ذالک الخ ۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کا حج کیا‘ سات چکر لگائے تو ان سے فرشتوں نے ملاقات کی اور کہا تیرا حج بہت اچھا ہوا ہے‘ اے آدم! ہم نے اس بیت اللہ کا دو ہزار سال تم سے پہلے حج کیا ہے۔ فرمایا: تم کیا پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم پڑھتے ہیں: سبحان اللہ‘ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر تو فرمایا: اس میں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ بھی بڑھا لو تو انہوں نے یہ زیادہ کر لیا‘ پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے طواف کیا‘ اس کے بنانے کے بعد تو طواف میں انہیں فرشتوں نے ملاقات کی اور سلام پیش کیا‘ ان سے ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: تم طواف میں کیا پڑھتے ہو تو انہوں نے بتایا پہلے ہم سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھتے تھے‘ ہمیں آدم علیہ السلام نے اس میں زیادہ کرنے کو فرمایا۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: فزید وافیہا العلی العظیم تو اس میں انہوں نے العلی العظیم بھی ملا لیا۔

(اخبار مکہ حصہ دوم ص ۱۳)

(51)

حیرت انگیز انکشافات

دنیا میں ایسی دس چیزوں پر فخر کیا جاتا ہی جو آخرت میں کچھ بھی فائدہ نہیں دیتیں اور وہ یہ ہیں (۱) مال (۲) اولاد (۳) خوبصورتی (۴) فصاحت کلام (۵) عزت (۶) احباب (۷) تابعین (۸) حسب (۹) سفارش (۱۰) حیلہ

☆ دس ایسی چیزیں ہیں جن میں تمام مخلوقات شریک ہیں (۱) موت (۲) حشر (۳) اعمال نامے کا پڑھنا (۴) حساب (۵) میزان (۶) پل صراط (۷) سوال (۸) جزا (۹) بعث اور (۱۰) صور کی آواز سے آدمیوں کا بیہوش ہونا۔

☆ مکہ معظمہ کی ویرانی حبشیوں سے ہوگی۔ بخارا کی بھوک سے کوفہ اور عراق کی ترکوں سے‘ یمن کی ٹڈیوں کی ہمدان کی اہل ویلم سے آرمینہ کی بجلیوں سے جلوان کی‘ ہوا سے بلخ کی‘ پانی سے ترمذ کی‘ طاعون سے مرو کی‘ ریت سے ہرات کی‘ مچھلیوں کی بارش سے یعنی اہل ہرات پر مچھلیاں برسینگی اور وہ اس کو کھائیں گے۔ کرمان کی ایک ایسے لشکر سے جوان کو ہلا دے گا۔ بجستان کی خرابی کندھک کے پہاڑ سے اس طرح ہوگی کہ اس میں آگ لگ جائے گی اور اس کو جلا دے گی۔ سندھ و ہند کی رنگیوں کے قتل سے یعنی سندھیوں اور ہندیوں کو زنگی اس لئے مار ڈالیں گے کہ یہ آزاد آدمیوں کی بیع کرتے تھے۔ شمر فرغانہ وشاش وایلاق وخوارزم پس ان کو بنوقنطورا نے قتل کیا تھا اور وہ سب گدھے کی لاش کی طرح مسخ ہو گئے اور بنوقنطورا یا حبشی ہیں یا قنطورا حضرت شاہ ابراہیم کی لونڈی کا نام تھا اور اسی کی نسل سے ترک ہیں۔ واللہ اعلم۔

☆ بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ان کی موجودہ صورت میں پیدا کیا تو درندے اور وحشی جانوروں اور پرندوں اور مچھلیوں نے تعجب کیا اور ایک نے دوسرے سے کہا کہ تم سب الگ الگ ہو جاؤ اس لئے کہ یہ مخلوق یعنی انسان تم سب پر غالب ہوگا اور جانوروں میں باہم دوستی تھی اور مچھلیاں عجائبات دریا سے خشکی کے جانوروں کو خبر دیتی تھیں اور یہ خشکی کے حالات ان سے بیان کرتے تھے۔ پس ان جانوروں نے باہم تعلق قطع کر ڈالا۔ درندے میدان کی طرف بھاگے۔ وحشی جانور پہاڑوں کی طرف۔ حشرات الارض یعنی کیڑے مکوڑے زمین کے سوراخوں کی جانب اور پرندے گھونسلوں کی طرف اور مچھلیاں دریاؤں کی تہ کی طرف نکل بھاگیں۔

☆ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بیشک انسان بلوع (بے صبرا) پیدا کیا گیا۔ علامہ تبری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بلوع ایک جانور ہے جو کوہ قاف کے پیچھے رہتا ہے اور ہر روز سات میدانوں کی ہری گھاس کھا جاتا ہے اور سات دریاؤں کا پانی پی جاتا ہے۔ دوسرے دن کے رزق کے غم میں رات کاٹتا ہے اور روایت ہے کہ وہ جانور ہر روز تین سبزہ گاہ جو دنیا کے برابر مشرق سے مغرب تک ہیں۔ ان کو کھا جاتا ہے اور اسی کی مثل پانی پیتا ہے اور عشاء کے وقت اپنے دو ہونٹوں میں سے ایک دوسرے پر مارتا ہے اور بند کرتا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے امت محمدیہ کی ضیافت

بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چاہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے واسطے قیامت تک کے لئے کوئی چیز بطور ضیافت دیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا: آپ اس پر قادر نہیں ہو سکتے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے معبود تو میرا حال جانتا ہے اور تو میرے سوال کے قبول کرنے پر قادر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے اس کو قبول فرمایا اور جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ایک مٹھی جنت سے کافور لائیں اور وہ اس کو لے کر کوہ قبیس پر چڑھ جائیں اور اس کو آسمان اور زمین کے درمیان میں پھونک دیں۔ چنانچہ انہوں نے

ایسا ہی کیا۔ پس وہ زمین میں منتشر ہو گیا اور جس مقام میں اس کافور سے کچھ بھی گرا وہ مقام قیامت تک کے واسطے نمک ہو گیا۔ چنانچہ زمین میں جس قدر نمک ہے وہ سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ضیافت سے ہے۔

مخلوقات کی روزیاں

اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی روزیاں پیدا کیں اور ان کا اندازہ کیا اور ان کے اسباب بیان فرمائے۔ چنانچہ ایک قسم کی روزی پانی میں پیدا کی اور اگر وہ اس سے باہر نکلے تو البتہ مر جائے اور ایک قسم کی روزی خشکی میں بنائی کہ اگر وہ دریا میں داخل ہو تو ضرور مر جائے اور ایک قسم کا رزق شہد سے بنایا جیسے بعض جن کہ وہ ہمارے کھانوں کی خوشبو سونگھ کر زندہ رہتے ہیں اور ان کے جانور ہمارے جانوروں کی لید گوبر کی بو سے زندہ رہتے ہیں اور ایک قسم کی روزی انسان کے جسموں میں بنائی جیسے جوئیں وچھر اور ایک قسم کی روزی سنگریزوں سے بنائی۔ جیسے مرغ سنگ خوار اور ایک قسم کا رزق خون سے بنایا جیسے پیٹ کے بچے اور ایک قسم کی روزی گھاس سے بنائی جیسے گھوڑے اور ایک قسم کا رزق اللہ کی محبت ہے اور وہ عارفان خدا ہیں اور ایک قسم کی روزی ذکر الٰہی ہے اور وہ فرشتے ہیں اور ایک قسم کا رزق کیڑے ہیں مثلاً ہدہد۔ سبحان الحکیم القدیر۔ (قلیوبی)

Scanned with CamScanner

(52)

ایک روٹی جو صدقہ میں دی گئی

حضرت سیّدنا سالم ابو جعد علیہ الرحمۃ سے منقول ہے۔ حضرت سیّدنا صالح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کا ایک جھگڑالو شخص لوگوں کو بہت تنگ کیا کرتا تھا۔ جب لوگ اس کی ایذا رسانیوں سے بہت زیادہ تنگ ہوئے تو حضرت سیّدنا صالح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی، ''حضور اس شخص کے لئے بددعا کیجئے' ہم اس سے بہت تنگ آچکے ہیں''۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''جاؤ ان شاء اللہ عزوجل'' تمہیں اس کے شر سے خلاصی مل جائے گی''۔ لوگ واپس چلے گئے۔ وہ شخص روزانہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتا اور انہیں بیچ کر اس کا اور اس کے اہل وعیال کا گزر بسر ہوتا۔ حسب معمول اس دن بھی وہ جنگل گیا' اس کے پاس دو روٹیاں تھیں۔ ایک خود کھالی اور دوسری صدقہ کر دی۔ پھر لکڑیاں کاٹ کر صحیح وسالم واپس گھر چلا آیا۔ لوگوں نے جب اسے صحیح وسالم آتا دیکھا تو حضرت سیّدنا صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کی: ''حضور! وہ شخص صحیح وسالم ہے' ابھی تک اس پر کسی قسم کی کوئی مصیبت نازل نہیں ہوئی''۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس شخص کو بلا کر فرمایا: ''اے نوجوان! آج تو نے کون سا نیک کام کیا ہے؟'' کہا: ''آج حسب معمول جب میں جنگل گیا تو میرے پاس دو روٹیاں تھیں ایک میں نے کھالی اور دوسری صدقہ کر دی۔ اس کے علاوہ تو کوئی اور نیک کام مجھے یاد نہیں''۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''لکڑیوں کا گٹھا کھولو! جب گٹھا کھولا تو اس میں کھجور کے تنے جتنا موٹا بہت ہی زہریلا سیاہ اژدہا موجود تھا۔ حضرت سیّدنا صالح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: اے شخص! تجھے اس خطرناک زہریلے اژدھے سے تیری صدقہ کی ہوئی ایک روٹی نے بچالیا''۔ (عیون الحکایات)

(53)

شوہر کو بیوی کا صدقہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا بڑی مالدار خاتون تھیں۔ فرماتی ہیں کہ ایک دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہم نے سنا:

''تَصَدَّقْنَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ''

''اے عورتوں کی جماعت! صدقہ اور خیرات کیا کرو' اگرچہ اپنا زیور (فروخت کر کے) ہی کیوں نہ ہو''۔

کہتی ہیں کہ میں اپنے خاوند عبداللہ بن مسعود کے پاس آئی اور کہا: آپ محتاج ہیں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ وخیرات کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ مسئلہ دریافت کریں۔ اگر یہ صدقہ میں آپ پر کروں اور یہ کفایت کر جائے تو ٹھیک ورنہ میں یہ صدقہ دوسروں کو دیا کروں گی۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: تم ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ مسئلہ پوچھو۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: چنانچہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی طرف چل دی' وہاں دروازے پر ایک انصاری عورت کھڑی تھی۔ میں نے جب اس سے پوچھا کہ تم یہاں کیا لینے آئی ہو تو اس کا مسئلہ بھی میرے ہی جیسا تھا۔ اب احترام کے باعث ہم باہر کھڑی ہو گئیں کہ اندر جانے کی جرات کون کرے۔ اتنے میں گھر سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ باہر نکلے۔

Scanned with CamScanner

دوہرا ثواب

ہم نے موقع غنیمت جانا اور ان سے کہا کہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنا چاہتی ہیں کہ کیا وہ اپنا صدقہ اور خیرات اپنے شوہروں کو دے سکتی ہیں اور اسے اپنے زیر پرورش یتیموں پر خرچ کر سکتی ہیں اور ساتھ ہی ان سے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے بارے میں نہ بتانا کہ ہم کون ہیں۔

فرماتی ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور مسئلہ دریافت کیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ جو دو عورتیں دروازے پر ہیں کون کون ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: ایک تو انصاری عورت ہے اور دوسری زینب ہے۔ آپ نے فرمایا: ''ای الزیانب'' ''کونسی زینب؟'' حضرت بلال نے عرض کیا: عبداللہ بن مسعود کی بیوی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''لَهُمَا اَجْرَانِ: اَجْرُ الْقَرَابَةِ وَاَجْرُ الصَّدَقَةِ''

''ان کے لئے دہرا اجر وثواب ہے، ایک تو قرابت داروں سے حسن سلوک کا اور دوسرا صدقہ وخیرات کرنے کا''۔

(بخاری 1466، مسلم 1000)

(54)

شہید کبھی نہیں مرتا

حاکم نے بروایت صحیحہ بیان کیا ہے اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اپنی سند سے روایت کیا، عبداللہ نے بیان کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء احد کی زیارت کی اور کہا کہ اے اللہ! تیرا بندہ اور نبی گواہی دیتا ہے کہ یہ شہداء ہیں اور جس نے ان کی زیارت کی یا ان کو سلام کیا تو یہ قیامت تک اس کا جواب دیتے رہیں گے۔

المستدرک (حاکم) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 31، دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 307، کنز العمال (علی متقی) جلد نمبر 10 صفحہ نمبر 382، سبل الہدی والرشاد (صالحی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 253، الخصائص الکبری (سیوطی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 363، خلاصۃ الوفاء (سمہودی) صفحہ نمبر 265 (الفصل السادس فی فضل احد)

☆ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال شہداء احد کی قبور کی زیارت کو تشریف لے جاتے تھے جب گھاٹی پر پہنچتے تھے تو با آواز بلند فرماتے:

''سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ''

یہی معمول ابوبکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم کا رہا ہے اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی آ کر دعا کرتی تھیں اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی آ کر سلام کرتے تھے اور اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے تھے کہ ان حضرات کو سلام کرو جو تمہارے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

(دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 308، مصنف عبدالرزاق جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 573، کتاب المغازی (واقدی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 267، السیرۃ النبویۃ (ابن کثیر) جز

Scanned with CamScanner

نمبر3 صفحہ نمبر90 'البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) جلد نمبر4 صفحہ نمبر51 'شرح البخاری (ابن بطال) جلد نمبر5 صفحہ نمبر297 'عمدۃ القاری (بدرالدین عینی) جلد نمبر12 صفحہ نمبر277 'تخریج الاحادیث والاثار الواقعۃ فی تفسیر کشاف (الزیلعی) جلد نمبر2 صفحہ نمبر189)

☆ مالک نے عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ سے روایت کیا ہے: ان کو معلوم ہوا ہے کہ عمرو بن جموع اور عبداللہ بن عمرو کی قبروں کو سیلاب نے کھول دیا۔ دونوں ایک ہی قبر میں دفن تھے اور جنگِ احد میں شہید ہوئے تھے تو لوگوں نے ان کو کھودا کہ دوسری جگہ منتقل کر دیں تو ایسا معلوم ہوا کہ ان کو ابھی کسی نے دفن کیا ہے۔ ان میں سے ایک اپنے زخم پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ ہاتھ کو ہٹایا گیا مگر انہوں نے پھر وہیں رکھ لیا حالانکہ یہ واقعہ غزوۂ احد کے چھیالیس سال بعد کا ہے۔

موطا امام مالک کتاب الجہاد باب احراز من اسلم من اھل الذمۃ الذکرۃ (قرطبی) صفحہ نمبر184 'جامع الاصول (ابن اثیر) حدیث نمبر8636 'اسد الغابہ (ابن اثیر) ترجمہ عبداللہ بن حرام 'سیر اعلام النبلاء (ذہبی) جلد نمبر1 صفحہ نمبر255 'الاصابۃ (عسقلانی) جلد نمبر4 صفحہ نمبر189 'مرقاۃ (علامہ علی قاری) کتاب الجنائز باب دفن المیت 'خلاصۃ الوفا (سمہودی) الباب الخامس الفصل السادس فضل احد والشہداء بہ 'اھوال القبور (ابن رجب) فصل ما شوہد من نعیم اہل القبر 'شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر132 'تفسیر الکشف والبیان تحت سورۃ آل عمران آیت نمبر169 'تفسیر ثعالبی تحت سورۃ آل عمران آیت نمبر6

مزید وضاحت یہ ہے کہ: جب ان کا ہاتھ ہٹایا گیا تو خون بہہ نکلا پھر جب ہاتھ رکھا گیا تو خون بند ہو گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں ارادہ کیا گیا کہ یہاں سے پانی گزارا جائے تو اعلان کر دیا گیا کہ جس کا ساتھی دفن ہے وہ آ جائے تو لوگ آئے اور اپنے مردوں کو دیکھا تو وہ بالکل تر و تازہ تھے۔ حتیٰ کہ ایک شخص کے پھاوڑا لگ گیا تو خون بہہ نکلا۔

دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر3 صفحہ نمبر352 'کتاب المغازی (واقدی) باب استشہاد عمرو بن الجموح 'الطبقات الکبریٰ (محمد بن سعد) جلد نمبر3 صفحہ نمبر562 'عیون الاثر (ابن سید الناس) جلد نمبر1 صفحہ نمبر428 'البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر) جلد نمبر4 صفحہ نمبر49 'الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر1 صفحہ نمبر370 'سبل الھدیٰ والرشاد (صالحی) جلد نمبر4 صفحہ نمبر252 'شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر132

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: اسی طرح حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے ایک نہر جاری کرنے کا حکم دیا تو انہیں بتایا گیا کہ راستے میں شہدائے احد کی قبریں ہیں اور ان کو راستے سے ہٹائے بغیر یہ ممکن نہیں ہو سکے گا۔ انہوں نے ان قبور کی منتقلی کے احکامات جاری کر دیئے۔

خون جاری ہو گیا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے شہدائے کرام کے جسموں کو دیکھا کہ لوگ ان کو کندھوں پر اٹھا کر لے جا رہے تھے اور وہ ایسے محسوس ہو رہے تھے جیسے سو رہے ہوں۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں کے ایک طرف بیلچہ لگ گیا تو وہاں سے خون پھوٹ کر جاری ہو گیا۔

الطبقات الکبریٰ (ابن سعد) جلد نمبر3 صفحہ نمبر11 'انساب الاشراف (بلاذری) الجزء الرابع باب حمزۃ 'صفۃ الصفوۃ (ابن جوزی) جلد نمبر1 صفحہ نمبر377 'کشف الغمہ (شعرانی) جلد نمبر1 صفحہ نمبر212 'جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر1 صفحہ نمبر120

☆ حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے اوپر کھڑے تھے جبکہ وہ چہرے کے بل شہید ہو کر گرے پڑے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ

(سورۃ الاحزاب آیت نمبر23)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم پر گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تم قیامت کے دن شہید کی حیثیت سے اٹھو گے۔

شہداء کی زیارت کا حکم

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا:

اے لوگو! ان کی زیارت کیا کرو ان کے پاس آؤ اور سلام بلاؤ اور اس ذات کی قسم

Scanned with CamScanner

جس کے قبضہ میں میری جان ہے قیامت تک جو بھی انہیں سلام بلائے گا یہ اس کا جواب عطا فرمائیں گے۔

الطبقات الکبریٰ (ابن سعد) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 121' مسند ابن الجعد صفحہ نمبر 432' کتاب المغازی (واقدی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 267' المستدرک (حاکم) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 271' المعجم الکبیر (طبرانی) جلد نمبر 20 صفحہ نمبر 364' المعجم الاوسط (طبرانی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 97' حلیۃ الاولیاء (ابونعیم) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 108' دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 284' اسد الغابہ (ابن اثیر) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 207' السیرۃ النبویہ (ابن کثیر) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 89' البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 51' الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 363' شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 84' کنز العمال (علی متقی) جلد نمبر 10 صفحہ نمبر 381

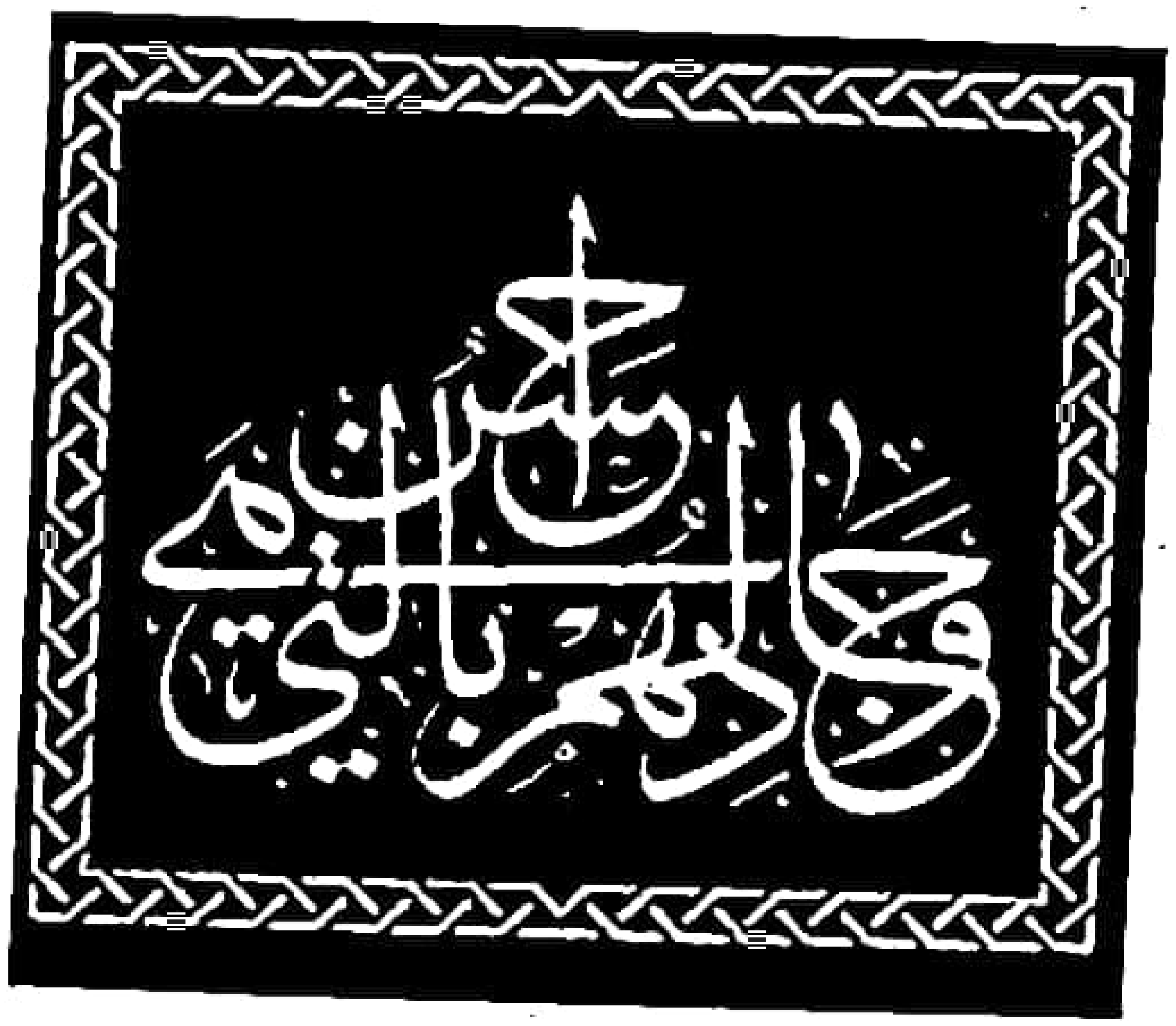

(55)

ایک کراماتی تسبیح

شاہ احمد شرعی رحمۃ اللہ علیہ بڑے ہی متبحر عالم اور تمام علوم عقلیہ ونقلیہ کے جامع تھے۔ صاحب کشاف نے اہل سنت و جماعت پر طعن کرتے ہوئے اعتراضات کیے تھے۔ آپ نے ان کا جواب لکھا ہے۔ بہت ہی صاحب کمالات تھے۔ ان کے شاگرد رشید عبدالغنی سپتی کا بیان ہے کہ جب میں ان کی خدمت میں پڑھتا تھا اس وقت ان کی عمر چھیانوے سال تھی مگر وہ تیراندازی میں ایسے نشانہ باز تھے کہ ایک دن تیراندازی کر رہے تھے۔ ایک تیر نشانہ پر لگا۔ کہنے لگے اگر تم لوگ کہو تو جس تیر کو چھوڑوں اس کو پہلے تیر کے منہ میں بند کردوں۔ چنانچہ دو تین تیروں کو اس طرح چھوڑ کر دکھایا پھر کہنے لگے کہ تیر ضائع ہوتے ہیں اور اسراف ہوتا ہے۔ ورنہ میں سارے تیروں کو ایک دوسرے میں پیوست کردیتا۔

آپ علم دعوت میں بھی یکتائے دہر تھے۔ ہر جمعہ کو اس علم کی قوت تصرف سے بادشاہ کو اپنے پاس بلا لیتے تھے اور مسلمانوں کی حاجت روائی کرواتے تھے۔ آپ کے پاس ایک تسبیح تھی جس کے پہلے دانہ کو حرکت دینے سے بادشاہ کو آپ کی ملاقات کا جذبہ پیدا ہوتا تھا' اور دوسرے دانہ کے ہلانے سے بادشاہ روانگی کا عزم کرلیتا تھا پھر سوار ہوجاتا تھا یہاں تک کہ عدد معین کے پورا ہونے پر بادشاہ آپ کی خدمت میں آموجود ہوتا تھا۔ ایک دن آپ وضو کے لئے گئے کہ آپ کے غلام نے اس تسبیح کے دانوں کو پھرانا شروع کردیا۔ چنانچہ دانوں کی معین تعداد پوری ہوتے ہی بادشاہ ناگاہ آپ کے دروازے پر

پہنچ گیا۔ آپ اس وقت طہارت خانے میں تھے۔ حیران ہو گئے کہ کیا سبب ہے کہ آج بادشاہ خلاف معمول کیوں چلا آیا؟ پھر معلوم ہوا کہ غلام نے تسبیح کے دانوں کو اتفاقی طور پر پھرا دیا تھا اور بادشاہ کے آنے کا یہی سبب ہوا۔ چندیری آپ کا وطن تھا اور ۹۲۸ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ (اخبار الاخیار ص ۲۲۶)

دورِ حاضر کے علماء کے لئے

دور ماضی کے علماء سلف کا یہ ذوق تھا کہ وہ مختلف علوم میں ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ کسی نہ کسی فن میں بھی کمال حاصل کرتے تھے۔ چنانچہ بہت سے اکابر علماء کی سوانح حیات کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ کوئی شہسواری میں یکتائے زمانہ تھا تو کوئی تیر اندازی ونشانہ بازی میں فرید دہر تھا بعض شمشیر زنی اور بنوٹ کے فن میں درجۂ کمال کو پہنچے ہوئے تھے تو کچھ لوگ اعلیٰ درجے کے تیراک تھے۔ اسی طرح بعض علماء خطاطی وخوشنویسی کے ماہر ہوئے اور بعض نے نجاری اور لوہاری کے فن میں کمال حاصل کیا۔ الغرض دور سابق کے علماء ریاضت اور فن سپہ گری اور مختلف صنعتوں میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ اسی لئے ان بزرگوں کی تندرستی وصحت اور جسمانی طاقت قابل رشک ہوا کرتی تھی اور کسی نہ کسی صنعت میں کمال ہونے کی وجہ سے ہنر مند ہوا کرتے تھے۔ نہ کسی امیر و مالدار کے دست نگر ہوا کرتے تھے۔ مگر آج کل تو علماء اور عوام دونوں کا ذوق اس قدر بدل گیا بلکہ بگڑ گیا کہ فن سپہ گری، بنوٹ وغیرہ اور صنعت وحرفت کو علماء کرام کے لیے ایک بہت بڑا عیب شمار کیا جانے لگا۔ چنانچہ اس زمانے میں وہی مولوی بڑا محترم سمجھا جاتا ہے جو کبھی ایک قدم بھی پیدل نہ چلے اور دن رات مسند پر سر جھکائے اور نگاہیں نیچی کیے ہوئے بیٹھا رہے اور چند کتابیں پڑھ لینے کے بعد کسی مسجد یا مدرسہ کی نوکری، یا وعظ گوئی یا پیری مریدی کے سوا اور کسی کام کا نہ رہے۔

وہ عالم مجبور ہوئے تو عالم آزاد

مگر میں ہمیشہ اس بدذوقی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتا رہا اور جب تک

دم میں دم ہے اور ہاتھ میں قلم ہے اس کے خلاف بولتا اور لکھتا رہوں گا کہ فن سپہ گری، شمشیر بازی، بندوق چلانا، ورزش کرنا، لاٹھی پھرانا اور بنوٹ کی مشق کرنا ہرگز ہرگز طبقۂ علماء کی شان کے خلاف نہیں ہے۔ نہ عقلاً وشرعاً واخلاقاً علماء کے لئے یہ کوئی معیوب بات ہے۔ اسی طرح کوئی صنعت وحرفت سیکھ کر رزق حلال حاصل کرنے کے لئے کسی کاریگری کو اپنا پیشہ بنالینا ہرگز ہرگز اہل علم کے لئے عار یا عیب کی چیز نہیں۔ لہٰذا نوجوان علماء کو میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ وہ ورزش اور فن سپہ گری ضرور سیکھیں اور محنت ومشقت کے عادی بن کر سپاہیانہ زندگی بسر کریں اور علم دین کے ساتھ ساتھ کوئی نہ کوئی صنعت وحرفت بھی ضرور سیکھ لیں۔ تاکہ صحت وتندرستی بھی قائم رہے اور کسب معاش میں کسی نوکری یا گداگری کے محتاج نہ رہیں اور اس معاملہ میں ہرگز ہرگز جاہلوں کے طعن وتشنیع کی پروانہ کریں بلکہ اپنی محنت وگرم رفتاری اور اپنی خود اعتمادی وخودداری کا ایسا جوہر دکھائیں کہ جہاں کی نظروں میں علماء کا وقار واقتدار انتہائی بلند سے بلند تر ہو جائے اور علماء کا عمل وکردار قابل تقلید و لائق اعتبار کارنامہ شمار کیا جانے لگے۔ شاعر مشرق نے جوانوں کو جھنجھوڑتے ہوئے کیا خوب پیغام عمل دیا ہے کہ۔

اس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی — ہو جس کے جوانوں کی خودی صورت فولاد
ناچیز جہان مہ و پرویں ترے آگے — وہ عالم مجبور ہے، تو عالم آزاد
شاہیں کبھی پرواز سے تھک کر نہیں گرتا — پُر دم ہے اگر تو، تو نہیں خطرۂ افتاد

(روحانی حکایات)

Scanned with CamScanner

(56)

یہ شان ہے خدمتگاروں کی......

انوار قمریہ میں ہے کہ حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام تو درکنار اولیاء اللہ کو بھی اپنی موت کا علم اور وقت وصال معلوم ہوتا ہے۔ حضرت ثانی صاحب پیر سیال رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے۔ اتنے بیمار ہوئے کہ تمام غلام اور اہل خاندان گھبرا گئے۔ ایک غلام آپ کا بہاول بخش قصاب ہوتا تھا۔

(بہاول بخش قصاب بھیرہ کا باشندہ تھا جس کی اولاد آج بھی سیال شریف میں موجود ہیں' الحاج رحمۃ اللہ علیہ الحاج عنایت اللہ الحاج محمد عبداللہ الحاج درویش صاحب مدنی تو کافی عرصہ سے مدینہ شریف ہی میں مقیم ہیں جن کا نام ہدایت اللہ ہے۔ میں نے (غلام حسن نے ان کی نہ صرف زیارت کی بلکہ عیدالفطر کے دن ان کی رہائش پہ خطاب کا موقع بھی ملا۔ الحمدللہ)

وہ جلال پور شریف گیا' اس وقت (حیدر علی) حیدر شاہ صاحب جلال پوری مصلیٰ پر بیٹھے تھے' جاتے ہی مصلیٰ پر گر پڑا اور کہنے لگا تجھے پیر سیال رحمۃ اللہ علیہ نے بہت نوازا ہے اور آج ثانی صاحب مرض شدید میں مبتلا ہیں۔ دعا کرو تاکہ اللہ تعالیٰ کرم فرمائے۔ حیدر شاہ صاحب کھڑے ہو گئے۔ اپنی بائیں طرف سیال شریف کی جانب چند قدم چلے دوسری بار پھر چند قدم اسی طرف چل کر مصلیٰ پر پہنچتے ہی فرمایا: میری عمر سے دو سال باقی تھے جو میں نے اپنے پیر کو نذرانہ دے دیئے ہیں۔ جب بہاول بخش قصاب واپس سیال شریف پہنچا تو ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ شفایاب ہو گئے اور حیدر شاہ صاحب رحمۃ اللہ

علیہ کو اسی وقت بخار آیا اور تیسرے روز ان کا وصال ہو گیا۔ سبحان اللہ اولیائے کرام کی کیا شان اور کتنا اختیار ہے' اپنی عمر سے دوسرے کو دے دینا انبیاء کرام کی سنت ہے۔ ملاحظہ ہو مشکوٰۃ شریف باب الایمان بالقدر کہ آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ نے اپنی عمر سے چالیس سال حضرت داؤد علیہ السلام کو دے دیئے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد برحق ہے جو آپ نے فرمایا: علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور اصل علماء تو اولیاء کرام ہی ہیں۔

(انوار قمریہ ص۲۸۹۔۲۹۰)

Scanned with CamScanner

(57)

یوم عاشورہ واقعات کی روشنی میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں جبرائیل علیہ السلام کا پہلی بار اترنا عاشور اورمحرم کے دن تھا اور اسی دن آسمان اور زمین۔ لوح محفوظ۔ قلم۔ جبرئیل۔ فرشتے۔ پہاڑ۔ ستارے۔ براق۔ سیاہ چشم حوریں۔ عرش۔ درخت طوبیٰ۔ رحمت کی قسمت۔ حضرت آدم وحوا علیہم السلام کی خلقت اور ان کا جنت میں داخل ہونا۔ اللہ کا آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کرنا۔ حضرت ادریس علیہ السلام کا آسمان پر اٹھانا۔ نوح علیہ السلام کی ولادت اور ان کی کشتی کا کوہ جودی پر قائم ہونا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ۔ ملک سلیمان علیہ السلام ولادت یونس علیہ السلام اور اندھیروں سے ان کی نجات' اپنی قوم سے بلاء کا دور کرنا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنانا اور آگ سے ان کی نجات۔ بناء کعبہ کی ابتداء۔ حضرت اسحٰق علیہ السلام واسمٰعیل علیہ السلام کی پیدائش اور اسمٰعیل علیہ السلام کے بدلے دنبہ کی قربانی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس واپس آنا اور یوسف علیہ السلام کا کنوئیں سے اور قید خانہ سے نکلنا اور زلیخا سے نکاح ہونا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت اور ان کا آسمان پر اٹھانا۔ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک روایت میں ولادت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنا اور ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ میں داخل ہونا اور ولادت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا وحسن رضی اللہ عنہ وحسین رضی اللہ عنہ ولادت حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کا ان سے کلام کرنا اور ان کا دریا میں ڈالا جانا اور حضرت شعیب

علیہ السلام کی صاحبزادی سے ان کا نکاح ہونا۔ فرعون کا غرق اور بنی اسرائیل کی نجات ہونا مصریوں کی عید کا دن۔ یہ تمام واقعات محرم کی دسویں تاریخ کو وجود میں آئے۔

دس محرم ان سب واقعات کی یاد دلاتا ہے

یہ وہ واقعات ہیں جن کو بعض مورخوں نے ذکر کیا ہے پس اس کی طرف رُجوع کرنا چاہئے لیکن کئی دانوں کو ملا کر پکانا جو مصر میں مشہور ہے پس اس کی اصل یہ ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام طوفان سے فارغ ہوئے تو دانوں میں سے جو کچھ ان کے ساتھ باقی تھے وہ سات قسم کے دانے تھے۔ باقلا وجو گیہوں وپیاز ومسور وچنا اور چاول چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے اس کو ملا کر پکایا اور وہ عاشور محرم کا دن تھا اور محرم کی دسویں کو روزہ رکھنا اور صدقہ دینا اور غسل کرنا اور سرمہ لگانا اور یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور علماء کی ملاقات کرنا اور نماز پڑھنا اور اپنے اہل وعیال پر کھانے میں وسعت کرنا اور ناخن کٹوانا اور ایک ہزار بار سورۂ اخلاص پڑھنا مستحب ہے اور مؤلف قلیوبی کہتے ہیں کہ ان باتوں کو میں نے خود اپنے قول سے نظم کیا ہے۔ شعر زر عالما وصم وتصدق واکتحل الخ یعنی عالم کی ملاقات کرو اور روزہ رکھو اور صدقہ کرو اور سرمہ لگاؤ اور اپنے بال بچوں کو وسعت سے کھلاؤ پلاؤ اور نماز پڑھو اور غسل کرو اور یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرو اور ناخن کٹواؤ اور ہزار مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھو اور عاشورہ کا روزہ حضرت نوح علیہ السلام وموسیٰ علیہ السلام نے رکھا ہے اور علماء نے فرمایا: اس دن کا روزہ حشرات الارض نے بھی رکھا ہے۔

بیان کرتے ہیں کہ ایک قیدی عاشورہ کے دن کافروں سے بھاگا چنانچہ کفار اس کی تلاش میں روانہ ہوئے اور اس کو پا گئے۔ پس اس کے اور کفار کے درمیان رات حائل ہوئی۔ جب مفرور شخص کو یہ معلوم ہوگیا کہ وہ گرفتار ہوگیا تو اس نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا: اے معبود اس مبارک دن کی حرمت کے طفیل میں مجھے ان کافروں سے نجات دے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کفار کی آنکھوں کو اس کی طرف سے اندھا کر دیا حتیٰ کہ وہ ان سے بچ گیا اور وہ شخص اس دن روزہ سے تھا۔ پس اس نے کوئی ایسی چیز نہیں پائی کہ جس

Scanned with CamScanner

سے افطار کرے چنانچہ وہ سو گیا اس کے بعد ایک فرشتہ اس کے پاس آیا اور اس کو پانی پلایا۔ اس کے بعد وہ بیس برس تک زندہ رہا مگر اس کو کھانے اور پانی کی احتیاج نہیں ہوئی۔

جمعۃ المبارک کی فضیلت

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجا تو اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری کرے گا۔ ستر حاجتیں تو آخرت کی حاجتوں سے ہوں گی اور تیس دنیا کی حاجتوں سے ہوں گی اور جو درود مجھ پر بھیجتا ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر فرماتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس درود کو میری قبر میں داخل کرتا ہے جس طرح تم پر ہدیے داخل کیے جاتے ہیں اور فرشتہ مجھے درود بھیجنے والے کے نام کی اطلاع دیتا ہے پس میں اس کو سفید صحیفہ میں اپنے پاس ثابت رکھتا ہوں اور قیامت کے دن اس کی جزا اس کو دلاؤں گا۔

(انوار محبوبی ترجمہ نوادر قلیوبی)

کبھی نہ ٹوٹنے والا حصار بن جاؤں
تو میری ذات میں رہنے کا فیصلہ تو کر

(58)

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان

حضرت سیّدنا ابو عبدالرحمٰن سلمی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ حضرت سیّدنا منصور بن عبداللہ اصبہانی قدس سرہ الربانی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوالخیر اقطع رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ایک مرتبہ جب میں مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفا و تعظیما گیا تو مسلسل پانچ دن کا فاقہ تھا، پانچ دن سے ایک لقمہ بھی نہ کھایا تھا اب جان لبوں پر آ چکی تھی۔ چنانچہ میں حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوا۔ آپ کے روضۂ مبارکہ کے سامنے کھڑے ہو کر سلام عرض کیا پھر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا صدیق اکبر اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو سلام عرض کیا پھر پیارے آقا، مدینے والے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں فریاد کی: ''میرے آقا! میرے سردار صلی اللہ علیہ وسلم! آج رات میں آپ کا مہمان ہوں''۔

اتنا کہہ کر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف کے پیچھے جا کر سو گیا۔ سر کی آنکھیں تو کیا بند ہوئیں، دل کی آنکھیں کھل گئیں، میرا سویا ہوا نصیب جاگ اٹھا، میرے مشکل کشا آقا اپنے غلام کی حالت زار دیکھ کر مشکل کشائی کے لئے تشریف لے آئے۔ خواب میں پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ کے دائیں جانب امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق، بائیں طرف امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور آپ کے سامنے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حاضر تھے۔

Scanned with CamScanner

مرادیں مانگنے سے پہلے ملتی ہیں مدینے میں

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے مجھے بیدار کیا اور فرمایا: ''اٹھو! دیکھو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں''۔ اتنا سنتے ہی میں اپنے رحیم وکریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑ پڑا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک پیشانی کا بوسہ لیا۔ پیارے آقا' مدینے والے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک روٹی عطا فرمائی اور تشریف لے گئے۔ میں نے ابھی آدھی روٹی ہی کھائی تھی کہ آنکھ کھل گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کردہ بقیہ آدھی روٹی میرے ہاتھ میں موجود تھی''۔

(عیون الحکایات)

مرادیں مانگنے سے پہلے ملتی ہیں مدینہ میں ہجوم جود نے روکا ہے' بڑھنا دستِ حاجت کا
غنی ہے دل' بھرا ہے نعمت کونین سے دامن گدا ہوں میں فقیر' آستان خود بدولت کا
حسن سرکار طیبہ کا عجب دربار عالی ہے در دولت پہ اک میلا لگا ہے اہل حاجت کا

(سبحان اللہ عزوجل! ہمارے پیارے آقا' مدینے والے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود آکر روٹی عنایت فرمائی اور اپنے دیوانے کی کس طرح مشکل کشائی فرمائی۔ ہمارے پیارے آقا' مدینے والے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ رب العزت نے بے شمار اختیارات عطا فرمائے' جس طرح آپ وصال ظاہری سے قبل لوگوں کی رہنمائی ومشکل کشائی فرماتے تھے۔ بعد از وصال بھی رب قدیر کی عطا سے اپنے غلاموں کی مشکلیں حل کرتے ہیں۔

رب ہے معطی' یہ ہیں' قاسم رزق اس کا ہے' کھلاتے یہ ہیں
ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا پیتے ہم ہیں' پلاتے یہ ہیں

اللہ رب العزت ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت عطا فرمائے۔ جنت البقیع میں مدفن اور جنت الفردوس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوس عطا فرمائے۔

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

(59)

حاتم طائی کی بیٹی سفانہ دربارِ نبوت میں

حاتم طائی کو کون نہیں جانتا؟ اس کی سخاوت کے قصے زبان زد خاص وعام ہیں۔ اس کا تعلق قبیلہ طے سے تھا۔ مدینہ منورہ سے چار ساڑھے چار سو کلومیٹر شمال مشرقی جانب موجود شہر حائل کے قریب اس قبیلہ کا مسکن تھا۔ اسلام کیخلاف قبائل سازشیں کرتے رہتے تھے۔ ان کی سرکوبی کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم گاہے بگاہے چھوٹے بڑے لشکر ارسال کرتے رہتے۔ قبیلہ بنی طے کی طرف حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک لشکر بھیجا گیا کیونکہ ان کی طرف سے کسی وقت بھی حملے کا خطرہ تھا۔ حاتم طائی خود تو فوت ہو چکا تھا اور اب قبیلہ طے کا سردار اس کا بیٹا عدی تھا جو اسلام دشمنی میں پیش پیش تھا۔ مسلمانوں کا لشکر جب اچانک ان کی بستی پر حملہ آور ہوا تو عدی گھبرا گیا اور شام کی طرف بھاگ گیا۔ بھاگتے وقت اس نے اپنی بہن سفانہ کو بھی ساتھ نہیں لیا بلکہ اسے چھوڑ کر ہی بھاگ کھڑا ہوا۔ ادھر اسلامی لشکر نے قبیلہ بنی طے کے مردوں اور عورتوں کو غلام اور لونڈیاں بنا لیا۔ جانوروں کو ہانکا اور مدینہ منورہ لے آئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے قیدیوں کو اسلامی حکومت کے دار الخلافہ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مسجد نبوی کے قریب اتارا۔ ان قیدیوں میں نامور سخی اور ہردلعزیز حاتم طائی کی صاحبزادی سفانہ بھی شامل تھی۔ سفانہ بنت حاتم طائی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوئی:

''براہ کرم آپ اپنے چچازاد بھائی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سے میری رہائی

Scanned with CamScanner

کے لیے سفارش کردیں"۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں کہا کہ ہم لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی کی سفارش نہیں کرتے! البتہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے نکلیں گے تو قیدیوں کا معائنہ فرمائیں گے' اس وقت تم خود ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی گزارش پیش کرنا اور اپنے باپ حاتم طائی کا بھی تذکرہ کرنا' کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر کسی کی تکریم کرنے والے' خیر خواہی اور بھلائی کرنیوالے اور تمام لوگوں سے زیادہ حلیم و بردبار ہیں۔

بنتِ حاتم کی دُھائی

چنانچہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز عصر کے لئے نکلے تو قیدیوں کو آپ کے سامنے پیش کیا گیا' اسی وقت سفانہ کھڑی ہو کر عرض گزار ہوئی:

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرا والد فوت ہو چکا ہے اور اس کے بعد میرا بھائی بھاگ گیا ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے رہا فرما دیں۔ مجھے قیدیوں میں رکھ کر میرے دشمنوں کو خوش نہ کریں۔ آپ کو معلوم ہے کہ میرا والد اپنی قوم کا سردار تھا۔ وہ قیدیوں کو آزاد کرتا' ظالموں کو قتل کرتا اور پڑوسیوں کی خیر خواہی اور حفاظت کرتا تھا۔ بہادروں کی قدر کرتا اور ان کی حمایت کرتا تھا۔ پریشان حال لوگوں کے کام آتا' لوگوں کی مہمان نوازی کرتا' امن اور چین کا علمبردار تھا۔ محتاجوں کی ضرورتیں پوری کرتا اور مصائب کے مارے لوگوں کی مدد کرتا تھا۔ اس کے پاس جب بھی کوئی شخص آیا تو اس نے اس کو خالی ہاتھ نہیں لوٹایا"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی گفتگو سنی تو ارشاد فرمایا:

"يَاهَنْتَاهُ! لَوْ كَانَ اَبُوْكِ مَاتَ مُسْلِمًا لَتَرَحَّمْنَا عَلَيْهِ"

"او خاتون! (تم نے اپنے والد کی جو صفات بیان کی ہیں یہ مومنوں کی ہیں) اگر

تمہارا والد مسلمان ہو کر فوت ہوتا تو ہم اس کے لئے دعائے رحمت کرتے"۔

پھر حکم دیا: "خَلُّوْا عَنْهَا' فَاِنَّ اَبَاهَا كَانَ يُحِبُّ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ"

"سفانہ کو چھوڑ دو' اس لڑکی کا والد اعلیٰ اخلاق کو پسند کرتا تھا"۔

پھر صحابہ کرام کو مکارم اخلاق کا درس دیا کہ اگر کسی قوم کا معزز ذلیل ہو جائے' مالدار محتاج ہو جائے یا عالم جاہلوں میں ضائع ہو جائے تو ان پر رحم کیا کرو۔ اللہ کے رسول نے جب سفانہ پر احسان کیا اور اسے رہا کرنے کا حکم دیا تو اس نے تشکر آمیز انداز میں استدعا کی: "میں دعا مانگنے کی اجازت چاہتی ہوں"۔

حاتم کی بیٹی کی دُعا

آپ نے اسے اجازت دی اور ساتھ ہی صحابہ کرام سے کہا کہ ذرا غور سے سنو کہ یہ عورت کیا دعا مانگتی ہے۔ اب اس عورت نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے:

"اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے' آپ کو کبھی کوئی مشکل پیش نہ آئے اور اگر کسی قوم سے نعمت چھن جائے تو آپ اس کے لوٹانے کا سبب بنیں"۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفانہ کو نہ صرف رہا کر دیا بلکہ اسے کپڑوں کے جوڑے بھی دیئے' سواری مہیا کی اور زادراہ سے نوازا۔

وہ رہا ہو کر سیدھی اپنے بھائی عدی کے پاس پہنچی جو بھاگ کر شام چلا گیا تھا۔ سفانہ اس کے پاس پہنچ کر اسے لعن طعن کرنے اور کہنے لگی:

"اَلْقَاطِعُ الظَّالِمُ' احْتَمَلْتَ بِاَهْلِكَ وَوَلَدِكَ وَتَرَكْتَ بَقِيَّةَ وَالِدِكَ عَوْرَتَكَ"

"رشتوں کو توڑنے والے ظالم! اپنے بیوی بچوں کو تو اپنے ساتھ سوار کر لیا اور بھاگ کھڑا ہوا اور اپنے باپ کی بیٹی کو چھوڑ دیا جو تیری عزت تھی؟"

عدی نے کہا: بہن! میں نے واقعی غلطی کی ہے تو میری سرزنش نہ کر اور میرے بارے میں خیر ہی کہہ پھر عدی نے اپنی بہن سے جو عقلمندی اور ہوشیاری میں معروف تھی'

پوچھا:

"مَاذَا تَرِيْنَ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ؟"

"اس آدمی (محمد) کے اندر تم نے کونسی خوبیاں دیکھی ہیں؟"

(سیرت ابن ہشام 235/4' اسد الغابہ 144/7)

ابنِ حاتم بھی حاضر دربار ہو گیا

سفانہ نے کہا: "میرا مشورہ ہے کہ جس شخص کے پاس سے میں ابھی ہو کر آ رہی ہوں' تم فوراً اس سے ملاقات کرو۔ وہ بڑا عظیم رہنما ہے اور وہ وقت آنے والا ہے جب وہ بڑے بڑے لوگوں اور قبائل پر غلبہ پالے گا۔ میں نے اس کے اندر کچھ ایسی صفات دیکھی ہیں جو عام حکمرانوں میں نہیں پائی جاتیں۔ وہ فقراء سے محبت کرتا ہے' قیدیوں کو آزاد کرتا ہے' چھوٹوں پر رحم کرتا ہے اور بڑوں کی قدر پہچانتا ہے۔ میں نے اس سے بڑا سخی اور کریم کوئی نہیں دیکھا۔ سنو! اگر وہ نبی ہیں جس کے وہ دعویدار ہیں تو ان کی نبوت کو ماننے میں سبقت کرنا ہی بہتر ہے اور اگر وہ محض حکمران ہیں تو بھی وہ ایسے ہیں جن کی بادشاہی میں کوئی معزز شخص رسوا اور ذلیل نہیں ہوتا"۔

پھر سفانہ نے اپنے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رویہ اور اخلاق کریمانہ کا تذکرہ کیا کہ کس طرح اسے عزت واحترام کے ساتھ سواری دے کر اپنے آدمیوں کی حفاظت میں واپس بھیجا ہے تو عدی کے دل سے تمام وسوسے اور خدشات دور ہو گئے۔ چنانچہ عدی وہاں سے سیدھے مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ ان کے ذہن میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کئی سوالات تھے۔

مسجد نبوی میں آئے تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کچی اینٹوں سے بنی ہوئی ہے اور آپ اپنے صحابہ کرام کے درمیان بالکل عام آدمی کی طرح بیٹھے ہیں' حالانکہ وہ سوچ رہے تھے کہ نہ جانے انہوں نے کتنی زیادہ دولت اکٹھی کر رکھی ہو گی اور گھر کتنا خوبصورت بنایا ہو گا؟

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عدی کا مسجد میں ہی استقبال کیا۔ تھوڑی دیر گفتگو کے بعد عدی کے کندھے پر اپنا مبارک ہاتھ رکھا اور کہا کہ عدی چلو باقی گفتگو گھر چل کے کرتے ہیں۔

عدی نے جب حضور علیہ السلام کی رہائش دیکھی

عدی کہتے ہیں: گھر میں داخل ہوئے تو میں حیران ہو گیا کہ گھر بھی بالکل سادہ تھا۔ فرش پر چٹائی تک موجود نہ تھی' فرش بھی کچا تھا۔ اللہ کے رسول نے اپنے کندھے سے چادر مبارک کو اتارا اور اسے زمین پر بچھا دیا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ اب خود تو چادر کے اوپر بیٹھیں گے اور مجھے کچے فرش پر بٹھائیں گے مگر یہ کیا ہوا! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے چادر کے اوپر بیٹھنے کا حکم دیا اور جو ارشاد فرمایا اس کا مفہوم تھا: "تم ایک سخی باپ کے بیٹے ہو اور سخی کے گھر میں آئے ہو۔ تم بڑے باپ کے بیٹے ہو' چادر پر بیٹھو۔ میرا کیا ہے میں فرش پر بیٹھ جاتا ہوں"۔

عدی خاموش نظروں سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتے رہے۔ آپ کے اخلاق کریمانہ کا اثر عدی کے دل کی گہرائیوں تک پہنچ چکا تھا۔ سفانہ نے جو باتیں اور صفات بیان کی تھیں سب کی سب درست تھیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "عدی! تم کچھ سوالات کرنا چاہتے تھے' وہ کیا تھے؟" عرض کیا: "اب سارے سوالات ختم ہو چکے ہیں۔ آپ سے ایک گزارش ہے کہ مجھے بھی کلمہ پڑھائیں اور اپنے جانثاروں میں شامل کر لیں" اور چند لمحوں کے بعد عدی مسلمان ہو چکے تھے۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ ان کی ہمشیرہ سفانہ نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

مورخین نے عدی رضی اللہ عنہ کے واقعہ کو مختلف انداز میں پیش کیا ہے۔ ایک اور ثقہ روایت کے مطابق حضرت عدی بن حاتم طائی جب اپنی ہمشیرہ کی گفتگو سن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے انتہائی خوبصورت لباس زیب تن کر رکھا تھا اور اپنی گردن میں سونے کی صلیب لٹکائی ہوئی تھی۔ چونکہ وہ عرب کے

Scanned with CamScanner

سب سے بڑے فیاض وسخی اور ہر دلعزیز شخص کے صاحبزادے تھے اور اپنے قبیلے کے سردار بھی تھے اس لیے بستی کے سارے ہی لوگ ان کو الوداع کہنے کے لئے باہر نکل آئے تھے اور مدینہ کے لئے انہیں رخصت کیا تھا۔

عدی بن حاتم کا اپنا بیان

آگے حضرت عدی رضی اللہ عنہ کا اپنا بیان ہے:

میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تو میری گردن میں سونے کی صلیب لٹک رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: "یَاعَدِیُّ! اطْرَحْ عَنْکَ ھٰذَا الْوَثَنَ"

"اے عدی! اس بت کو اپنی گردن سے نکال پھینکو"۔

نیز میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تلاوت کرتے ہوئے سنا:

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَ رُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

"ان لوگوں (یہود ونصاریٰ) نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنالیا" (التوبۃ:31)

یہ آیت سن کر حضرت عدی نے عرض کیا: یہود ونصاریٰ نے اپنے علماء کی عبادت تو نہیں کی؟ آپ نے ارشاد فرمایا:

"اَمَا اِنَّھُمْ لَمْ یَکُوْنُوْا یَعْبُدُوْنَھُمْ وَلٰکِنَّھُمْ کَانُوْا اِذَا اَحَلُّوْا لَھُمْ شَیْئًا اسْتَحَلُّوْهُ وَاِذَا حَرَّمُوْا عَلَیْھِمْ شَیْئًا حَرَّمُوْهُ"

"یہ بات ٹھیک ہے کہ ان لوگوں نے اپنے علماء کی عبادت نہیں کی، لیکن یہ بات تو ہے نا کہ جب ان علماء نے اللہ کی حرام کردہ کسی چیز کو ان کے لیے حلال قرار دیا۔ انہوں نے اسے حلال مان لیا اور جب اللہ کی حلال کردہ چیز کو ان علماء نے حرام قرار دیا۔ انہوں نے اس کو حرام ہی سمجھ لیا۔ یہی ان کی عبادت ہے"۔ (حسن، ترمذی 3095) یہ سن کر عدی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

یہ بھی غیر اللہ کی عبادت ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ حدیث میں یہ صاف صاف وضاحت فرمادی کہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام کرنے والے یا حرام کردہ اشیاء کو حلال ٹھہرانے والے کسی بھی آدمی کی اطاعت دراصل اس کی عبادت ہے جبکہ عبادت کے لائق صرف اور صرف اللہ وحدہ لاشریک ہے۔ اس کے سوا کسی کی عبادت پل بھر کے لئے بھی صحیح نہیں، اسی پر بھروسہ کیا جاسکتا ہے، اسی کے ناموں کی قسمیں کھائی جاسکتی ہیں، وہی کسی چیز کو حلال کرسکتا ہے اور کسی چیز کو حرام قرار دینا بھی اسی کا کام ہے۔ جو آدمی اللہ پر بھروسہ رکھتا ہے اللہ اس کے لئے کافی ہے مگر جو کوئی اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ پر توکل کرے گا اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ناموں کی توہین کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو دنیا وآخرت میں ذلیل ورسوا کرے گا۔

(ماخوذ از سنہری کرنیں)

Scanned with CamScanner

(60)

عقیدے کو مضبوط کرنیوالے واقعات

ایک انصاریہ عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا:
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ میرے گھر میں ایک کھجور کا درخت ہے جو گر گیا ہے جبکہ میرا خاوند سفر میں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تجھے صبر کرنا چاہئے کیونکہ اس کا وصال ہو چکا ہے۔ وہ عورت روتی ہوئی وہاں سے نکلی۔

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے روتے ہوئے دیکھا تو اس سے وجہ پوچھی اس نے اپنا خواب بتادیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا ذکر نہ کیا۔

آپ نے ارشاد فرمایا: جاؤ آج رات تم اور وہ اپنے گھر اکٹھے ہو جاؤ گے۔

چنانچہ وہ عورت گھر آ گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیان پر غور وفکر کرنے لگی۔

چنانچہ جب رات ہوئی تو اس کا خاوند آ گیا۔ وہ عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور تمام معاملہ عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر طویل غور فرمایا تو حضرت سیّدنا جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے جو فرمایا تھا وہ بالکل سچ فرمایا تھا لیکن اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب فرمایا: تم اس رات اکٹھے ہو جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان کے جھوٹا ہونے سے حیا فرمائی کیونکہ وہ صدیق ہیں اس لیے ان کی

کرامت کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ فرما دیا۔

(نزہۃ المجالس (عبدالرحمٰن صفوری) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 269

نوجوان کا خوفِ خدا

ابن عساکر نے اپنی سند سے ابوایوب خزاعی سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک عبادت گزار نوجوان تھا جو ہمہ وقت مسجد میں اللہ اللہ کرتا رہتا تھا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اسے بہت پسند فرمایا کرتے تھے اس کا ایک بوڑھا باپ تھا۔ رات کو وہ اپنے باپ کے پاس چلا جایا کرتا تھا۔ راستے میں ایک فاحشہ عورت کا گھر تھا وہ اس پر عاشق ہوگئی۔ چنانچہ وہ روزانہ اس کے راستے میں کھڑی ہو جاتی حتیٰ کہ ایک روز وہ اس کو اپنے دروازے پر لے گئی۔ جب وہ داخل ہونے لگا تو اس نے اپنے اللہ کو یاد کیا اور اس کی زبان سے بے ساختہ یہ آیت نکل گئی کہ:

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓىِٕفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝ یہ آیت پڑھتے ہی نوجوان بے ہوش ہوکر گر گیا۔

اس عورت نے اپنی باندی کو بلایا اور دونوں نے گھسیٹ کر اس کو اس کے دروازے پر پھینک دیا۔ جب باپ اس کی تلاش میں نکلا تو دیکھا کہ وہ دروازے پر بیہوش پڑا ہے تو وہ اس کو اٹھوا کر اندر لے گا آدھی رات کے بعد اسے ہوش آ گیا۔

باپ نے دریافت کیا بیٹے کیا بات ہے؟ اس نے کہا: خیریت ہے۔

باپ نے کہا: تجھے خدا کا واسطہ دیتا ہوں بتا تیرے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟

اس نے وہی آیت دوبارہ پڑھی اور اب وہ پڑھتے ہی دوبارہ بے ہوش ہو گیا۔

لوگوں نے اسے ہلایا' جلایا تو معلوم ہوا کہ وہ مر چکا ہے۔

چنانچہ لوگوں نے اسے راتوں رات جنازہ کے بعد دفن کر دیا۔ صبح کو یہ واقعہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا آپ اس کے باپ کے پاس اس کی تعزیت کو گئے اور فرمایا: تو نے مجھ کو اطلاع کیوں نہ دی؟۔

Scanned with CamScanner

اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! رات کا وقت تھا آپ کو تکلیف ہوتی۔

دو جنتوں کا وعدہ پورا ہو گیا

آپ نے فرمایا: اس کی قبر پر لے چلو چنانچہ آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کی قبر پر تشریف لے آئے اور کہا: وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے خوف سے جو کھڑا ہو گیا اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔

تو نوجوان نے قبر کے اندر سے جواب دیا کہ:

یاعمر قداعطانی ربی فی الجنة مرتین

ترجمہ: ہاں اے عمر! اللہ تعالیٰ نے مجھے دو مرتبہ جنت عطا فرما دی ہے۔

حلیۃ الاولیاء (ابو نعیم) جلد نمبر 10 صفحہ نمبر 192 'شعب الایمان (بیہقی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 468' تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 45 صفحہ نمبر 450 'مختصر ابن عساکر جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 107' ذم الہویٰ (ابن جوزی) صفحہ نمبر 253 'روضۃ المحبین (ابن قیم) صفحہ نمبر 451 'الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 113 'جامع الاحادیث (سیوطی) حدیث نمبر 30233 'شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 88 'کنز العمال (علی متقی) حدیث نمبر 4634 'جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 127 'تفسیر ابن کثیر تحت سورۃ الاعراف آیت نمبر 201

☆ ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ایک قبرستان پر سے گزرے تو کہا: "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ"

نئی خبریں یہ ہیں کہ تمہاری عورتوں نے نئی شادیاں رچالی ہیں تمہارے گھروں میں دوسرے لوگ بس چکے ہیں اور تمہارے مال تقسیم ہو چکے ہیں۔

تو ایک ندا کرنے والے نے نداء کی کہ اے عمر! ہماری نئی خبریں یہ ہیں کہ ہم نے جو نیک اعمال کئے ان کا بدلہ یہاں ملا اور جو خدا کی راہ میں خرچ کیا اس کا نفع ملا اور جو چھوڑ آئے اس میں نقصان اٹھایا۔

(الہواتف (ابن ابی الدنیا) صفحہ نمبر 76 'الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 113 'شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 87 'جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 127)

(61)

جو بھی اللہ کا ہو جائے

شیخ احمد نہروانی علیہ الرحمہ قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ بہت ہی باکمال اور صاحب حال بزرگ تھے۔ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی قدس سرہ بہت کم کسی کو پسند فرماتے تھے لیکن شیخ احمد نہروانی کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ اگر شیخ احمد کی اپنے رب کے ساتھ مشغولیت کو وزن کیا جائے تو دس صوفیوں کی مشغولی کے برابر ہو گی۔ آپ کا پیشہ کپڑے کی بنائی تھا۔ شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ احمد نہروانی جب کہ گھر پر کپڑے کی بنائی کرتے تھے تو کبھی کبھی ان پر ایسا حال طاری ہو جاتا تھا کہ وہ اپنے آپ سے غائب ہو جایا کرتے تھے اور کام کرنا بند کر دیتے تھے مگر کپڑا خود بخود بنتا جاتا تھا۔ ایک دن آپ کے پیر قاضی حمید الدین ناگوری آپ کی ملاقات کے لئے آئے۔ بوقت رخصت فرمانے لگے کہ اے شیخ! یہ کام کب تک کرتے رہو گے؟ یہ کہہ کر وہ تو چلے گئے مگر شیخ احمد اسی وقت میخ کسنے کے لئے اٹھے۔ آپ کا ہاتھ میخ پر لگا اور ٹوٹ گیا۔ شیخ احمد فوراً یہ بول اٹھے کہ اس بوڑھے یعنی قاضی حمید الدین نے میرا ہاتھ توڑ ڈالا۔ اس واقعہ کے بعد شیخ احمد نے بافندگی کا پیشہ بالکل ترک کر دیا اور ہمہ تن اللہ سے لو لگالی۔ آپ کی قبر شریف بدایوں میں ہے۔ (اخبار الاخیار ص ۵۳)

پیشۂ بافندگی

بافندگی یعنی کپڑے کی بنائی کرنے والے (جن کو عرف عالم میں جولاہا کہتے ہیں

اس) طبقے میں بڑے بڑے بلند پایہ علماء اور اکابر اولیاء اللہ ہوئے ہیں۔ محدثین، صوفیا، فقہاء وغیرہ باکمالوں کا کوئی طبقہ بھی ایسا نہیں ہے جس میں کپڑا بننے والے نہیں رہے۔

کپڑا بننے والے کو عربی میں ''نساج'' کہتے ہیں۔ اکابر و اعلام امت کی تاریخ کا مطالعہ کرنے والوں پر یہ حقیقت مخفی نہیں ہے کہ سینکڑوں اکابر ملت ''نساجی'' یعنی کپڑے کی بنائی کا پیشہ کرتے رہے طبقہ اولیاء میں مسلم الثبوت باکرامت بزرگ حضرت خواجہ عزیزان علی رامتینی قدس سرہ بھی نساج یعنی کپڑا بننے کا کام کیا کرتے تھے۔ چنانچہ مولانا روی نے آپ ہی کے بارے میں یہ شعر تحریر فرمایا ہے کہ۔

گر نہ علم حال فوق قال بودے کے شدے   بندہ اعیان بخارا ''خواجۂ نساج'' را

یعنی اگر علم حال علم قال سے بڑھ کر نہ ہوتا تو بھلا بخارا کے بڑے بڑے شرفاء لوگ ایک کپڑا بننے والے خواجہ (عزیزان علی رامتینی) کے غلام بن سکتے تھے؟

الغرض علماء اور اولیاء ہر قوم اور ہر پیشہ کرنے والوں میں ہوتے رہے اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ علم نبوت اور کرامت ولایت یہ خداوند کریم کا فضل عظیم ہے اور فضل خداوندی کسی خاص نسل یا قوم کے ساتھ مخصوص نہیں، بلکہ اللہ عزوجل جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے نواز دیتا ہے۔

کوئی پیشہ حقیر نہیں

ہندوستان میں مسلمان جہاں بہت سی ہندوانہ رسوم کے وبال میں گرفتار ہو گئے اور ہنود کی تہذیب و تمدن کے مشرکانہ رنگ میں رنگین ہو گئے۔ ان ہی ہندوانہ اور مشرکانہ رسوم بد میں سے یہ خیال بھی ہے کہ مسلمانوں میں ''اونچ نیچ کے طبقات قائم کر کے مسلمانوں نے اسلامی مساوات کے خوبصورت محل کو ڈائنامیٹ سے اڑا دیا'' اور بعض جائز پیشوں کو فرضی طور پر ذلیل پیشہ قرار دے کر اس پیشہ والوں کو ذلیل و حقیر سمجھنے لگے اور ہر موقع پر حقارت کے ساتھ ان کا تمسخر اور مذاق اڑانے لگے۔ مثلاً کپڑا بننے والوں کی پوری قوم کو عرفی شرفاء حقیر قرار دے کر ہمیشہ ان کا مذاق اڑاتے رہے اور ان کو حقیر و ذلیل

سمجھتے رہے اور طرح طرح کے فرضی قصوں اور ذلت آمیز القاب گھڑ گھڑ کر اس قوم کے ساتھ تمسخر اور ٹھٹھا کرتے رہے۔ حالانکہ تاریخی شواہد اور احادیث و آیات قرآنیہ انہیں ہمیشہ جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر متنبہ کرتی رہیں کہ خبردار تم کسی قوم کا مذاق نہ اڑاؤ اور ان کو برے القاب سے نہ یاد کرو۔ قرآن مجید میں حق تعالیٰ کا فرمان کتنا واضح اور کس قدر عبرت خیز و نصیحت آمیز ہے کہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ (حجرات:۱۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم کی ہنسی نہ اڑائے عجب نہیں کہ وہ ان ہنسی اڑانے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں کی ہنسی اڑائیں کچھ بعید نہیں کہ وہ ان ہنسی اڑانے والیوں سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے پر طعنہ زنی نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کے برے نام رکھو کیا ہی برا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا اور جو لوگ توبہ نہ کریں تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

کوئی کسی کا مذاق نہ اُڑائے

برادرانِ ملت! ملاحظہ فرمائیے کہ ان آیات بینات میں حضرت حق جل مجدہ نے کسی قوم کی ہنسی اڑانے کو حرام فرمایا اور کسی قوم یا کسی شخص کے لئے بُرے بُرے القاب اور خراب خراب نام رکھنے اور طعنہ زنی کرنے کو ناجائز قرار دیا اور ایسا کرنے والوں کو فاسق کہا اور جو لوگ اپنے اس برے کرتوت سے توبہ نہ کریں ان کو ظالم فرما کر ان کی مذمت فرمائی۔ لہٰذا دور حاضر کے علماء کرام کا فریضہ ہے کہ وہ اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعے ان ہندوانہ خیالات کا شدید رد کر کے مسلمانوں کی اصلاح کریں کہ

Scanned with CamScanner

وہ ہرگز ہرگز کسی مسلمان کی قومی حیثیت سے نہ ہنسی اڑائیں نہ انہیں ذلیل وحقیر سمجھیں۔ ورنہ بلاشبہ وہ فاسق وظالم ٹھہریں گے۔ بلکہ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ کو ہر وقت اپنے پیش نظر رکھ کر اسلامی مساوات اور ایمانی اخوت کے پرچم حقانیت کو سربلند کرتے رہیں اور ہر مومن کا اکرام واحترام کر کے ساری دنیا کو اس نورانی تصور سے آشنا کریں کہ اسلام میں عزت واحترام اور بزرگی واکرام کا دارومدار تقویٰ اور پرہیزگاری پر ہے اور ہرگز ہرگز اسلام میں بزرگی واحترام کسی خاص نسل یا قوم یا رنگ و وطن کے ساتھ مخصوص نہیں۔ پروردگار عالم کا ارشاد ہے کہ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ○ (۴۹:۱۳) ترجمہ: ''اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت (آدم وحواء) سے پیدا کیا اور تمہاری چند شاخیں اور قبیلے بنا دیئے تاکہ تم آپس میں پہچان رکھو بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہی ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ یقیناً اللہ بہت زیادہ جاننے والا خبردار ہے۔

کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

مسلمانو! دیکھ لو اس آیت نے سورج سے زیادہ اس حقیقت کو روشن کر دیا کہ مسلمانوں کی کوئی قوم قومی حیثیت سے نہ ذلیل ہے نہ کوئی قوم قومی حیثیت سے عزت دار ہے بلکہ اسلام میں عزت واحترام اور بزرگی واکرام کا دارومدار تقویٰ اور پرہیزگاری پر ہے جو جس قدر زیادہ متقی و پرہیزگار ہوگا بلاشبہ وہ اسی قدر قابل احترام اور عزت دار ہوگا۔ مگر افسوس کہ جہلا تو جہلا بعض علماء اور صوفیاء بھی اس کالے بھنور اور خطرناک دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ جن کو اکثر یہ کہتے ہوئے سنا جاتا ہے کہ فلاں شخص چونکہ فلاں ذات اور فلاں قوم سے تعلق رکھتا ہے لہٰذا وہ کمین وذلیل ہے اور فلاں شخص چونکہ فلاں ذات اور فلاں قوم سے تعلق رکھتا ہے لہٰذا وہ شریف اور عزت دار ہے۔ اس طرح قوم مسلم کو شریف ورذیل دو طبقوں میں تقسیم کر کے ان لوگوں نے مساوات اسلام کے مضبوط ومستحکم قلعہ پر ایسی

خوفناک بمباری کی ہے کہ اسلامی محل کی بنیادیں متزلزل اور اخوت ایمانی کی بنیان مرصوص اور دیوار محکم کی اینٹ سے اینٹ بج گئی اور ہندوؤں کی طرح مسلمانوں میں بھی نیچی اونچی ذاتیں پیدا کر کے ان لوگوں نے مسلمانوں میں افتراق واختلاف اور انتشار وتکرار کا ایسا بیج بو دیا کہ قیامت تک کے لئے اس کے خاردار جنگلوں کا صفایا دشوار نظر آ رہا ہے اور اس جنگ وجدال کے خاتمہ کی صورت ہی پیدا نہیں ہو رہی ہے۔ افسوس صد ہزار افسوس! سچ کہا ڈاکٹر اقبال مرحوم نے۔

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک — ایک ہی سب کا نبی دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی' اللہ بھی' قرآن بھی ایک — کچھ بڑی بات تھی؟ ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں' اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

(روحانی حکایات)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ

(62)

احترام سادات کا انوکھا واقعہ

حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا خلوص ہو تو خواجہ غلام فرید صاحب کوٹ مٹھن والوں جیسا کہ ان کو کسی صاحب نے ایک بہترین و اعلیٰ قسم کی گھڑی لندن سے لا کر بطورِ نذرانہ پیش کی اس گھڑی پر بہت سے آلہ جات لگے ہوئے تھے بارش معلوم کرنے کا آلہ، آندھی کا آلہ، سمت معلوم کرنے کا، مختلف ممالک کے اوقات سمجھنے کا، زلزلہ کی خبر دینے کا، اس وقت اس گھڑی کی قیمت پچیس تیس ہزار روپیہ تھی ایک سید صاحب نے کہا یہ گھڑی آپ مجھے دے دیں، انہوں نے فوراً ہی پیش کر دی جب سید صاحب گھڑی لے کر تشریف لے گئے تو کسی نے عرض کیا غریب نواز یہ بہت بڑا خزانہ تھا بلکہ نہ صرف خزانہ بلکہ بے شمار منافع و فوائد کا ذریعہ تھا۔ لندن سے منگوائی ہوئی دوبارہ اس طرح نایاب چیز ہاتھ نہیں لگتی۔ آپ نے اسے سو روپیہ یا ہزار روپیہ پیش کر دینا تھا، یہ نہ دیتے، نامعلوم سید بھی ہے یا نہیں، انہوں نے فرمایا میں نے تو سید کے نام کا نذرانہ دیا ہے سید کی ذات کو نذرانہ پیش کرنے کی مجھے طاقت کہاں؟ سبحان اللہ یہ لوگ تھے۔ ہارب الی اللہ (اللہ کی طرف بھاگنے والے)

کار درویش مستمند برار ، کہ ترا نیز کارہا باشد

(درویش محتاج کا کام پورا کر کیونکہ تجھے بھی کئی کام در پیش ہوں گے۔)

☆ آپ (خواجہ سیالوی علیہ الرحمۃ) نے فرمایا ایک انگریز نے نظام حیدر آباد دکن کو ایک چاقو بطور تحفہ دیا اور اس چاقو کی بہت تعریف کر کے کہا محض تمہارے لئے لایا

ہوں، نظام نے کسی باورچی کے سپرد کر دیا، چند سال بعد وہی انگریز دوبارہ حاضر ہوا اور کہا میں نے ایک چاقو آپ کو پیش کیا تھا نظام نے جواب دیا وہ کسی باورچی کے سپرد کر دیا گیا ہے انگریز نے حیران ہو کر کہا میرا چاقو ویسے کسی کو دے دیا مجھے واپس دو تم نے اس کی قدر نہیں کی، نظام نے حکم دیا چاقو تلاش کر لاؤ، تلاش کرتے کرتے کسی باورچی سے میسر ہو گیا نظام نے نہایت بے اعتنائی سے اسے واپس کر دیا انگریز نے بڑی جلدی سے لے لیا، بہت خوش ہوا جیب میں ڈالا اور چلتا بنا۔

تمام اُمت مسلمہ آپس میں پیر بھائی ہے

بروز جمعہ 14 صفر المظفر 1398ھ ہاتھ اٹھاتے ہوئے آپ (خواجہ سیالوی علیہ الرحمۃ) نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تمام پیر بھائیوں کے نیک مقاصد پورے فرمائے کسی اجنبی نے چوتھی مرتبہ دعا کی التجا کر کے کہا ہم غیر پیر بھائیوں کے لئے بھی دعا فرما دیں۔ آپ نے فرمایا: پیر بھائیوں کا مطلب امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کیونکہ بڑے پیر تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، یہ فرما کر دعا مانگی، اتنے میں شخص مذکور والہانہ انداز میں تیزی سے آپ کے سینے سے چمٹ گیا اور بہت دیر تک اسی حالت میں چمٹا رہا لوگوں کا ہجوم ہو گیا معلوم ہوتا تھا خاص توجہ سے نوازا گیا ہے واللہ و رسولہ اعلم (انوار قمریہ)

Scanned with CamScanner

(63)

مقام علماء وشہداء

حدیثوں میں روایت کی گئی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے عالموں میں سے ایک عالم قیامت کے دن لایا جائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے جبرائیل علیہ السلام اس کا ہاتھ پکڑو اور اس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤ چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائینگے جب کہ آپ حوض کوثر کے کنارے تشریف فرما ہوں گے اور لوگوں کو آب خوروں سے پانی پلاتے ہوں گے اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوں گے اور اس عالم کو اپنے چلو سے پانی پلائیں گے پس لوگ عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ آپ لوگوں کو ظروف سے پانی پلاتے ہیں اور اس کو اپنی ہتھیلی اور چلو سے پلاتے ہیں آپ فرمائیں گے کہ ہاں اس کی وجہ یہ ہے کہ اور لوگ دنیا میں تجارت کے ساتھ مشغول تھے اور یہ علم میں مشغول تھا (یہاں تک روایت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب دقائق الاخبار میں ذکر فرمائی ہے) پھر اس کو پل صراط پر گزرنے کا حکم دیا جائے گا پس جو پل کے نیچے ہوگا وہ اس کو پکارے گا کہ اے فلانے میری مدد کر وہ کہے گا کہ تو کون ہے؟ پس وہ جواب دے گا کہ میں تمہارے جملہ دوستوں میں سے ایک دوست ہوں اس کے بعد وہ عالم کہے گا کہ اے میرے رب! میرا یہ دوست ہے پس وہ اس کی طرف اٹھالیا جائے۔ واللہ اعلم (قلیوبی)

روزِ محشر ہے ان کی زیارت کا دن

ابو محمد ہرزی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اہل جنت ہفتہ کے دنوں میں جنت میں باہم

ملاقات کریں گے چنانچہ روز شنبہ کو اولاد اپنے باپوں سے ملے گی اور یکشنبہ کے دن باپ اپنے لڑکوں سے ملیں گے اور دوشنبہ کے روز مرید اور شاگرد اپنے علماء و مشائخ اور استادوں سے ملاقات کریں گے اور سہ شنبہ کے دن علماء اپنے شاگردوں سے ملیں گے اور چہار شنبہ کو امتیں اپنے نبیوں کی زیارت کریں گی اور پنجشنبہ کو انبیاء اپنی امتوں سے ملیں گے اور یوم جمعہ کو تمام مخلوقات اپنے رب تعالیٰ وتقدس کی زیارت کرے گی۔ (ایضا)

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مذکور ہے کہ ان سے ایک آدمی نے مچھر کے خون کے متعلق سوال کیا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: تو کہاں کا رہنے والا ہے اس نے کہا میں اہل عراق سے ہوں پس حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہم صحبتوں سے فرمایا: اس شخص کو دیکھو کہ مچھر کے خون کا حکم پوچھتا ہے۔ حالانکہ عراقیوں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ سے کے صاحبزادہ کو قتل کیا اور میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا آپ فرماتے تھے کہ حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ دنیا میں میرے ریحان (پھول) ہیں۔ (ایضا)

جن کے جسم سلامت رہیں گے

اخبار میں مذکور ہے کہ دس شخصوں کے جسم پرانے نہ ہوں گے یعنی نہ سڑیں گے اور وہ یہ ہیں غازی و عالم، موذن و حافظ قرآن و نبی و شہید اور وہ عورت جو حالت نفاس میں مر جائے اور اہل سنت اور وہ شخص جو مظلوم مار ڈالا جائے اور وہ شخص جو جمعہ کے دن مرے اور اخبار میں ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کو پانچ کاموں کے ساتھ مخصوص کیا کہ اوروں میں سے کسی ایک کو بھی ان سے خاص نہ کیا اور وہ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ شہیدوں کی ارواح کے قبض کا خود متولی اور مالک ہوتا ہے اور شہیدوں کو غسل نہیں دیا جاتا اور ان پر نماز نہیں پڑھی جاتی ہے اور وہ آخرت کے کپڑوں میں دفن کئے جاتے ہیں اور وہ اپنی قبروں میں زندہ رکھے جاتے ہیں اور ہر روز شفاعت کرتے ہیں ان کے علاوہ دوسروں کو یہ امتیاز حاصل نہیں ہے۔ (ایضا)

Scanned with CamScanner

(64)

امام عزیمت علیہ الرحمۃ کا رُتبہ

حضرت سیّدنا صالح بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک دن ہماری کنیز آئی اور کہنے لگی: ''میرے آقا! ایک شخص کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی یہ ٹوکری لایا ہے اس میں خشک میوے اور ایک خط ہے''۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کھڑا ہوا اور خط پڑھنے لگا اس میں کچھ اس طرح کا مضمون تھا:

''اے ابو عبد اللہ! میں نے آپ کے لئے کچھ رقم جمع کر رکھی تھی میں نے اسے سمرقند بھیج دیا تاکہ اس کے ذریعے سرمایہ کاری کروں اور کچھ کاروبار کروں کاروبار میں کچھ خسارہ ہوگیا جو رقم آپ کے لئے جمع کر رکھی تھی دوبارہ بھیج کر سرمایہ کاری کی' اس میں پھر کچھ نقصان ہوگیا' اب میں آپ کی طرف چار ہزار درہم اور کچھ پھل بھیج رہا ہوں یہ پھل میں نے اپنے باغ سے چنے ہیں اور یہ مال اور باغ مجھے اپنے والد کی طرف سے ورثہ میں ملا اور میرے والد کو دادا کی طرف سے بطور ورثہ ملا حضور یہ حقیر سا نذرانہ قبول فرمالیں''۔ والسلام

میں خط پڑھ کر اپنے والد محترم حضرت سیّدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا انتظار کرنے لگا پھلوں کی ٹوکری دیکھ کر بہت سے بچے جمع ہو گئے تھے جب میرے والد گھر تشریف لائے تو ہم سب آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہہ پڑے' روتے ہوئے عرض کی: ''ابا جان! کیا آپ میری وجہ سے زکوٰۃ کا مال لینے پر مجبور ہو گئے؟'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''بیٹا! تم سے کس نے کہا: یہ پھل اور درہم جو ہمیں بطور نذرانہ بھیجے گئے ہیں زکوٰۃ کے ہیں! اچھا! ابھی اس ٹوکری کو نہ کھولنا آج

رات میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں استخارہ کروں گا'' دوسرے دن میرے والد صاحب نے مجھے بلایا اور کہا: ''میں نے رات استخارہ کیا تو یہی حکم ہوا کہ میں اس میں سے کوئی چیز بھی نہ لوں'' پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ٹوکری کھولی اور سارے پھل بچوں میں تقسیم کر دیئے اور اپنے لئے ایک دانہ بھی نہ رکھا ٹوکری میں موجود چار ہزار درہم سارے کے سارے واپس لوٹا دیئے اور اپنی چادر بھی اس شخص کو بھجوائی جس نے یہ نذرانہ بھجوایا تھا بعد میں مجھے پتہ چلا کہ اس شخص نے میرے والد کی بھجوائی ہوئی وہ چادر اپنے پاس محفوظ رکھی اور وصیت کی کہ مجھے اسی چادر کا کفن دینا۔ (عیون الحکایات)

ایک گمنام مسافر

حضرت سیّدنا زہیر بن صالح بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''ایک مرتبہ جب میں گھر آیا تو معلوم ہوا کہ میرے والد محترم حضرت سیّدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بڑی شدت سے میرا انتظار کر رہے تھے میں فوراً حاضر خدمت ہوا اور عرض کی: ''اے میرے والد محترم! کیا آپ میرا انتظار کر رہے ہیں؟ فرمایا ہاں! تمہاری غیر موجودگی میں ایک شخص مجھ سے ملنے آیا تھا میری خواہش تھی کہ تم بھی اسے دیکھ لیتے لیکن اب تو جا چکا' چلو! میں تمہیں اس کے متعلق کچھ بتا دیتا ہوں۔ آج دوپہر کے وقت میں گھر میں تھا کہ دروازے پر کسی کے سلام کرنے کی آواز سنائی دی میں نے دروازہ کھولا تو سامنے ایک مسافر تھا جس نے پیوند لگا جبہ پہنا ہوا تھا جبے کے نیچے قمیص پہنی ہوئی تھی نہ تو اس کے پاس زادِ راہ رکھنے کا تھیلا تھا نہ پانی پینے کے لئے کوئی برتن' سورج کی تیز دھوپ نے اس کا چہرہ جھلسا دیا تھا میں نے فوراً اسے اندر بلایا اور پوچھا: ''تم کہاں سے اور کس حاجت کے تحت آئے ہو''۔

کہنے لگا: ''حضور! میں مشرقی وادیوں سے آیا ہوں' میری دلی خواہش تھی کہ اس علاقے میں حاضری دوں' اگر یہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مکان نہ ہوتا تو ہرگز یہاں نہ آتا' میں صرف آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا ہوں''۔ میں نے کہا: ''تم اتنی شدید گرمی میں بے سروسامانی کے عالم میں سفر کی صعوبتیں برداشت کرکے صرف مجھ سے ملاقات

Scanned with CamScanner

کے لئے آئے ہو!'' کہا: ''جی حضور! مجھے آپ کی زیارت کا شوق یہاں تک لے آیا ہے اس کے علاوہ میرا یہاں آنے کا کوئی اور مقصد نہیں' مسافر کی باتیں سن کر میں بہت حیران ہوا اور دل میں کہا: ''میرے پاس نہ تو درہم ہیں نہ ہی دینار کہ میں اس غریب مسافر کی مدد کرتا'' اس وقت میرے پاس صرف چار روٹیاں تھیں میں نے اسے دیتے ہوئے کہا: ''اے بندۂ خدا! میرے پاس درہم و دینار نہیں ورنہ ضرور تمہیں دیتا' صرف یہ چار روٹیاں میں نے کھانے کے لئے رکھی تھیں تم یہ قبول کر لو'۔ مسافر نے کہا: ''حضور! آپ کی دید کا شربت پی لیا اب مجھے درہم و دینار کی فکر نہیں' باقی رہا روٹیوں کا معاملہ تو اگر میرا ان روٹیوں کو لے لینا آپ کی خوشی کا باعث ہے تو تبرکاً لے لیتا ہوں''۔

بزرگوں کی زیارت کا فائدہ

میں نے کہا: ''اگر تم یہ روٹیاں قبول کر لو تو مجھے دلی خوشی ہوگی'' مسافر نے وہ روٹیاں لیں اور کہا: ''حضور! مجھے امید ہے کہ آپ کی دی ہوئی روٹیاں مجھے اپنے شہر تک کافی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے''۔ پھر میرے ہاتھوں کو چوم کر واپسی کی اجازت طلب کرنے لگا میں نے اسے روانہ کیا اور کہا: ''جاؤ! میں نے تمہیں اللہ عزوجل کے سپرد کیا''۔ پھر وہ رخصت ہوگیا میں باہر کھڑا اسے دیکھتا رہا یہاں تک کہ وہ میری نظروں سے اوجھل ہوگیا حضرت سیدنا صالح بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''میرے والد اکثر اس مسافر کا تذکرہ کیا کرتے''۔ (ایضا)

ہمیں اس حکایت سے یہ درس ملا کہ بزرگان دین کی زیارت کرنے سے اس مقدس ہستیوں کی خصوصی توجہ ہوتی ہے اور جس کو اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم اپنی نظروں میں رکھیں وہ کبھی ذلیل ورسوا نہیں ہوا' اللہ عزوجل ہمیں ہمیشہ اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کا ادب کرنے اور ان سے خوب خوب برکتیں لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین)

ہم کو تو ہر اک ولی سے پیار ہے — ان شاء اللہ اپنا بیڑا پار ہے
مصطفیٰ کا جو غلام ہے — ہمارا وہ امام ہے

(65)

جنتی خاتون

امام بخاری و مسلم یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ عطاء بن ابی رباح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ کھڑے تھے کہ سامنے سے کالے رنگ کی ایک لونڈی گزری عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عطا کی طرف دیکھا کہنے لگے: تمہارا کیا خیال ہے کیوں نہ تمہیں ایک جنتی عورت دکھاؤں؟ حضرت عطاء نے تعجب سے کہا کہ ایک جنتی عورت؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں ایک عورت ہے' جب وہ وفات پا جائے گی تو جنت میں جائے گی۔ عطاء نے تعجب کیا' کہنے لگے کہ مجھے دکھائیں وہ کون سی خوش نصیب خاتون ہے جو جنتی ہے ہمارے درمیان رہتی ہے' بازاروں' گلیوں میں چلتی پھرتی ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کالے رنگ کی اس بوڑھی لونڈی کی طرف اشارہ کیا کہنے لگے کہ وہ بوڑھی عورت جنتی ہے حضرت عطاء نے پوچھا: ابن عباس! آپ کو کیسے معلوم کہ وہ جنتی ہے؟ جواب دیا: کئی سال گزرے یہ کالی کلوٹی لونڈی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تب اس کو مرگی کے دورے پڑتے تھے اس نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر شفا کے لئے دعا کی درخواست کی وہ کہنے لگی:

''میری زندگی اجیرن ہوگئی ہے بچے مجھ سے ڈرتے ہیں میرا مذاق اڑاتے ہیں مجھ پر ہنستے ہیں میں بازار میں ہوں یا گھر میں' یا لوگوں کے پاس' اچانک مجھے دورہ پڑتا ہے اور مجھے ہوش نہیں رہتا میں اس زندگی سے تنگ آ چکی ہوں اللہ کے رسول! اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے شفا عطا فرمائے''۔

Scanned with CamScanner

جنت کی طلب گار عورت

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صبر پر درس دیں آپ نے فرمایا:

"ان شئت صبرت ولك الجنة وان شئت دعوت الله ان يعافيك"

"اگر تم چاہو تو صبر سے کام لو اور اس کے عوض تمہارے لئے جنت ہے اور اگر چاہو تو میں تمہاری شفا کے لئے اللہ سے دعا کروں"۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بات ختم کی تو اس عورت نے غور وفکر کیا' سوچا' اپنے حالات اور اپنی بیماری کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو اپنے دل میں دہرایا اب وہ دونوں میں فیصلہ کرنا چاہ رہی تھی کہ کس کو اختیار کرے صبر کو یا دنیاوی آرام کو؟ سوچا غور کیا کہ دنیا تو فانی ہے' اسے ایک دن ختم ہو جانا ہے میں جنت کی طلب گار کیوں نہ بنوں اس کی چاہت کیوں نہ کروں؟ اور پھر اس نے اپنا فیصلہ صادر کر دیا: "اے اللہ کے رسول! میں صبر سے کام لوں گی' لیکن جب مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے تو میں بے پردہ ہو جاتی ہوں' اس لئے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرما دیں کہ وہ مجھے بے پردہ نہ کرے" رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں دعا فرما دی۔

(بخاری: 5652 مسلم 2576)

(66)

ماں کے مرنے کے بعد قبر میں بچے کی پیدائش

حضرت زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جب کہ اس نے اپنا بیٹا اپنے کندھے پر اٹھایا ہوا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے کسی کوے کو بھی دوسرے کوے کے اتنا مشابہ نہیں دیکھا جتنا یہ باپ بیٹا ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔

اس آدمی نے کہا: اے امیر المومنین اللہ کی قسم اس کی ماں نے اسے جنم دیا جب کہ وہ مردہ تھی۔ آپ نے فرمایا تجھ پر حیرت ہے یہ کیسے ہوا؟

اس نے کہا: میں فلاں فلاں لشکر میں گیا اور اپنی بیوی کو حاملہ حالت میں چھوڑ کر گیا اور جاتے ہوئے میں نے کہا:

جو تمہارے بطن میں ہے میں اسے اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں چنانچہ جب میں سفر سے واپس آیا تو مجھے معلوم ہوا کہ میری بیوی کا انتقال ہو گیا تھا۔

اس کے بعد میں اپنے چچا کے بیٹے کے ہمراہ قبرستان گیا تو میں نے قبرستان میں مثل چراغ روشنی دیکھی میں نے اپنے چچازاد بھائی سے پوچھا یہ کیا ہے؟

اس نے کہا: ہمیں معلوم نہیں ہے لیکن اتنا جانتے ہیں کہ یہ روشنی فلاں عورت کی قبر کے پاس سے ہر رات نکلتی ہے میں نے اپنے ساتھ کلہاڑا لیا پھر میں اس قبر کی طرف چل نکلا تو وہاں قبر کھلی ہوئی تھی اور یہ (بیٹا) وہاں اپنی ماں کی گود میں تھا میں قریب ہوا تو نداء دینے والے نے نداء دی: "اے امانت اپنے رب کے سپرد کرنے والے اپنی امانت لے

Scanned with CamScanner

لے اگر تو اس بچے کی ماں کو بھی اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا تو تو اسے بھی اسی طرح پالیتا‘‘۔

چنانچہ میں نے اپنا بچہ لے لیا اور اس قبر کو خوبصورت انداز میں بند کر دیا۔

حضرت ابوجعفر کہتے ہیں کہ میں نے اس روایت کے بارے میں عثمان بن زفر سے پوچھا تو انہوں نے کہا: میں نے بھی یہ روایت حضرت عاصم رضی اللہ عنہ سے سنی ہے۔

من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 25 ’مستجاب الدعوۃ (ابن ابی الدنیا) روایت نمبر 47

مرنے والے سے ہمکلامی

حضرت حویرث بن رآب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب میں اونٹوں کے قریب قبرستان کے پاس تھا (صرف لفظی ترجمہ کیا ہے بعض نسخوں میں الاثایۃ بعض میں الاثاثہ اور بعض نے الانابہ ہے)۔ جب ایک شخص ہم پر اپنی قبر سے ظاہر ہوا جس کا چہرہ اور سر آگ کا شعلہ بنا ہوا تھا اور وہ لوہے کے طوق میں جکڑا ہوا تھا مجھے کہنے لگا اپنے مشکیزے سے مجھے پانی پلا دو! ایک شخص اس کے پیچھے نکلا اس نے کہا اس کافر کو پانی نہ پلانا۔

پھر اس نے اسے پکڑ لیا اور اس کی زنجیروں کے ایک کونے سے پکڑ کر اس کو اوندھا کرتے ہوئے کھینچتے ہوئے گھسیٹنے لگا یہاں تک کہ وہ دونوں قبر میں چلے گئے۔

حضرت حویرث بن رآب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی اونٹنی کو مارنا چاہا لیکن مجھے اس کو مارنے کی طاقت نہ ہوئی تو میں نے توت عراق الظبیۃ (ایک بڑا سایہ دار درخت) کے نیچے اونٹنی بٹھائی پھر میں نیچے اترا میں نے مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کیں پھر میں سوار ہوا اور صبح مدینہ منورہ پہنچ گیا اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا ان کو اس بات کی خبر دی۔

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ’’اے حویرث اللہ کی قسم! میں اس بات پر کوئی الزام تراشی تو نہیں کرتا لیکن تم نے مجھے بڑی سخت خبر سنائی ہے۔

پھر آپ نے اہل صفراء کے چند بڑے بوڑھوں کو بلا بھیجا جنہوں نے زمانہ جاہلیت

پایا تھا آپ نے انہیں فرمایا: حویرث نے مجھے خبر دی ہے میں انہیں جھٹلاتا تو نہیں ہوں بہرحال اے حویرث انہیں وہ خبر سناؤ تو تم نے مجھے سنائی ہے!

حضرت حویرث بن رآب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں خبر دی تو انہوں نے کہا: اے عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہم نے اسے پہچان لیا ہے یہ شخص بن غفار قبیلہ سے تھا اور جاہلیت کی موت مرا تھا۔

یہ سنتے ہی حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اس بات پر بہت زیادہ مسرت کا اظہار کیا کہ ان لوگوں نے آپ کے سامنے یہ واضح کیا کہ وہ شخص زمانہ جاہلیت میں مرا تھا ’’یعنی مسلمان نہیں تھا یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مسلمانوں سے محبت کی دلیل ہے)

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے اس کے کفر کی کیفیت پوچھی تو انہوں نے بتایا: وہ کفار کے افراد میں سے ایک تھا مہمانوں کی مہمان نوازی کا تو بالکل خیال نہیں کرتا تھا (جبکہ عربوں کی مہمان نوازی زمانہ جاہلیت میں بھی ضرب المثل تھی)

من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 56 ’کتاب القبور (ابن ابی الدنیا) روایت نمبر 114 ’الاصابہ فی تمییز الصحابہ (عسقلانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 186 ’اھوال القبور (ابن رجب) صفحہ نمبر 109 ’اکرام المضیف (ابراہیم بن اسحاق الحربی) صفحہ نمبر 54 ’جامع الاحادیث (سیوطی) صفحہ نمبر 29671 ’شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 68 ’کنز العمال (علی متقی) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 728

آدھے بال کالے آدھے سفید کیوں؟

امام مکحول روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ایسا آدمی آیا جس کے سر کے آدھے بال ایک طرف سے اور آدھی داڑھی ایک طرف سے سفید تھی اور سر کے بال اور داڑھی دوسری طرف سے سیاہ تھے۔

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے اس کا سبب دریافت کیا تو اس

Scanned with CamScanner

نے یہ بتایا: میں ایک رات ایک قبرستان گیا تو دیکھا کہ ایک شخص ایک دوسرے شخص کو آگ کا کوڑا ہاتھ میں لئے دوڑا رہا ہے اور جب اس کو پالیتا ہے تو اس کو کوڑا مارتا ہے اور کوڑا لگتے ہی اس شخص کا بدن سر سے قدم تک جل کر شعلہ مارنے لگتا ہے میں جب اس کے قریب پہنچا تو وہ ایک دم دوڑ کر مجھ سے چمٹ گیا اور کہا: اے اللہ کے بندے! مجھے بچا

پھر کوڑا مارنے والے نے کہا: اے اللہ کے بندے تو اس کی فریاد رسی مت کرنا یہ بہت بڑا کافر ہے اس شخص کے میرے بدن سے چمٹ جانے کا یہ اثر ہوا کہ جس طرف سے اس کا بدن میرے بدن سے چھو گیا اس طرف کا میرا آدھا سر اور داڑھی سفید ہوگئی۔

یہ سن کر حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہا سفر کرنے سے منع فرمایا تھا۔

(احوال القبور (ابن رجب) صفحہ نمبر 109، جامع الاحادیث (سیوطی) حدیث نمبر 28356، شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 74، کنز العمال جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 728، 67)

(67)

برکۃ المصطفیٰ ﷺ فی الہند

شیخ محقق مولانا شاہ عبدالحق محدّث دہلوی قدس سرہ العزیز کو ہندوستان میں اگر عمارت ملت کا ستون محکم، اور محل سنیت کا رکن اعظم کہہ دیا جائے تو یہ ایک ایسی حقیقت کا اظہار ہوگا جو آفتاب نصف النہار کی طرح روشن اور عالم آشکار ہے۔ آپ کے بزرگ جد اعلیٰ ''محمد ترک بخاری'' علیہ الرحمہ سلطان محمد علاء الدین خلجی کے زمانے میں بخارا سے دہلی تشریف لائے اور آپ کی نسل میں بے حد برکت ہوئی۔ مولانا شاہ عبدالحق محدّث دہلوی ۹۵۸ھ میں پیدا ہوئے۔ ''شیخ اولیاء'' آپ کی تاریخ ولادت کا مادہ ہے۔ بیس برس کی عمر سے پہلے ہی آپ تمام علوم عقلیہ ونقلیہ میں ماہر علوم وفنون ہو گئے اور اس کے بعد قرآن مجید بھی حفظ کرلیا پھر حرمین شریفین کی زیارت سے سرفراز ہوئے اور علماء حرمین شریفین کے علمی فیوض و برکات اور حضور سرور کائنات ﷺ کی بے شمار بشارات سے مشرف ہو کر ہندوستان تشریف لائے اور باون برس تک اپنے فرزندوں اور دوسرے طالبان علوم کی تعلیم وتربیت اور کتابوں کی تصنیف وتالیف میں مصروف رہے۔ آپ کی چھوٹی بڑی تصنیفات کی تعداد ایک سو ہے۔ خاص کر فن حدیث میں مشکوٰۃ شریف کی دو شرحیں ''لمعات'' اور ''اشعۃ اللمعات'' اور سیرت میں آپ کی کتاب ''مدارج النبوت'' آپ کے ایسے انمول علمی شاہکار ہیں کہ تمام دنیا میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ فن شاعری میں بھی آپ کا بہت ہی بلند پایہ مقام ہے۔ ہزاروں اشعار آپ کے فکر سخن کا نتیجہ ہیں۔ قادری مشرب تھے اور حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے کمال عقیدت رکھتے تھے۔ آپ کی تمام

Scanned with CamScanner

تصانیف سے حبِ رسول کا مقدس جذبہ اس طرح جلوہ ریز ہوتا ہے کہ آپ کی تصنیفات کے مطالعہ سے روحِ ایمان میں ایک پرکیف بالیدگی، اور ایک خاص قسم کا ایمانی سرور پیدا ہوتا ہے جو علماء اہلسنّت کی روحانی تسکین اور قلبی اطمینان کا بڑا ہی انمول سامان ہے۔ ۱۰۵۲ھ میں آپ کا وصال ہوا اور ''فخر العالم'' سے آپ کی تاریخ رحلت نکلتی ہے۔ مزار مبارک پرانی دہلی میں حوض شمسی سے ایک فرلانگ جانب مغرب ہے۔ شاندار گنبد بنا ہوا ہے۔

اعلیٰ حضرت کا فرمان

۱۹۴۸ء کے ہنگامہ میں پنجابی شرنارتھیوں نے آپ کے گنبد کا دروازہ توڑ ڈالا۔ فقیر راقم السطور (مؤلف روحانی حکایات) کئی بار مزار مقدس کی زیارت سے مشرف ہو چکا ہے اور ایک بار دوران مراقبہ میں ایک بشارت بھی قلب پر منکشف ہوئی تھی جو بحمدہ تعالیٰ حرف بحرف پوری ہوئی۔

تبصرہ: ایک مرتبہ دار العلوم اشرفیہ مبارک پور میں حضرت محدّث اعظم مولانا سید محمد صاحب قبلہ کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ کا تذکرہ شروع ہوا تو حضرت ممدوح نے آپ کے فضائل بیان فرماتے ہوئے آپ کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مولانا احمد رضا خاں صاحب قبلہ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول نقل فرمایا۔ جس کی ایمان افروز کیفیت اور روحانی لذت کو میں تمام عمر فراموش نہیں کرسکتا۔ حضرت محدّث اعظم نے ارشاد فرمایا: ایک دفعہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی مجلس میں مولانا شیخ عبدالحق محدّث دہلوی قدس سرہ العزیز کی باکرامت تصنیفات کا ذکر آ گیا۔ تو اعلیٰ حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا: حضرت شیخ محقق کی کرامتوں میں سے ایک بڑی نمایاں کرامت یہ ہے کہ مولیٰ تعالیٰ نے آپ کو ''قلم محفوظ'' عطا فرمایا تھا کہ آپ کی تصانیف میں عمر بھر آپ سے کبھی قلمی لغزش نہیں ہوئی اور آپ کی پوری تصنیفات میں کہیں آپ کے قلم سے کوئی ایسی خطا نہیں سرزد ہوئی جو قابل گرفت ہو۔ یہ مولیٰ تعالیٰ کا

آپ پر بہت بڑا فضل ہے۔

اس مردِ حق سے کوئی نسبت نہیں تجھ کو

سبحان اللہ! اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز جیسا علوم وفنون کا جبل راسخ اور مملکت نقد وتنقید کا سلطان اعظم جس کے محاسن تصانیف کا مداح اور اس کے قلم کی حفاظت کا شاہد عدل ہو۔ اس کے علم وفضل کی وسعت، اور اس کے قلم محفوظ کی عظمت کا کیا کہنا؟ اللہ اکبر! کیا خوب کہا شاعر مشرق نے کہ

جس بندۂ حق بیں کی خودی ہو گئی بیدار
شمشیر کے مانند ہے برندہ و براق
اس کی نگہ شوق پہ ہوتی ہے نمودار
ہر ذرہ میں پوشیدہ ہے جو قوت اشراق
اس مردِ حق سے کوئی نسبت نہیں تجھ کو
تو بندہ آفاق ہے وہ صاحب آفاق
تجھ میں ابھی پیدا نہیں ساحل کی طلب بھی
وہ پاکی فطرت سے محرم اعماق

(روحانی حکایات)

(67)

تصوّر و تصرّفِ شیخ

حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نفس نہ علم سے مرتا ہے نہ کسی اور ذریعہ سے بلکہ نفس کو مارنے کا ذریعہ صرف اور صرف تصرف شیخ اور تصور شیخ ہے جس طرح مولانا روم فرماتے ہیں:

ہیچ نکشد نفس راجز ظل پیر
دامن ایں نفس کش را سخت گیر

اس کے بعد آپ نے مائی بانو اور ملک غلام محمد کنڈان کا واقعہ بیان فرمایا:

آپ نے فرمایا یہ تصرف محض غوث اعظم ہی کر سکتے ہیں اس کے بعد آپ نے بیان فرمایا: احمد شاہ میروی جو کہ میرے شریف میں زیادہ عرصہ رہے اور وہاں مجاہدہ کرتے رہے اسی لئے میروی مشہور ہیں، پیر سیال نے انہیں خلافت بھی عنایت فرمائی لیکن انہوں نے کسی کو بیعت نہ کیا پیر سیال نے حکم دیا کہ شاہ صاحب فیض کو بند نہ کرو لیکن انہوں نے بیعت کسی کو نہ کیا بالآخر ثانی صاحب انہیں فرماتے رہے اور بعد میں ثالث صاحب نے فرمایا: شاہ صاحب اپنے شیخ کا حکم مانو کیونکہ فرمان شیخ کو ترک کر رہے ہو اسی وقت انہوں نے چار پانچ مرید کیے شاہ صاحب نے ایک دفعہ میرہ شریف جانے کا عزم کیا تو حضور نے پوچھا شاہ صاحب کس طرح جاؤ گے انہوں نے جواب دیا پیدل یہاں سے چل کر ساہیوال رات رہوں گا پھر خوشاب رات گزار کر ریل پر سوار ہو جاؤں گا میں (حضرت صاحب) نے فرمایا: اگر میں ابھی ابھی خوشاب پہنچا دوں تو میرے لئے دعا کرو گے؟

انہوں نے خوش ہو کر کہا کتنی مہربانی ہے چنانچہ میں نے اپنے ڈرائیور کو کہا کہ شاہ صاحب کو خوشاب پہنچا آؤ وہ موٹر پر اسی وقت پہنچا آیا اب ارمان لگتا ہے کہ اگر سیدھا میرے شریف پہنچا دیتا تو بہت ہی اچھا ہوتا۔ آپ نے فرمایا: طالب علمو! میرے پاس بیٹھ کر باتیں سنا کرو باتوں سے فائدہ ہوتا ہے تمہارے اسباق ضائع نہیں ہوں گے یہ باتیں میں نے ان لوگوں سے سنی ہیں جنہوں نے خود پیر سیال سے سنی تھیں اور تمہارے لئے پیر سیال کی باتوں میں دو واسطے ہو جائیں گے۔

غلام محمد کنڈان

پھر آپ نے میاں غلام محمد کنڈان کی زبانی بیان فرمایا کہ اس نے کہا: جب پہلی دفعہ میں حاضر ہوا ہوں تو میں جنگل میں مویشی چرا رہا تھا ایک شخص گزرا میں نے پوچھا کہاں جانا ہے؟ اس نے جواب دیا: سیال (شریف) تو میں نے چھڑی پھینک دی اور اس کے ساتھ ہو لیا' جب حاضر ہوا تو اسی مصلی کی جگہ' جو اب مسجد میں پختہ بن چکا ہے' آپ تشریف فرما تھے اسی جگہ میں نے آپ کی بیعت کی مجھے یقین ہو گیا کہ میں مدینہ منورہ میں بیٹھا ہوں اور خدا کی قسم میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے بیعت کی' آپ نے فرمایا: پیر سیال نے مجھ پر دو مرتبہ کرم فرمایا پہلی بار خواب میں زیارت نصیب ہوئی اس حالت میں کہ میں آپ کے پاس توضیح تلویح پڑھ رہا ہوں میں نے سوچا ان سے تو زیادہ فیض حاصل کرنا چاہئے یہ کتاب تو دوسرے اساتذہ سے بھی پڑھی جا سکتی ہے چنانچہ اسی خیال سے میں نے کتاب بند کر دی پیر سیال نے استفسار فرمایا: بند کیوں کر دی ہے میں نے عرض کیا غریب نواز آپ زیادہ فیض بخشیں اور میں تونسہ شریف کی راہ میں مروں' تو آپ نے دونوں ہاتھ اچھی طرح پھیلا کر مجھے گلے لگا لیا اور بہت دیر تک گلے لگائے رہے اس وقت آپ کا قمیص نہیں تھا' دوسری مرتبہ بھی زیارت ہوئی تو ایک وظیفہ عنایت فرمایا اور اجازت فرمائی کہ یہ وظیفہ پڑھتا رہ۔

Scanned with CamScanner

مائی بانو مصلّن

پیر سیال کی خادمہ مائی بانو قوم کی مصلن تھی اسے بھی تصور شیخ نصیب تھا ایک بار دریا پر گئی۔ (حضرت پیر سید) مہر علی (شاہ) صاحب ساکن گولڑہ صرف اپنے ہمراہیوں سمیت کشتی پر سوار ہو گئے اور ملاح کو اشارہ کیا کہ کشتی چلاؤ' مائی بانو نے کہا: شاہ صاحب اپنے پیر بھائیوں کو سوار ہونے دو انہوں نے پرواہ نہ کی تسبیح پڑھ رہے تھے ملاح کو لاپرواہی سے چلنے پر اشارہ کر دیا۔

پیر کے رنگ میں رنگے ہوئے

ملاح نے کشتی روانہ کر دی مائی بانو پھر بولی شاہ صاحب اپنے پیر بھائیوں کو لیتے جاؤ لیکن خیال نہ کیا بالآخر جب کشتی تھوڑی دور گئی تو مائی بانو نے کہا باپ کا بیٹا ہے تو اب کشتی لے جا' اتنے میں کشتی بھنور میں گھومنے لگی' مجبوراً واپس لائے' اسے سوار کیا اور دوبارہ لے چلے۔ یہ تو پیر سیال کی خادمہ کا حال تھا اس سے پوچھا گیا تو رات کیسے گزارتی ہے؟ کہا: تسبیح ہاتھ میں لے کر بیٹھتی ہوں' اس وقت سفید ریش مرد سیال ہوتا ہوں' سلطان محمود غزنوی نے جب ہندوستان فتح کیا' بتوں کو توڑا تو اس کے ایک سپاہی نے ایک ہندو کو بت کے سامنے بیٹھا ہوا پایا ویسے تلوار کی آواز آئی دوسری مرتبہ لا کر تلوار ماری تب بھی وہی حال دیکھا' فوج میں ایک درویش کامل تھا اس نے بتایا یہ آدمی بت کے تصور میں بیٹھا ہے اور بت بن چکا ہے تصور کا اتنا اثر ہوتا ہے کہ جس کا تصور ہو وہی تصور کنندہ خود بن جاتا ہے مولانا میر ماہی صاحب سرکی والوں کو پیر پٹھان خواب میں ملے وہ رونے لگ گئے پیر پٹھان نے کہا اب تو میں تمہارے پاس آ گیا ہوں رونے کی کیا ضرورت ہے انہوں نے عرض کیا کہاں؟ فرمایا: سیالاں وچ صبح کو تیاری کی اور سیال شریف چل دیئے' راستہ میں آئے تو مولانا سلطان محمود صاحب ناڑے والے بھی سامان باندھ رہے تھے انہیں خواب بیان کیا تو انہوں نے جواب دیا: خدا کی قسم مجھے بھی یہی خواب آیا ہے اور تیاری کر رہا

ہوں چنانچہ پیر سیال کی خدمت میں حاضری دی آخری عمر میں پیر سیال غریب نواز بالکل اپنے شیخ کے ہم شکل ہو گئے تھے مولانا خیر محمد نکوڑے والے کی بیعت بھی پیر پٹھان کے ساتھ تھی' ان کے غلام تھے' بعد میں وہ بھی یہاں آئے تھے۔ پیر سیال اس وقت سوئے ہوئے تھے انہوں نے پیر سیال کو دیکھا کہا مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے یہ پیر پٹھان ہے۔

ساہی وال والے مولوی صاحب

ایک مرتبہ خواجہ اللہ بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ جلوہ فرما تھے اور پیر سیال نے وہاں تونسہ شریف میں حاضری دی ابھی پیر سیال تالاب پر وضو فرما رہے تھے کہ ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور حضور غریب نواز خواجہ اللہ بخش صاحب کی خدمت میں عرض کی غریب نواز اعلیٰ حضرت پیر پٹھان تالاب پر وضو فرما رہے ہیں آپ نے فرمایا وہ ساہیوال والے مولوی صاحب ہوں گے۔ (پیر سیال) انوار قمریہ

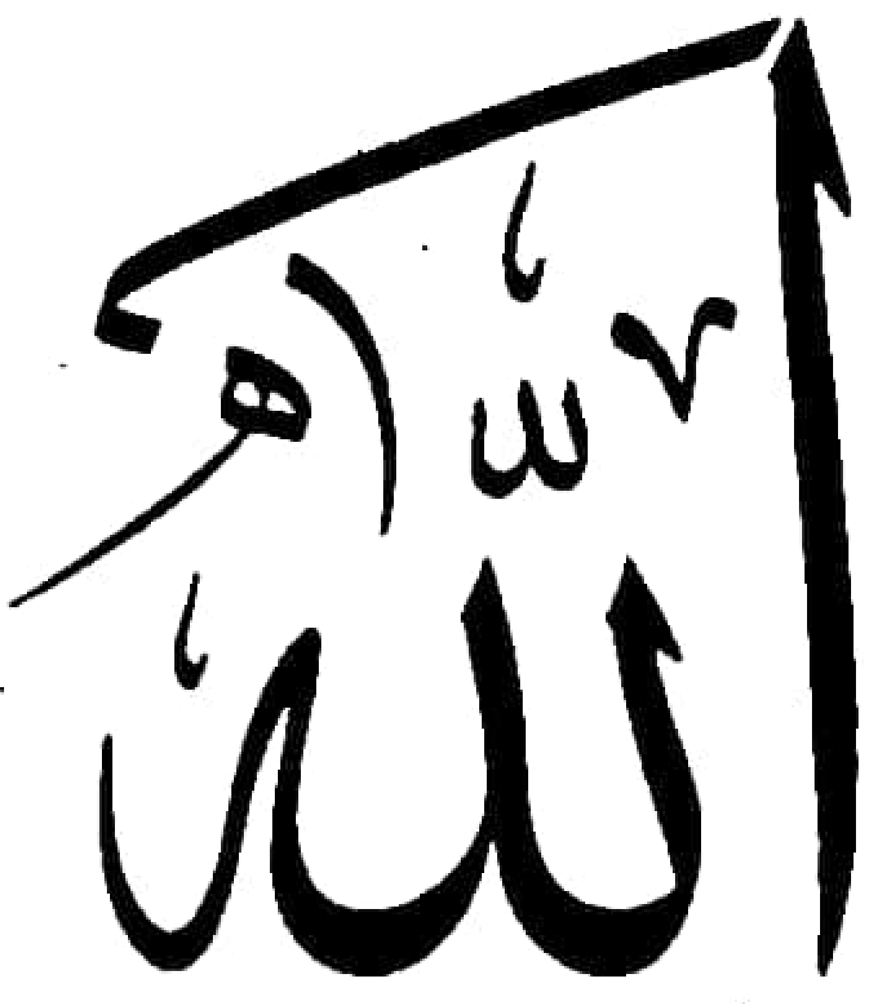

Scanned with CamScanner

(69)

چار کا عدد

حکماء وعقلاء نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بزرگ مہینے چار بنائے جس طرح کہ بزرگ فرشتے چار ہیں جبرئیل علیہ السلام' میکائیل علیہ السلام' اسرافیل علیہ السلام اور عزرائیل علیہ السلام برگزیدہ کتابیں بھی چار ہیں' تورات' انجیل' زبور اور قرآن مجید' وضو میں چار فرض ہیں چہرے کا دھونا' دونوں ہاتھوں کا دھونا' سر کا مسح کرنا اور دونوں پاؤں کا دھونا' تسبیح کے الفاظ بھی چار ہیں: سُبْحَانَ اللهِ' اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ' عدد کے اصول بھی چار ہیں' اکائیاں' دہائیاں' سیکڑے اور ہزارے' اوقات بھی چار ہیں' گھڑی' دن' مہینہ اور سال' فصلیں بھی چار ہیں ربیع وخریف' گرمی اور جاڑہ' طبیعتیں بھی چار ہیں' گرمی وسردی وبرتری اور خشکی' بدن کے خلط چار ہیں صفرا وسودا' بلغم اور خون' عناصر چار ہیں ہوا' آگ' پانی اور مٹی' خلفائے راشدین چار ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' حضرت علی رضی اللہ عنہ' پہاڑوں کے سردار چار ہیں طور سینا و لینا احد او جودی' انبیاء علیہم السلام کی زینت چار ہیں' حضرت ابراہیم علیہ السلام' موسیٰ کلیم علیہ السلام' عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم' آسمانوں کی زینت چار ہیں عرش' کرسی' جنت اور فرشتے مخلوقات کی زینت چار ہیں' علماء وشہداء واولیاء اور اہل تقویٰ' جانوں کی زینت چار ہیں' وضو' نماز' روزہ اور حج'' قلب کی زینت چار ہیں معرفت' علم' عقل اور توحید' اعضاء کی زینت چار ہیں آنکھ' کان' ہاتھ اور پاؤں' وہ فرشتے جو بجانب اللہ تعالیٰ بندہ کی طرف اس کے جنازہ کو قبر تک لے جانے کے

وقت بھیجے جاتے ہیں وہ بھی چار ہیں' ان میں سے ایک پکارتا ہے کہ مدتیں ختم ہو چکی ہیں اور اعمال یا امیدیں منقطع ہو گئیں دوسرا ندا دیتا ہے کہ مال جاتے رہے اور اعمال باقی رہے' تیسرا پکارتا ہے کہ دنیا کی مشغولی جاتی رہی اور وبال باقی رہا' چوتھا ندا دیتا ہے کہ اس کے لئے خوشخبری ہے کہ جس کا کھانا حلال سے تھا اور اس کا شغل اللہ ذوالجلال کی خدمت تھا۔ (قلیوبی)

پانچ پوشیدہ چیزیں

یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزیں پانچ چیزوں میں چھپا رکھی ہیں اس نے اپنی خوشنودی کو اپنی بندگیوں میں سے ایک بندگی میں رکھا ہے تا کہ لوگ اس امید پر سب طاعتوں میں کوشش کریں کہ اس کو حاصل کر لیں اور اس نے اپنے غضب کو گناہوں میں سے ایک گناہ میں چھپا رکھا ہے تا کہ لوگ اس خوف سے تمام گناہوں سے بچیں کہ کہیں اس گناہ میں پھنس نہ جائیں اور اللہ تعالیٰ نے شب قدر کو رمضان میں پوشیدہ رکھا ہے تا کہ لوگ اس امید کہ اس کو پا جائیں اس کی تمام راتوں کی شب بیداری میں کوشش کریں اور اس نے اپنے اسم اعظم کو اپنے سب ناموں میں چھپا رکھا ہے تا کہ لوگ اس امید پر کہ اس کو پا جائیں دعا میں اس کے تمام ناموں کا ورد رکھیں اور اس نے اپنے اولیاء کو اپنی جملہ مخلوق میں پوشیدہ رکھا ہے تا کہ لوگ ان میں سے کسی کی تحقیر نہ کریں اور ان میں سے ہر ایک سے دعا طلب کریں انھی امید پر کہ یہ لوگ اولیاء کی برکت سے اپنے مقصدوں کو حاصل کریں اور بعض علماء نے زیادہ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن میں مقبولیت دعا کی ساعت کو چھپا رکھا ہے تا کہ لوگ اس کی تمام ساعتوں میں دعا کی کوشش کریں اور درمیانی نماز کو پانچوں نمازوں میں پوشیدہ رکھا ہے تا کہ لوگ سب نمازوں کی محافظت کریں۔ (ایضاً)

Scanned with CamScanner

(70)

تبلیغی اجتماع میں شرکت سے بخشش

حضرت سیّدنا رجاء بن میسور مجاشعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک دن ہم حضرت سیّدنا صالح مری رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں موجود تھے آپ وعظ ونصیحت سے ہمارے دلوں کو منور فرما رہے تھے آپ نے ایک نوجوان سے فرمایا: ''اے بندۂ خدا! قرآن پاک کی کچھ آیات تلاوت کرو نوجوان نے پڑھنا شروع کیا۔

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ؕ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ۝

ترجمہ: اور انہیں ڈراؤ اس نزدیک آنے والی آفت کے دن سے جب دل گلوں کے پاس آجائیں گے غم میں بھرے اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ کوئی سفارشی جس کا کہا مانا جائے۔ (پارہ24 المومن 18)

جیسے ہی نوجوان نے یہ آیت مکمل کی' آپ نے فرمایا: ''بھلا ظالم کا شفیع و دوست کون ہوگا کیسے کوئی اس کی شفاعت کرے گا جبکہ خود رب العالمین اسے سزا دینا چاہے' خدا کی قسم! بروز قیامت ظالموں اور گناہ گاروں کا بہت برا حال ہوگا' تو دیکھے گا کہ انہیں بیڑیوں اور زنجیروں میں جکڑ کر جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ کی طرف کھینچا جائے گا وہ ننگے پاؤں' ننگے بدن ہوں گے' ان کے چہرے کالے سیاہ اور آنکھیں نیلی ہو جائیں گی وہ پکارتے ہوں گے ''ہائے ہماری بربادی! ہائے ہماری مصیبت! نہ جانے ہمارے ساتھ کیا ہوگا؟ ہمیں کہاں لے جایا جا رہا ہے؟ ہائے بربادی! ہائے ہلاکت! فرشتے انہیں آگ

کے گرزوں سے مارتے ہوئے ہانکیں گے' ان کے آنسو ان کے چہروں پر بہیں گے اور اتنے بہیں گے کہ ختم ہو جائیں گے پھر وہ خون کے آنسو روئیں گے اور ان کی حالت ان خوفزدہ پرندوں کی طرح ہوگی جنہیں بہت بڑے خوف نے دہشت میں مبتلا کر دیا ہو خدا کی قسم! اگر تو ان کی اس حالت کو دیکھ لے تو اس ہولناک منظر سے تیری آنکھیں سلامت نہ رہیں تیرا دل پھٹ جائے اس منظر کی ہولناکی سے تیرے قدم ایسے لرزیں گے کہ انہیں قرار نہ آئے گا' اتنا کہہ کر آپ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے پھر ایک زوردار چیخ ماری اور کہا: ''ہائے! کتنا برا ہے وہ منظر' کتنا برا ہے ان کا ٹھکانا'' پھر روتے روتے آپ کی ہچکیاں بندھ گئیں اور وہاں موجود تمام لوگ بھی زارو قطار رونے لگے''۔

ایک نوجوان کی سچی توبہ

پھر ایک نوجوان کھڑا ہوا اور کہا: ''اے صالح مری رحمۃ اللہ علیہ! کیا یہ تمام معاملات قیامت کے دن ہوں گے؟'' فرمایا: ''ہاں میرے بھتیجے! واقعی یہ تمام واقعات بروز قیامت ہوں گے بلکہ وہاں کے حالات کی جو خبر مجھے پہنچی ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے جو میں نے بیان کی ہے۔ مجھے خبر پہنچی ہے کہ جہنمی نار جہنم میں چیختے رہیں گے یہاں تک کہ ان کی آواز ختم ہو جائے گی پھر ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ ہوگا جو اس مریض کی طرح آہیں اور سسکیاں نہ بھرے جسے برسوں سے شدید بیماری لاحق ہو''۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی جہنم کی ہولناک کہانی سن کر وہ نوجوان اس طرح گڑگڑانے لگا ''ہائے افسوس! ہائے میری غفلت! میں نے اپنی زندگی کے قیمتی لمحات ضائع کر دیئے اے میرے مالک! میں تیری اطاعت سے غافل رہا مجھے ان کوتاہیوں پر افسوس ہے ہائے! میں نے اپنی زندگی غفلت میں گزار دی' پھر اس نے اپنا منہ جانب قبلہ کیا اور روتے ہوئے بارگاہ خداوندی میں اس طرح مناجات کرنے لگا۔

''اے میرے پاک پروردگار! آج کے دن میں تیری بارگاہ میں سچی توبہ کرتا ہوں میری یہ توبہ اخلاص پر مبنی ہے' میں تیرے علاوہ کسی اور کی طرف متوجہ نہیں' اے میرے

Scanned with CamScanner

مولیٰ مجھ سے آج تک جو عبادت ہو سکی اسے قبول فرمالے میری سابقہ خطاؤں کو معاف فرمادے، مجھ سے گناہوں کی گندگی دور فرمادے میرے رحیم و کریم پروردگار مجھ پر رحم فرما۔

نجات یافتہ نوجوان

میرے مالک و مولیٰ! اب میں تیری فرمانبرداری اور اطاعت کا پٹا اپنی گردن میں ڈالتا ہوں میرے جسم کا رواں رواں تیری بارگاہ میں معافی کا طلب گار ہے، میرے مالک اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا تو میں برباد ہو جاؤں گا'' اتنا کہہ کر وہ نوجوان منہ کے بل زمین پر گر پڑا' لوگوں نے اسے اٹھایا تو بے ہوش ہو چکا تھا پھر وہ ایسا بیمار ہوا کہ سنبھل نہ سکا' حضرت سیّدنا صالح مری رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے دیگر رفقاء اس نوجوان کی عیادت کو جاتے رہے' بالآخر وہ نوجوان اس دنیائے فانی سے رخصت ہو کر دار بقاء کی طرف کوچ کر گیا' اس کے جنازہ میں کثیر لوگوں نے شرکت کی' حضرت سیّدنا صالح مری رحمۃ اللہ علیہ اکثر اپنی محفل میں اس کا ذکر کیا کرتے اور فرماتے ''قرآن کی آیات اور فکر آخرت سے معمور بیان سن کر وہ نوجوان موت کی آغوش میں پہنچ گیا''۔

مرنے کے کچھ دن بعد کسی نے اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا ''تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟'' کہا: ''حضرت سیّدنا صالح مری رحمۃ اللہ علیہ کے بابرکت اجتماع کے صدقے میری مغفرت ہو گئی اور میں اللہ کی اس رحمت کے سائے میں پہنچ گیا جو ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے''۔

(عیون الحکایات)

(71)

تمہارا بیٹا جنت الفردوس میں ہے

حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ ایک انصاری صحابی تھے سیرت نگاروں نے ان کا تذکرہ غزوہ بدر کے شہداء میں کیا ہے غزوہ بدر کفر و اسلام کے درمیان پہلی جنگ نہایت ہی دوررس نتائج اور اہمیت کی حامل تھی یہ حق میں فرق کرنے والی تھی یہی وجہ ہے اسے غزوۃ الفرقان بھی کہتے ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب لوگوں کو دعوت جہاد دی اور ان سے کفر کے مقابلے کے لئے نکلنے کو کہا تو حارثہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے پاس آئے ان کی والدہ بوڑھی ہو چکی تھیں خاوند پہلے ہی فوت ہو چکا تھا بڑھاپے کا واحد سہارا حارثہ تھے جن سے شدید محبت تھی یوں تو تمام مائیں اپنی اولاد سے بڑی محبت اور پیار کرتی ہیں مگر اکلوتی اولاد کی وجہ سے ان کی محبت ضرب المثل تھی بیٹے کی معمولی تکلیف پر تڑپ اٹھتیں سردی کے موسم میں ذرا سی سردی پر پریشان ہو جاتیں کہ کہیں میرے بیٹے کو سردی نہ لگ جائے گرمی کے موسم میں یہ پریشانی لاحق ہوتی کہ کہیں میرے بیٹے کو لو نہ لگ جائے۔

اور آج بیٹا اپنی والدہ کے روبرو کھڑا تھا ماں نے بیٹے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: بیٹے! اب تم بڑے ہو چکے ہیں میری ایک ہی خواہش ہے کہ اب تمہاری شادی کر دوں تمہاری اولاد ہو میں ان سے دل بہلاؤں ان سے کھیلوں اور بیٹا کہہ رہا ہے اماں جان! آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کا اعلان کیا ہے میں بھی لوگوں کے ساتھ جہاد کے لئے جانا چاہتا ہوں آپ کی اجازت لینے کے لئے حاضر ہوا ہوں اماں جان مجھے خوشی خوشی اجازت عطا فرمائیں۔

ماں نے جہاد کی اجازت دے دی

والدہ کہنے لگی: بیٹے مجھ سے تمہاری جدائی و مفارقت برداشت نہ ہو پائے گی' تم میرے پاس ہی رہو ادھر حارثہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ سے بار بار اجازت کے لئے اصرار کر رہا ہے اس کے ہاتھ چوم رہا ہے' سر چوم رہا ہے کہتا ہے اماں جان! خوشی سے اجازت دیں جب بیٹے کا اصرار حد سے بڑھا تو بوڑھی والدہ نے کہا: بیٹے! ٹھیک ہے تم جہاد پر جانا چاہتے ہو میں تمہیں اجازت دیتی ہوں مگر سنو! تمہارے بغیر میرا دل نہیں لگے گا' جب تک تم واپس نہیں آجاتے مجھے کھانا پینا اچھا نہیں لگے گا' مجھے چین نہیں آئے گا پھر والدہ اٹھی' اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے کپڑے پہنائے' تلوار اس کے گلے میں لٹکائی پھر بیٹے کی پیشانی پر بوسہ دیا اور اسے میدانِ جہاد کی جانب روانہ کر دیا۔

جب مسلمان بدر کے مقام پر پہنچے تو کنوئیں کے پاس پڑاؤ ڈالا' ادھر قریش بھی اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ وارد ہوئے اور پھر یوم الفرقان آ گیا' حق اور باطل کے درمیان فیصلے کا دن مسلمانوں نے بھی اور کافروں نے بھی لڑائی کے لئے صفیں باندھ لیں' خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے لشکر کی صف بندی فرمائی' آپ نے حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر آگے بڑھ کر پانی کے کنوئیں پر قبضہ کر لیا تھا اور اس کی حفاظت کے لئے ایک انصاری جوان حبان بن عرقہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا کہ کوئی دشمن اس میں زہر نہ ملا دے چنانچہ ان کو یہ ہدایت کی گئی کہ دشمن کا کوئی بھی آدمی کنوئیں کے قریب پھٹکنے نہ پائے بنی نجار سے تعلق رکھنے والے یہ صحابی تیر چلانے میں بڑی مہارت رکھتے تھے ان کا نشانہ کم ہی چوکتا تھا۔

لڑائی شروع ہونے سے ذرا پہلے حارثہ رضی اللہ عنہ کو پیاس محسوس ہوئی اور انہوں نے کنوئیں کا رخ کیا وہاں پہنچ کر کنوئیں سے پانی نکالا اپنی پیاس بجھانا چاہتے تھے کہ کنوئیں کی حفاظت پر مامور انصاری صحابی نے سمجھا یہ دشمن کا آدمی ہے جو کنوئیں میں زہر ملانا چاہتا ہے یا مسلمانوں کو ایذا پہنچانا چاہتا ہے کہنے لگے نعوذ باللہ' اسلام کا یہ دشمن ہمارے کنوئیں کو

خراب کرنے کے لئے آیا ہے انہوں نے اپنے تیر کو کمان میں رکھا اور شست باندھ کر پوری قوت سے حارثہ رضی اللہ عنہ کی طرف پھینکا تیر سیدھا ان کے حلق میں جا لگا۔ حارثہ رضی اللہ عنہ نے چیخ ماری' زمین پر گر پڑے' مسلمانوں نے انہیں دشمن کا آدمی سمجھا کسی نے ان کی طرف توجہ نہ دی حارثہ رضی اللہ عنہ نے تیر نکالنے کی کوشش کی مگر ان کی اجل آ چکی تھی شہ رگ کٹ چکی تھی خون کا فوارہ بہہ رہا تھا اور اسی حالت میں وہ اپنے رب کے پاس چلے گئے جب ان کی موت واقع ہو گئی تو کنوئیں پر مامور محافظ صحابی آگے بڑھے اور اپنے تیر کا شکار ایک مسلمان کو دیکھ کر سخت حیران و پریشان ہوئے کہ یہ کیا ہوا؟ میں نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا **لاحول ولا قوۃ الا باللہ** میں نے تو اسے دشمن کا آدمی سمجھا تھا!!۔

(دیکھئے اسد الغابہ ترجمہ حارثہ بن سراقہ)

کیا میں شہید کی ماں نہیں ہوں؟

سرورِ کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی آپ نے اس انصاری صحابی کو معاف کر دیا کہ ان کا کوئی قصور نہ تھا اللہ تعالیٰ نے بدر کے میدان میں مسلمانوں کو فتح و نصرت سے ہمکنار فرمایا مسلمان خوش خوش واپس مدینہ آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کو فتح کی خوشخبری دیکر مدینہ بھجوا دیا تھا جب مسلمان واپس آئے تو اہل مدینہ نے مجاہدین کا والہانہ استقبال کیا عورتیں بچے اور بوڑھی عورتیں اپنے خاوندوں' باپوں اور بیٹوں کے انتظار میں تھیں' رشتہ دار والہانہ طور پر اپنے عزیزوں کا استقبال کر رہے تھے انہی استقبال کرنے والوں میں اُمّ حارثہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھی مسلمان مجاہد مدینہ میں داخل ہوئے بچے آگے بڑھ بڑھ کر اپنے باپوں کو سلام کر رہے ہیں ان کے احوال پوچھ رہے ہیں اُمّ حارثہ رضی اللہ عنہ ایک طرف شوقِ انتظار میں کھڑی ہیں کہ کب ان کا لخت جگر نظر آئے اس کو سینے سے لگائے' اپنی اداسی دور کرے' قافلے آتے رہے اس کے پاس سے گزرتے رہے مگر ان میں اس کو اپنا لخت جگر حارثہ نظر نہ آیا دل میں طرح طرح کے وسواس اور خدشات پیدا ہو رہے تھے

Scanned with CamScanner

آخر دل کو تھام نہ سکی' ایک صحابی کا راستہ روک کر کھڑی ہوگئی۔

پوچھا تم حارثہ کو جانتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں جانتا ہوں مگر تمہارا حارثہ سے کیا تعلق ہے؟ کہنے لگی میں اس کی والدہ ہوں' میں اُمّ حارثہ ہوں صحابی نے کہا: تو پھر اپنے بیٹے پر صبر کرو تمہارا بیٹا قتل ہو گیا ہے اُمّ حارثہ رضی اللہ عنہ نے جب خبر سنی شہید کا مقام ومرتبہ یاد آ گیا بیٹا شہید ہو گیا میں شہید کی ماں میرا بیٹا جنتی' اللہ اکبر یہ مقام اور مرتبہ میرا بیٹا میری سفارش کرے گا بے اختیار کہنے لگی میرا بیٹا شہید ہے' مگر میں تو اس کو شہید نہیں سمجھتا' صحابی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا پوچھا کیوں؟ کیا اس کو کافروں نے قتل نہیں کیا؟ کہا نہیں تو پوچھا: کیا وہ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان لڑائی کے دوران قتل نہیں ہوا؟

کہا نہیں۔ کیا کہا؟ میرا بیٹا اپنے دین کا' اسلام کا دفاع کرتے ہوئے شہید نہیں ہوا' میرا بیٹا کیسے قتل ہوا؟ میرا بیٹا حارثہ کدھر ہے؟ وہ غم ومصیبت میں مبتلا سوال پر سوال کئے جا رہی تھی۔

ماں کی بے قراری

صحابی نے کہا: دراصل تمہارا بیٹا معرکہ شروع ہونے سے پہلے ہی قتل ہو گیا تھا اور اس کو قتل کرنے والا بھی مسلمان ہے تمہارے بیٹے نے معرکہ میں کوئی حصہ نہیں لیا اماں نے کہا: تمہارا مطلب یہ ہے کہ میرا بیٹا شہید نہیں ہے صحابی نے کہا وہ شہید تو نہیں مگر ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسے جنت نصیب کر دے' اس بوڑھی اماں نے جب سارا قصہ سنا تو مضطرب اور بے چین ہو کر کہنے لگی کہ کائنات کے امام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ صحابی نے کہا: وہ دیکھو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں وہ دوڑتی ہوئی آگے بڑھی' آنکھوں سے آنسو جاری' غم والم کا پہاڑ آ پڑا کہ جوان' اکلوتا بیٹا شہید نہیں ہوا مشفق اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک خاتون آ رہی ہے' رک گئے اماں پاس آئی تو پوچھا: کون؟ کہا: اُمّ حارثہ رضی اللہ عنہ فرمایا: اُمّ حارثہ رضی اللہ عنہ! کیا چاہتی ہو؟ عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو خوب معلوم ہے کہ

مجھے اپنے بیٹے سے کتنی محبت تھی سارا مدینہ میری محبت سے خوب واقف ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرا بیٹا قتل ہو گیا ہے اللہ کے رسول! مجھے بتائیے قتل کے بعد حارثہ کہاں ہے؟ میرا لخت جگر کہاں ہے؟ اگر تو جنت میں ہے تو میں صبر وشکر کروں اور اگر وہ جنت میں نہیں ہے تو پھر مجھے اجازت دیں میں اس کا نوحہ کروں خوب روؤں اتنا روؤں کہ اس سے پہلے اس کی مثال نہ ہو' حتیٰ کہ مجھے قرار آ جائے۔

رحمت عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دلاسہ

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: ''ام حارثہ! کیا کہتی ہو؟'' کہنے لگی: یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہی جو آپ مجھ سے سن چکے ہیں اگر جنتی ہے تو صبر اور شکر کروں اور جنتی نہیں تو کم از کم نوحہ تو کر لوں۔

کائنات کی سب سے مشفق شخصیت نے رحمت بھری نظروں سے دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت اپنے بیٹے کے لئے تڑپ رہی ہے پھر بھی صبر کا مظاہرہ کر رہی ہے وہ اگر اس کے سامنے ہوتا تو اسے گلے سے لگاتی اس کا منہ چومتی' اپنے سے کبھی جدا نہ ہونے دیتی۔

ام حارثہ رضی اللہ عنہ نہایت اضطراب کے عالم میں کھڑی نتیجہ کا انتظار کر رہی ہے نجانے آپ کیا فرماتے ہیں' قدموں میں لغزش ہے' حلق خشک ہو گیا ہے' چہرے پر آنسو ٹھہر گئے ہیں' حسرت بھری نظروں سے دیکھ رہی ہے کہ ابھی وہ زبان حرکت میں آنے والی ہے جس سے صرف سچ نکلتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس عورت کی اپنے بیٹے سے محبت اور عجز وانکسار دیکھا تو فرمایا: ''ويحك او هبلت او جنة واحده هي؟ انها جنان كثيرة' وانه في جنة الفردوس''

''ام حارثہ! تمہیں کیا ہو گیا ہے' بیٹے کی محبت میں دیوانی ہو گئی ہو تم ایک جنت کی بات کرتی ہو رب العزت نے اس کو بہت ساری جنتوں کا مالک بنا دیا ہے خوش ہو جاؤ' تمہارا بیٹا جنت الفردوس میں پہنچ گیا ہے''۔

(بخاری: 3982 ترمذی 3174' احمد 124/3)

Scanned with CamScanner

(72)

ہاں مُردے بولتے ہیں

حضرت سالم بن عبداللہ اپنے والد محترم حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں سفر کے لئے نکلا' ابوبکر اور ابو یحییٰ مدنی نے بتایا کہ ایسے ہی کلثوم بن جوشن قشیری نے بیان کیا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

میں دور جاہلیت کی قبروں میں سے ایک قبر کے پاس سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ ایک آدمی قبر سے نکلا اس کی گردن میں آگ کی زنجیر ڈالی ہوئی تھی میرے پاس پانی کا مشکیزہ تھا جب اس نے مجھے دیکھا تو کہا:

اے عبداللہ! مجھے پانی پلا دو میں نے دل میں کہا کہ نا معلوم اس نے مجھے پہچان لیا اور مجھے میرا نام لے کر پکارا تھا یا عربوں کی عام عادت کے مطابق کہا تھا (جس کا نام معلوم نہ ہوتا اسے عبداللہ کہہ دیتے) اس کے پیچھے ایک اور شخص نکلا:

اس نے کہا: اے عبداللہ اسے پانی نہ پلانا کیوں کہ یہ کافر ہے۔

پھر اس نے اسے زنجیروں سے پکڑا اور گھسیٹتا ہوا قبر میں لے گیا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر مجھے رات پڑ گئی وہاں قریب ہی ایک بڑھیا کا گھر تھا وہاں ایک طرف قبر تھی اس قبر سے میں نے آواز سنی: بول وما بول شن وماشن

کوئی بھی تنہا سفر نہ کرے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے کہا یہ کیا ہے؟

اس عورت نے بتایا کہ یہ میرا خاوند تھا وہ جب بھی پیشاب کرتا تھا پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا میں اسے کہتی کہ تجھ پر افسوس کہ جب اونٹ پیشاب کرتا ہے تو وہ بھی پیشاب کے چھینٹوں سے بچتا ہے (ٹانگیں پھیلا دیتا ہے) اس نے میرے سمجھانے کا بھی کوئی اثر نہ لیا اس کے بعد جب سے وہ مرا ہے تب سے ہر رات یہی الفاظ سنائی دیتے ہیں۔ پیشاب' پیشاب کیا ہے (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ) میں نے کہا: شن سے کیا مراد ہے؟ اس عورت نے بتایا کہ ایک شخص پیاسا آیا تھا اس نے کہا: مجھے پانی پلا دو تو اس نے (مذاقاً) کہا کہ چھوٹی' پرانی مشک میں سے لے لو' اس مشک میں کچھ بھی نہیں تھا تو وہ آدمی (پیاس کی شدت سے) وہیں گرا اور گر کر مر گیا' پھر جب سے یہ مرا ہے اس دن سے وہ یہی پکارتا ہے: شن وماشن

(حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں) کہ پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ عرض کیا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کسی بھی شخص کو تنہا سفر کرنے سے منع فرما دیا۔

من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 33' کتاب القبور (ابن ابی الدنیا) روایت نمبر 95' تفسیر ثعالبی (عبدالرحمٰن بن محمد ثعالبی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 88' التمہید (ابن عبدالبر) کتاب تابع للحروف العین ترجمہ عبدالرحمٰن بن حرملہ حدیث الثانی' اهوال القبور (ابن رجب حنبلی) صفحہ نمبر 109' کتاب الروح (ابن قیم) صفحہ نمبر 67

مولیٰ علی کا اہلِ قبور سے خطاب

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا:

ہم حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ شہر کے قبرستان میں گئے تو آپ نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ وَرَحْمَةُ اللهِ

Scanned with CamScanner

کیا تم ہمیں اپنی خبریں سناتے ہو یا ہم تمہیں اپنی خبریں سنا دیں؟

روایت کرنے والوں نے کہا ہم نے ایک قبر کے اندر سے آواز سنی:

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

یا امیر المومنین آپ ہمیں بتائیے کہ ہمارے بعد کیا ہوا؟

تو آپ نے فرمایا: تمہاری بیویاں نئی شادیاں کر چکی ہیں، تمہارے مال بٹ چکے ہیں اور اولاد یتیموں کے زمرہ میں شامل ہے وہ گھر جو تم نے پختہ بنائے تھے اب ان میں تمہارے دشمن رہتے ہیں۔ اب تم اپنا حال سناؤ: تو ایک قبر سے آواز آئی:

ہمارے کفن پھٹ چکے ہیں، ہمارے بال بکھر چکے ہیں، ہماری کھالیں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں اور ہماری آنکھیں رخساروں پر بہہ گئیں اور ہمارے نتھنوں کا پیپ بن چکا ہے ہم نے جیسا کیا تھا ویسا ہی پایا اور جو چھوڑ کر آئے تھے اس میں نقصان اٹھایا اور اعمال کے بدلے رہن ہے۔

تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 27 صفحہ نمبر 395، مختصر ابن عساکر جلد نمبر 4 صفحہ 162، تفسیر الکشف والبیان (ثعلبی) سورۃ البقرۃ آیت نمبر 110، تاریخ نیشاپوری (احمد بن محمد نیشاپوری) کما ذکر السیوطی فی الخصائص، الثقات (ابن حبان) جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 234، شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 87، حجۃ اللہ علی العالمین (نبہانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 650، جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 125

حضرت علی شیر خدا کے اشعار

مولائے کائنات سرتاج روحانیاں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں میں بقیع میں احباب کی زیارت کے لئے گیا میں نے ایک ایک کو سلام کیا اور وہاں یہ شعر پڑھتے ہوئے لوٹا:

مَالِيْ مَرَرْتُ عَلَى الْقُبُوْرِ مُسَلِّمًا قَبْرَ الْحَبِيْبِ فَلَمْ يَرُدَّ جَوَابِيْ

کیا وجہ ہے کہ میں قبروں پر سلام کرتا ہوا گزرا اور دوست کی قبر پر سلام کیا تو جواب نہیں ملا

يَا قَبْرُ مَالَكَ لَا تجيب مناديا اَمَلَلْتَ بَعْدِيْ صُحْبَةَ الْاَحْبَابِ

اے قبر تجھے کیا ہوا کہ پکارنے والے کو جواب نہیں دیتی کیا تو میرے بعد احباب کی صحبت سے اکتا گئی (فرماتے ہیں) مجھے اسی وقت بلند آواز سے جواب دیا گیا

قَالَ الْحَبِيْبُ وَكَيْفَ لِيْ بِجَوَابِكُمْ
وَاَنَا رَهِيْنُ جَنَادِلٍ وَتُرَابِ

حبیب نے کہا: میں کس طرح جواب دوں کہ میں تو مٹی اور پتھروں کے اندر محصور ہوں

اَكَلَ التُّرَابُ مَحَاسِنِيْ فَنَسِيْتُكُمْ
وَحُجِبْتُ عَنْ اَهْلِيْ وَعَنْ اَتْرَابِيْ

مٹی میرے حسن کو کھا گئی تو میں تمہیں بھول گیا اور اپنے احباب واقرباء سے روپوش ہو گیا

فَعَلَيْكُمْ مِنِّيْ السَّلَامُ تَقَطَّعَتْ
مِنِّيْ وَمِنْكُمْ خُلَّةُ الْاَحْبَابِ

تم پر میری طرف سے سلامتی ہو مجھ سے اور تم لوگوں سے دوستوں کی ہم نشینی ختم ہو گئی

العاقبۃ فی ذکر الموت (الاشبیلی) صفحہ نمبر 200، بستان الواعظین (ابن جوزی) صفحہ نمبر 187، الروض الریاحین (امام یافعی) صفحہ نمبر 533، دیوان علی ابن ابی طالب صفحہ نمبر 31، سلاح الیقظان لطرد الشیطن (عبد العزیز السلمان) صفحہ نمبر 157

حضرت عمر کا قبر میں فرشتوں کو جواب

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تدفین ہوئی تو حضرت المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان کی تدفین کے بعد ان کی قبر پر بیٹھ گئے اور فرشتوں کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دیئے گئے جوابات سننے لگے

Scanned with CamScanner

جوابات کے بعد فرشتوں نے انہیں کہا کہ سو جاؤ تو آپ نے کہا: میں کیسے سو جاؤں جب کہ تم اس طرح میرے پاس درشت انداز میں آئے ہو حالانکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہوں اور میں تو گواہی دیتا ہوں کہ تم اور دوسرے فرشتے مومن کے پاس قبر میں حسین صورت میں آتے ہو۔

تو انہوں نے فوراً حسین صورت اختیار کر لی۔ تب حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابن خطاب اب تو سو جاؤ' اللہ تعالیٰ تمہیں تمام مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے کیوں کہ تم اپنی زندگی میں بھی مسلمانوں کو فائدہ پہنچاتے رہے اور اپنے وصال کے بعد بھی مسلمانوں کو فائدہ پہنچا رہے ہو۔

(نزہۃ المجالس (عبدالرحمٰن صفوری) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 301)

حضرت مولیٰ مرتضیٰ کا اپنے قاتل کو جواب

حضرت سیّدنا بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ روایت فرماتے ہیں کہ جس دن عبدالرحمٰن ابن ملجم حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کی غرض سے آیا تو آنجناب ایک گاؤں سے گزر کر پانی کے کنارے آئے اور ایک قبرستان کی طرف منہ کر کے جو وہاں سے قریب ہی تھا ایک مردے کے نام آواز دی۔ اے فلاں ابن فلاں!

قبر سے آواز آئی لبیک یا علی: آپ نے پوچھا: گھاٹ پایاب کہاں ہے؟ اس مردے نے کہا: جہاں آپ کھڑے ہیں آپ قدم رکھ کر پار ہو گئے

عبدالرحمٰن ابن ملجم کہنے لگا کہ آپ کو مردے کا نام معلوم ہے اور یہ نہیں معلوم کہ گھاٹ پایاب کہاں ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: جانتا تو تھا لیکن اس واسطے پوچھا تھا کہ نفس بے باک نہ ہو جائے اور شوخ نہ ہو جائے۔ (اسرار الاولیاء (ملفوظات گنج شکر) صفحہ نمبر 18)

(73)

قبر کا وسیلہ

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک سال بصرہ میں بالکل بارش نہیں ہوئی اور شدید قحط پڑ گیا۔ کئی بار لوگ نماز استسقاء بھی پڑھ چکے لیکن دعا کی مقبولیت کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا پھر میں اور عطاء سلمی اور ثابت بنانی اور یحییٰ بکاء اور محمد بن واسع' اور ابو محمد سختیانی وغیرہ بہت سے صالحین اور مکتبوں کے بچے نماز استسقاء اور دعا خوانی کے لیے عید گاہ میں نکلے۔ مگر دوپہر تک کچھ بھی دعا کا اثر ظاہر نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ تمام لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ صرف میں اور ثابت بنانی عید گاہ میں رہ گئے یہاں تک کہ رات کا اندھیرا ہو گیا۔ اتنے میں ایک غلام حبشی' اون کا جبہ پہنے ہوئے عید گاہ میں داخل ہوا اور دو رکعت نماز پڑھ کر اس نے اس طرح دعا مانگی کہ الٰہی! تو کب تک اپنے بندوں کو اپنے در سے نامراد واپس کرتا رہے گا؟ کیا تیرے خزانوں میں کچھ کمی آ گئی ہے؟ یا اللہ! میں تجھ کو اس محبت کی قسم دلاتا ہوں جو تجھ کو میری ذات سے ہے کہ تو ابھی ابھی فوراً بارش بھیج دے۔ حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلتے ہی ایسی موسلا دھار بارش شروع ہو گئی کہ گویا آسمان نے اپنی مشکوں کے منہ کھول دیئے۔ میں فوراً ہی اس غلام کے پاس پہنچا اور میں نے اس سے کہا کہ تجھے ان کلمات کے کہنے سے شرم نہیں آئی؟ تجھے کیا معلوم کہ خداوند تعالیٰ کو تیری ذات سے محبت ہے؟ اس غلام نے کہا: اجی تم میرے سامنے سے ہٹ جاؤ۔ اگر اس کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو وہ مجھے پیدا کیوں فرماتا؟ بلاشبہ اس کو مجھ سے محبت ہے' اور مجھ کو اس سے محبت ہے لیکن میری محبت ایسی ہے

Scanned with CamScanner

جو اس کی شان کے لائق ہے۔

میمون غلام کی عزت وکرامت

مالک بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے اس کے کلمات وکرامات سے متاثر ہو کر اس کے مالک سے اس کو بیس درہم میں خرید لیا اور اپنے گھر لایا۔ جب میں نے اس کا نام دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ میرا نام ''میمون'' ہے پھر وہ غلام مجھ سے کہنے لگا کہ اے میرے مولیٰ! آپ نے کس لیے مجھے خریدا ہے؟ میں تو کسی مخلوق کی خدمت کے لائق ہی نہیں ہوں۔ میں نے کہا: اے میرے آقا! میں نے آپ کو اس لیے نہیں خریدا ہے کہ آپ میری خدمت کریں بلکہ میں نے آپ کو اس لیے خریدا ہے کہ میں آپ کی خدمت کرسکوں۔ اس نے کہا: یہ کس لیے؟ میں نے کہا: کیا آپ سے کل میری عیدگاہ میں ملاقات نہیں ہوئی تھی؟ غلام نے چونک کر کہا کہ کیا آپ نے مجھے نماز پڑھتے اور دعا مانگتے ہوئے دیکھ لیا تھا؟ میں نے کہا: جی ہاں! میں نے ہی آپ سے کچھ سوال وجواب بھی کیا تھا۔ یہ سن کر وہ غلام ایک دم مسجد کی جانب چل پڑا اور دو رکعت نماز پڑھ کر اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور یہ کہنے لگا کہ الٰہی! میرے اور تیرے درمیان ایک راز تھا جس کو تو نے غیر پر ظاہر فرما دیا تو میں تجھ کو قسم دلاتا ہوں کہ اب زندگی میں میرے لیے کوئی لطف اور مزہ نہیں ہے۔ لہٰذا تو ابھی ابھی فوراً ہی مجھے وفات دے دے۔ یہ کہہ کر وہ سجدے میں گر گیا اور پھر سر نہیں اٹھایا۔ جب میں نے اس کے بدن کو حرکت دینا چاہا تو وہ مردہ ہو کر بالکل ہی ٹھنڈا ہو چکا تھا اور اس کا سیاہ چہرہ اتنا روشن اور منور ہو گیا تھا کہ چاند کی طرح چمک رہا تھا پھر اچانک ایک جوان دروازے میں کفن لے کر آیا سلام کیا اور تعزیت کے کلمات کہہ کر کفن پیش کیا۔ پھر ہم لوگوں نے اس غلام کو غسل دے کر اسی کفن میں لپیٹ کر دفن کر دیا۔ زندگی بھر میں کبھی میں نے اتنا اچھا کفن نہیں دیکھا تھا۔ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فَبِقَبْرِهٖ نَسْتَسْقِي الْاٰنَ وَنَطْلُبُ الْحَوَائِجَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى یعنی آج تک ہم لوگ اس کی قبر مبارک کو وسیلہ بنا کر خداوند تعالیٰ سے بارش کی دعا مانگتے اور اپنی

حاجتیں طلب کرتے رہتے ہیں۔ (مستطرف ج ۱ ص ۱۴۶)

الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

حکایت مذکورہ بالا سے صاف صاف ظاہر ہے کہ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ جیسے علم وعمل کے آفتاب عالم تاب کا یہی عقیدہ تھا کہ اہل اللہ کی قبریں مقبولیت دعا کے لیے بڑا ہی خاص مقام ہیں۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ اس اللہ والے حبشی غلام کی قبر کے پاس خداوند تعالیٰ سے بارش اور دوسری حاجتوں کی دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ والے اس قدر خدا کے پیارے ہوتے ہیں کہ ان کی ہر ہر چیز اللہ کو پیاری ہوتی ہے اور ان کی ہر ادا پر رحمت خداوندی کو پیار آ جاتا ہے۔ جو ان کے منہ سے نکل جاتا ہے خداوند تعالیٰ ان کی ہر بات پوری فرما دیتا ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ مَرْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ یعنی بہت سے ایسے بندگان خدا ہیں جن کے بال پراگندہ اور غبار آلود ہیں اور لوگ انہیں حقیر سمجھ کر اپنے دروازوں سے دھکا دے کر نکال دیتے ہیں لیکن بارگاہ خداوندی میں ان کی محبوبیت ومقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اگر وہ کسی بات کی قسم کھا جائیں تو اللہ تعالیٰ ضرور ضرور ان کی قسموں کو پوری فرما دیتا ہے۔ چنانچہ آپ نے ملاحظہ فرمایا: حضرت ''میمون'' رحمۃ اللہ علیہ نے خدا کو اس کی محبت کی قسم دلا کر بارش کی دعا مانگی تو فوراً ہی خداوند عالم نے بارش بھیج دی اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ لوگ منجانب اللہ ایسے سیف زبان ہوتے ہیں کہ اگر یہ لوگ مٹی کو سونا کہہ دیں تو منٹوں بلکہ سیکنڈوں میں مٹی سونا بن جاتی ہے اور اگر یہ لوگ آگ کو پانی اور پانی کو آگ کہہ دیں تو دم زدن میں آگ پانی اور پانی آگ ہو جائے۔ اللہ والوں کی خداداد روحانی طاقت کا کیا کہنا؟ سبحان اللہ۔

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی! کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں؟

(روحانی حکایات)

(74)

پیر کامل کا تصرف

ایک شخص کے سوال پر حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: شیخ کامل اپنے مرید کو گناہ سے محفوظ رکھتا ہے گناہوں سے محفوظ رکھنے کی کئی ایک مثالیں بیان فرمائیں مثلاً مولوی محمد امین صاحب ٹکوچی رحمۃ اللہ علیہ نے خود مجھے واقعہ سنایا کہ ایک موقعہ (غالباً عرس) پر حضور پیر سیال کے مرید حاضر ہوئے تو قاضی صاحب کی پیشانی پکڑ کر ان کے چہرہ کو اپنی طرف متوجہ کیا اور عجیب انداز میں نگاہ فرمائی کہ قاضی صاحب نے ندامت کی حالت میں سر نیچے کر لیا مولوی محمد امین صاحب نے بعد میں قاضی صاحب سے وجہ دریافت کی' قاضی صاحب پہلے تو ٹال مٹول کرتے رہے بالآخر مولوی صاحب کے اصرار پر بتایا کہ ایک واقعہ کی طرف آپ نے متوجہ فرما کر تنبیہہ فرمائی ہے اور وہ یہ ہے کہ قبل ازیں میں اس بات کا منکر تھا کہ شیخ کامل اپنے مرید کو ہر جگہ دیکھتا ہے بلکہ میں کہتا تھا کہ جب مرید پاس ہو تو شیخ کامل اس کے حالات سے واقف ہوتا ہے ورنہ نہیں اور محمد شاہ صاحب کہتے تھے کہ اگر مرید مشرق یا مغرب میں کسی گوشہ ارض پر ہو شیخ کامل اس کے حالات سے واقف ہوتا ہے اسی بحث مباحثہ میں ایک بار شہر دہلی میں شاہ صاحب نے مجھے ایک روپیہ دیا اور کہا کہ کسی فاحشہ عورت کے پاس جا کر اس کے عوض نفسانی خواہش کا اظہار کر ہمارے شیخ کامل ہیں تجھے گناہ سے روک لیں گے۔

غائبانہ تھپڑ

چنانچہ جب میں فاحشہ عورت کے پاس گیا اور چارپائی پر بیٹھا اور بدفعلی کا ارادہ کیا

تو میرے گال پر زور سے تھپڑ رسید ہوا فوراً ہی خوفزدہ ہوا اور ارادہ ملتوی ہو گیا وہاں سے بھاگا لہٰذا اب آپ نے اسی واقعہ کی طرف دھیان دلایا ہے اور فرمایا ہے کہ بہادر زادہ تھا تو قابو رہتا' پنجابی الفاظ یوں ہیں (جنیں دا پتر ہائیں تے قابو رہنا ہا) پھر قاضی صاحب نے کہا اگر اعتبار نہ آئے تو اب بھی میرے رخسار کو دیکھ لے آپ کی انگلیوں کے نشانات موجود ہیں اور مولوی صاحب نے فرمایا: میں نے قاضی صاحب کے گال پر تھپڑ کے نشانات دیکھے طمانچہ کا نشان بخوبی جما ہوا تھا پیر سیال کا ایک خادم جو کہ پرلے درجے کا بدکار' چور' زانی تھا اس نے ایک موقع پر پیر سیال کی خدمت میں چند آدمیوں کو آتے دیکھا پہلے وہ خود زائرین مریدین کو یہاں حاضر ہونے سے روکتا تھا اس نے خود بیان کیا کہ مجھے خیال آیا کہ ایک مرتبہ میں بھی تو جا کر دیکھوں چنانچہ حاضری دیتے ہی دل نے چاہا کہ بیعت کر لوں بیعت لینے کے بعد غریب نواز نے فرمایا: بدکاریوں کو چھوڑ دے۔ آپ کے اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ مرید کے پہلے حالات کو بھی شیخ کامل بوقت بیعت جان لیتا ہے بہرکیف میں نے عرض کی عادت پرانی ہو چکی ہے بری عادتیں نہیں چھوٹ سکتیں آپ نے فرمایا: میرے سامنے تو بدکاری نہیں کرے گا؟ کان پکڑ کر توبہ کر کے عرض کی غریب نواز آپ کے سامنے کس طرح بدکاری ہو سکتی ہے؟ واپس گھر آیا' تسبیح پکڑ کر مسجد میں بیٹھ گیا دن رات ذکر میں مشغول رہا اور نماز بھی باقاعدہ شروع کر دی ایک دن مسجد ہی میں بیٹھا تھا کہ جس عورت سے میرے برے تعلقات تھے اس نے باہر سے آواز دے کر بلایا فقیر ادھر آنا آواز سنتے ہی شیطانیت غالب آئی صوفی پن جاتا رہا اس کے پاس آ کر وقت مقرر کا وعدہ لے لیا اس نے کہا فلاں وقت میرا خاوند موجود نہیں ہو گا۔ میرے گھر ہی چلے آنا اس کا گھر شہر سے باہر جنگل میں تھا خس و خاشاک کا چھپر تھا۔

پیر مریداں دے سر تے رہندے

جب میں وقت مقررہ پر گیا تو دور سے دیکھا کہ چراغ روشن ہے سناٹا چھایا ہوا ہے جب باہر سے جا کر جھانکا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اندر حضور پیر سیال غریب نواز مصلے پر بیٹھے

Scanned with CamScanner

تسبیح کے دانے پھیر رہے ہیں دیکھتے ہی نادم ہوا اور فوراً بے ہوش ہو کر الٹا گرا اس دن سے میں نے سیال شریف حاضر ہونا چھوڑ دیا کہ میں کس منہ سے پیش ہوں گا ایک دفعہ ایک پیر بھائی سے پیر سیال کے حالات اور آپ کے اولاد امجاد اور دیگر خانوادہ کے حالات دریافت کیے اس نے مجھے کہا کہ اگر تو اتنا محب ہے تو خود حاضر کیوں نہیں ہوتا جبکہ صرف پندرہ بیس میل کا فاصلہ ہے تو میں نے اسے تمام ماجرا کہہ سنایا۔

حضرت پیر پٹھان علیہ الرحمۃ اور ان کا مرید

اسی طرح پیر پٹھان کا ایک غلام رات کو بدکاری کی نیت سے نکلا تو سامنے بہت بڑی خاردار باڑ آ گئی بڑی مشکل سے پھاند کر پار ہوا تو دوسری دفعہ پھر کانٹے دار تار نمودار ہوئی اسے بھی چھلانگ مار کر کانٹے چبھتے ہوئے پار کیا جب آگے بڑھا تو ایک باڑ کانٹوں کی سامنے پائی علی ہذا القیاس ساری رات کانٹوں سے گزرتا اور ادھر ادھر پھرتا رہا صبح ہوئی تو حضور غریب نواز پیر پٹھان کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا تو آپ نے نام لے کر فرمایا اب تو حیا کر میں کب تک تیرے کانٹے کھاتا پھرتا رہوں گا اس فرمان سے بھی ظاہر ہے کہ شیخ کامل مرید کے ساتھ ہوتا ہے فرمایا: امیر قریشی ٹبہ قائم دین والا اکثر اوقات پیر سیال کے غلاموں کو کہتا تھا کہ جو نذرانے اس کے پاس رکھے جاتے ہیں انہیں کیا معلوم کہ کھوٹے ہوتے ہیں یا کھرے میں ایک کھوٹا روپیہ پیش کرنے کی خاطر لایا تو آپ نے نذر برداروں سے فرمایا خیال کرنا قریشی صاحب کھوٹے روپے دیتے ہیں۔

چھ ربیع الاول شریف 1392 ہجری جمعرات مسجد میں بیٹھ کر حافظ اللہ بخش صاحب نائب مدرس مدرسۃ الحفاظ کو آپ (حضرت خواجہ صاحب) نے فرمایا: میری طرف سے معظم دین صاحب کی مزاج پرسی کر آؤ انہیں بولنا کہ علالت کی وجہ سے میں خود نہیں آ سکتا جب حافظ صاحب مزاج پرسی کر کے واپس آئے اور خیریت کی خبر دی تو آپ نے فرمایا: میرے غریب نواز فرمایا کرتے تھے مرید کئی قسم کے ہوتے ہیں ایک تو مثل تیر کے ہوتا ہے حکم ملتے ہی تیر کی مانند دوڑ گیا اور پھر واپسی کے لئے دوسرا آدمی بھیجنا

پڑا جو اسے لایا، ایک مرید کا نام صاحب ہوتا ہے اسے جب حکم ملا تو اس نے دوسرے آدمی کو بھیج دیا خود صاحب بنا رہا تیسرا کلی، جو حکم دیا وہی کام کیا، دوسرے کام کا خیال نہ کیا اور کہا صرف یہی کام بتایا تھا وہی کیا ہے۔

چوتھا جوگی: حکم سنتے ہی عذر بنانے لگ گیا کہ یہ کام تو فلاں وجہ سے نہیں ہو سکتا، فلاں آدمی اس طرف گیا ہو گا وہاں جانے کی ضرورت نہیں وغیرہ وغیرہ، ایک مرید لدسنگھ ہوتا ہے پیر کے پیچھے پیچھے پھرتا ہے کوئی کام نہیں کرتا، محض نشان قدم پر چلتا ہے ہر قسم کے مریدوں میں ان میں سے کوئی نہ کوئی عادت موجود ہوتی ہے۔

اصلی مرید کون ہے؟

بالآخر فرمایا اصلی مرید وہ ہوتا ہے جس کو شیخ نے فرمایا اٹھ چلیں تو فوراً اٹھ کھڑا ہو، یہ نہ پوچھے کہ کدھر چلیں، جو مرید اتنا بھی پوچھ لے کہ کہاں جانا ہے تو اسے ساتھ نہ لے جاؤ، بندہ نے عرض کیا کہ حدیث شریف میں عقل پیدا کرنے اور اسے بارگاہ رب العزت کے خطاب کرنے کا جو بیان ہے کہ بعد از تخلیق اسے اللہ مجدہ الکریم نے فرمایا: ''اقبل'' تو وہ متوجہ ہوئی اور فرمایا: ''ادبر'' تو پیٹھ پھیر دی، کیا یہی عادت اصل مرید میں ہونی چاہئے؟ آپ نے فرمایا عقل ہی تو بڑی نعمت ہے عقلمند آدمی اولیاء اللہ جیسے کام کر دکھاتا ہے چنانچہ ایک حکیم کے متعلق کہتے ہیں کہ کسی ولی اللہ کے پاس پہنچا جس نے دو تین مرتبہ دیوار کو حکم دیا روانہ ہو، تو وہ چل پڑی حکیم نے کہا یہ کونسا کمال ہے یہ تو میں بھی کر لوں گا لوگوں نے کہا: کر کے دکھا چنانچہ وہ بھی دیوار پر بیٹھا اور اس ولی اللہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ کیا اب یہ دیوار چلے تو انہوں نے فرمایا ہاں چلے، ان کے کہنے پر دوڑ پڑی، لوگ حیران ہو گئے اور بولے ولی اللہ کی خصوصیت تو نہ رہی، اتنا پرہیز گار یہ حکیم نہیں ہے جس نے اس متقی اور پرہیز گار جیسا کام کر کے دکھایا آخر کار حکیم سے وجہ پوچھی گئی تو اس نے بتایا کہ دیوار کا چلنا میرے حکم سے نہیں بلکہ اسی ولی اللہ کی زبان سے جو الفاظ میرے دریافت کرنے پر نکلے ان کی اطاعت تھی آپ نے فرمایا حکماء نے بڑے بڑے کام کر رکھے ہیں امام فخر الدین

Scanned with CamScanner

رازی امام غزالی حکمت کے امام ہوئے ہیں حضرت امام غزالی کا مرتبہ تو بہت ہی اونچا تھا ان کے وصال کے بعد کسی آدمی نے ارسطو کی روح سے دریافت کیا کہ افلاطون کے مقابلہ میں امام غزالی کا کیا مقام تھا تو بتایا میرا استاد افلاطون امام غزالی کی خاک کو بھی نہیں پہنچا حالانکہ جس جس حکیم کے متعلق سوال کیا جاتا تھا اس کا جواب ہوتا تھا کہ یہ تو میرے استاد افلاطون کی خاک کو بھی نہیں پہنچا اور افلاطون بڑا اشراقی تھا ہزار ہزار میل دور بیٹھے شاگردوں کو ان کے سوالوں کا جواب دے دیتا تھا۔

فرمایا محمد امین ٹکوچی میرے تصوف کے استاد تھے وہ فرماتے تھے کہ افلاطون ابھی تک فوت نہیں ہوا بلکہ حبس دم کا عامل تھا اب بھی حبس دم کی صورت میں قبر میں بیٹھا تھا بندہ نے پوچھا کیا افلاطون ہدایت یافتہ تھا؟ فرمایا: نہیں اس کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جو مخلوق پیدا کرنی ہو پہلے اس کا ڈھانچہ تیار فرماتا ہے بعد میں اسے پیدا فرماتا ہے اس کے سوا پیدا نہیں فرما سکتا حالانکہ یہ عقیدہ رب العزت کی شان کے سراسر خلاف ہے کیونکہ وہ ذات اقدس تخلیق میں کسی چیز کا محتاج نہیں وہ تو کن کے لفظ سے جو چاہے بنا سکتا ہے۔

اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنَ

جب کسی چیز کا ارادہ فرمائے تو اسے کن کہتا ہے پس وہ ہو جاتی ہے۔

آپ سے پوچھا گیا شیطانی وساوس سے بچنے کا کیا طریقہ ہے؟ آپ نے جواب دیا: بہت مشکل ہے حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ کامل ہی بچا سکتا ہے۔

ہیچ نہ کشد نفس را جز ظل پیر   دامن ایں نفس کش را سخت گیر

فرمایا: میرے حضرت کے پرکروڑ شریف والوں کے مرید نے اعتراض کیا کہ چشتیہ نماز میں تصور شیخ کرتے ہیں حالانکہ ذات باری تعالیٰ کی بارگاہ میں غیر کا خیال اور تصور حرام ہے اور تم لوگ کہتے ہو کہ اپنے شیخ کو امام سمجھ کر تصور کی حالت میں نماز ادا کرنا بہتر ہے تو آپ نے فرمایا ایک بار ہمیں اس کے جواب میں تقریر فرماتے ہوئے میرے حضرت نے یوں سمجھایا کہ پہلا مقدمہ تو یہ ہے کہ حکماء کے نزدیک تصور دو قسم کا ہے۔

تصور کی دو قسمیں ہیں:

1- وجود ذہنی میں تصور عین وجود خارجی ہوتا ہے یعنی جو اثرات وجود خارجی میں مرتب ہوں وہی ذہن میں آئیں۔ مثلاً آگ کا تصور کرنے سے گرمی کا محسوس ہونا اور دوسرے بعینہ آگ کا پایا جانا حتیٰ کہ جو اثر خارج میں مرتب ہو وہی ذہن میں ہو جائے یہ مذہب متکلمین کا ہے۔ (امام فخر الدین رازی)

2- وجود ذہنی میں تصور عین موجود نہ ہو بلکہ اس کا شبہ ہوتا ہے بعض کا یہ مذہب ہے اور حکماء کی اکثریت پہلے پر ہے دوسرا مقدمہ حدیث پاک میں ہے اللہ والا وہ ہوتا ہے جس کے پاس بیٹھنے سے اللہ تعالیٰ یاد آئے یہ صحاح کی حدیث ہے اور تصور شیخ کسبی نہیں وہبی ہے خود شیخ عطا فرمائے تو ہو سکتا ہے ورنہ ناممکن ہے تصور شیخ کا ثبوت حدیث پاک سے ہے فرمایا: **یا اباھریرۃ زرنی غبا تزدد حبا** یہ روایت بھی دو طرح کی ہے ایک مذکورہ اور دوسری مغارب کی سند ہے مجھے قاضی اندلس نے بتایا تھا ''**یا اباھریرہ زرغبا تزدد حبا** غبا یا **مبنی علی الفاعل** ہے یا **مبنی علی المفعول**' **مبنی علی المفعول** میں عبارت یوں ہوگی **زرنی حال کونك غائبا** اور بصورت دیگر **زرنی حال کونی غائبا عنك**

تصور شیخ کی کمال دلیل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ میں سے ہیں جو ہر نماز با جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا فرماتے تھے اب ان کے غائب ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لہٰذا جو لوگ غائب معنی لیتے ہیں صحابہ کے معمول کے خلاف ہے اور ''غبا'' بمعنی تصور جائز ہے غبا کا ایک معنی یہ بھی ہے ''بعض یوم'' پھر ایک دفعہ بندہ نے پوچھا حدیث: ''زرنی غبا تزدد حبا'' میں جو دوسری سند ''زرغبا'' ہے اس کا کیا مطلب ہے آپ نے فرمایا اس میں یائے ضمیر متکلم بمعہ نون وقایہ کے (نی) محذوف ہے اور مقدم سمجھ کر

وہی معنی لیا جاتا ہے اور اگر محذوف و مقدر نہ بھی سمجھیں تو پھر حکم عام ہوگا کہ ہر مرید اپنے شیخ کا تصور کرے گا اور یہ تمام کے لئے مفید ہے یہ سند مغارب کی ہے قاضی اندلس قاضی مراکش مجھے ملا تھا اس نے بتایا مغربی اسناد میں زر کے ساتھ (نی) نہیں آیا' دوبارہ عرض کیا پھر تو ہر مرید پر تصور شیخ لازم ہو گیا فرمایا درست ہے بندہ نے پھر پوچھا کہ ہر مرید کوشش کرے فرمایا کوشش سے حاصل نہیں ہوتا جب تک خود شیخ کرم نہ فرمائے عرض کی کیا شیخ زبانی اجازت فرمائے تو فرمایا ضروری نہیں ویسے بھی کرم کر دیتے ہیں اور یہ تصور شیخ بہت بلند اور اعلیٰ مقام ہے اگر نصیب ہو جائے۔

ایک دفعہ آپ نے مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا کی تشریح بیان فرماتے ہوئے بتایا کہ اس فرمان میں ایک نہایت نفیس اور عمدہ اشارہ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو بے مرشد ہے وہ گمراہ ہوتا ہے مرید وہ ہوتا ہے جو مرشد کی اطاعت ہی کرتا رہے۔ مرشد کی گفتار و کردار کا نہ خلاف کرے نہ انکار بلکہ اس کے مخالف وہم تک نہ لائے اور مرشد اپنے مرید کو ہدایت اور راہ رشد پر چلانے والا ہو مرید کو مرشد سے یہ نسبت ہے کہ یار کی یاری سے کام ہو کاری سے نہیں اس کے بعد آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے قصے کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا: اس تمام گفتگو سے ظاہر اور ثابت ہے کہ مرید اپنے مرشد کی تقلید اور اتباع کرتا رہے بالفرض کوئی ظاہراً خلاف امر دیکھے تو خاموش رہے یہاں تک کہ اس کی اصلیت کھل جائے۔

ہر چہ گیرد علتی علت شود　　　　کفر گیرد ملتی ملت شود

فیض جہاں سے بھی ملے اپنے پیر کا صدقہ سمجھو

بہر حال مرید کو اپنے شیخ کی اطاعت لازم ہے کیونکہ مرید ناواقف ہوتا ہے بعض اوقات اولیائے کرام اپنی نماز بیت اللہ شریف جا کر پڑھتے ہیں لیکن بظاہر مریدوں کے پاس ہوتے ہیں انہیں معلوم نہیں ہوتا حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایک

دفعہ میں سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پہ گیا کسی قسم کی تواضع ظاہر نہ کی صرف فاتحہ شریف بخش کر واپس باہر آ گیا اور چوکھٹ بوسی بھی محض اس لئے نہ کی کہ تواضع و انکساری اپنے مشائخ عظام کی حاضری میں کرنا بہتر ہے رات کو وہیں رہا خواب میں دیکھا سلطان العارفین مرحوم کے مزار پر انوار میں میرے حضرت قبلہ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں صبح کو اس نیت سے حاضری دے کر تواضع اور خاک بوسی کا اظہار کیا کہ اپنے حضرت کی قدم بوسی کر رہا ہوں۔

فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ فیض جہاں سے بھی حاصل ہو وہ اپنے پیر و مرشد کی مرضی سے ملتا ہے بلکہ خود اپنا شیخ ہی دیتا ہے۔ اگر بیت اللہ شریف میں بھی جا کر فیض حال کرے گا تو اپنے پیر کے طفیل ملے گا۔ یہ واسطہ بارگاہ رب العزت میں ایسا ہے کہ میں جہاں بھی حاضری دیتا ہوں یہ دعا مانگتا ہوں کہ میرا پیر مجھ پر راضی ہو جائے۔

(انوار قمریہ)

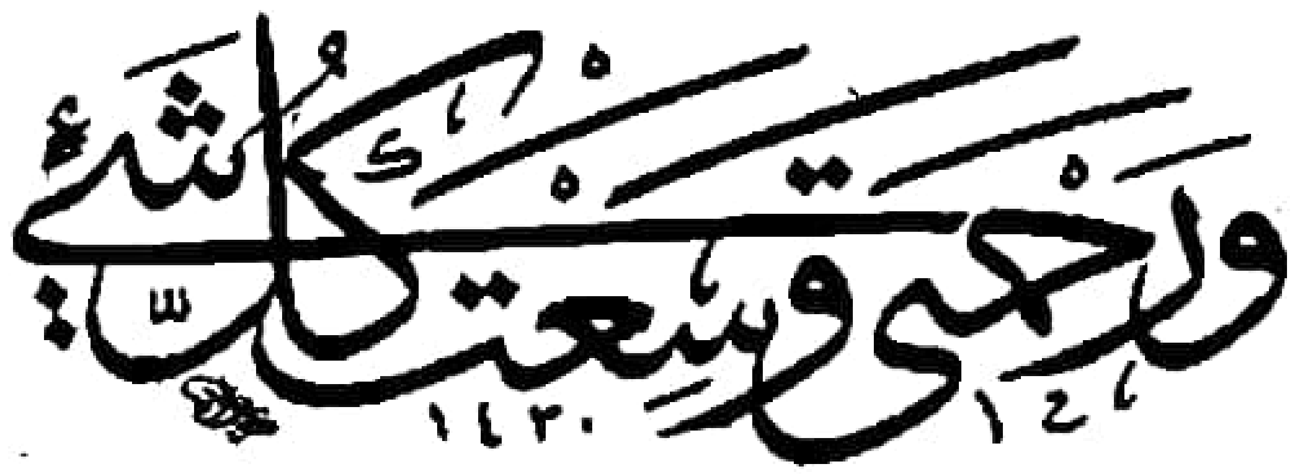

Scanned with CamScanner

(75)

عقل مندوں کے لئے

بھیڑیا لومڑی کھاتا ہے لومڑی خارپشت (ساہی،سیہ) کھاتی ہے ساہی سانپ کھاتا ہے سانپ کنجشک کھاتا ہے کنجشک ٹڈی کھاتی ہے ٹڈی بھڑوں کے بچے کھاتی ہے بھڑیں شہد کی مکھی کھاتی ہیں، مکھی مچھر کھاتی ہے اور مچھر جو کچھ اس کو مل جاتا ہے اس کو سونگھ کر زندہ رہتا ہے۔

عقلمندوں نے کہا ہے کہ ٹڈی کی شکل بڑے بڑے دس حیوانوں کے مشابہ ہے اور وہ اس طرح کہ گھوڑے کا منہ، ہاتھی کی آنکھ، بیل کی گردن، بارہ سینگھا کا سینگ، شیر کا سینہ، گدھ کے بازو، اونٹ کی رانیں، شترمرغ کے پاؤں اور بچھو کی دم، چنانچہ اسی بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے: **لها فخذا ابل وساقا نعامة الخ** ٹڈی کے لئے شتر کی دورانیں، شترمرغ کے دو پاؤں ہیں اور دو بازو گدھ کے اور سینہ شیر کا ہے، زمین کے سانپ پیٹ کے اعتبار سے اس کے مشابہ ہوئے پس باریک بال والے گھوڑوں نے چہرہ اور منہ سے اس پر بخشش کیا اور ہاتھی کی آنکھ اس کی آنکھ سے مشابہ ہوئی پھر ٹڈی کا سینگ بارہ سنگھا کے سینگوں سے مشابہ ہوا اے صاحب فہم اور اس کی گردن بیل کی گردن کی طرح ہے جو دیکھنے والے کے واسطے ظاہر ہوتی ہے اور دم زندہ بچھو کے مثل ہے پس سمجھو وَقَالَ بَعْضُهُمْ اور بعض شعراء نے کہا: **فسد الزمان وقد نشافیه الربا الخ** زمانہ خراب ہوگیا اور مخلوقات کے درمیان ریاکاری پیدا ہوگئی پس سب ریاکار ہی ہیں جیسے ٹڈی کہ زیادہ مال والے سے تو پرہیز کرتی ہے اور فقیروں کی جو چیز ہے اس میں سے جو کچھ پاتی ہے اس

کو جمع کرتی ہے یعنی غریبوں کی زراعت کھا جاتی ہے۔ (انوار محبوبی ترجمہ نوادر قلیوبی)

عرفاء کا فرمان

بعض عارفین نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کے واسطے سات قلعے بنائے حالانکہ وہ ان قلعوں کے اندر اور شیطان ان سے باہر ہے اور وہ کتے کی طرح بھونکتا ہے جب انسان ان قلعوں سے ایک کو پھاڑتا ہے تو اس میں شیطان داخل ہو جاتا ہے اس لئے ان قلعوں کی حفاظت اور ان کی نگرانی بالخصوص اول قلعہ کی ضروری ہے اور جب تک کہ چھٹا قلعہ آباد ہے اس وقت تک کوئی حرج نہیں ہے پس اوّل قلعہ تر وتازہ موتی کا ہے اور وہ ادب نفس ہے اور اس کے اندر زمرد کا قلعہ ہے اور وہ سچ اور اخلاص ہے اور اس کے اندر کنکریوں کا قلعہ ہے اور وہ امر و نہی پر قائم رہنا ہے اور اس کے اندر پتھر کا قلعہ ہے اور وہ شکر اور رضائے الٰہی ہے اور اس کے بیچ میں لوہے کا قلعہ ہے اور وہ توکل ہے اور اس کے بیچ میں چاندی کا قلعہ ہے اور وہ معرفت اللہ عزوجل ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطَانٌ الآیۃ یعنی بلاشبہ شیطان کے لئے ان لوگوں پر غلبہ نہیں ہے جو ایمان لائے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔ (ایضاً)

ذکر کیا گیا ہے کہ ابومسلم رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ایک عمدہ گھوڑا پیش کیا گیا انہوں نے ساتھیوں سے پوچھا کہ یہ گھوڑا کس کام کی صلاحیت رکھتا ہے پس ساتھیوں نے کہا: اللہ کی راہ میں جہاد کے واسطے۔ ابومسلم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نہیں پھر ساتھیوں نے کہا: دشمن سے مقابلہ کے واسطے مناسب ہے ابومسلم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نہیں پھر ساتھیوں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا کرے آپ ہی فرمایئے کہ یہ گھوڑا کس کام کے لائق ہے پس ابومسلم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس پر انسان سوار ہو اور بدخو عورت اور اور برے پڑوسی سے بھاگ۔

وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس کے داہنے ہاتھ پر ایک روشن خال ہوتا ہے اور یہ اس کی نبوت کی نشانی ہوتی تھی لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مشہور انگوٹھی تھی۔ (ایضاً)

Scanned with CamScanner

(76)

کرامتِ غوثِ اعظم علیہ الرحمۃ

روایت ہے کہ میرے سردار عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کرسی پر بیٹھ کر لوگوں کو وعظ سنا رہے تھے کہ ادھر سے اڑتی ہوئی ایک چیل گزری اور وہ چلائی جس حالت شوق میں حاضرین تھے ان کو اس نے پریشان کیا اور تشویش میں ڈال دیا (یہ دیکھ کر) حضرت شیخ نے فرمایا: اے ہوا اس کا سر لے پس اس کا سر ایک طرف اور اس کا بدن دوسری طرف اڑ گیا اس کے بعد حضرت شیخ کرسی سے اتر آئے اور چیل کے سر اور بدن کو اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پس وہ زندہ ہو کر اڑ گئی اور لوگ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت دیکھتے رہے اور ہم نے ان کی برکتوں سے نفع اٹھایا اور ایسی ہی وہ حکایت ہے جو شبلی مروزی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے نصف درہم کا گوشت خریدا پس چیل ان کے ہاتھ سے وہ گوشت لے گئی اس کے بعد وہ بزرگ مسجد میں آ گئے اور اس میں نماز پڑھی پھر جب اپنے گھر پلٹے تو ان کی بی بی نے گوشت پیش کیا آپ نے فرمایا: یہ گوشت کہاں سے آیا؟ بی بی نے ان سے کہا کہ ہمارے گھر کے اوپر دو چیلیں لڑ رہی تھیں یہ گوشت ان کے درمیان سے گرا چنانچہ میں نے اس کو پکا لیا پس شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس کا شکر ہے جو شبلی کو نہ بھولا اگرچہ شبلی اس کو بھول گیا تھا (ایضا)

(77)

عقل مندی کی باتیں

اہل اخبار میں سے بعض نے کہا کہ میں اپنے دوست کے گھر میں اس کی عیادت کی غرض سے داخل ہوا اور اپنا گدھا دروازہ پر چھوڑ دیا کیونکہ میرے ساتھ کوئی نوکر نہ تھا جو اس کی حفاظت کرتا پس جب میں گھر سے باہر آیا تو دیکھتا ہوں کہ اس پر ایک لڑکا سوار ہے میں نے اس سے کہا کہ تم میرے بلا حکم میرے گدھے پر کیوں سوار ہوئے اس لڑکے نے کہا: میں ڈرا کہ یہ چلا جائے گا پس میں نے تیرے واسطے اس کی حفاظت کی میں نے یہ سن کر اس سے کہا کہ اگر گدھا چلا جاتا تو تیرے موجود رہنے سے مجھ پر زیادہ آسان ہوتا اس لڑکے نے کہا کہ اگر تمہاری یہی رائے ہے تو فرض کر لو کہ گدھا چلا گیا اور مجھے اس کو بخش دو اور میرے شکر کے امیدوار رہو پس مجھے نہ معلوم ہوا کہ میں اس کا اس کو کیا جواب دوں؟ (ایضا)

خلیفہ معتصم خاقان کی طرف چلا تا کہ اس کی عیادت کرے اور فتح بن خاقان بچہ تھا جو اس کے پاس موجود تھا خلیفہ معتصم نے فتح سے کہا کہ اے فتح دو گھروں میں سے کون سا گھر اچھا ہے آیا امیر المومنین کا گھر یا تیرے باپ کا گھر، فتح نے جواب دیا: میرے باپ کا گھر امیر المومنین کے گھر سے بہتر ہے جب تک کہ امیر المومنین میرے باپ کے گھر میں ہیں اس کے بعد معتصم نے ایک نگینہ جو اس کے ہاتھ میں تھا ظاہر کیا اور فرمایا: اے فتح کیا تو نے اس سے بہتر کچھ دیکھا ہے؟ فتح نے کہا: ہاں وہ ہاتھ جس میں یہ نگینہ ہے۔ (ایضا)

☆ محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ بزاز تھے اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

Scanned with CamScanner

کے دوستوں میں سے تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ ان کو غسل دیں اور ان پر نماز پڑھیں جبکہ وہ انتقال کریں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا ان دونوں پر اور سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ (ایضاً)

بحتری (حاے بے نقطہ کے ساتھ) مشہور شاعر ہے اور بختری (خاے نقطہ دار کے ساتھ) طے کے پدر قبیلہ کی طرف منسوب ہے مدینۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاضی تھے اور امام ابو یوسف شاگرد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد وہ قاضی بنائے گئے اور 180ھ میں خلیفہ مامون کے عہد خلافت میں انتقال کیا۔ (ایضاً)

(78)

بغض جس سینے میں ہے صدیق رضی اللہ عنہ کا فاروق رضی اللہ عنہ کا

حضرت سیّدنا ابومحمد خراسانی قدس سرہ النورانی کا بیان ہے کہ ''ایک خراسانی تاجر کا غلام بہت نیک و پارسا تھا موسم حج میں جب حاجیوں کے قافلے سوئے حرمین جانے لگے تو اس نیک غلام کے دل میں بھی حاضری کی خواہش جوش مارنے لگی‘ اس نے مالک کے پاس جا کر حال دل سنایا اور حاضری کی اجازت طلب کی بدبخت گستاخ تاجر نے انکار کر دیا‘ غلام نے کہا: ''میں اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کی اجازت مانگ رہا ہوں تم اجازت کیوں نہیں دیتے'' تاجر نے کہا: ''اگر تم میرا ایک کام کرو تو میں اجازت دے دوں گا ورنہ ہرگز اجازت نہیں دوں گا پکا وعدہ کرو کہ تم وہ کام کرو گے'' غلام نے کہا: ''بتاؤ! کیا کام ہے؟'' بدبخت تاجر بولا: ''میں تمہارے ساتھ بہترین سواریاں‘ خدام‘ اچھے رفقاء اور دیگر بہت سی اشیاء بھیجوں گا جب روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جاؤ تو وہاں جا کر یہ کہنا: ''اے اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے آقا نے یہ پیغام بھجوایا ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں دوستوں ابوبکر صدیق و عمر فاروق (رضی اللہ عنہما) سے بیزار ہوں'' اگر میرا یہ پیغام پہنچانے کی حامی بھر لو تو میں تمہیں بخوشی اجازت دیتا ہوں‘ غلام کا بیان ہے کہ اپنے بدبخت مالک کی یہ گستاخانہ باتیں سن کر میرا دل بہت جلا میں بہت غمگین ہو گیا بظاہر تو میں نے کہہ دیا کہ میں فرمانبردار و طاعت گزار ہوں لیکن جو میرے دل میں تھا اللہ عزوجل اسے بہتر جانتا ہے بہرحال میں قافلے کے ہمراہ مدینہ منورہ پہنچا‘ دھڑکتے دل‘ لرزتے قدموں پرنم آنکھوں کے ساتھ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب بڑھنے لگا:

Scanned with CamScanner

ہوئیں امیدیں بار آور مدینہ آنے والا ہے
جھکا لو اب ادب سے سر مدینہ آنے والا ہے

بدبخت مالک کا پیغام

قبر انور پر پہنچ کر جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کیا پھر امیر المومنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں سلام عرض کیا مجھے اپنے بدبخت و گستاخ مالک کا قبیح الفاظ پر مشتمل پیغام بد، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں پہنچانے سے بہت شرم آ رہی تھی لہٰذا میں باز رہا، اور مسجد نبوی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین شریفین میں سو گیا، میں نے خواب میں دیکھا کہ قبر انور کی دیوار شق ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور بار چہرہ چمکاتے ہوئے باہر تشریف لے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز لباس زیب تن کیا ہوا تھا اور جسم اطہر سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی سارا ماحول مشک بار ہو گیا مسجد نبوی کا ذرہ ذرہ گواہی دے رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا چکے ہیں۔

عنبر زمیں، عبیر ہوا مشک تر غبار ادنیٰ سی یہ شناخت تری راہ گزر کی ہے

حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں جانب امیر المومنین حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور بائیں جانب امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں انہوں نے بھی سبز لباس پہنا ہوا تھا سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا: ''اے عقلمند شخص! تو نے اپنے مالک کا پیغام ہم تک کیوں نہیں پہنچایا؟'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت اور رعب و دبدبہ اتنا تھا کہ میں نے سر جھکائے دست بستہ عرض کی: ''میرے آقا! مجھے شرم آتی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے پہلو میں آرام فرما دوستوں کے متعلق اپنے بدبخت مالک کا گستاخانہ پیغام سناؤں''۔

سرکار عالی وقار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے خوش بخت! ان شاء اللہ

عزوجل تو حج کرنے کے بعد بخیر و عافیت ''خراسان'' واپس جائے گا جب تو اپنے مالک کے پاس پہنچے تو کہنا اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بیزار ہیں جو صدیق و فاروق (رضی اللہ عنہما) سے بیزار ہے'' کیا تو سمجھ گیا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم میں سمجھ گیا ہوں'' پھر فرمایا: ''جان لے! جب تو وہاں پہنچے گا تو چوتھے دن وہ مر جائے گا' کیا تو سمجھ گیا؟'' میں نے عرض کی: ''جی ہاں' میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم میں سمجھ گیا'' فرمایا: تو جہ سے سن مرنے سے پہلے اس کے منہ سے پیپ و خون نکلے گا کیا تو سمجھ گیا؟ میں نے عرض کی میرے آقا میں خوب سمجھ گیا۔

دور ہے جو میرے یاروں سے وہ مجھ سے دور ہے

پھر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے اور میں بیدار ہو گیا حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ و فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت ہونے پر میں نے اللہ عزوجل کا خوب شکر ادا کیا پھر میں نے حج کیا اور مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق الحمدللہ بخیر و عافیت خراسان آ گیا میں اپنے ساتھ بہت سے موسمی پھل وغیرہ بھی لایا میرے بدبخت مالک نے دو دن تک مجھ سے کوئی بات نہ کی' تیسرے دن پوچھنے لگا: ''میرا پیغام پہنچایا یا نہیں؟'' میں نے کہا: ''میں نے تمہارا کام پورا کر دیا'' کہا وہاں سے کیا جواب ملا؟ میں نے کہا کہ ''اگر وہاں سے ملا ہوا پیغام نہ سنو تو تمہارے لئے بہتر ہے''۔ کہنے لگا نہیں مجھے بتاؤ تمہارے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا؟ ''میں نے واقعہ سنانا شروع کیا جب میں نے یہ بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے مالک سے کہہ دینا کہ اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بیزار ہیں جو میرے دوستوں صدیق و فاروق (رضی اللہ عنہما) سے بیزار ہے'' میرا یہ قول سن کر وہ بدبخت و نامراد قہقہے مار کر ہنسنے لگا' پھر اس طرح بکواس کی: ''ہم ان سے بیزار ہیں اور وہ ہم سے بیزار ہو گئے اب ہم سکون سے رہیں گے'' اس

Scanned with CamScanner

بدبخت کی یہ بات سن کر میں نے دل میں کہا: ''اے اللہ عزوجل کے دشمن! جلد ہی تم اپنے انجام کو پہنچنے والا ہے'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ عبرت نشان کے عین مطابق چوتھے دن اس بدبخت کے چہرے پر گندے پھوڑے نکل آئے اور اس کے منہ سے پیپ اور خون بہنے لگا بالآخر ظہر کی نماز سے قبل وہ گستاخ ونامراد بڑی ذلت آمیز اور عبرتناک موت مرگیا۔ (عیون الحکایات)

• نہ اٹھ سکے گا قیامت تلک خدا کی قسم! جسے مصطفیٰ نے نظر سے سے گرا کے چھوڑ دیا

اللہ عزوجل ہم سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے' بے ادبوں اور گستاخوں سے ہمیشہ محفوظ فرمائے' ہم سے کبھی کوئی ادنیٰ سی گستاخی بھی سرزد نہ ہو' خدا عزوجل کی قسم! گستاخوں کا انجام بڑا دردناک اور عبرتناک ہوتا ہے ایسے نامراد زمانے بھر کے لئے عبرت کا سامان بن جاتے ہیں جو نامراد اور بدبخت اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازیبا کلمات بکتا یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہم کی بے ادبی کرتا ہے آخرت میں تو تباہی و بربادی اس کا مقدر ضرور ہوگی لیکن وہ دنیا میں بھی ذلیل ورسوا ہوکر زمانے بھر کے لئے نشانِ عبرت بن جاتا ہے اور عقلمند لوگ کبھی بھی اس کے عقائد واعمال کی پیروی نہیں کرتے۔ اللہ رب العزت ہمیں ہمیشہ باادب لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے کی توفیق عطا فرمائے بڑوں کا ادب اور چھوٹوں پر شفقت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین)

ہم اپنے پروردگار عزوجل سے سچی محبت کرتے ہیں ہمیں تمام انبیاء کرام علیہم السلام' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہم سے سچی محبت ہے ہمیں یقین کامل ہے کہ ان شاء اللہ عزوجل اسی محبت کے صدقے ہماری مغفرت ہوگی اللہ عزوجل ہمیں ہر گھڑی بے ادبوں سے محفوظ رکھے۔

بغض جس سینے میں ہے صدیق کا فاروق کا
پیٹنے کے ہے مناسب رات دن پٹتا رہے

(79)

خلیفہ کا تحفہ لینے سے انکار

خیزران بنت عطاء خلیفہ مہدی کی لونڈیوں میں سے ایک تھی اس کا تعلق یمن سے تھا یہ بہت عقلمند کنیز تھی فقہی مسائل کے استنباط میں اسے دسترس حاصل تھی کیونکہ امام اوزاعی سے اس نے فقہ کا علم حاصل کر رکھا تھا اس کی ذہانت وفطانت کو دیکھ کر خلیفہ مہدی نے اسے آزاد کر کے اپنی زوجیت میں شامل کر لینا چاہا مگر خیزران نے اس سے کہا: آپ مجھ سے شادی نہ ہی کریں تو بہتر ہے کیونکہ آپ کے لئے مجھ سے شادی کرنا جائز نہیں!

خلیفہ کو اس کے جواب پر بڑا تعجب ہوا کہ ایک حاکم وقت ایک لونڈی کو پیغام نکاح دے اور وہ اس پر چون وچرا سے کام لے۔ خلیفہ مہدی نے خیزران سے پوچھا: آخر تم میری بیوی کیوں نہیں بن سکتی جبکہ تم پہلے سے ہی میری لونڈی ہو؟

خیزران نے جواب دیا: ''لا یحل لك أن تتزوج علی''
''آپ کے لئے مجھے کسی کی سوکن بنانا جائز نہیں''

خلیفہ مہدی نے جب خیزران سے شادی کے لئے اصرار کیا تو اس نے کہا کسی عالم دین سے پوچھ لیں کہ آپ کے لئے مجھ سے شادی کرنا کیوں جائز نہیں؟

خلیفہ مہدی نے کہا کیا تم سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ سے راضی ہو؟

خیزران نے کہا کیوں نہیں' میں ان کے فتویٰ سے مطمئن ہو جاؤں گی۔

خلیفہ مہدی نے امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے اس سلسلہ میں گفتگو کی اور انہیں بتایا کہ آخر میرے لئے اپنی ایک لونڈی کو اپنی ازواج کی فہرست میں شامل کرنا کیوں جائز نہیں؟ جبکہ خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

Scanned with CamScanner

"فَانۡكِحُوۡا مَا طَابَ لَكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ مَثۡنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ"

"عورتوں میں جو بھی تمہیں اچھی لگیں تم ان سے شادی کرلو دو دو، تین تین، چار چار سے"۔

قرآن وسنت کے عالم بادشاہ

یہ کہہ کر خلیفہ مہدی خاموش ہوگیا تو امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے آپ نے آیت کا ایک ٹکڑا تو پڑھ ڈالا ذرا آگے کا حصہ بھی پڑھیں

امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے آیت کا اگلا حصہ پڑھا: "فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تَعۡدِلُوۡا فَوَاحِدَةً اَوۡ مَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ" "یعنی اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ کئی بیویوں میں برابری کا برتاؤ نہیں کرسکتے تو پھر ایک بیوی کافی ہے یا تمہاری ملکیت کی لونڈی"۔ (النساء:3)

امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ کو سمجھا دیا کہ آپ خیزران کو اپنی بیوی بنا کر اس کے ساتھ انصاف نہیں کرسکتے اس لئے اس کو بحیثیت لونڈی رکھنا ہی بہتر ہے۔

خلیفہ نے انہیں دس ہزار درہم بطور عطیہ دینے کا حکم دیا مگر امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے لینے سے انکار کردیا۔

خیزران کی فقاہت خلیفہ کو اچھی طرح ذہن نشین ہوگئی کہ وہ اگر خیزاران کو بیوی بنائے گا تو اس کے ساتھ پورا انصاف کرنا ہوگا اس کے ساتھ دوسری بیویوں کی طرح یکساں سلوک کرنا ہوگا اور اسے بھی تمام ازدواجی حقوق مہیا کرنا ہوں گے چنانچہ کچھ عرصہ بعد 159ھ میں خلیفہ نے خیزران کو آزاد کرکے اس سے شادی کرلی۔ اس کے بطن سے دو لڑکے پیدا ہوئے ایک ہادی اور دوسرا ہارون الرشید، مہدی کی وفات کے بعد ہادی خلیفہ بنا اور ہادی کے بعد ہارون الرشید۔ خیزران نے اپنے بیٹے ہارون کے عہد خلافت میں بیت اللہ کا حج کیا اور نیکی کے کاموں میں اور حاجت مندوں کی مدد میں ایک خطیر رقم اللہ کی راہ میں اپنے ہاتھوں سے تقسیم کی۔ خیزران کی وفات بغداد میں 173ھ میں ہوئی۔ (الاعلام للزرکلی 328/2 وفیات الاعیان: 389/2 البدایہ والنہایہ: 568/13)

(80)

بنامِ خداوند تبارک وتعالیٰ

حضرت حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ ایک مدت تک حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ چکے تھے ایک مرتبہ لوگوں نے ان سے دریافت کیا کہ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ خواص کی خدمت میں سب سے زیادہ عجیب وغریب چیز جو آپ نے دیکھی ہو اس کو بیان کیجئے۔ حذیفہ مرعشی نے فرمایا: ہم چند دنوں تک مکہ مکرمہ کے راستے میں بے آب ودانہ بھوکے پیاسے رہ گئے پھر ہم کوفہ شہر میں داخل ہو کر ایک ویران مسجد میں پہنچے تو حضرت ابراہیم خواص نے میری طرف دیکھ کر فرمایا: اے حذیفہ! میں تمہارے چہرے پر بھوک کے آثار دیکھتا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ جی حضور! بجا ہے واقعی مجھے بڑی شدید بھوک لگی ہے۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اچھا تم قلم دوات اور کاغذ لاؤ۔ میں نے فوراً ہی سارا سامان حاضر کردیا تو حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ نے کاغذ پر یہ عبارت تحریر فرمائی: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ انت المقصود بكل حال والمشار اليه بكل معنى پھر آپ نے ان اشعار کو پڑھا کہ۔

۱- اَنَا حَامِدٌ اَنَا شَاكِرٌ اَنَا ذَاكِرٌ ۔۔۔ اَنَا جَائِعٌ اَنَا ضَائِعٌ اَنَا عَارِیْ

۲- هِیَ سِتَّةٌ وَاَنَا الضَّمِيۡنُ لِنِصۡفِهَا ۔۔۔ فَكُنِ الضَّمِيۡنَ لِنِصۡفِهَا يَا بَارِیْ

۳- مَدۡحِیۡ لِغَيۡرِكَ لَهَبُ نَارٍ خُضۡتُهَا ۔۔۔ فَاَجِرۡ عُبَيۡدَكَ مِنۡ لَهِيۡبِ النَّارِ

ترجمہ: (۱) میں حمد کرنے والا، میں شکر کرنے والا، میں ذکر کرنے والا، میں بھوکا، میں برباد، میں ننگا ہوں۔

(۲) میری یہ چھ صفتیں ہیں، ان میں سے آدھی تین کا تو میں کفیل ہوں باقی تین آخری کا تو کفیل بن جا۔

(۳) میں تیرے غیر کی مدح کروں یہ ایسا ہی ہے کہ میں آگ کے شعلے میں داخل ہو جاؤں لہٰذا تو اپنے حقیر بندے کو آگ کے شعلے سے پناہ دے۔

نصرانی کا قبولِ اسلام

حذیفہ مرعشی کا بیان ہے کہ حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ نے یہ پرچہ لکھ کر مجھے دیا اور فرمایا: تم یہ خط لے کر جاؤ اور راستے میں خدا کے سوا کسی دوسرے کا خیال تمہارے دل میں نہ آئے اور سب سے پہلا شخص جو تمہیں ملے اس کو یہ خط دے دینا۔ چنانچہ میں یہ خط لے کر چلا اور پہلا شخص جو مجھ سے ملا وہ ایک مرد تھا جو خچر پر سوار تھا۔ میں نے اس کو پرچہ دیا تو وہ خط پڑھ کر رو پڑا اور بولا کہ اس پرچہ کا لکھنے والا کس حال میں ہے اور کہاں ہے؟ میں نے کہا وہ بزرگ فلاں مسجد میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ یہ سن کر اس نے مجھے چھ سو درہم کی ایک تھیلی دی اور چل دیا۔ میں تھیلی لے کر چند قدم چلا ہی تھا کہ ایک شخص ملا۔ میں نے اس سے اس خچر سوار کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے بتایا: یہ ایک نصرانی ہے میں تھیلی لے کر حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور پورا قصہ سنا دیا تو حضرت نے فرمایا: تم ان درہموں کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ یہ تھیلی دینے والا ابھی یہاں آئے گا۔ چنانچہ ایک گھنٹہ کے بعد واقعی وہ نصرانی اپنے خچر پر سوار ہو کر آ گیا اور مسجد کے دروازے پر اپنی جوتیاں اتار کر مسجد میں داخل ہوا اور حضرت ابراہیم خواص کے قدموں پر سر رکھ دیا اور آپ کے سر اور ہاتھوں کو بوسہ دیا اور اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھنے لگا۔ نصرانی کی زبان سے کلمہ اسلام سن کر حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ کو اتنی خوشی ہوئی کہ ان کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو نکل پڑے اور انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے لیے حمد ہے اور اس کا شکر ہے کہ تجھ کو اسلام اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شریعت کی ہدایت فرمائی۔ (مستطرف ج ۱ص ۱۴۷)

(81)

کہتا تھا سر حسین کا نیزے کی نوک پر (رضی اللہ عنہ)

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اپنی سند سے روایت کیا' منہال بن عمرو نے کہا: میں دمشق میں تھا تو بخدا میں نے حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو لے جاتے ہوئے دیکھا سر کے سامنے ایک شخص "سورۃ الکہف" کی تلاوت کر رہا ہے جب وہ اس آیت پر پہنچا کہ:

"اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا"

تو اللہ تعالیٰ نے سر کو قوت گویائی عطا فرمائی وہ بزبان فصیح بولا:

اَعْجَبُ مِنْ اَصْحٰبِ الْكَهْفِ قَتْلِيْ وَحَمْلِيْ

ترجمہ: "اصحاب کہف کے واقعہ سے زیادہ تعجب خیز میری شہادت اور مجھے نیزے پر اٹھایا جانا ہے"۔

تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 60 صفحہ نمبر 370' الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 216' شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 88' فیض القدیر (مناوی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 265' سبل الہدیٰ والرشاد (یوسف صالحی) جلد نمبر 11 صفحہ نمبر 76' شواہد النبوۃ (جامی) صفحہ نمبر 308

کہتا تھا سر حسین کا نیزے کی نوک پر
آئیں لاکھ انقلاب ہم اونچے ہی رہیں گے

Scanned with CamScanner

(82)

آداب مسجد اور اجازت روایت حدیث

حضرت مولانا قاری غلام احمد سیالوی مفتی دارالافتاء آستانہ عالیہ (خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ) سیال شریف فرماتے ہیں کہ بوقت ظہر جامع مسجد سیال شریف میں حضور غریب نواز نماز ادا فرما رہے تھے بندہ نے آپ کے خادم حکیم محمد خان ساکن وھلہ عظمت خان سے آپ کے جھنگ والے مکان جو کہ زیر تعمیر تھا کا نقشہ پوچھا تو حکیم صاحب نے مسجد میں نقشہ کھینچ کر مجھے بتانا شروع کیا حضور نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ کیا کر رہے ہو؟ حکیم صاحب نے عرض کیا کہ مکان کا نقشہ بتا رہا ہوں تو آپ نے غضبناک ہو کر فرمایا مسجد میں؟ آپ کے ان الفاظ سے معلوم ہوتا تھا کہ دنیاوی باتیں مسجد میں کیوں ہو رہی ہیں اور خدا کے گھر میں اپنے مکانوں کا ذکر کیوں ہو رہا ہے؟

مزید لکھا: 11 رجب المرجب 1383ھ بعد از نماز فجر بروز خمیس بندہ کو بنگلہ شریف میں حاضر ہونے کا حکم فرمایا حاضر ہوتے ہی حکم ملا کہ دعوات کلیہ اور آیات قطبین پڑھ کر پانی دم کر دو فارغ ہو کر دست بستہ عرض کیا کہ سورۃ فاتحہ واخلاص ومعوذتین کی اجازت بخشیں تو فرمایا کہ تمہیں قرآن پاک کی اجازت ہے دوبارہ گزارش کی تو فرمایا جب چاہے جس مطلب کے لئے چاہے پڑھ سکتے ہے حافظ ولی محمد صاحب چونکہ پاس بیٹھے تھے انہوں نے بھی یہی خواہش ظاہر کی تو ان کو بھی اجازت بخشی اس وقت آپ کی طبیعت بشاش تھی ازاں بعد اپنی اسناد کا ذکر فرمایا خصوصاً جو سندیں حرمین شریفین میں آپ کو عطا ہوئیں ان میں ایک کا نام سند بالالولیہ اور دوسری سند مسلسل بانا احبک ہے۔

سند بالاَولوِیَّہ اور بَانَا اُحِبُّكَ

سند بالالیہ وہ حدیث ہے جسے تمام سے پہلے سند ملی پھر اس سے پہلے پہل لینے والا پھر اس سے علی ہذا القیاس اور مسلسل بانا احبك (سند دینے والے نے لینے والے کو فرمایا ہو تو مجھے پیارا ہے" اور یہ فرمان تمام اساتذہ کرام فرماتے رہے ہوں۔

بندہ کو بھی سند بالالویہ عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا: میرے پاس صرف ایک ہے وہی نقل کر کے دوں گا فرمایا سند بالالویہ وہ ہوتی ہے کہ پہلی پہلی دفعہ لینے والے شمار ہوتے آئیں چونکہ حضرت عمر ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکہ مکرمہ میں مجھے یہ سند دی اور آگاہ فرمایا: مجھ سے پہلے جن حضرات نے یکے بعد دیگرے اپنے اساتذہ کرام سے یہ سند لی وہ سب بالترتیب پہلا صاحب ہی تھے اور اب میں بھی آپ کو پہلی مرتبہ یہ سند دے رہا ہوں آپ سے پہلے کسی اور نے یہ سند مجھ سے نہیں لی لہٰذا یہ سند بالالویہ ہے۔ (انوار قمریہ)

(83)

حکمرانوں کی علمی شان

بیان کرتے ہیں کہ ابن عنین اور ابن مالک مظفر والی دمشق کے درمیان الفت اور مصاحبت تھی اتفاقاً ابن عنین کو سخت بخار آ گیا پس اس نے ابن ملک مظفر کو لکھا **انظر الی بعین مولی لم یزل** الخ۔ میری طرف اس دوست کی آنکھ سے دیکھو جو ہمیشہ عطیہ بخشتا ہے اور میرے مرنے سے پہلے مجھ سے ملو میں لفظ الذی کی طرح اس چیز کا محتاج ہوں جس کا کہ وہ محتاج ہوتا ہے یعنی جس طرح لفظ الذی صلہ کا محتاج ہوتا ہے' اسی طرح میں بھی صلہ اور عطیہ کا محتاج ہوں پس میرے بدلہ اور کافی تعریف کو غنیمت جانو اس کے بعد ابن ملک مظفر بذات خود تین سو اشرفیاں لے کر اس کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ یہ صلہ اور انعام ہے اور میں وہ ضمیر ہوں جو اسم موصول کی طرف پھرتی ہے اور میں عیادت کرنیوالا ہوں اور یہ ابن الملک کی سخاوت اور اس کی سمجھ کی تیزی سے ہے کیونکہ اس نے سمجھا کہ لفظ الذی اسم موصول ہے جو صلہ اور ضمیر عائد کا محتاج ہوتا ہے اور اس نے اپنی ذات کو الذی سے تشبیہ دی پس صلہ وہ ہے جو ابن الملک نے اس کو پہنچایا اور عائد ابن الملک ہے اور یہ احتمال ہوتا ہے کہ عائد بن ابن الملک ہو یعنی وہ شخص جو صلہ اور انعام کے ساتھ یکے بعد دیگرے اس کی طرف پلٹتا ہے یا عائد اس عود سے مشتق ہے جو مریض کی عیادت کے معنی ہیں واللہ اعلم۔ (نوادر قلیوبی)

کند ھم جنس با ہم جنس پرواز

مالک بن دینار نے فرمایا: دو شخص معاشرت میں متفق نہ ہوں گے مگر اس حالت

میں کہ ان کے درمیان کوئی وصف مشترک اور ایک قسم کا ہو اور دو قسم کے پرندے متفق نہ ہوں گے مگر اسی صورت مذکورہ میں اس کے بعد مالک نے کبوتر اور کوے کو ایک ساتھ دیکھا پس باوجود اختلاف نوع کے اس اتفاق سے ان کو تعجب ہوا' اس کے بعد جب وہ دونوں چلے تو وہ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ دونوں لنگڑے ہیں پس مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسی وجہ سے ان میں اتفاق ہے اس لئے کہ ہر انسان اپنی ہی شکل کے ساتھ الفت کرتا ہے اور ہر پرندہ اپنی جنس سے مالوف ہوتا ہے ورنہ ان دونوں میں جدائی ضروری ہے چنانچہ کسی شاعر نے کہا ہے: شعر: **وقائل کیف تفرقتما** الخ کسی قائل نے کہا: تم دونوں کیونکر جدا ہوئے پس میں نے ایک ایسی بات کہی جس میں انصاف ہے اور وہ بات یہ ہے کہ وہ میرے ہم جنس سے نہ تھا پس میں نے اس کو چھوڑ دیا اور لوگ ہمشکل کے یار و ہمدم ہیں۔

تعوذ کی برکت اور حضرت انسان

بیان کرنے والوں میں سے ایک شخص نے کہا: میں رفیقان سفر کے ساتھ سفر میں تھا کہ رات نے بکریوں کے چرواہے کی طرف ہم کو ٹھکانہ دیا اور ہم رات کو اس کے پاس ٹھہرے جب آدھی رات ہوئی تو بھیڑیا آیا اور اس کی بکریوں میں سے ایک بچہ اٹھایا (یہ دیکھ کر) چرواہا کودا اور کہا: اے جنگل کے آباد کرنے والے تو نے اپنے پڑوسی کو اذیت دی پس ایک منادی نے ندا دی کہ اے بھیڑیے اس کو چھوڑ دے چنانچہ وہ تیز دوڑتا ہوا آیا یہاں تک کہ بکریوں میں داخل ہو گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وانہ کان رجال من الانس** ....

بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین کی طرف اترے تو خشکی میں گدھ اور دریا میں مچھلی کے علاوہ اور کوئی چیز زمین میں نہ تھی اور گدھ مچھلی کے پاس قیام کرتا تھا اور اس کے پاس رات گزارتا تھا پس جب گدھ نے حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا تو وہ مچھلی کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ میں نے آج زمین میں ایک ایسا شخص پایا ہے جو اپنے دو پاؤں پر چلتا ہے اور اپنے دو ہاتھوں سے پکڑتا ہے (یہ سن کر)

مچھلی نے اس سے کہا کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے لئے اس سے نہ خشکی میں پناہ ہے اور نہ دریا میں ٹھکانا ہے چنانچہ وہ دونوں اسی وقت سے جدا ہو گئے۔ (ایضا)

قرب خداوندی کی حد نہیں

نقل ہے کہ ایک شخص امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا اور ان سے کہا کہ مجھ پر ہزار اشرفیاں قرض ہیں وہ امام موصوف کے پاس بیٹھ گیا اس کے بعد کسی نے امام سے پوچھا کہ کیا باری تعالیٰ عزوجل کے واسطے جہت ہے امام نے فرمایا: اللہ جل شانہ جہت اور سمت سے بالاتر ہے پس لوگوں نے کہا: اس کی کیا دلیل ہے؟ امام نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے کہ مجھے یونس بن متی علیہ السلام پر فضیلت نہ دو لوگوں نے امام سے کہا کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ پس امام نے فرمایا: میں تم سے اس کی وجہ نہ کہوں گا حتیٰ کہ تم لوگ میرے اس مہمان کو ہزار اشرفیاں دو جن سے وہ اپنا قرض ادا کرے چنانچہ ان میں سے دو آدمیوں نے اشرفیوں کا انتظام اپنے ذمہ لیا اس کے بعد امام نے کہا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب شب معراج میں رفرف اعلیٰ تک پہنچے اور لوح محفوظ پر مقدرات قلم سے لکھنے کی آواز آپ کے گوش مبارک تک پہنچی اور اللہ تعالیٰ نے آپ سے سرگوشی کی جس چیز کے ساتھ سرگوشی کی اور اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی بھیجی جو کچھ کہ بھیجی باوجود اس قرب کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یونس علیہ السلام سے جبکہ وہ مچھلی کے پیٹ میں اور دریا کی اندھیری میں اور رات کی ظلمت میں تھے اللہ جل شانہ کے زیادہ قریب نہ تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے: هُوَ اَقْرَبُ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ (ایضا)

(84)

زندگی کا سب سے بڑا گناہ

حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ بنی اسرائیل کے تین عبادت گزار جمع ہوئے اور کہنے لگے: ''آؤ! ہم میں سے ہر ایک اپنا سب سے بڑا گناہ یاد کرے چنانچہ پہلا شخص اپنی زندگی کا سب سے بڑا گناہ بتاتے ہوئے کہنے لگا ایک مرتبہ میں اور میرا ایک دوست کہیں جا رہے تھے ہمارا آپس میں کسی بات پر اختلاف ہو گیا راستے میں ہمارے درمیان ایک درخت حائل ہوا میں اچانک درخت کی اوٹ سے نکل کر اس کے سامنے آیا تو وہ مجھ سے خوفزدہ ہو گیا اور کہنے لگا ''میں تجھ سے اللہ عزوجل کی پناہ چاہتا ہوں'' بس یہی مجھے اپنی زندگی کی سب سے بڑی خطا معلوم ہوئی اللہ عزوجل مجھے معاف فرمائے''۔

دوسرے نے کہا: ''میں اسرائیلی ہوں ہماری شریعت میں حکم ہے کہ اگر کسی کے جسم پر نجاست لگ جائے تو جسم کا وہ حصہ کاٹنا ضروری ہے'' ایک مرتبہ میرے جسم پر پیشاب لگ گیا تو میں نے آدھا حصہ کاٹ دیا لیکن کاٹنے میں زیادہ مبالغہ نہیں کیا بس یہی گناہ میری زندگی کا سب سے بڑا گناہ ہے اللہ رب العزت میرے اس گناہ کو معاف فرمائے''۔

تیسرے نے کہا: ''ایک مرتبہ میری والدہ نے مجھے پکارا تو میں نے فوراً لبیک کہا لیکن تیز ہوا کی وجہ سے آواز والدہ تک نہ پہنچ سکی تو وہ غصے میں آ کر مجھے پتھر مارنے لگی میں لاٹھی لے کر اس کی طرف گیا تا کہ وہ اس کے ذریعے مجھے مارے اور اس کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے

Scanned with CamScanner

لاٹھی دیکھ کر وہ خوف زدہ ہو کر بھاگی اور اس کا سر درخت سے ٹکرا کر زخمی ہو گیا بس یہی میری زندگی کا سب سے بڑا گناہ ہے اللہ عزوجل میرے اس گناہ کو معاف فرمائے''۔

ہائے اس دن میرا کیا حال ہوگا؟

یزید بن محمد بن مسلمہ بن عبدالملک سے منقول ہے کہ ہمیں ہمارے ایک غلام نے بتایا حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد ان کی زوجہ محترمہ حضرت سیّدہ فاطمہ بنت عبدالملک رحمۃ اللہ علیہا بہت زیادہ روئیں یہاں تک کہ ان کی بینائی جاتی رہی ایک مرتبہ ان کے بھائی مسلمہ اور ہشام آئے اور کہا: ''پیاری بہن! آخر آپ اتنا کیوں روتی ہیں؟ اگر آپ اپنے شوہر کی جدائی پر روتی ہیں تو وہ واقعی ایسے مرد مجاہد تھے کہ ان کے لئے رویا جائے' اگر دنیوی مال و دولت کی کمی رلا رہی ہے تو ہم اور ہمارے اموال سب آپ کے سامنے حاضر ہیں؟'' حضرت سیّدہ فاطمہ بن عبدالملک رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا: ''میں ان دونوں باتوں میں سے کسی پر بھی نہیں رو رہی خدا عزوجل کی قسم! مجھے تو وہ عجیب وغریب اور درد بھرا منظر رلا رہا ہے جو میں نے حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک رات دیکھا اس رات میں یہ سمجھی کہ کوئی انتہائی ہولناک منظر دیکھ کر آپ کی یہ حالت ہوگئی ہے اور آج رات آپ کا انتقال ہو جائے گا''۔

بھائیوں نے پوچھا: ''پیاری بہن! ہمیں بتائیے کہ آپ نے حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو اس رات کس حالت میں دیکھا۔'' فرمایا: ''میں نے دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھ رہے تھے جب قراءت کرتے ہوئے اس آیت پر پہنچے: ''یَوْمَ یَکُوْنُ النَّاسُ کَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ○ وَتَکُوْنُ الْجِبَالُ کَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ○'' ترجمہ: ''جس دن آدمی ہوں گے جیسے پھیلے پتنگے اور پہاڑ ہوں گے جیسے دھنکی اون''

تو یہ آیت پڑھتے ہی ایک زوردار چیخ مار کر فرمایا: ''ہائے! اس دن میرا کیا حال ہوگا

ہائے! وہ دن کتنا کٹھن و دشوار ہوگا' پھر منہ کے بل گر پڑے اور منہ سے عجیب وغریب آوازیں آنے لگیں پھر آپ ساکت ہو گئے میں سمجھی کہ شاید آپ کا دم نکل گیا ہے کچھ دیر بعد آپ کو ہوش آیا تو فرمانے لگے ''ہائے! اس دن کیا سخت معاملہ ہوگا'' اور چیختے چلاتے صحن میں چکر لگاتے ہوئے فرمایا: ''ہائے! اس دن میری ہلاکت ہوگی جس دن آدمی پھیلے ہوئے پتنگوں کی طرح اور پہاڑ دھنکی ہوئی اون کی طرح ہو جائیں گے'' ساری رات آپ کی یہی کیفیت رہی جب صبح کی اذانیں شروع ہوئیں تو آپ گر پڑے میں سمجھی کہ شاید آپ کی روح پرواز کر گئی ہے اے میرے بھائیو! خدا عزوجل کی قسم! جب بھی مجھے وہ رات یاد آتی ہے تو میری آنکھیں بے اختیار آنسو بہانے لگتی ہیں باوجود کوشش میں اپنے آنسو نہیں روک پاتی'' (ایضاً)

ندامت سے گناہوں کا ازالہ کچھ تو ہو جاتا

مسلمانو! غور کرو ہمارے اسلاف رحمۃ اللہ علیہم خوف خدا عزوجل سے کس طرح لرزاں و ترساں رہا کرتے تھے ہر گھڑی قیامت کا ہولناک منظر ان کے سامنے ہوتا بہت زیادہ عبادت و ریاضت اور گناہوں سے حد درجہ دوری کے باوجود وہ پاکیزہ خصلت لوگ اپنے آپ کو گناہ گار و عصیاں شعار تصور کرتے حالانکہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ان کا مرتبہ و مقام بہت اعلیٰ و ارفع ہوتا' وہ لوگ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں سچی عاجزی کیا کرتے صغیرہ گناہوں بلکہ خلاف اولیٰ باتوں سے بھی کوسوں دور بھاگتے جہنم کا ہولناک گڑھا ہر لمحہ ان کے پیش نظر ہوتا وہ کبھی بھی کوئی ایسا کام نہ کرتے جو باعث ہلاکت ہوتا اور ایک ہم ہیں کہ اپنی آخرت اور حساب و کتاب کو بھول بیٹھے ہیں شیطان کے بہکاوے میں آکر ہم اپنے آپ کو گناہوں کے عمیق گڑھے میں گراتے چلے جا رہے ہیں نہ گناہوں پر ندامت' نہ کسی قسم کی شرمندگی' اگر خطاؤں کو یاد کر کے چند آنسو بہا لیتے تو گناہوں کا میل کچھ تو ڈھل جاتا مگر آہ۔

ندامت سے گناہوں کا ازالہ کچھ تو ہو جاتا
ہمیں رونا بھی تو آتا نہیں ہائے ندامت سے

Scanned with CamScanner

اللہ عزوجل ہمارے حال زار پر رحم فرمائے گناہوں سے سچی توبہ پھر اس پر استقامت کی توفیق عطا فرمائے اللہ عزوجل ہمارے بزرگوں کے صدقے ہماری کامل مغفرت فرمائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

(85)

میرا رزق میرے رب کے ذمہ کرم پر ہے

ابوعبداللہ بن جعفر جو کہ برقی کے لقب سے مشہور ہیں کہتے ہیں میں نے ایک بیابان میں ایک بدو خاتون کو دیکھا جس کی کھیتی کڑاکے کی سردی، زوردار آندھی اور موسلا دھار بارش کے سبب تباہ و برباد ہو چکی تھی لوگ اس کے اردگرد جمع تھے اور اس کی فصل تباہ ہونے پر اسے دلاسا دے رہے تھے۔ اس نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی اور کہنے لگی:

(اَللّٰھُمَّ أَنْتَ الْمَامُوْلُ لِاَحْسَنِ الْخَلَفِ، وَبِیَدِكَ التَّعْوِیْضُ عَمَّا تَلَفَ، فَافْعَلْ بِنَا مَا اَنْتَ اَھْلُہٗ فَاِنَّ اَرْزَاقَنَا عَلَیْكَ، وَآمَالَنَا مَصْرُوْفَةٌ اِلَیْكَ)

ترجمہ: ''اے پروردگار! پسماندگان کی عمدہ دیکھ بھال کے لئے تجھ ہی سے امید وابستہ کی جاتی ہے جو کچھ تباہ و برباد ہو گیا اس کی تلافی تیرے ہی ہاتھ میں ہے، اس لئے تو اپنی نرالی شان کے مطابق ہمارے ساتھ معاملہ فرما، کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ ہماری روزی کا بندوبست تیرے ہی ذمہ ہے اور ہماری آرزوئیں اور تمنائیں تجھی سے وابستہ ہیں''۔

ابوعبداللہ بن جعفر کہتے ہیں میں ابھی اس خاتون کے پاس ہی تھا کہ ایک آدمی وہاں آن پہنچا ہمیں اس کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا کہ یہ کون ہے؟ کہاں سے آیا ہے؟ مقصد کیا ہے؟ جب اسے اس عورت کے عقیدے، منہج اور اللہ تعالیٰ سے تعلق کا پتہ چلا تو اس

نے 500 دینار نکالے اور اس عورت کی خدمت میں پیش کر کے اپنی راہ چلتا بنا۔

(مجلۃ العربی 188/444 'نساء ذکیات جدا: 44)

ایک بدوعورت کے ایمان کی پختگی

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جو آدمی بھی اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد کرے گا اور تقویٰ اختیار کرے گا وہ کبھی نعمت خداوندی سے محروم نہیں رہے گا' نیز اللہ تعالیٰ اسے ایسے راستے سے روزی بہم پہنچائے گا' جس کا وہ کبھی گمان بھی نہیں کر سکتا تھا جیسا کہ اس دیہاتی خاتون کے ساتھ واقعہ پیش آیا جس کا آپ نے اوپر مطالعہ کیا اس سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وضاحت ہوتی ہے:

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ٥ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ط (الطلاق: 3-2)

''جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے (مشکل سے) چھٹکارے کی شکل پیدا فرما دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو''۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ان سطور کے راقم نے عربی ادب کی بعض کتابوں میں پڑھا ہے کہ ایک فقیر محتاج عورت بادیہ نشین' جنگل میں خیمہ لگائے ہوئے تھی اپنی ضروریات کے لیے اس نے اردگرد کھیتی لگا رکھی تھی گزر اوقات اسی سے کرتی تھی ایک دن طوفان آیا' بجلی چمکی اور کڑکی' آسمان سے ژالہ باری ہوئی اور کھیتی تباہ و برباد ہو گئی جب طوفان تھم گیا تو اس عورت نے خیمہ سے سر نکالا اپنی کھیتی کو دیکھا ہر چیز تباہ و برباد ہو چکی تھی اس نے حسرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھا اور پھر اپنا منہ آسمان کی طرف کیا اور کہنے لگی: (اِصْنَعْ يَا اِلٰهِی مَا شِئْتَ' فَاِنَّ رِزْقِی عَلَيْكَ)

''اے میرے پروردگار! جو جی چاہے کر (تجھے کون پوچھنے والا ہے) ہاں (اتنی بات ضرور ہے کہ) میرا رزاق تو تیرے ہی ذمہ ہے'' (سنہری کرنیں)

(86)

کون کہتا ہے کہ مومن مر گئے

ابونعیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت ربیع بن حراش نے بیان کیا: ہم چار بھائی تھے ہمارا ایک بھائی ہم سے زیادہ نمازی تھا وہ سخت گرمی کے دنوں میں بھی روزے رکھا کرتا تھا وہ فوت ہو گیا تو ہم اس کی چارپائی کے گرد بیٹھے ہوئے تھے اور کفن خریدنے کو ایک آدمی بھیجا ہوا تھا اچانک انہوں نے اپنے چہرے سے پردہ اٹھایا اور کہا:

السلام علیکم!

لوگوں نے حیرت سے کہا وعلیک السلام اے بھائی موت کے بعد بھی زندگی؟

انہوں نے کہا ہاں میں تم سے جدا ہو کر اپنے ربؒ سے واصل ہو چکا ہوں اور میں نے اپنے رب کو غضبناک نہیں پایا بلکہ اس نے مسرت و خوشبو کی باد نسیم اور ریشمی پوشاکوں سے میرا استقبال کیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے منتظر ہیں اس لئے میرے متعلق جلدی کرو دیر نہ کرو اس گفتگو کے بعد آپ دوبارہ بے حس ہو گئے جیسے تھالی میں پھینکا ہوا کنکر ہوتا ہے۔

دلائل النبوۃ (ابونعیم) حدیث نمبر 520' حلیۃ الاولیاء (ابونعیم) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 408' من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 9' دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 454' مصنف ابن ابی شیبہ جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 162 (کتاب الزھد باب یحییٰ بن جعدۃ)' الطبقات الکبریٰ (محمد بن سعد) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 150' احیاء العلوم (غزالی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 152' الثقات (ابن حبان) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 227' الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر) ترجمہ خالد بن زید الجہنی' قوت القلوب (ابوطالب مکی) شرح مقامات الیقین باب وصف الراجین' فوائد ابی یعلی الخلیلی روایت نمبر 20' الاسماء

Scanned with CamScanner

المبہم فی الانباء المحکمہ (خطیب بغدادی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 19 'المجالسہ وجواہر العلم (احمد دینوری) صفحہ نمبر 140 'الجرح والتعدیل (رازی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 456 'الروض الانف (سہیلی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 435 'صفۃ الصفوۃ (ابن جوزی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 36 'سیر اعلام النبلاء (ذہبی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 361 'جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 60

اُمّ المومنین سے اس واقعہ کی تصدیق

علی بن عبید اللہ غطفانی اور حفص بن یزید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہمیں یہ روایت پہنچی ہے: ابن حراش نے اس بات کی قسم اٹھائی تھی کہ وہ تب تک نہیں ہنسے گا جب تک کہ وہ یہ نہ جان لے کہ اس کا ٹھکانہ جنت میں ہے یا دوزخ میں۔

اس کے بعد ان کو کسی نے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا پھر انہوں نے عبدالملک بن عمیر والی حدیث بیان کی کہ جب مذکورہ واقعہ کی خبر (حضرت ربیع بن حراش کا مسکرانا بعداز وصال کی خبر) حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تک پہنچی تو آپ نے فرمایا: بنی عبس کے بھائی نے سچ بیان کیا ہے کیوں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا تھا آپ نے ارشاد فرمایا تھا:

میرا ایک امتی اپنے وصال کے بعد کلام کرے گا اور وہ بہترین تابعی ہوگا۔

دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 455 'دلائل النبوۃ (ابونعیم) حدیث نمبر 520 'حلیۃ الاولیاء (ابونعیم) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 408 'الجرح والتعدیل (رازی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 456

☆ ربعی بن حراش سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارا ایک بھائی تھا جو کہ سخت گرمیوں میں روزے رکھتا تھا اور ٹھنڈی راتوں میں قیام کیا کرتا تھا۔

انہوں نے آگے مکمل واقعہ بیان کیا ہے اور اس میں یہ الفاظ مزید بیان کئے ہیں کہ جب یہ خبر حضرت اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پہنچی تو آپ نے اس کی تصدیق کی اور فرمایا:

ہم سنا کرتے تھے کہ اس امت میں عنقریب سے ایک آدمی ایسا ضرور ہوگا جو مرنے کے بعد بھی کلام کرے گا۔ **من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا)** حدیث نمبر 10)

حضرت سیدنا حارث بن غنویٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے:

ربیع بن حراش نے وعدہ کیا کہ وہ جب تک جنت یا دوزخ میں اپنا ٹھکانہ نہ جان لے تب تک نہیں ہنسے گا۔ حضرت حارث بن غنویٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں وصال کے بعد غسل دینے والے نے مجھے بتایا: ان کو تخت پر منتقل کرتے ہوئے دیکھا کہ وہ مسلسل مسکراتے رہے اس حال میں کہ ہم انہیں غسل دیتے رہے اور وہ مسکراتے رہے یہاں تک کہ ہم ان کے غسل سے فارغ ہو گئے۔

من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 12 'شعب الایمان (بیہقی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 520 'الثقات (ابن حبان) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 226 'تہذیب الکمال (مزی) جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 56 'تاریخ بغداد (خطیب بغدادی) جلد نمبر 18 صفحہ نمبر 45 'تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 18 صفحہ نمبر 45 'صفۃ الصفوۃ (ابن جوزی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 36

ایسا کفن جو کبھی میلا نہ ہو

اسد بن زید نے بیان کیا: ہم ایک جنازہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے جب میت کو دفن کر دیا گیا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ ایک چھوٹے گھوڑے پر سوار ہوئے اور ایک قبر پر آ کر ایک لکڑی گاڑ دی اور کہا: اے قبر والے السلام علیک' حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں میری پچھلی سمت سے ایک قبر سے آواز آئی اے عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ تم پر بھی سلامتی ہو اے عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ تم کسی چیز کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو؟ آپ نے کہا: اپنی رہائش اور ہمسایوں کے بارے میں بتاؤ!

اس نے کہا: بدن ہمارے پاس ہیں اور روح اللہ تعالیٰ کے پاس چلی گئی ہے اور میں نہیں جانتا کہ وہ کس حال میں ہے میں نے کہا کہ: میں تم سے تمہاری رہائش اور تمہارے پڑوس کے بارے میں پوچھتا ہوں۔

اس نے کہا: آنکھیں رخساروں پر بہہ گئیں کفن پھٹ گئے اور جسم کھا لئے گئے۔

Scanned with CamScanner

پھر آپ نے اسی طرح مزید بیان کیا کہ جب میں وہاں سے گیا تو مجھے پیچھے سے کسی نے آواز دی اے عمر تم پر لازم ہے کہ ایسا کفن لو جو کبھی بھی آلودہ نہ ہو۔

میں نے کہا: آلودہ نہ ہونے والے کفن سے کیا مراد ہے؟

اس نے کہا اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اور نیک عمل کرنا۔

العاقبۃ فی ذکر الموت (الاشبیلی) صفحہ نمبر 143 'حلیۃ الاولیاء (ابونعیم) جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 263

ایک پُراسرار کنواں

حضرت شیبان بن حسن نے بیان فرمایا: میرے والد محترم اور حضرت عبدالواحد بن زید جہاد کرنا چاہتے تھے چنانچہ وہ ایک کھلے اور وسیع کنویں پر اکٹھے ہوئے انہوں نے اپنی ڈولوں والی رسیاں لٹکائیں پس وہ ڈول کنویں میں چلے گئے۔

راوی نے بیان کیا کہ پھر انہوں نے اپنی رسیاں ایک دوسرے سے باندھیں پھر ان میں سے ایک آدمی کنویں میں داخل ہو گیا جب وہ کنویں کے کچھ اندر گیا تو کنویں سے مکھی کے بھنبھنانے جیسی آوازیں آنے لگیں تو وہ پلٹا اور واپس لوٹ آیا باہر آ کر اس نے کہا جو میں سنتا ہوں کیا تم بھی وہ سنتے ہو؟

اس نے کہا ہاں پھر اس نے مجھے ایک لمبا ڈنڈا دیا تو میں نے وہ ڈنڈا لیا اور پھر کنویں میں داخل ہو گیا تو وہ بھنبھنانے جیسی آواز سنائی دی اور اس کا کلام قریب ہونے لگا تو وہ ایک آدمی تھا جو کہ تختوں پر بیٹھا ہوا تھا اور پانی اس کے نیچے تھا۔

اس نے وہاں جا کر کہا: کیا تم جن ہو یا انسان!؟ کنویں والے نے کہا میں انسان ہوں

اس نے کہا تم کون ہو؟ کنویں والے نے کہا: میں اھل انطاکیہ میں سے ہوں میں مر گیا تو مجھے میرے رب نے یہاں روک لیا اس قرض کے بدلے میں جو میرے ذمہ تھا اور میرے بیٹے ہیں وہ نہ تو مجھے یاد کرتے ہیں اور نہ ہی میرا قرض ادا کرتے ہیں

چنانچہ وہ آدمی اس کنویں میں سے نکلا اور اپنے ساتھیوں سے کہا:

جنگیں تو ہوتی ہی رہیں گی لیکن پہلے ہمیں یہ معاملہ حل کرنا چاہئے لہٰذا ان سب نے جنگ چھوڑ دی اور انطاکیہ کی طرف روانہ ہو گئے وہاں جا کر انہوں نے اس کے بیٹوں کے بارے میں معلومات لیں تو ان سے ملاقات ہوئی انہوں نے بتایا:

جی ہاں! اللہ کی قسم وہ ہمارا باپ تھا اور ہم نے اپنی جائیداد بیچ دی ہے ہمارے ساتھ چلو یہاں تک کہ ہم ان کا قرض ادا کر دیں۔

راوی نے بتایا کہ پھر ہم انطاکیہ سے واپس لوٹے یہاں تک کہ ہم اسی کنویں والی جگہ پر پہنچ گئے تو وہاں پر انہیں کسی قسم کی کوئی آواز سنائی نہ دی نہ ہی وہاں پر کوئی کنواں تھا اور نہ ہی وہاں پر کوئی چیز تھی انہوں نے وہاں شب بسری کی تو وہ آدمی ان کی نیند (خواب) میں ان کے پاس آیا اور ان سے کہا:

اللہ تعالیٰ تم سب کو جزائے خیر دے جب سے میرا قرض ادا ہوا ہے تب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت کی فلاں فلاں جگہ پر منتقل فرما دیا ہے۔

(من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 50 'شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 111)

قید سے چھوٹے اور اپنے گھر گئے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل سے بڑی تعجب خیز روایات بیان کی جاتی ہیں پھر آپ نے بیان کرنا شروع کیا کہ ایک مرتبہ لوگوں کا ایک گروہ زمین میں سفر کر رہا تھا اور ایک قبرستان کے پاس سے گزرا ان میں سے کسی نے کہا: کیوں نہ ہم دو رکعتیں پڑھیں پھر ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تو شاید اللہ تعالیٰ ہمارے لئے قبرستان میں سے کسی کو باہر نکال دے اور وہ ہمیں اپنی موت کے بارے میں بتائے۔

چنانچہ انہوں نے دو رکعت نفل پڑھے اور پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو ایک آدمی جس کے سر کے بال کچھ سفید تھے اپنی قبر سے سر جھاڑتا ہوا نکلا اس کی آنکھوں کے درمیان سجدوں کے نشانات تھے۔ اس نے کہا: تم مجھے زندہ کر کے کیا چاہتے ہو؟ سن لو کہ مجھے

Scanned with CamScanner

مرے ہوئے ایک سو سال ہو گیا ہے لیکن میرے مرنے سے لے کر اب تک موت کی حرارت سے مجھے آرام نہیں ملا اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ جیسا میں پہلے تھا وہ مجھے ویسا ہی پھر کر دے۔

من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 58 ‘مسند عبد بن حمید حدیث نمبر 1156 ‘جامع الاحادیث (سیوطی) حدیث نمبر 11896 ‘المسند الجامع (ابو المعاطی النوری) حدیث نمبر 2379

☆ حضرت ابو عاصم کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد محترم نے خبر دی کہ میرے خالو پر موت آ گئی ہم نے ان پر کپڑا ڈال دیا اور ہم ان کی تجہیز و تکفین کے لئے تیار ہو گئے اس کے بعد انہوں نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور کہا: یا اللہ مجھے موت نہ دینا یہاں تک کہ مجھے کفار سے اپنے راستے میں جہاد کرنے کی توفیق عطا فرما۔ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ ایک عرصہ تک زندہ رہے یہاں تک اہل باطل سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔

(من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 13)

☆ حضرت روبہ بنت بیجان سے روایت ہے کہ بے شک وہ شدید بیمار ہو گئیں یہاں تک کہ وہ انتقال کر گئیں۔ لوگوں نے انہیں غسل دیا اور کفن پہنا دیا پھر انہوں نے حرکت کی اور لوگوں کی طرف دیکھا اور کہا تمہیں بشارت ہو کہ جتنا تم مجھے ڈراتے تھے میں نے معاملہ اس سے بھی آسان پایا ہے میں نے یہ بھی پایا ہے کہ قطع رحمی کرنے والا‘ شراب تیار کرنے والا اور مشرک جنت میں نہیں جائیں گے۔

من عاش بعد الموت (امام ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 14 ‘شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 30

کسی نیکی اور گناہ کو معمولی نہ سمجھو

حضرت صالح بن حی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے ہمسائے نے بتایا: ایک شخص کی روح پرواز کر گئی تو اس پر اس کے اعمال پیش کئے گئے تو اس نے کہا: میں نے جس گناہ سے بھی توبہ کی تو اس سے مغفرت پائی اور جس گناہ سے میں نے مغفرت نہیں مانگی اس کو میں نے ویسا ہی پایا۔

اس نے مزید بتایا کہ ایک مرتبہ میں نے زمین سے انار کا ایک دانہ اٹھایا اس کی بھی ایک نیکی لکھی ہوئی تھی اور یہاں تک کہ ایک مرتبہ میں نے رات کو تہجد کی نماز کے لئے قیام کیا اور اس دوران میری آواز بلند ہو گئی جسے سن کر میرا ہمسایہ اٹھ کھڑا ہوا اس نے بھی رات عبادت شروع کی اور نماز تہجد میں مصروف ہو گیا اس کی بھی مجھے نیکی دی گئی۔

ایک مرتبہ میں نے ایک مسکین کو صرف اپنی قوم کی نیک نامی کی وجہ سے ایک درہم دیا تو میں نے اسے پایا کہ نہ اس میں میرے لئے اجر تھا اور نہ ہی وہ میرے لئے گناہ تھا (وہ درہم ضائع ہو گیا)

(من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 15 ‘المنامات (ابن ابی الدنیا) صفحہ نمبر 52)

Scanned with CamScanner

(87)

جس کا حامی ہو خدا......

دریائے نیل میں کشتی چلانے والے ایک ملاح کا بیان ہے کہ ایک دن ایک بہت ہی نورانی چہرے والے بزرگ میرے پاس آئے اور فرمایا: کیا تم مجھے اللہ کے نام پر دریا کے پار اتار دو گے؟ میں نے عرض کیا ہاں! وہ بزرگ میری کشتی پر سوار ہو گئے اور میں نے انہیں دریا کے پار اتار دیا' جب وہ کشتی سے اترنے لگے تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: میں تمہیں ایک امانت سونپتا ہوں کیا تم اس کو قبول کرو گے؟ میں نے کہا: جی حضور! میں ضرور قبول کرلوں گا تو انہوں نے فرمایا: کل تم فلاں درخت کے پاس ظہر کے وقت آنا تو تم کو وہاں میری لاش ملے گی تم مجھے غسل دینا اور میرے سرہانے جو کفن تم کو ملے وہ پہنا کر اسی درخت کے نیچے مجھے دفن کر دینا اور میری گدڑی اور عصا اور مشک کو اپنے پاس رکھنا' اور جو شخص ان چیزوں کو طلب کرنے کے لئے تمہارے پاس آئے اس کو یہ سب سامان دے دینا ملاح کا بیان ہے کہ میں ان بزرگ کی وصیت کو بھول گیا اور بجائے ظہر کے عصر کے وقت مجھے خیال آیا تو میں اس درخت کے پاس حاضر ہوا تو واقعی ان بزرگ کو مردہ حالت میں پایا میں نے وصیت کے مطابق ان کو جو کفن پہنایا اس میں مشک کی خوشبو آ رہی تھی میں نے جوں ہی ان کا جنازہ تیار کیا ایک دم ناگہاں ایک طرف سے انسانوں کی ایک بہت بڑی جماعت آ گئی اور میں نے ان لوگوں کے ساتھ نماز جنازہ ادا کر کے اسی درخت کے نیچے دفن کر دیا اور اپنے گھر آ کر رات میں سو رہا' صبح سویرے ہی ایک جوان جو ناچنے گانے والے بھانڈ کا لڑکا تھا میرے پاس آیا نہایت ہی باریک کپڑا پہنے ہوئے

ہاتھوں میں مہندی لگی ہوئی اور بغل میں ستار دبائے میرے سامنے کھڑا ہو گیا اور میں نے اس کے سلام کا جواب دیا پھر اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ فلاں بن فلاں تم ہی ہو؟ میں نے جواب دیا: ہاں میں ہی ہوں۔ اس نے کہا: پھر جو تمہارے پاس امانت ہے مجھے دو دو' میں نے حیران ہو کر پوچھا کہ تمہیں اس کی خبر کیوں کر ہو گئی۔

یہ ہے اللہ کا فضل

اس نے کہا: یہ نہ پوچھئے میں نے کہا یہ تو تم کو بتانا ہی پڑے گا میرا اصرار سن کر اس نے کہا: بھائی! میں اس کے سوا کچھ نہیں جانتا کہ میں گزشتہ رات ایک شادی میں ساری رات ناچتا اور گاتا رہا جب صبح کو اذان فجر ہوئی تو میں ناچ ختم کر کے سو گیا اچانک ایک شخص میرے پاس آیا اور مجھ کو جھنجھوڑ کر جگایا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں ولی کو وفات دے دی ہے اور تجھ کو اس کا قائم مقام بنا دیا ہے لہٰذا تو فلاں ملاح کے یہاں جا کر اس وفات پانے والے ولی کے تبرکات وصول کر لے' جن کو وہ بزرگ تیرے لئے بطور امانت ملاح کے پاس رکھ کر دنیا سے تشریف لے گئے ہیں ملاح نے بیان کیا کہ میں نے ان کا سارا سامان حسب وعدہ و وصیت بھانڈ کے لڑکے کو دے دیا لڑکے پر سامان ہاتھ میں لیتے ہی ایک انقلابی کیفیت نمودار ہو گئی اس نے باریک کپڑوں کو اتار کر میری کشتی میں پھینک دیا اور کہا کہ تم میرے ان کپڑوں کو جسے چاہو بطور صدقہ دے دینا اور خود ان بزرگ کی گدڑی پہن کر اور اعصا و مشک لے کر چل دیا' ملاح کا بیان ہے کہ میں اس بھانڈ کے لڑکے کی خوش نصیبی اور اپنی محرومی کا خیال کر کے رونے لگا یہاں تک رات آ گئی اور میں روتے روتے سو گیا تو مجھے اس رات خواب میں اللہ جل مجدہ کا دیدار نصیب ہوا اور مجھ سے رب العزت جل جلالہ نے ارشاد فرمایا: تم پر یہ گراں گزرا! کہ میں نے اپنے ایک گناہ گار بندے پر احسان فرما کر اس کو اپنے دربار کی طرف رجوع کرنے کی توفیق عطا فرمائی اے ملاح! یہ میرا فضل ہے اور میں اپنا فضل جس کو چاہتا ہوں عطا فرما دیتا ہوں۔

(مستطرف جلد 1 صفحہ نمبر 147)

Scanned with CamScanner

(88)

حیوانات کی دعوت

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ ان کو اجازت دی جائے کہ وہ تمام حیوانوں کی ایک دن دعوت کریں چنانچہ ان کو اجازت دی گئی اس کے بعد انہوں نے مدت دراز تک کھانا جمع کیا پھر انہوں نے ایفائے وعدہ کا سوال کیا پس اللہ نے اس کو قبول کیا چنانچہ دریا سے ایک مچھلی نکلی اور سب کھانا کھا گئی پھر اس مچھلی نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ اے سلیمان میرے لئے کچھ اور منگواؤ کیونکہ میں آسودہ نہیں ہوئی ہوں حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے فرمایا: میرے پاس کچھ باقی نہیں ہے اور کیا ہر روز تیرا رزق اسی کی مثل ہے؟ پس مچھلی نے کہا: میری ہر روز کی روزی اس کا تین گنا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے آج کے دن میں سوائے اس کھانے کے کچھ اور نہ مجھے نہیں کھلایا اور آج بقیہ دن میں میں بھوکی رہوں گی کاش آپ میری دعوت نہ کرتے پس اے بھائی اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت اور اس کے فضل کی وسعت کو دیکھو کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام باوجود اپنی قوت سلطنت اور اپنے عظیم ملک کے ایک جاندار کی روزی سے عاجز رہے واللہ جل جلالہ۔ (قلیوبی)

اشارات لطیفہ

اللہ تعالیٰ نے صرف حیوان ہی کو خوراک اور غذا حاصل کرنے اور کھانے کے ساتھ خاص کیا ہے اس کے غیر کو نہیں، کیونکہ حیوان میں اللہ تعالیٰ کی بعض صفتیں ہیں (مثلاً بعض

امور پر قدرت خصوصاً انسان میں یہ قدرت زیادہ ہے) اور اگر حیوان بلا خوراک اور بلا غذا کے چھوڑ دیا جاتا تو البتہ وہ معبودیت کا دعویٰ کرتا پس اللہ جل شانہ نے اپنی حکمت عجیبہ سے خوراک کی طرف اس کی احتیاج اور اس کے فقر کو اس دعوے کے نہ ہونے میں سبب بنایا وهو الحكيم الخبير ۔(ایضاً)

حدیث میں آیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے جنوں کو تین قسم کا پیدا کیا ایک قسم سانپوں کی مثل ہیں اور ایک قسم بچھوؤں کی طرح ہیں اور ایک گبریلوں کی قسم اور ایک قسم زمین اور آسمان کے درمیان میں ہوا کی طرح ہیں اللہ عزوجل نے انسان کو بھی تین قسم کا پیدا کیا ایک قسم چارپایوں کی مثل ہیں کہ ان کے ایسے دل ہیں کہ ان سے وہ بات نہیں سمجھتے ہیں اور ان کے ایسے کان ہیں کہ ان سے سنتے نہیں ہیں اور ان کے لئے ایسی آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں اور ایک قسم ہیں کہ ان کے جسم اولاد آدم علیہ السلام کے اجسام جیسے ہیں اور ان کی روحیں شیطانوں کی روحوں جیسی ہیں اور ایک قسم فرشتوں کی مثل ہیں جو اللہ کے سایہ میں ہوں گے جس دن کہ اللہ تعالیٰ کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (ایضاً)

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ساتھ شیطان کی ملاقات

نقل کرتے ہیں کہ ابلیس لعین حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے پاس آیا اس ملعون نے حضرت یحییٰ علیہ السلام سے کہا کہ میں تم کو نصیحت کرنا چاہتا ہوں حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں تیری نصیحت نہیں چاہتا ہوں لیکن اولاد آدم علیہ السلام کے حالات کی مجھے خبر دے پس ابلیس نے کہا اولاد آدم علیہ السلام ہمارے نزدیک تین طرح پر ہے ایک قسم تو وہ ہے جو ہم پر بہت ہی سخت ہے اس لئے کہ ہم اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تاکہ اس کو اس کے دین میں فتنہ ڈالیں چنانچہ ہم اس پر قابو پا جاتے ہیں اس کے بعد وہ گھبرا کر اور ڈر کر استغفار کی طرف رجوع کرتا ہے پس نہ ہم اس سے ناامید ہوتے ہیں اور نہ اس پر قابو پاتے ہیں۔ اس لئے ہم اس کے ساتھ رنج اور کلفت میں ہیں اور ایک قسم

Scanned with CamScanner

تم جیسی ہے کہ جو ہم سے محفوظ ہیں ہم ان کے ساتھ کسی چیز پر قادر نہیں ہوتے ہیں اور ایک قسم ہمارے ہاتھوں میں گیندوں کی طرح ہیں ان کے ساتھ ہم جس طرح چاہتے ہیں کھیلتے ہیں۔(ایضاً)

آدم علیہ السلام زمین پر اور عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر

بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام زمین کی طرف اتارے گئے تو انہوں نے وحشت کی شکایت کی پس اللہ تعالیٰ نے ابابیلوں کے ساتھ ان کو مانوس کیا اور بنی آدم کو مانوس کرنے کے واسطے ابابیلوں کو گھروں میں لازم کر دیا' اور ابابیلوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی کتاب سے چند آیتیں ہیں منجملہ ان کے ایک آیت یہ ہے: لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰى جَبَلٍ اِلٰى آخِرِ السُّوْرَة یعنی اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر اتارتے آخر سورۃ تک اور وہ اپنی آواز کو عزیز حکیم کے ساتھ دراز کرتی ہیں۔(ایضاً)

بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا تو ان کو پر عنایت کئے اور خلعت نو پہنایا یعنی فرشتوں کی طرح ان کو نوری کر دیا اور ان سے کھانے کی حاجت کو دور کر دیا پس وہ فرشتوں کے ساتھ عرش کے گرد اڑتے ہیں۔(ایضاً)

(89)

چاندی دو سونا لو

حضرت سیّدنا احمد بن فیض رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ''حضرت سیّدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ بیت المقدس جانا چاہتے تھے آپ کی رفاقت کے خواہش مند ایک نوجوان نے عرض کیا: ''حضور! میں چاہتا ہوں کہ آپ کے ہمراہ بیت المقدس جاؤں'' آپ نے اس کی درخواست منظور کرتے ہوئے فرمایا: ''آؤ! پہلے ہم حجامت کروالیں پھر سفر پر روانہ ہوں گے'' چنانچہ دونوں حجام کے پاس گئے حجامت کے بعد آپ نے نوجوان سے فرمایا: ''اے نوجوان! تیرے پاس کتنا زادِ راہ ہے! عرض کی: ''حضور! اٹھارہ (18) درہم ہیں'' فرمایا: ''یہ سب حجام کو دے دو'' نوجوان نے حکم کی تعمیل کی پھر دونوں اپنی منزل کی طرف چلے دیئے راستے میں نوجوان نے کہا: ''حضور! اگر آپ حجام کو کم رقم دلوا دیتے اور کچھ ہم اپنے پاس رکھ لیتے تو اس میں کیا حرج تھا! آپ نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموشی سے جانب منزل چلتے رہے بیت المقدس پہنچ کر آپ نے مسجد کے خادم سے کہا: ''کیا یہاں کوئی ایسا شخص ہے جو اپنی کھیتی کٹوانا چاہتا ہو! ہم دونوں اجرت پر فصل کاٹنے کے لئے تیار ہیں؟'' خادم نے کہا: ''حضور ایک نصرانی جاگیردار کے علاوہ میں کسی اور زمیندار کو نہیں جانتا اگر کہیں تو اس کے پاس لے چلتا ہوں؟'' فرمایا: ''ٹھیک ہے ہمیں اس کے پاس لے چلو''۔

تینوں اس نصرانی جاگیردار کے پاس پہنچے اور آنے کا مقصد بیان کیا نصرانی جاگیردار نے اپنے کھیت دکھائے تو آپ نے فرمایا: ''اس کی کٹائی پر ہمیں کتنی اجرت ملے گی؟'' کہا ایک دینار فرمایا: ''ٹھیک ہے ہم فصل کاٹنے کے لئے تیار ہیں تو ایک دینار مسجد کے خادم کے حوالے کر دے کام مکمل ہونے پر یہ ہمیں دے دے گا' نصرانی نے ایک دینار مسجد کے

Scanned with CamScanner

خادم کے حوالے کر دیا رات نے اپنے پَر پھیلا دیئے تھے لیکن چودہویں رات کے چاند کی اجلی اجلی روشنی نے ہر طرف اجالا بکھیر رکھا تھا آپ نے اپنے رفیق سے فرمایا: ''اے جوان! میں نماز پڑھوں اور تم فصل کاٹو یا تم نماز پڑھو اور میں فصل کاٹوں' بتاؤ تم کو کون سی بات پسند ہے! نوجوان نے نماز کی حامی بھر لی اور نماز پڑھنے لگا آپ نے اللہ عزوجل کا نام لے کر فصل کاٹنا شروع کی اور صبح تک کاٹتے رہے جبکہ نوجوان نماز میں مشغول رہا فراغت کے بعد جاگیردار کے پاس پہنچ کر کہا: ''ہم نے اپنا کام ختم کر دیا ہے''۔

نصرانی جاگیردار حیران رہ گیا

جاگیردار بڑا حیران ہوا کہ اتنی جلدی اتنی ساری فصل کس طرح کاٹ لی اس نے متعجب ہو کر کہا: ''تم نے ضرور کھیتی خراب کر دی ہو گی ورنہ اتنی جلدی تم کام سے کیسے فارغ ہو سکتے ؟'' آپ نے فرمایا: ''تو جا کر اپنی فصل دیکھ لے تا کہ تجھے اطمینان ہو جائے'' وہ گیا تو دیکھا کہ بہت احسن طریقے سے فصل کاٹی گئی ہے جب وہ مطمئن ہو گیا تو آپ نے فرمایا: ''مسجد کے خادم سے کہو کہ ہماری اجرت ہمیں دے دے'' جاگیردار نے مسجد کے خادم سے کہا: ''ان کی اجرت ان کے حوالے کر دو'' جب خادم دینار دینے لگا تو آپ نے فرمایا: ''یہ دینار (سونے کی اشرفی) میرے رفیق کو دے دو کہ اس نے حجام کو اٹھارہ درہم (چاندی کے سکے) دیئے تھے'' چنانچہ خادم نے وہ دینار نوجوان کو دیدیا۔

(سبحان اللہ عزوجل! کیسے خوددار اور باکرامت ہوا کرتے تھے ہمارے اسلاف اس نوجوان کے دل میں جب یہ بات آئی کہ حضرت سیّدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے حجام کو اتنی رقم کیوں دلوائی' تو آپ نے اس کو چاندی کے اٹھارہ سکوں کے بدلے سونے کی اشرفی عطا فرما دی تا کہ اسے اپنے مال کا ملال نہ ہو آپ ہمیشہ حلال رزق کماتے' خود کم کھاتے لیکن دوسروں کی بہت امداد فرماتے' اللہ عزوجل ان کے صدقے ہمیں بھی اتنا رزق حلال عطا فرمائے کہ حرام کی طرف ہماری نظر نہ اٹھے (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم) (عیون الحکایات)

(90)

بہن بھائی کی عجیب موت

شیخ ابو علی مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے پڑوس میں ایک مردوں کو غسل دینے والا رہتا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ تم نے سب سے زیادہ عجیب و غریب جو مردہ دیکھا ہو اس کا حال بیان کرو۔ یہ سن کر غسال نے بیان کیا کہ ایک دن ایک بہت ہی خوبصورت اور خوش پوشاک نوجوان میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ کیا تم ہمارے ایک مردہ کو غسل دے دو گے؟ میں نے کہا: جی ہاں! چنانچہ میں اس جوان کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ وہ ایک مکان کے دروازے پر مجھ کو کھڑا کر کے اندر چلا گیا اور تھوڑی دیر میں ایک لڑکی مکان کے اندر سے نکلی جس کی صورت ہو بہو اس جوان سے ملتی جلتی تھی۔ اس نے مجھے اپنی آنکھوں سے آنسو پونچھتے ہوئے اندر بلایا۔ میں نے اندر جا کر دیکھا کہ وہی جوان تخت پر مردہ پڑا ہوا ہے۔ جو چند منٹ پہلے مجھ کو مکان سے بلا کر لایا تھا۔ چنانچہ میں نے اس کو غسل دے دیا اور کفن پہنا کر خوشبو لگا کر فوراً ہی اس کا جنازہ تیار کر دیا۔ جنازہ تیار ہو جانے کے بعد وہی لڑکی جو مجھے مکان کے اندر بلا کر لے گئی تھی جنازہ کے پاس آئی اور اس میت کی پیشانی چوم کر یہ کہا کہ خبردار عنقریب ہی میں بھی تم سے ملنے والی ہوں۔ جب میں واپس لوٹنے لگا تو اس لڑکی نے میرا شکریہ ادا کیا اور یہ کہا کہ اگر تمہاری بیوی اچھی طرح مردے کو غسل دینا جانتی ہو تو اس کو ابھی ابھی ہمارے پاس بھیج دو۔ غسال کا بیان ہے کہ میں اس لڑکی کی بات سن کر لرز گیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ جوان کی طرح یہ بھی ابھی ابھی وفات پانے والی ہے۔ چنانچہ میں مکان پر آیا اور بیوی کو سارا ماجرا سنا کر اس کو ساتھ لے کر اس لڑکی کے مکان پر گیا اور دروازہ پر دستک دی تو وہ لڑکی اندر سے بولی کہ بسم اللہ تمہاری بیوی مکان کے اندر

آجائے۔ جب میری بیوی مکان کے اندر داخل ہوئی تو یہ دیکھا کہ وہی لڑکی قبلہ رخ لیٹی ہوئی مردہ پڑی ہوئی ہے۔ چنانچہ میری بیوی نے اس کو غسل دے کر کفن پہنایا اور ان دونوں بھائی بہن کا جنازہ ایک ساتھ اٹھایا گیا۔ (مستطرف ص ۱۴۹)

تبصرہ: اس حکایت سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ بعض اولیاء کو خداوند کریم اس عظیم کرامت سے بھی سرفراز فرماتا ہے کہ انہیں اپنی وفات کا وقت وفات کی جگہ دفن کا مقام سب کچھ پہلے ہی سے معلوم ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں سورہ لقمان کے آخر میں خداوند قدوس نے فرمایا ہے کہ مندرجہ ذیل پانچ چیزوں کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں ہے: (۱) قیامت کب آئے گی؟ (۲) بارش کب ہوگی؟ (۳) ماؤں کے پیٹ میں کیا ہے؟ (۴) آدمی کل کیا کمائے گا؟ (۵) آدمی کہاں مرے گا؟

مسئلہ علم غیب اور سورۂ لقمان کی آخری آیت

حالانکہ بہت سے انبیاء و اولیاء اور فرشتوں نے ان باتوں کی خبر دی ہے۔ چنانچہ چند اوراق پہلے ملاح کی حکایت میں آپ نے ملاحظہ فرمایا: ان بزرگ نے یہ بتایا کہ میں کل ظہر کے وقت مروں گا اور فلاں درخت کے پاس مروں گا۔ اسی طرح بارش کا وقت اور حمل میں کیا ہے؟ اور آدمی کل کیا کرے گا؟ اور کہاں مرے گا؟ ان امور کی خبریں بکثرت انبیاء و اولیاء نے دی ہیں جن کا تذکرہ قرآن و حدیث اور تاریخ کی معتبر کتابوں میں موجود ہے۔ لہٰذا سورۂ لقمان کی آیت کا یہ مطلب تو ہو سکتا نہیں کہ ان پانچ چیزوں کا علم کسی طرح بھی خدا کے سوا دوسرے کو حاصل نہ ہو کیونکہ اگر آیت کا یہ مطلب ہوگا تو ان واقعات سے قرآن کریم کی تکذیب لازم آئے گی۔ لہٰذا ضروری ہے کہ سورۂ لقمٰن کی آیت کا یہ مطلب لیا جائے کہ ان پانچ چیزوں کا علم بغیر خدا کے بتائے ہوئے کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اسی علم کے بارے میں خداوند قدوس نے سورۂ جن میں ارشاد فرمایا: عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا . اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ یعنی اللہ غیب کا جاننے والا ہے تو وہ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا سوائے اپنے

پسندیدہ رسولوں کے۔ غرض یہ کہ سورۂ لقمان کی آیت کا یہی مطلب متعین ہے کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے ان پانچوں چیزوں کا علم کسی کو نہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں میں سے جسے چاہے بتائے۔ چنانچہ سورہ لقمان کی آیت کا آخری جملہ کہ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ اس مطلب پر نہایت ہی واضح قرینہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جاننے والا اور بتانے والا ہے۔ اوروں کی طرح اس آیت کے یہ معنی لینا کہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے بھی ان پانچ چیزوں کا علم کوئی نہیں جانتا یہ سراسر باطل و غلط اور سینکڑوں آیات و احادیث کے خلاف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم: وَهُوَ الْهَادِیْ اِلَی الرَّشَادِ . (روحانی حکایات)

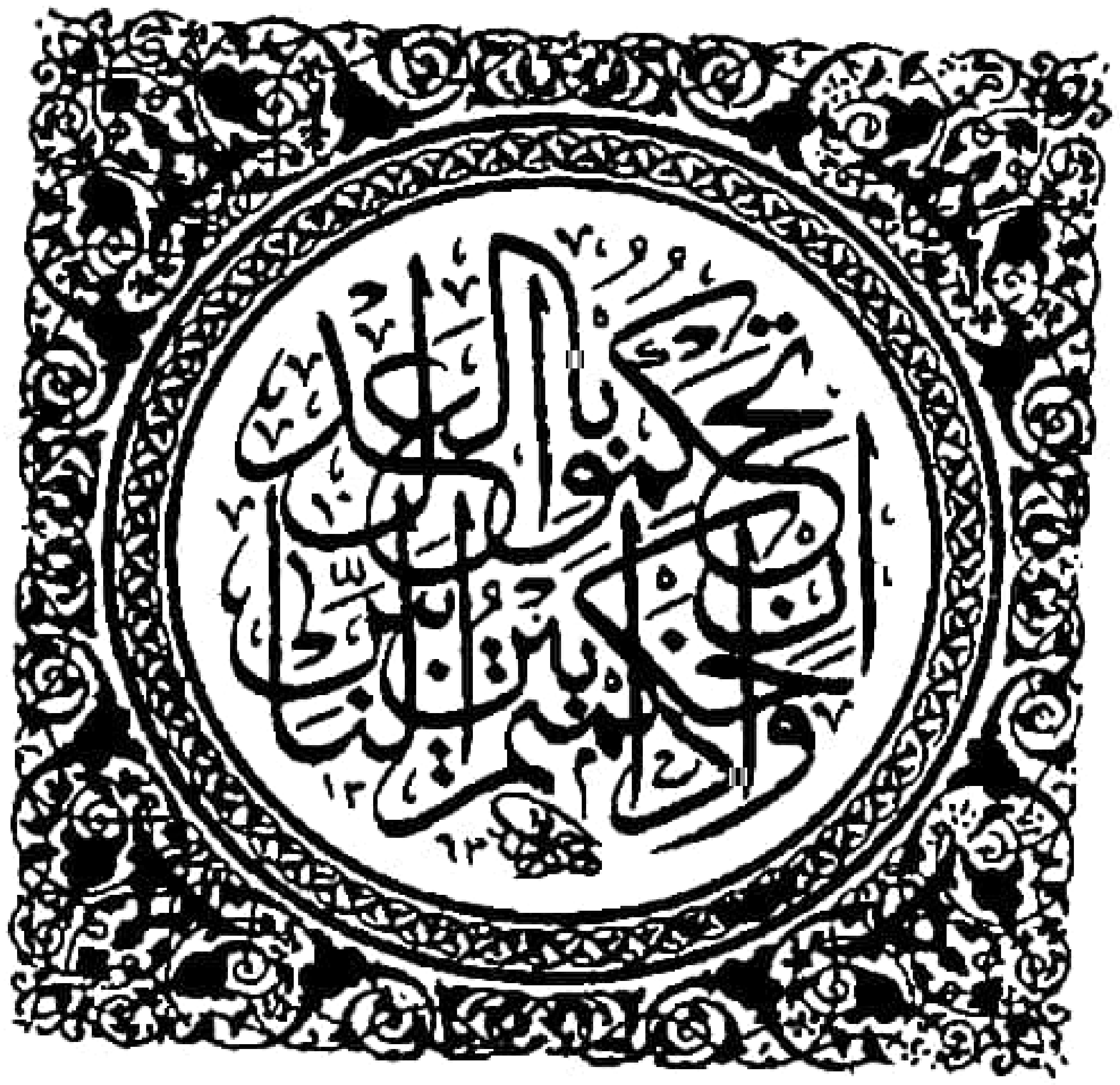

(91)

اپنا ہی شعر ہلاکت کا سبب بن گیا

نقل کرتے ہیں کہ ابوالطیب متنبّی (صاحب دیوان مشہور) بلاد فارس سے بغداد کی طرف وہ انعام لے کر واپس آ رہا تھا جو شاہ عضدالدولہ نے اس کو عطا کیا تھا اور اس کے ساتھ سواروں کی ایک جماعت تھی اثنائے راہ میں متنبّی پر ڈاکوؤں نے حملہ کیا چنانچہ متنبّی بھاگ نکلا (یہ دیکھ کر) اس کے غلام نے اس سے کہا کہ کیا تم بھاگتے ہو؟ حالانکہ تم نے اپنے شعر میں کہا ہے کہ الخیل واللیل والبیداء تعرفنی والضرب والحرب والقرطاس والقلم یعنی سوار اور رات اور میدان و مارنا اور جنگ و کاغذ اور قلم مجھے پہنچاتے ہیں (یہ سن کر متنبّی نے پلٹ کر حملہ اور 354ھ میں مارا گیا پس یہ شعر اس کے قتل کا سبب ہوا اسی لئے خطائی کے قول کو جو گوشہ نشینی سے متعلق ہے لوگوں نے اچھا خیال کیا ہے انست بوحدتی ولزمت بیتی الخ میں نے اپنی تنہائی کے ساتھ الفت اختیار کی ہے اور اپنے گھر کو لازم پکڑا ہے پس میرے لئے الفت ہمیشہ رہی اور سرور زیادہ ہوا اور مجھے زمانہ نے ادب سکھایا پس میں پرواہ نہیں کرتا ہوں کہ میں چھوڑ دیا جاؤں پس نہ میں ملاقات کرتا ہوں اور نہ میں خود کسی سے ملتا ہوں اور جب تک کہ میں زندہ ہوں یا اس وقت تک سائل نہ ہوں گا' آیا سوار گئے یا امیر سوار ہوا۔ (نوادر قلیوبی)

(92)

جذبۂ خیر خواہی

حضرت سیّدنا شفیق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ''ایک مرتبہ ہم حضرت سیّدنا ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں حاضر تھے اتنے میں آپ کے معتقدین میں سے ایک شخص آپ کو سلام کئے بغیر ہمارے قریب سے گزر گیا آپ نے حاضرین سے پوچھا: ''کیا یہ فلاں شخص نہیں؟'' عرض کی گئی: ''جی ہاں'' فرمایا: ''جاؤ اس سے پوچھو آج تم نے ہمیں سلام کیوں نہیں کیا؟ کیا تم ناراض ہو؟ جب اسے آپ کا یہ پیغام ملا تو کہا: ''خدا عزوجل کی قسم ابھی ہمارے ہاں بچے کی ولادت ہوئی ہے اور ہمارے پاس پھوٹی کوڑی بھی نہیں (کچھ بھی نہیں) اب میں کھانے کی تلاش میں نکلا ہوں' میں اتنا پریشان ہوں کہ مجھے کچھ ہوش ہی نہیں' جب حضرت سیّدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی یہ حالت بتائی گئی تو آپ تڑپ اٹھے اور ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھ کر کہا: ''ہائے افسوس! ہم اپنے رفیق کے حال سے غافل ہوں اور بات اتنی بڑھ گئی ہائے اسے اتنی پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے'' پھر آپ نے ایک شخص سے فرمایا: ''جاؤ فلاں باغ کے مالک کے پاس جا کر دو دینار قرض حاصل کرو اور بازار جا کر ایک دینار کی اشیاء خورونوش (کھانے پینے کا سامان) خرید کر سارا سامان اور بقیہ ایک دینار ہمارے ہمارے اس پریشان حال رفیق کے گھر دے آؤ''۔

وہ شخص فوراً تعمیل حکم کے لئے چل دیا اسی کا بیان ہے ''میں نے دو دینار قرض لئے کھانے پینے کا سامان خریدا پھر اس کے گھر پہنچ کر دروازے پر دستک دی اس کی زوجہ

Scanned with CamScanner

نے پوچھا ''کون ہے؟'' میں نے اپنا تعارف کرایا اور اس کے شوہر کے متعلق پوچھا اس نے کہا: ''وہ تو گھر پر موجود نہیں ہے'' میں نے کہا: ''اچھا دروازہ کھول کر ایک طرف ہو جائیں میں کچھ سامان دینے آیا ہوں'' وہ دروازہ کھول کر ایک طرف ہو گئی میں نے سامان صحن میں رکھا اور دینار اس عورت کو دے دیا اس نے پوچھا ''اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے یہ سامان کس کی طرف سے ہے!'' میں نے کہا: ''اپنے شوہر کو سلام کہنا اور کہنا کہ یہ سارا سامان ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ہے''۔

بے کس و مجبور کی دُعا

یہ سن کر اس غریب خاتون کی زبان پر دعائیہ کلمات جاری ہوئے ''اے ہمارے پروردگار عزوجل آج اس مشکل وقت میں حضرت سیّدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری مدد کی اے مولیٰ عزوجل اس کی اسے اچھی جزاء عطا فرما اسے کبھی اپنی نظر رحمت سے دور نہ کرنا'' وہ اسی طرح دعائیں کرتی رہی اور میں واپس چلا آیا جب حضرت سیّدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی دعا کے متعلق بتایا تو آپ اتنا خوش ہوئے کہ اس سے قبل ہم نے کبھی آپ کو اتنا خوش ہوتے ہوئے نہیں دیکھا تھا جب رات کے آخری پہر اس بیچاری غریب خاتون کا شوہر گھر آیا تو اس کے پاس کچھ بھی نہ تھا باوجود کوشش کے اسے کوئی چیز نہ مل سکی جیسے ہی وہ گھر داخل ہوا تو دیکھا کہ صحن میں بہت سارا سامان رکھا ہوا ہے خاتون نے آگے بڑھ کر اپنے شوہر کو ایک دینار دیا تو اس نے پوچھا ''یہ سب چیزیں کس نے بھجوائی ہیں؟'' کہا: ''حضرت سیّدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے'' یہ سنتے ہی اس غریب کے منہ سے بھی یہ دعائیہ کلمات نکلے ''اے ہمارے پروردگار عزوجل! حضرت سیّدنا ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کو آج کے دن کی اچھی جزا عطا فرما اسے کبھی اپنی نظر رحمت سے دور نہ کرنا اسے کبھی اپنی نظر رحمت سے دور نہ کرنا۔

مسلمانو خدا عزوجل کی قسم! وہ مومن بڑا خوش بخت ہے جو محتاجوں کی مدد کرے روتوں کو ہنسائے اور پریشان حال لوگوں کی پریشانی دور کرے مخلوق خدا پہ شفقت کرنا

رضائے الٰہی عزوجل پانے کا بہت اچھا راستہ ہے جو مخلوق پر رحم کرے گا خالق لم یزل اس پر رحم و کرم کی ایسی بارش فرمائے گا کہ اس کی زندگی میں ہر طرف بہاریں ہی بہاریں آجائیں گی اور یہ تجربہ شدہ بات ہے کہ جب کسی غریب انسان کی مدد کی جائے تو انسان کو ایسی انجانی خوشی ہوتی ہے جسے الفاظ کا جامہ پہنانا مشکل ہے اسے وہی سمجھ سکتا ہے جسے یہ دولت نصیب ہوئی ہے جسے یقین نہ آئے وہ کبھی دکھیارے کا دکھ دور کر کے دیکھ لے۔

(عیون الحکایات)

Scanned with CamScanner

(93)

صنف نازک کے بارے میں

مشہور مورخ وسیرت نگار واقدی کا بیان ہے کہ میں ایک روز خلیفہ مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس سے چند احادیث بیان کیں میری بیان کردہ حدیثیں اس نے لکھ لیں' پھر تھوڑی دیر بعد وہ اپنے گھر میں داخل ہوا جب وہ گھر سے نکلا تو غصہ سے اس کا چہرہ سرخ تھا اور وہ غیظ وغضب سے بھرا ہوا تھا میں نے عرض کیا: امیر المؤمنین! خیریت تو ہے؟ خلیفہ مہدی کہنے لگا: (دَخَلْتُ عَلَى الْخَيْزُرَانِ فَقَامَتْ إِلَيَّ وَمَزَّقَتْ ثَوْبِيْ وَقَالَتْ مَا رَأَيْتُ خَيْرًا مِنْكَ) ''میں اپنی بیوی خیزران کے پاس گیا تو اس نے میرا کپڑا اس قدر زور سے کھینچا کہ وہ پھٹ گیا اور کہنے لگی میں نے تم میں کوئی خیر کا پہلو نہیں دیکھا ہے''

خلیفہ نے مزید کہا: اے واقدی! آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ میں نے خیزران کو ایک غلام فروش سے خریدا تھا پھر میں نے اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لی چنانچہ اب وہ قصر شاہی میں میری بیوی کی حیثیت سے خوش وخرم زندگی گزار رہی ہے نیز اس کو نازونعم اور آرائش وزیبائش کے لئے وہ چیزیں دستیاب ہیں جو دیگر آزاد عورتوں کو کم ہی نصیب ہوا کرتی ہیں مگر آج اس کا ذہن اس قدر بدل گیا کہ اس نے میرے سارے کئے کرائے پر پانی پھیر دیا اور کہنے لگی کہ آج تک میں نے کبھی تم میں خیر نہیں دیکھی!! حالانکہ میں نے اس کے دونوں لڑکوں (ہادی اور ہارون رشید) کے لئے پیشگی بیعت کروادی ہے میرے بعد یکے بعد دیگرے وہ دونوں مسلمانوں کے خلیفہ ہوں گے پھر بھی وہ مجھے طعنے

دے رہی ہے کہ میں نے اس کے لئے کوئی بھلائی نہیں کی ہے!!۔

واقدی نے خلیفہ مہدی کی بات سن کر کہا: امیر المومنین! آپ ناراض نہ ہوں کیونکہ کفران نعمت عورتوں کی فطرت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے (خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِيْ) ''تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے لئے بہتر ہو اور میں اپنے اہل خانہ کے حق میں تم سب سے بہتر ہو''۔

(صحیح ابن ماجہ کتاب النکاح 1977)

چار ہزار دینار کا انعام

ایک اور حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: (اسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ، فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ، وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهُ كَسَرْتَهُ وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ، فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ) ''عورتوں کے بارے میں میری نصیحت کا ہمیشہ خیال رکھو' کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی میں بھی سب سے زیادہ ٹیڑھا اوپر کا حصہ ہوتا ہے اگر تم اسے بالکل سیدھی کرنے کی کوشش کرو گے تو انجام کار توڑ کر رہو گے اور اگر اس ٹیڑھی پسلی کو یونہی چھوڑ دو گے تو ویسے ہی ٹیڑھی رہے گی (اور تم اس کے ٹیڑھے پن کے باوجود اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہو) پس تم لوگ عورتوں کے بارے میں میری نصیحت مانو' عورتوں سے اچھا سلوک کیا کرو!! (بخاری: 3331' مسلم: 1488)

واقدی نے اس موضوع سے متعلق چند مزید احادیث خلیفہ سے بیان کیں خلیفہ مہدی نے انہیں دو ہزار دینار دینے کا حکم دیا جب واقدی خلیفہ کے پاس سے نکل کر اپنے گھر پہنچے تو اسی وقت ملکہ خیزران کا پیغامبر بھی ان کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور ملکہ کا دیا ہوا تقریباً دو ہزار دینار کا عطیہ بھی ان کی خدمت میں پیش کیا علاوہ ازیں کپڑے اور جوتے بھی تھے ملکہ نے پیغامبر کے ذریعے ان عطیات کے ساتھ ساتھ اس کار خیر پر ان کا شکریہ بھی ادا کیا تھا۔ (البدایہ والنہایہ: 545/13 طبع دار ہجر)

Scanned with CamScanner

(94)

چند کارآمد اور مفید احادیث مبارکہ

1- صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے سنا:

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا أَوْ إِلٰى امْرَأَةٍ يَّنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلٰى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ (صحیح بخاری رقم 1 صحیح مسلم رقم 4927 مسند احمد 25/1)

ترجمہ: ''اعمال کی بنیاد نیت پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی پس جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی تو اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی شمار ہوگی اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لئے ہوئی تو اس کی ہجرت اسی کے لئے ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی''۔

اس حدیث کے تحت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، برکت اور نسبت سے عبدالنبی، عبدالرسول، غلام محمد، غلام نبی نام رکھنے کے بارے میں رئیس العلماء شیخ الاسلام محمد عابد سندی الانصاری المتوفی 1257ھ لکھتے ہیں

عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا

تو نام رکھنے والے شخص کا دیگر تمام ناموں کو چھوڑ کر ان ناموں کو اختیار کرنا بھی تو گویا ایک ہجرت ہی ہے کیوں کہ ''ہجرت'' کہتے ہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف اور ایک حال سے دوسرے حال کی طرف اور ایک معاملے سے دوسرے معاملے کی طرف منتقل ہونا اور (ایسے مقدس نام کے انتخاب کرنے والے شخص نے) اپنی ہجرت میں مقبولیت ہی حاصل کی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب سے مشرف ہوا ہے اور بلاشبہ یہ قرب رسول صلی اللہ علیہ وسلم دراصل قرب خداوندی ہے اور اس بارے میں وہی مخالفت کرے گا جس کی عقل پر غیبی پردے پڑ چکے ہوں کیا ایسے مخالفت کرنے والے شخص کے رد کے لئے یہ آیت کافی نہیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی: قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

(آل عمران 3 آیت نمبر 31)

ترجمہ: ''اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیں اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو تب اللہ تعالیٰ تمہیں (اپنا) محبوب بنا لے گا''۔

اور غلام کا کام تو جمیع اقوال وافعال میں اتباع کرنا اور حکم بجالانا ہی ہوتا ہے اور اگر کسی غلام نے بڑی محنت سے خدمت کی تو اس کی غلامی اس کے لئے باعث فخر اور اللہ تعالیٰ سے کثیر فیض واکرام کی سعادت سے بہرہ ور کرنے والی ہوگی اور ایسا کیوں کر نہ ہو کہ ان کی محبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے لازم کردہ ہے جس پر اس کی طرف سے رحمت، مغفرت اور ثواب عظیم کا انعام ہے اور بھلا کونسی شے محبت علیم جل جلالہ سے بڑھ کر ہو سکتی ہے جس سے انسان کا کوئی ظاہری و باطنی عمل پوشیدہ نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ سے محبت تمام عالم علوی وسفلی کو (اس محبت کرنے والے کا اسیر) بنانے والی ہے۔

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے

جیسا کہ بخاری ومسلم کی صحیح حدیث میں مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

Scanned with CamScanner

سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

2- اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ نَادٰى جِبْرِيْلَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحْبِبْهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ فَيُنَادِىْ جِبْرِيْلُ فِىْ اَهْلِ السَّمَآءِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهُ اَهْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِى الْاَرْضِ (صحیح بخاری رقم 3209 صحیح مسلم رقم 6705 'مسند طیالسی رقم 2558)

ترجمہ: ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبرائیل سے فرماتا ہے کہ ''اے جبرائیل) اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت فرماتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو پس جبرائیل بھی اس بندے سے محبت فرماتے ہیں اور پھر جبرائیل آسمانی مخلوق میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو پس آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر زمین والوں (کے دلوں) میں اس بندے کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔

اور جس بندے سے اس کا رب محبت کرے وہ کامیابی کو پالیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ○

ترجمہ: بے شک اللہ بہت توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے اور خوب پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔ (سورۃ البقرہ: 222)

پس یہ سب سے زیادہ واضح اور قوی دلیل ہے کہ جب عبدالنبی' عبدالرسول وغیرہ نام رکھنے والا شخص جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے تبرک وسعادت کا ارادہ کرتا ہے تو اس میں شک نہیں کہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرنے والا اور اس نجاست شرک سے دور ہونے والا ہے جو بارگاہ رسالت تک رسائی سے مانع ہے۔

تو پھر بھلا ایسا نام رکھنے میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شریک ہونے کا وہم وگمان بھی کیسے آسکتا ہے؟ نیز خیالات فاسدہ اور اوہامات باطلہ اس کی طرف راہ بھی کیوں کر پا

سکتے ہیں کہ اس کا نام رکھنے والے نے ایسا نام رکھ کر شرک کیا (نعوذ باللہ)

بندے کی توبہ پہ اللہ تعالیٰ کی خوشی

جب کہ اچھی نیت برے شخص کو بھی (بالآخر) برائی کے راستے سے دور لے جاتی ہے اور مقبولیت کے ایسے مقام پر پہنچا دیتی ہے کہ وہ ہر مراد کو پالیتا ہے کیا تم نے اس حدیث پر غور نہیں کیا جسے امام بخاری اور مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

3- لَلّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ حِيْنَ يَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنْ اَحَدِكُمْ كَانَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ بِاَرْضٍ فَلَاةٍ فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ وَعَلَيْهَا طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ فَاَيِسَ مِنْهَا فَاَتٰى شَجَرَةً فَاضْطَجَعَ فِىْ ظِلِّهَا قَدْ اَيِسَ مِنْ رَّاحِلَتِهٖ فَبَيْنَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذَا هُوَ بِهَا قَآئِمَةً عِنْدَهٗ فَاَخَذَ بِخِطَامِهَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَبْدِىْ وَاَنَا رَبُّكَ اَخْطَاَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ

(صحیح بخاری رقم 6308 صحیح مسلم رقم 6955)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کے توبہ کرنے پر اس بندے سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ جس بندے کی سواری کسی بیابان میں گم ہو جائے اور اسی پر کھانے پینے کا سامان بھی موجود ہو پھر وہ اس کے ملنے سے مایوس ہو جائے اور اپنی سواری سے ناامیدی کی حالت میں درخت کے پاس آ کر لیٹ جائے پھر اس کی آنکھ کھلے تو اس کی سواری قریب ہی کھڑی ہو تو یہ اس کی لگام پکڑ کر شدید خوشی سے پکارتا ہے اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں تو خوشی کی شدت کی وجہ سے وہ خطا کر جاتا ہے (کہنا کچھ چاہتا تھا اور کہہ کچھ گیا)

اس حدیث میں واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ اس کے بندے کا مقصد اس کی نعمت کا اعتراف کرتے ہوئے شکر بجالانا ہے اگرچہ اس کے لفظوں میں صریح فساد موجود

Scanned with CamScanner

تھا لیکن اچھی نیت کی وجہ سے اسے قابل گرفت شمار نہیں کیا گیا۔

مؤمن کی نیت کے مطابق جزاوصلہ

امام عینی نے شرح بخاری میں حضرت تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: اَلنِّيَّةُ اَبْلَغُ مِنَ الْعَمَلِ (نیت عمل سے زیادہ وسیع ہے)

اس کا مطلب یہ ہے کہ نیت بغیر عمل کے بھی قبول ہے۔

4-حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ وَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ''

ترجمہ: ''جس شخص نے کسی نیکی کا ارادہ کیا لیکن کسی وجہ سے اسے کر نہ سکا تو پھر بھی وہ نیکی اس کے لئے لکھی جاتی ہے۔

(صحیح مسلم رقم 335 مسند ابویعلی رقم 3438 صحیح ابن حبان رقم 384)

5-امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ''

(شعب الایمان رقم 343/5 معجم کبیر 185/6 مسند الفردوس 285/4)

ترجمہ: ''مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے''۔

اور اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کو جنت میں ہمیشہ رکھنا اس کے اعمال کی بنا پر نہیں ہوگا بلکہ اس کی نیت کی بنا پر ہوگا کیونکہ اگر صرف اعمال کی بنیاد پر اسے جنت میں رکھا جاتا تو اس کے عمل کرنے کی مدت یا اس سے کچھ زیادہ دیر رکھا جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی نیت کی جزا عطا فرمائی کہ اس بندے کی نیت یہ تھی کہ اگر وہ ہمیشہ بھی رہتا تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہی کرتا رہتا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے عمل کے بجائے اس کی نیت پر جزاء عطا فرمائی' اور اسی طرح کافر کا بھی حال ہے کہ اگر اسے صرف اعمال کی بنا پر سزا دی جاتی تو ہمیشہ جہنم میں سزا کا حق دار نہ ہوتا بلکہ جتنا زمانہ کفر میں گزارا صرف اتنی مدت کی سزا پاتا لیکن چونکہ اس کی نیت یہ تھی کہ اگر وہ ہمیشہ بھی زندہ رہتا تو بھی کفر ہی کرتا تو اس کی

نیت کی جزا دی گئی۔

اللہ تعالیٰ کی نظر دلوں پر ہے

6-امام ابویعلی رضی اللہ عنہ اپنی مسند میں روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَقُوْلُ اللهُ تَعَالٰى لِلْحَفَظَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اُكْتُبُوْا لِعَبْدِيْ كَذَا وَكَذَا مِنَ الْاَجْرِ فَيَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا لَمْ نَحْفَظْ ذٰلِكَ عَنْهُ وَلَا هُوَ فِيْ صُحُفِنَا فَيَقُوْلُ اِنَّهٗ نَوَاهُ

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ روز قیامت فرشتوں سے ارشاد فرمائے گا کہ میرے بندے کے لئے فلاں فلاں کام کا ثواب بھی لکھو تو وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب ہمیں تو اس بندے کی ان نیکیوں کے بارے میں کوئی علم نہیں اور نہ ہی یہ ہمارے نوشتے میں لکھی ہوئیں ہیں؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا بے شک اس نے ان کی نیت کی تھی۔ (عمدۃ القاری للعینی 72/1 حلیۃ الاولیاء 356/2

7-امام مسلم اور امام ابن ماجہ حضرت سیّدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے رایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَلَا اِلٰى اَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ (صحیح مسلم رقم 6543 سنن ابن ماجہ رقم 4143 مسند احمد 485/2

ترجمہ: ''بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تو تمہارے دلوں اور اعمال کو ملاحظہ فرماتا ہے۔

8-امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیّدنا ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ لَا يَنْظُرُ اِلٰى اَجْسَامِكُمْ وَلَا اِلٰى اَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ فَمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ صَالِحٌ تَحَنَّنَ اللهُ عَلَيْهِ

Scanned with CamScanner

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اجسام واموال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے پس جس کا دل اچھائی والا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر رحم وکرم فرماتا ہے۔ (مجمع الزوائد للہیثمی 400/10 رقم 17717)

عمل میں اخلاص پیدا کرو

9-امام ابن ابی الدنیا اور امام حاکم حضرت سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَخْلِصْ دِیْنَکَ یَکْفِیْکَ الْقَلِیْلُ مِنَ الْعَمَلِ

ترجمہ: اپنے دین میں اخلاص پیدا کرو تمہیں تھوڑا عمل بھی کفایت کرے گا۔

(کنزالعمال رقم 5257، تفسیر ابن کثیر 301/2 مستدرک للحاکم 435/5)

10- حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اَفْضَلُ الْعَمَلِ النِّیَّةُ الصَّادِقَةُ'' ترجمہ: سچی نیت افضل ترین اعمال میں سے ہے (جامع صغیر للسیوطی رقم 1284)

11-امام ابن النجار رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیّدنا مہاجر بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ اِنِّیْ لَسْتُ عَلٰی کَلَامِ الْحَکِیْمِ اَقْبَلُ وَلٰکِنْ اَقْبَلُ عَلٰی هَمِّهٖ وَهَوَاهُ فَاِنْ کَانَ هَمُّهٗ فِیْمَا یُحِبُّ اللہُ وَیَرْضٰی جَعَلْتُ هَمَّهٗ حَمْدًا لِلّٰهِ وَوَقَارًا وَاِنْ لَّمْ یَتَکَلَّمْ

(جمع الجوامع رقم 5293 کنزالعمال رقم 7241)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں کسی دانا کو (محض) اس کی دانائی پر مبنی بات پر نہیں نوازتا بلکہ اس کی نیت اور مقصد پر اسے عطا کرتا ہوں پس اگر میری محبت اور رضا اس کا مقصود ہو تو میں اس کے مقصد کو ہی اپنی ثناء اور (اس کے لئے) عزت بنا دیتا ہوں اگرچہ وہ خاموش ہی کیوں نہ رہے۔

اچھی نیت جنت میں لے جائے گی

12-امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ مسند الفردوس میں حضرت سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلنِّیَّةُ الْحَسَنَةُ تُدْخِلُ صَاحِبَهَا الْجَنَّةَ (مسند الفردوس 50/5 رقم 7146)

ترجمہ: اچھی نیت کرنے والے کو اس کی نیت جنت میں لے جائے گی۔

انہیں احادیث کی روشنی میں فقہاء کرام نے یہ قاعدہ مرتب فرمایا ہے ''الامور بمقاصدها'' اور اسی قاعدے کے ذیل میں انہوں نے بیان کیا کہ اگر کوئی شخص قرآن مجید کو گھر میں رکھتا ہے لیکن اس کی تلاوت نہیں کرتا پس اگر وہ اسے رکھنے میں خیر وبرکت کا ارادہ کرتا ہے تو گناہ گار نہیں ہوگا بلکہ اسے ثواب ملے گا جیسا کہ علامہ ابن نجیم حنفی نے الاشباہ والنظائر میں لکھا ہے۔

لہٰذا نام رکھنے والا اور جس کا نام رکھا جارہا ہے اگر اس سے تبرک وسعادت کا ارادہ کرتے ہیں تو ان کی اچھی نیت کی وجہ سے اسے جائز رکھا جائے گا اور اس قلبی مریض کا قیل وقال انہیں کچھ نقصان نہیں دے گا جس کے دل میں مسلمانوں کے لئے برے خیالات رہتے ہیں۔

13-امام ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَسَاءَ بِاَخِیْهِ الظَّنَّ فَقَدْ اَسَاءَ بِرَبِّهٖ تَعَالٰی اِنَّ اللہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ (اِجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ)

ترجمہ: جس شخص نے اپنے بھائی کے بارے میں بدگمانی کی تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کے لئے بدگمانی سے کام لیا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (زیادہ ترگمانوں سے بچا کرو)

Scanned with CamScanner

علماء اعلام کی تصریحات

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح جامع صغیر'' میں حدیث: ''اَحَبُّ الْاَسْمَآءِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مَا تُعُبِّدَ لَہٗ '' کے تحت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ (درست اذرعی ہے جیسا کہ شرح جامع صغیر میں موجود ہے ان کا پورا نام شہاب الدین احمد بن جلوان اذرعی حلبی شافعی متوفی 783ھ ہے) سے جو اکابر آئمہ شافعیہ سے ہیں نقل کیا ہے۔

مختلف سوالات اس بارے میں میرے پاس آئے اگر بندہ عبدالنبی نام رکھے (تو کیا یہ جائز ہے یا نہیں) میں اس بارے میں سوچتا رہا حتیٰ کہ (اللہ تعالیٰ نے میرے سینے کو کھول دیا اور) میں نے جان لیا کہ اگر بندہ ایسے نام رکھنے سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کا ارادہ کرتا ہے اور ''عبد'' سے اس کی مراد ''خادم'' ہے تو اسے ناجائز نہیں کہا جائے گا اور جہاں تک ممانعت کا تعلق ہے تو وہ جاہلوں کے (اس نام سے) شرک میں مبتلا ہونے یا حقیقت میں (عبد کا معنی) عبد حقیقی مراد لینے کی وجہ سے ہے (حالانکہ نہ تو یہاں شرک کا کوئی وہم ممکن ہے اور نہ ہی عبد سے عبد حقیقی مراد ہے بلکہ عبد سے غلام مراد ہے)

امام دمیری (علامہ محمد بن عبدالکریم بن احمد دمیری متوفی 943ھ یہ صاحب کتاب حیاۃ الحیوان کے مصنف نہیں ہیں بلکہ دوسرے ہیں) نے عبدالنبی نام رکھنے کے بارے میں فرمایا: اگر ایسا نام رکھنے سے مقصود نسبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو تو بلاشبہ جائز ہے جبکہ اکثر علماء نے (کم فہم لوگوں نے) شرک کے اندیشے میں مبتلا ہونے اور (عبد کو) عبد حقیقی گمان کر لینے کی وجہ سے ممنوع قرار دیا ہے جیسا کہ ''عبدالدار'' نام رکھنا بھی اس لئے منع ہے۔

پس امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ''عبدالنبی'' وغیرہ نام رکھنے کے جواز پر دلالت کرتی ہے اور یہی بات درستگی کے زیادہ قریب ہے اور اسی طرف امام اوزاعی (اذرعی) بھی مائل ہیں جیسا کہ ماقبل عبارت گزر چکی ہے۔

اور ممانعت صرف اس وجہ سے ہے کہ (کم فہم لوگ اس کے) سبب شرک کے اندیشے اور (عبد کو) عبد حقیقی قرار دینے کے وہم میں مبتلا نہ ہو جائیں اگر ایسا خوف نہ ہو ان ناموں کے رکھنے میں کوئی ممانعت نہیں ہوگی اور برے خیالات سے تو مسلمانوں کو دور رہنے کا حکم دیا گیا ہے' اور اگر بالفرض ان کے گمان میں شرک ہوتا تو وہ عبدالطاغوت' عبدالعزی وغیرہ نام رکھتے لیکن انہوں نے (تو ان خبیث ناموں کو چھوڑ کر پاکیزہ نام مثلاً) عبدالرسول' عبدالنبی رکھے ہیں لہٰذا یہاں تو کوئی شرک کا شائبہ بھی نہیں ہے جس کی وجہ سے کسی مسلمان پر بدگمانی لازم آتی ہو اور بے شک عبدالرسول اور عبدالنبی اپنے معنی اور مفہوم کے لحاظ سے بالکل صحیح ہیں کیونکہ ''عبد'' کا لفظ ''مملوک'' کے معنی میں ہی منحصر نہیں ہے۔

قاموس کے حوالے سے

قاموس میں لکھا ہے: ''عبد'' سے مراد (مطلقاً) انسان ہے چاہے وہ آزاد ہو یا غلام' نیز مملوک' خوشبودار پودے اور تیر کی چھوٹی مگر کشادہ پیکان کے لئے بھی یہ الفاظ استعمال ہوتا ہے العبدیۃ اور العبودیۃ سے مراد ''اطاعت'' ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ''عبد'' کا لفظ مملوک ہی کے معنی میں منحصر نہیں بلکہ کئی اور معانی میں بھی استعمال ہوتا ہے جو کہ ایک دوسرے سے جدا ہیں اور اس تفصیل کے پیش نظر یہ بھی جائز ہے کہ عبدالنبی اور عبدالرسول میں ''عبد'' کو طاعت کے معنی میں لیا جائے تو معنی ہوگا ''مطیع النبی / مطیع الرسول'' اور یہ بھی ممکن ہے کہ (عبد) کو تیر کے معنی میں لیا جائے تو اس طرح عبدالنبی اور عبدالرسول کا مطلب ہوگا سہم النبی اور سہم الرسول (نبی کے تیر اور رسول کے تیر) جو دشمنان رسول اور کفار و مشرکین کو لگنے والے ہیں اور اس صورت میں کافروں پر شدت کا اظہار ہوگا۔

نیز ماقبل امام اذرعی کے کلام میں بھی گزر چکا کہ عبد بمعنی خادم ہے اور اس قول کی تائید ابن جریر طبری کے اس آیت کے تحت تفسیری قول سے بھی ہوتی ہے کہ ''عبد

الطاغوت‘‘ (المائدۃ 5 آیت نمبر 60) اس میں ’’عبدُ‘‘ عین کے فتحہ اور با کے ضمہ کے ساتھ ہے (حجاز شام بصرہ اور کوفی علمائے قراءت اسے ’’عبدَ‘‘ فعل ماضی ہی پڑھتے ہیں جیسا کہ ہماری قرأت حفص میں بھی یوں ہی ہے اس لئے ہم نے اسی کے مطابق لکھا ہے البتہ امام حمزہ اسے ’’عَبُدَ‘‘ پڑھتے ہیں تو ایسی صورت میں عبد کی اضافت ’’الطاغوت‘‘ کی طرف ہوگی (جس کی وجہ سے یہ مجرور ہوگا یعنی عبد الطاغوتِ) اور انہیں یہ نام اس لئے دیا گیا کہ وہ طاغوت کے خادم تھے جیسا کہ امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت یحییٰ بن وثاب نے ’’عبدُ الطاغوتِ‘‘ پڑھا اور پھر فرمایا اس سے مراد خادم ہیں نیز حضرت عبدالرحمٰن نے فرمایا: حضرت حمزہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح تلاوت کر کے معنی بیان کیا اور حضرت جریر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی طرح (عبدُ الطاغوتِ) پڑھا کرتے تھے۔

اور اگر (ان تمام باتوں سے قطع نظر) تم لفظ عبد کو مملوک کے معنی میں ہی قرار دیتے ہو تو پھر اس میں حذف مجاز کا استعمال ہوگا اور اصل عبارت یوں ہوگی عبد رب النبی اور عبد رب الرسول اور اسے ’’مجاز عقلی‘‘ کہتے ہیں اس کی مثال ’’واسال القریۃ‘‘ سورۃ یوسف 12 آیت نمبر 82 ترجمہ: اس بستی (والوں) سے پوچھ لیں اور ’’سال المیزاب‘‘ پرنالہ بہا نیز مومن کا قول ’’انبت الربیع البقل‘‘ بہار نے سبزی اگائی ہے۔

مجاز عقلی کے معنیٰ پہ محمول کرنا

لفظ عبد کے مملوک کے ہی ہیں معنی میں خاص ہونے کے دعوی کے پیش نظر یہاں (اسے مجاز عقلی) کے معنی پر محمول کرنے کی دو وجوہات ہیں۔

1- یہاں (لفظ عبد کی) نبی اور رسول کی طرف جو اضافت موجود ہے وہی اسی بات پر دلالت کر رہی ہے کہ یہاں مجازی معنی ہی مراد ہے کیونکہ نبی اور رسول سے مراد وہ انسان ہے جسے اللہ تعالیٰ نے شریعت کی تبلیغ کے لئے بھیجا ہے اور احکام شریعت میں سب سے زیادہ اہم توحید (کا بیان کرنا) اور شرک کی نفی کرنا ہے۔

2- اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے والے مسلمانوں کا ایسا نام رکھنا اسی طرح ہے جیسا کہ مومن کا ’’انبت الربیع البقل‘‘ بہار نے سبزی اگائی کہنا کہ اس میں ’’مجاز عقلی‘‘ ہے (کیونکہ مومن موثر حقیقی اللہ تعالیٰ ہی کو مانتا ہے‘‘ اس لئے بہار کا سبزی اگانا اس کے نزدیک صرف سبب ہے) اور دہریے کا یہ کہنا ’’انبت الربیع البقل‘‘ بہار نے سبزی اگائی یہ حقیقت ہے ’’کیونکہ وہ خدا کو نہیں مانتا اس لئے اس کے نزدیک موثر حقیقی بہار ہی ہوئی‘‘۔ جیسا کہ کسی شاعر نے اپنے شعر میں کہا:

مَیَّزَ عَنْهُ قُنْزُعًا عَنْ قُنْزُعٍ
جَذْبُ اللَّيَالِي اَبْطِئِيْ اَوْ اَسْرِعِيْ

تو اس شعر میں (اسی قصیدے کے دوسرے شعر) ’’اَفْنَاهُ قِيْلَ اللهِ لِلشَّمْسِ اطْلَعِيْ‘‘ کی وجہ سے مجاز عقلی مراد لیا گیا ہے۔

قرآنی آیات سے استدلال

اور باقی رہا لفظ ’’غلام‘‘ کا معاملہ تو اس کو اہل عرب نے اصلاً مملوک کے معنی کے لئے وضع نہیں کیا بلکہ آیات واحادیث میں اسے نوجوان بوڑھے لڑکپن والے افراد کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ رب العالمین جل شانہ کا فرمان ہے:

’’يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اِۨسْمُهٗ يَحْيٰى‘‘ (سورۃ مریم 19 آیت نمبر 7)

ترجمہ: اے زکریا! بیشک ہم تمہیں ایک لڑکے کی خوشخبری سناتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا۔

قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا (سورۃ مریم: 19)

ترجمہ: (جبرائیل علیہ السلام نے) کہا میں تو فقط تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں (اس لئے آیا ہوں) کہ میں تجھے ایک پاکیزہ بیٹا عطا کروں۔

حدیث معراج میں حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا فرمانا ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے تو وہ رونے لگے ان سے پوچھا گیا کہ

Scanned with CamScanner

آپ کیوں رو رہے ہیں؟ آپ نے عرض کی: ''اے میرے رب! یہ نوجوان جسے تو نے میرے بعد مبعوث فرمایا'

تو اس حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نوجوان کہا حالانکہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری عمر مبارک میں بزرگی یا پختہ عمر کے حامل تھے۔

امام مطرزی رحمۃ اللہ علیہ نے ''المغرب'' میں لکھا ہے۔

''الغلام اور الغلامۃ'' دراصل عبد اور لونڈی کے لئے مستعار لئے ہوئے ہیں تو ایسی صورت میں غلام کو حقیقتاً مملوک کے معنی میں مراد لینا نکل جائے گا۔

ایک سوال کا جواب

اور تم پر یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ عبد النبی اور عبد الرسول نام رکھنے سے منع کرنے کی دو علتیں بیان کی جاتی ہیں۔

1- لفظ عبد کو غیر اللہ کی طرف مضاف کرنے سے شرک کا گمان ہوتا ہے۔

2- آزاد بندے کو غلامی سے موصوف کرنا پایا جاتا ہے' حالانکہ ''آزادی'' غلامی سے کہیں افضل ہے۔

اس پہلی علت کا جواب تو یہ ہے کہ ''مرجان عبد زید'' مرجان زید کا غلام ہے۔

''ریحان عبد عمرو'' ریحان عمرو کا غلام ہے۔ ''اتانی عبدک'' میرے پاس تیرے غلام آیا'' ''سافر عبدی'' میرے غلام نے سفر کیا گو ان الفاظ میں بھی لفظ عبد کی اضافت غیر اللہ کی طرف ہو رہی ہے لیکن کسی نے بھی اسے حرام نہیں کہا۔

14- اور وہ حدیث جسے بخاری و مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(لا یقل احدکم عبدی' امتی ولیقل فتای فتاتی وغلامی)

ترجمہ: تم میں سے کوئی عبدی اور امتی نہ کہا کرے بلکہ فتای (میرا نوجوان غلام)

فتاتی (میری نوجوان باندی) اور غلامی (میرا غلام) کہا کرے۔ (لفظ ''عبد'' اور ''امتی'' کا استعمال نہ کرے) صحیح بخاری رقم 2552 صحیح مسلم رقم 5874

اور امام بخاری علیہ الرحمۃ نے ''ادب مفرد'' میں اتنا اضافہ کیا ہے:

(كُلُّكُمْ عَبِيْدُ اللّٰهِ وَكُلُّ نِسَائِكُمْ اِمَاءُ اللّٰهِ تَعَالٰى)

ترجمہ: تم سب اللہ تعالیٰ کے بندے ہو اور ساری عورتیں اس کی بندیاں ہیں''

(الادب المفرد للبخاری باب لا یقول عبدی رقم 209)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں لکھا ہے:

علمائے کرام حتیٰ کہ اہل ظواہر بھی اس بات پر متفق ہیں کہ اس سے نہی تنزیہی مراد ہے اس لئے امام خطابی نے فرمایا:

ان تمام کا مقصود یہ ہے کہ تکبر سے منہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کے لئے ہر معاملے میں عاجزی و انکساری اختیار کی جائے اور بندے کو یہی لائق بھی ہے کہ وہ عاجزی کرے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

غلام و لونڈی کی نسبت اپنی طرف کرنا

اس حدیث میں فخر کے لئے (عبد کا لفظ) استعمال کرنے سے ممانعت کی گئی ہے بطور تعریف و پہچان کے استعمال کرنے کی ممانعت نہیں ہے۔

اسے مکروہ تنزیہی کہنے کی تائید اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے پیش نظر ہے۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

(سورۃ نور 24 آیت 23)

ترجمہ: اور تم اپنے مردوں اور عورتوں میں سے ان کا نکاح کر دیا کرو جو (عمر نکاح کے باوجود) بغیر ازدواجی زندگی کے (رہ رہے) ہوں اور اپنے باصلاحیت غلاموں اور باندیوں کا بھی (نکاح کر دیا کرو) اور وہ محتاج ہوں

Scanned with CamScanner

گے (تو) اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کردے گا۔

پس اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بندوں کی عبودیت کو ہماری طرف منسوب فرمایا ہے اسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں بھی ہے۔

"**من اعتق شقصاله من عبد**" ترجمہ: جس نے غلام کے کسی حصے کو آزاد کیا۔

اسی لئے امام بخاری نے اپنی صحیح میں مذکورہ دونوں دلائل سے استدلال کرتے ہوئے کسی انسان کی طرف عبد کی اضافت کو جائز قرار دیا ہے البتہ عبدالدار اور عبدالکعبہ کو ان کے ساتھ ملحق کرنا جیسا کہ کتاب "تحفۃ المحتاج فی شرح المنہاج" لابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے گمان ہوتا ہے تو یہ درست ہے کیونکہ گھر اور کعبہ میں ملکیت کی صلاحیت متحقق نہیں ہے برخلاف انسان کے کہ اس کے زندہ ہونے یا مرجانے سے بھی ان کی ملکیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

غلامی کی تمنا کرنا

رہی دوسری صورت تو اس کی نفی اس روایت سے ہوتی ہے جسے امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

15- لِلْعَبْدِ الْمَمْلُوْكِ الصَّالِحِ اَجْرَانِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْحَجُّ وَبِرُّ اُمِّيْ لَاَحْبَبْتُ اَنْ اَمُوْتَ وَاَنَا مَمْلُوْكٌ

ترجمہ: نیک غلام کے لئے دو اجر ہیں "اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر جہاد فی سبیل اللہ، حج اور میری والدہ کی خیرخواہی کا معاملہ درپیش نہ ہوتا تو مجھے یہ پسند تھا کہ میری موت حالت غلامی میں ہوتی" (صحیح بخاری رقم 2548، الادب المفرد للبخاری رقم 208، صحیح مسلم رقم 1665)

محدثین عظام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حدیث میں "والذی نفسی بیدہ" آخر تک

یہ حضرت سیّدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا کلام ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام نہیں کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ تو اس وقت موجود ہی نہیں تھیں جس کے ساتھ بھلائی فرماتے (بلکہ انتقال فرما گئی تھیں) لہٰذا پتہ چلا کہ یہ غلامی کی تمنا وخواہش حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی تھی۔

احادیث مبارکہ اس بات کے ثبوت پر دلالت کرتی ہیں کہ جو صالح اور نیک غلام اللہ تعالیٰ اور اپنے آقا کا حق صحیح طور پر ادا کرے تو اسے دگنا ثواب ملتا ہے اسی لئے امام کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا: ان احادیث کی روشنی میں تو غلاموں کو اپنے آقا سے بھی زیادہ اجر ملتا ہے تو اس میں کوئی قباحت بھی نہیں ہے کیونکہ انہیں صرف اسی طور دگناہ ثواب ملتا ہے لیکن ان کے آقا کو دوسرے طور پر غلام سے بھی زیادہ اجر وثواب ملتا ہے (مثلاً آقا اپنے غلام کا خیال رکھے جو لباس خود پہنے اسے بھی پہنائے جو کھانا خود کھائے اسے بھی کھلائے وغیرہ تو اس صورت میں آقا کو غلام سے زیادہ اجر وثواب ملتا ہے) (الصارم المسلول علی من انکر التمیمۃ بعبد النبی وعبدالرسول از شیخ الاسلام امام ابکر محمد عابد السندی الانصاری)

دیو کے بندوں سے ہم کو کیا غرض
ہم ہیں عبد مصطفیٰ پھر تجھ کو کیا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

(95)

غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کے لئے فرشتوں کی دعا

معمر العمی نے بیان کیا کہ یہ سن چھیاسٹھ ہجری کی بات ہے کہ ایک شخص جس کو عباد کہتے ہیں ہم نے دیکھا کہ وہ مرگیا ہے ہم میں سے کسی نے کہا: وہ مرگیا ہے اور کسی نے کہا: اس کی روح پرواز کرگئی ہے اچانک اس نے اپنے ہاتھ کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے اور اپنا ہاتھ کھولتے ہوئے کہا: میرے والدین کہاں ہیں؟ میں نے تم دونوں کو گم کردیا پھر اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔

راوی نے بیان کیا کہ ہم نے کہا: ہم نے تو یہ سمجھا تھا کہ تو مرگیا ہے۔

اس نے کہا: میں نے یہ دیکھا ہے کہ فرشتے بیت اللہ شریف میں لوگوں کے سروں کے اوپر چکر لگارہے ہیں اور ان میں سے ایک فرشتہ نے کہا: اے اللہ اپنے وہ بندے جن کے سفر کی وجہ سے سر غبار آلودہ ہیں اور تیرے پاس ہر بلندی و پستی سے آئے ہیں ان کی مغفرت فرمادے۔ دوسرے فرشتہ نے اسے جواب دیا کہ ان سب کی مغفرت کردی گئی ہے۔

ان میں سے ایک فرشتے نے کہا: اے اھل مکہ اگر تمہارے پاس لوگ (زائرین) نہ آئیں تو میں یقیناً دونوں پہاڑوں کے درمیان آگ لگادوں۔ پھر اس نے کہا: مجھے بٹھا دو۔

چنانچہ انہوں نے اسے بٹھادیا تو اس نے کہا: اے بچے جا اور ان کے لئے پھل لے کر آ۔ ہم نے کہا: ہمیں پھل کی کوئی ضرورت نہیں ہے

معمر العمی نے کہا: ان میں سے ایک شخص نے کہا: اگر اس نے فرشتے دیکھے ہیں جیسا کہ اس نے کہا ہے تو یہ زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہے گا۔

معمر العمی نے کہا: اس کے ناخن اپنی جگہ سے سبز ہونا شروع ہو گئے چنانچہ ہم نے اسے لٹادیا تو وہ فوت ہو گیا۔ (من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 36)

Scanned with CamScanner

(96)

جو جذب کے عالم میں نکلے لب مومن سے

مشہور بزرگ عبداللہ ہروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ابوقبیس پہاڑ پر تھے۔ دوران گفتگو حضرت فضیل نے یہ ارشاد فرمایا: اگر کوئی آدمی اپنے توکل میں سچا ہو تو اس کی یہ شان ہوگی کہ اگر وہ اس پہاڑ سے کہہ دے کہ تو "ہل جا" تو اس کے حکم دیتے ہی یہ پہاڑ لرزہ براندام ہو کر ہلنے لگے گا۔ عبداللہ ہروی کہتے ہیں کہ خدا کی قسم حضرت فضیل کے منہ سے یہ لفظ کہ "تو ہل جا" نکلتے ہی ہم نے دیکھا کہ کوہ ابوقبیس ایک دم ہلنے لگا۔ اس وقت حضرت فضیل نے فرمایا: اے پہاڑ! خدا تجھ پر رحمت نازل فرمائے۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا کہ تو حرکت میں آ کر ہلنے لگے۔ میں نے تو مثال کے طور پر تیری جانب اشارہ کر دیا تھا۔ یہ سن کر پہاڑ بالکل ساکن ہو گیا۔

(مستطرف ج ۲ ص ۲۵۱)

تبصرہ: اس قسم کی کرامت بہت سے بزرگان دین سے منقول ہے کہ جو کچھ ان کی زبان سے نکل گیا۔ وہ فوراً ہی عالم وجود میں آ گیا۔ نمک کو یہ کہہ دیا کہ یہ شکر ہے تو نمک شکر بن گیا اور شکر کو کہہ دیا کہ یہ نمک ہے تو شکر نمک بن گئی۔ خداوند تعالیٰ کا اپنے ان نیک بندوں کے ساتھ اتنا پیار ہوتا ہے کہ اس کے کرم کو یہ گوارا نہیں ہوتا کہ اس کے محبوب بندے کی زبان سے نکلی ہوئی بات غلط اور جھوٹ ہو جائے۔ اس لیے وہ جو کہہ دیتے ہیں وہ ہو جایا کرتا ہے۔ اسی لیے بزرگوں نے فرمایا:

جو جذب کے عالم میں نکلے لب مومن سے
وہ بات حقیقت میں تقدیر الٰہی ہے

اللہ والوں کے احوال و معارف کا تذکرہ پڑھ کر سینے کے صندوق اور دل کی تجوری میں وہ دولت بے بہا حاصل ہوتی ہے جو ایک مومن کے فلاحِ دارین کا بہت ہی بڑا سرمایہ ہے اور خاصانِ خدا و درویشانِ باصفا کی خدمت سے کیا ملتا ہے؟ یہ نہ پوچھئے بس اتنی بات یاد رکھیے کہ

تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

(روحانی حکایات)

(97)

احادیث مع تشریح

(۱)عن عائشة رضی الله تعالىٰ عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم من احدث في امرنا هذا ما لیس منه فهو رد متفق علیه

(۲)عن ابن عباس رضی الله تعالىٰ عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ابغض الناس الی الله ثلثة ملحد فی الحرم مبتغ فی الاسلام سنة الجاهلية مطلب دم امری مسلم بغیر حق لیهریق دمه رواة البخاری

(۳)عن جابر رضی الله تعالىٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اما بعد فان خیر الحدیث کتاب الله وخیر الهدی هدی محمد وشر۹الامور محدثاتها وکل بدعة ضلالة رواه مسلم وفی روایته کل ضلالة فی النار

(۴)عن ابی هریرة رضی الله تعالىٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم کل امتی یدخلون الجنة الا من ابی قیل ومن ابی قال من اطاعنی دخل الجنة ومن عصانی فقد ابی (رواه البخاری)

(۱)ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کا ارشاد انور ہے جس نے ہمارے اس کام (دین اسلام) میں اپنی طرف سے کوئی نئی چیز داخل کی جو اسلام سے نہ ہو تو وہ مردود ہے یہ روایت مسلم و بخاری دونوں میں ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام لوگوں سے زیادہ مبغوض اللہ تعالیٰ کے ہاں تین شخص ہیں' حرم میں بے دینی کرنے والا' اسلام میں جاہلیت کا طریقہ چاہنے والا' کسی مسلمان کا ناحق خون گرانے والا' اس کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

(۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اما بعد بے شک بہترین کلام کتاب اللہ ہے اور بہترین ہدایت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے' اور تمام امور میں بدترین امر وہ ہے جو بے دینی کا نیا نکالا ہوا ہو اور ہر بدعت گمراہی ہے رواہ مسلم اور ایک روایت میں ہے ہر گمراہی دوزخ میں ہے۔

(۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری تمام امت بہشت میں داخل ہوں گی سوا اس کے جس نے انکار کیا عرض کیا گیا کہ کون انکاری ہوگا؟ فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ بہشت میں داخل ہوگا اور جس نے نافرمانی کی اس نے انکار کیا اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

احادیث کی تشریح

مذکورہ بالا احادیث کے تحت جناب شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں موجود نہ تھی اور بعد میں ضرورت کے لئے ایجاد کی گئی اگر کتاب وسنت کے خلاف نہیں تو جائز ہوتی ہے ورنہ ناجائز کیونکہ بعض اشیاء ترقی اسباب یا حصول مقصد کے لئے ایجاد کر کے اختیار کی جاتی ہیں مثلاً قرآن پاک اور حدیث شریف یا دیگر علوم دینیہ پڑھنے کے لئے عینک کا استعمال کرنا جب بغیر عینک کے نگاہ کام نہ کرے۔ کتابوں کی طباعت کے لئے مطابع قائم کرنا' تعلیم کے مدارس کھولنا' سفر حج کے لئے ریل گاڑی یا جہاز پر سفر کرنا یہ تمام

Scanned with CamScanner

باتیں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں نہ تھیں بعد میں ان کا وجود پایا گیا لہٰذا بدعت ہیں لیکن ان کی ممانعت وحرمت کتاب وسنت سے حاصل نہیں ہے اس لئے ناجائز اور حرام نہیں ہیں۔ ہاں ان کے برعکس بدعت سیۂ جو گمراہی کا سبب ہو اور کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کے خلاف ہو تو حرام ہے پہلی حدیث پاک میں ہے: من احدث فی امرناھذا مالیس منہ فھو رد اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ جو دین اسلام کے خلاف ہو وہ مردود ہے دوسری حدیث پاک میں ہے: ملحد فی الحرم تو ویسے ہی ناجائز وحرام ہے لیکن اس میں تجاوز کر کے حرم میں اصرار وتکرار یا بار بار اختیار کرنے والا نیز جو حرم پاک میں بے دینی اختیار کرے وہ مبغوض ہے اور اس کا مبغوض ومردود ہونا تو بدرجہ اتم ہو گا اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی کہ مبتغ فی الاسلام سنۃ الجاہلیہ یعنی جہالت کے طریقہ کو اسلام میں چاہنے والا زمانہ جاہلیت اور غیر اسلامی رواج کو اسلامی یا دینی رواج قرار دینے والا یہ سب بدعات سیۂ ہوں گی جو عند اللہ مردود مبغوض اور ضلالت وگمراہی ہیں۔

بدعت اور اس کی اقسام

اب ملاحظہ ہوں اقسام بدعت جو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں درج فرمائی ہیں۔

قال الشیخ عز الدین بن عبدالسلام فی آخر کتاب قواعد البدعۃ اما واجبۃ کتعلم النحو لفھم کلام اللہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وکتدوین اصول الفقہ والکلام فی الجرح والتعدیل واما کمذھب الجبریۃ والقدریۃ والرد علی ھؤلاء من البدعۃ والواجبۃ وحفظ الشریعۃ من ھذہ البدع فرض کفایۃ واما مندوبۃ کاحداث الربط والمدارس وکل احسان لم یعھد فی الصدر الاول کالتراویح ای بالجماعۃ

العامۃ والکلام فی دقائق الصوفیۃ واما مکروھۃ کزخرفۃ المساجد وتزین المصاحف یعنی عند الشافعیہ واما عند الحنفیۃ فمباح واما مباحۃ کالمصافحۃ عقیب الصبح والعصر ای عند الشافعیۃ فعتد الحنفیۃ مکروہ والتوسع فی لذائذ الماکل والمشارب والمساکن وتوسیع الاکمام واختلف فی کراھیۃ بعض ذالک قال الشافعی ما احدث مما یخالف الکتاب او السنۃ او التواترا والاجماع فھو ضلالۃ وما احدث من الخیر مما لا یخالف شیأ من ذالک فلیس بھٰذا مذموم وقال عمر رضی اللہ عنہ فی قیام رمضان نعمۃ البدعۃ ھذہ وھو آخر کلام الشیخ فی تھذیب الاسماء واللغات وروی عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وما راہ المسلمون حسناً فھو عند اللہ حسن وفی حدیث مرفوع لہ تجتمع امتی علی الضلالۃ (مرقاۃ المصابیح)

بدعت واجبہ اور مندوبہ بھی ہے

شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے قواعد البدعہ کے آخر میں فرمایا: یا تو بدعت واجبہ ہوتی ہے جیسے کلام اللہ اور کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھنے کے لئے علم نحو کا سمجھنا اور اصول فقہ اس کی تدوین کہ جن اصولوں کی بناء پر کلام میں جرح وتعدیل وغیرہ ہو اسی طرح مذاہب جبریہ وقدریہ وغیرہ کی تردید بھی بدعت واجبہ ہے اور ان بدعات سے شریعت اسلامی کا امتیاز کرنا فرض کفایہ ہے اور اسی طرح بدعت مندوبہ اور مباحہ بھی ہے جیسے نماز تراویح کی جماعت قائم کرنا اور ہر وہ مستحسن کام جو پہلے دور میں نہ تھا اسے قائم کرنا بھی بدعت حسنہ ہے اور صوفیاء کرام کی مطابقت میں کلام بھی اسی سے ہے یا

Scanned with CamScanner

بدعت مکروہہ ہوتی ہے جیسے مساجد کو رنگ وروغن سے مزین کرنا شوافع کے نزدیک قرآن مجید کو بھی مزین کرنا شافعیہ کے نزدیک بدعت مکروہ ہے لیکن احناف کے نزدیک مباح ہے اور لذیذ طعام کھانے اور مشروبات لذیذہ میں نیز رہائش گاہوں میں وسعت احناف کے نزدیک مکروہ ہے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو نیا کام کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا اخبار اور احادیث نیز اجماع امت کے خلاف ہو وہ ضلالت اور گمراہی ہے اور نیک کام شروع کیا جائے جو ان میں سے کسی کے مخالف نہ ہو وہ مذموم نہیں ہے جائز ہے مباح ہے باعث ثواب ہے امیر المؤمنین سیّدنا وسندنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رمضان شریف میں نماز تراویح کی جماعت کے متعلق فرمایا: نعمت البدعت هذه (یہ بہترین بدعت ہے) یہ شیخ کا آخری کلام ہے۔ تہذیب الاسماء واللغات میں ہے اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو کام مسلمانوں کو پسند آئے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی حسن پسندیدہ ہے اور مرفوع حدیث میں ہے کہ میری امت گمراہی پر اجماع نہیں کرے گی۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

فرشتے بھی ہمارے نبی علیہ السلام کے اُمتی ہیں

عن جابر رضی اللہ تعالی عنه قال جائت ملائكة الى النبی صلى الله عليه وسلم وهو نائم فقالوا ان لصاحبكم هذا مثلاً فاضربو له مثلاً قال بعضهم انه نائم وقال بعضهم ان العين نائمة والقلب يقظان فقالو مثله كمثل رجل بنى دارہ وجعل فيها مادبة و بعث داعيًا فمن اجاب الدآعی دخل الدار واكل من المأدبه ومن لم يجب الداعی لم يدخل الدار ولم ياكل

من المادبة فقالوا ولو يفقهها قال بعضهم انه نائم وقال بعضهم ان العين نائمة والقلب يقظان فقالو الدار الجنة والداعی محمد صلی الله علیه واله وسلم ومسلم فمن اطاع محمد فقد اطاع الله ومن عصى محمدًا عصى الله ومحمدًا فرق بين الناس (رواه البخاری)

مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے کہ آپ کے پاس فرشتے آئے اور ایک دوسرے سے کہا کہ تمہارے اس صاحب کی کوئی مثال ہے تو اس کے متعلق مثال دو بعض نے کہا یہ سوئے ہوئے ہیں بعض نے کہا: ان کی آنکھیں تو نیند میں ہیں لیکن ان کا دل بیدار ہے پھر انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال دی اور کہا اس شخص کی طرح ہے کہ جس نے اپنا گھر بنایا اس میں طعام تیار کیا پھر کسی کو دعوت دینے کے لئے روانہ کیا پس جس نے دعوت دینے والے کی دعوت قبول کر لی وہ گھر میں داخل ہوا اور کھانا کھایا جس نے دعوت قبول نہ کی وہ نہ گھر میں داخل ہوا اور نہ ہی طعام کھایا پھر انہوں نے کہا: اس حکایت کی تفسیر کرو تاکہ سمجھی جائے بعض نے کہا بے شک یہ سوئے ہوئے ہیں بعض نے کہا: آنکھیں نیند میں ہیں اور دل بیدار ہے پس انہوں نے کہا: گھر تو جنت ہے اور دعوت دینے والا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے پس جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے رب کی اطاعت کی اور جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی لوگوں کے درمیان فرق ہیں (مومنین وکافرین کے درمیان فرق کرنے والے ہیں)

بدعقیدہ لوگوں کی سرکوبی

آپ (شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی) نے فرمایا: مذکورہ بالا حدیث پاک میں ہے ان لصاحبکم ان الفاظ سے ثابت ہوا کہ ملائکہ بھی آپ کی امت میں داخل ہیں پھر

Scanned with CamScanner

ملائکہ کا یہ قول:

ان العين نائمة والقلب يقظان

شان نبوی اور مقام نبوت پر دلالت ہے نیز انداز محبت ہے اور اسی طرح

من اطاع محمداً فقد اطاع الله

ومن عصى محمداً فقد عصى الله

ومحمد فرق بين الناس

کے الفاظ وہابیوں کی سرکوبی کے لئے ہیں (محمد فارق بين المؤمنين والكافر) جب مومن وکافر کے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہی فارق ہے تو محبت محبوب ایمان کا سبب اولین ٹھہرا اختیارات نبوی واوصاف محمدی پر ایمان لایا محبت پر منحصر ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات واوصاف وخصائص پر ایمان نہیں ہے مثلاً علم غیب کا ہونا' حاضر وناظر ہونا' معراج بالیقظہ کا حصول ودیگر اختیارات پر ایمان نہیں ہے تو محبت کہاں ہے اور اگر محبت نہیں تو مومن کیسے ہو سکتا ہے فرمایا جو شخص سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بھی صفت اعلیٰ کو سن کر خوش ہوتا ہے اور انبساط کی حالت میں متوجہ ہوتا ہے وہ محبت والی نعمت سے سرشار ومالا مال ہے اور مومن ہے اور جو بدبخت اس نعمت سے محروم ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سن کر یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کو سنتے ہی منہ چڑھاتا ہے اعتراض کرتا ہے' نفرت کا اظہار کرتا ہے وہ منافق ہے ''معاذ اللہ'' (انوار قمریہ)

(98)

چند لطیف نکات

☆ امام ابن جنی نجومی نے امام ابوعلی فارسی نجومی سے کتابیں پڑھیں یعنی ابن جنی ابوعلی کا شاگرد تھا ابن جنی بعد فراغت موصل میں درس دینے کے واسطے بیٹھ گیا اس کے بعد ایک دن ابوعلی کا اس پر گزر ہوا پس اس کو اس کے حلقہ درس میں دیکھا اور اس سے فرمایا: تم انگور پختہ ہو گئے حالانکہ تم ابھی خوشہ خام ہو یعنی تم استاد بن بیٹھے باوجودیکہ ابھی تم علم میں ناقص ہو اس کے بعد ابن جنی نے درس دینا ترک کیا اور اپنے استاد کی طرف گیا اور ان سے جدا نہ ہوا حتیٰ کہ ماہر اور مشاق ہو گیا ان دونوں پر اللہ کی رحمت ہو۔

☆ امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ سے گھوڑے کے متعلق پوچھا گیا کہ آیا گھوڑے حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے تھے یا ان کے بعد ہوئے اور کیا گھوڑیوں سے پہلے گھوڑے پیدا ہوئے' اور آیا عربی گھوڑے مخلوط النسل گھوڑوں سے پہلے پیدا کئے گئے' اور کیا اس بارہ میں کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ سے کچھ وارد ہے آپ ہمیں فتویٰ دیجئے پس امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح سے جواب دیا کہ گھوڑے تقریباً دو روز حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے پیدا کئے گئے اور امام موصوف نے آیتوں اور حدیثوں سے استدلال کیا ہے چنانچہ ان میں سے بعض یہ ہیں کہ چارپائے سہ شنبہ یا چہار شنبہ کو پیدا ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام جمعہ کے دن پیدا ہوئے اور نر مادہ سے پہلے ہیں کیونکہ زمین شرافت اور حرارت اور ان سے فائدہ لینا زیادہ ہے اور اسی وجہ سے عربی گھوڑے دوغلے گھوڑوں کا وجود باپ یا ماں میں کسی علت کی وجہ سے ہے اور اسی وجہ سے دوغلے

گھوڑے ردی گھوڑں میں سے ہیں اور ردی اور ناقص اپنے غیر پر مقدم نہیں ہوسکتا ہے اور بلاشبہ گھوڑے کی شرافت اور اس کی برکت اور اس کے دانہ گھاس کی تلاش اور اس کی خدمت اور اس کے منہ اور پیشانیوں کو پونچھنا اور اس کی آنکھ اور اس کی قیمت کی تلاش کرنے کے بارہ میں اور اس کو خصی کرنے اور اس کی پیشانی وغیرہ کے بال کاٹنے کی ممانعت میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں اور مطلقاً مخلوقات میں سب سے پہلے جمادات ہیں پھر نباتات پھر حیوانات پھر انسان علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم ہوا۔

روٹی تین سو ساٹھ ہاتھوں سے ہوکر ہمیں ملتی ہے

اخبار میں نقل ہے کہ روٹی گول نہیں ہوتی اور نہ کھانے والے کے سامنے رکھی جاتی ہے یہاں تک کہ اس پر تین سو ساٹھ کاریگروں کے ہاتھ گھومتے ہیں اور یکے بعد دیگرے اس کو ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں ان میں سب سے اول میکائیل علیہ السلام ہیں جو رحمت کے خزانوں سے پانی کو ناپتے ہیں پھر وہ فرشتے ہیں جو ابر کو چلاتے ہیں پھر سورج و چاند و آسمان اور ہوا کے فرشتے اور زمین کے جانور اور سب سے آخر کاریگر روٹی پکانے والا ہے۔ختم شد

☆ بیان کرتے ہیں کہ ربیع جیزی شاگرد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن مصر کی گلیوں میں گزرے ناگاہ راکھ بھرا ہوا ایک طشت ان کے سر پر ڈالا گیا پس وہ اپنے جانور سے اترے اور اپنے کپڑے جھاڑنے لگے کسی نے ان سے کہا کہ آپ ان کو ڈانٹتے دھمکاتے کیوں نہیں تو اس کے جواب میں ربیع جیزی نے فرمایا: جو شخص آگ کا مستحق ہو اور اس سے راکھ پر صلح کیجئے تو اس کو غصہ کرنے کا حق نہیں ہے اور انہوں نے 250یا256 میں انتقال کیا ان پر رحمت خدا تعالیٰ کی ہو۔ (نوادر قلیوبی)

(99)

ایک پراسرار بزرگ

حضرت سیدنا عبداللہ بن ابونوح رحمۃ اللہ علیہ بہت عبادت گزار تھے آپ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مکہ مکرمہ جاتے ہوئے مجھے ایک بزرگ نظر آئے ان کی بارعب و باوقار شخصیت نے مجھے تعجب میں ڈال دیا میں نے ان سے کہا: ''میں آپ کی رفاقت کا طالب ہوں'' فرمایا: ''جیسے تمہاری مرضی مجھے کوئی اعتراض نہیں چنانچہ میں ان کے ساتھ ہولیا وہ سارا سارا دن چلتے اور جہاں چاہتے ٹھہر جاتے بہت زیادہ گرمی کے باوجود دن کو روزہ رکھتے افطار کے وقت اپنے تھیلے سے کوئی چیز نکال کر اپنے منہ میں ڈال لیتے روزانہ افطار کے وقت نہ جانے کون سی چیز تھیلے سے نکال کر صرف دو تین مرتبہ اپنے منہ میں ڈالتے پھر مجھے بلاتے اور کہتے: ''آؤ! تم بھی اس میں سے کچھ کھالو'' میں اپنے دل میں کہتا: ''اے بندۂ خدا یہ تو تمہیں بھی کفایت نہ کرے گا پھر بھی تمہارے ایثار کا یہ عالم ہے کہ مجھے بھی کھانے کی دعوت دے رہے ہو تمہارے جذبے کو سلام'' وہ بااصرار مجھے کچھ نہ کچھ کھلا دیتے ان کے صبر اور عبادت و ریاضت کو دیکھ کر ان کا رعب و دبدبہ میرے دل میں گھر کر چکا تھا۔

ہم منزلوں پر منزلیں طے کرتے ہوئے سوئے حرم رواں دواں تھے ایک دن راستے میں ایک شخص ملا جس کے پاس ایک گدھا تھا بزرگ نے مجھ سے فرمایا: ''جاؤ اور وہ گدھا خرید لاؤ'' اللہ عزوجل کی قسم! بزرگ کی یہ بات سن کر ان کے جلال کی وجہ سے مجھ سے انکار نہ ہوسکا میں نے گدھے والے سے قیمت معلوم کی تو اس نے کہا: ''میں تیس دینار

Scanned with CamScanner

سے ایک درہم بھی کم نہ لوں گا‘‘ میں نے بزرگ کو بتایا تو فرمایا: ’’جاؤ اتنے ہی میں خرید لاؤ اور اللہ عزوجل سے بھلائی طلب کرو‘‘ میں نے کہا ’’اس کی قیمت کہاں سے ادا کروں‘‘ فرمایا: ’’بسم اللہ شریف پڑھ کر اپنا ہاتھ میرے تھیلے میں ڈالو اور اپنی مطلوبہ رقم حاصل کرلو‘‘ میں نے جیسے ہی بسم اللہ شریف پڑھ کر تھیلے میں ہاتھ ڈالا تو میرے ہاتھ میں ایک تھیلی آئی جس میں پورے تیس دینار تھے نہ کم نہ زیادہ‘ میں دینار دے کر گدھا لے آیا تو فرمایا: ’’تم اس پر سوار ہو جاؤ‘‘ میں نے کہا: ’’حضور! آپ مجھ سے زیادہ عمر رسیدہ و کمزور ہیں اس لئے آپ سوار ہو جائیں اور میں پیدل چلتا ہوں‘‘ بہرحال میرے اصرار پر وہ سوار ہو گئے اور میں ان کے ساتھ چلنے لگا ہم سارا دن سفر اور رات کو قیام کرتے اور وہ بزرگ پوری رات نماز پڑھتے ہوئے گزار دیتے۔

دو اللہ والوں کی آپس میں ملاقات

جب ہم ’’عسفان‘‘ پہنچے تو ایک شخص اس بزرگ سے ملا‘ سلام کیا اور دونوں نے ایک طرف ہو کر کچھ گفتگو کی پھر دونوں نے رونا شروع کر دیا کافی دیر روتے رہے جب جدا ہونے لگے تو بزرگ نے اس شخص کہا: ’’مجھے کچھ نصیحت کیجئے‘‘ فرمایا: ’’ہاں دل کے تقوٰی کو لازم کر لو‘ ہر گھڑی قیامت کا ہولناک منظر تمہارے پیش نظر ہونا چاہئے‘‘ عرض کی: ’’مزید کچھ نصیحت فرمائیے‘‘ فرمایا: ’’ہاں جب آخرت کی طرف جاؤ تو اچھے اعمال لے کر جانا‘ اپنے دل کو دنیوی مال و دولت کی محبت سے پاک کر لو سنو! سمجھدار لوگ وہ ہیں جو اس وقت دنیا کے عیب اور دھوکے کو پہچان لیتے ہیں جب وہ اپنے چاہنے والوں کو ہر طرف سے گھیر لیتی ہے اللہ عزوجل کی تم پر رحمت سلامتی اور برکت ہو۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

پھر دونوں جدا ہو گئے میں نے اپنے رفیق بزرگ سے پوچھا ’’اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے یہ شخص کون تھا؟‘‘ میں نے آج تک اس سے بہتر کلام کرنے والا کسی کو نہیں پایا؟‘‘ فرمایا: ’’یہ اللہ عزوجل کے بندوں میں سے ایک خاص بندہ تھا‘‘ پھر ہم ’’عسفان‘‘

سے مکہ مکرمہ پہنچے مقام ’’ابطح‘‘ کے قریب وہ سواری سے اترے اور کہا: ’’تم یہیں ٹھہرنا میں بیت اللہ شریف پر ایک محبت بھری نظر ڈال کر ان شاء اللہ جلد ہی واپس آ جاؤں گا‘‘ اتنا کہہ کر وہ چلے گئے میں وہیں کھڑا رہا کچھ دیر بعد میرے پاس ایک شخص آیا اور کہا: ’’کیا یہ گدھا فروخت کرو گے؟‘‘ میں نے کہا: ’’ہاں یہ تیس دینار کا ہے‘‘ اس نے کہا‘ مجھے منظور ہے‘‘ میں نے کہا: ’’یہ گدھا میرا نہیں میرے رفیق کا ہے‘ وہ مسجد حرام کی طرف گئے ہیں ابھی آتے ہی ہوں گے‘ ابھی میں یہ بات کر ہی رہا تھا کہ وہ آتے دکھائی دیئے میں ان کی طرف بڑھا اور کہا: ’’میں نے یہ گدھا تیس دینار میں فروخت کر دیا ہے‘‘ فرمایا: ’’اگر تم چاہتے تو اس سے زیادہ میں بھی بیچ سکتے تھے لیکن اب بیچ دیا تو کوئی بات نہیں اپنا قول پورا کرو‘‘۔

خط کا مضمون

چنانچہ میں نے تیس دینار لے کر گدھا اس شخص کے حوالے کر دیا پھر بزرگ سے پوچھا ’’ان دیناروں کا کیا کروں؟‘‘ فرمایا: ’’یہ تمہارے لئے ہیں انہیں اپنے استعمال میں لاؤ‘‘ میں نے کہا: ’’مجھے ان کی حاجت نہیں‘‘ فرمایا: ’’اچھا تو پھر انہیں میرے تھیلے میں ڈال دو‘‘ میں نے وہ دینار تھیلے میں ڈال دیئے۔ مقام ’’ابطح‘‘ کے قریب ایک جگہ قیام کیا تو فرمایا: ’’قلم‘ دوات اور ورق لے کر آؤ‘‘ میں نے یہ اشیاء حاضر خدمت کیں تو آپ نے دو خط لکھے پھر ایک خط مجھے دیتے ہوئے کہا: ’’جاؤ فلاں جگہ حضرت سیدنا عباد بن عباد رحمۃ اللہ علیہ ہوں گے یہ خط دے کر انہیں اور وہاں موجود تمام لوگوں کو میرا سلام کہنا پھر دوسرا خط دیتے ہوئے فرمایا: ’’اس کو اپنے پاس رکھنا اور یوم نحر (قربانی کے دن) پڑھنا جاؤ اللہ عزوجل تمہارا حامی و ناصر ہو‘‘۔

میں خط لے کر حضرت سیدنا عباد بن عباد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ وہ لوگوں کو حدیث سنا رہے ہیں بہت سے مسلمان ان کے ارد گرد بیٹھے حدیث نبوی سن رہے تھے میں نے سلام کیا اور کہا: ’’اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے آپ کے ایک بھائی نے یہ

Scanned with CamScanner

خط بھیجا ہے‘‘ انہوں نے خط پڑھا تو اس میں کچھ اس طرح کا مضمون لکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امابعد! اے عباد! میں تجھے اس دن کی مفلسی ومحتاجی سے ڈراتا ہوں جس دن لوگ (جمع شدہ نیکیوں کے) ذخیرے کے محتاج ہوں گے بے شک آخرت کی محتاجی ومفلسی کو دنیا کا غنا نہیں روک سکتا اگر آخرت میں اعمال صالحہ کم ہوئے تو مصیبت کا ازالہ بہت مشکل ہے میں تیرا مسلمان بھائی ہوں جب تم میرے پاس پہنچو گے تو میں مرنے والا ہوں گا پس تم میرے پاس آ کر میری تجہیز وتکفین کرو اور نماز جنازہ پڑھ کر مجھے میری قبر میں اتار دو میں تمہیں اور تمام مسلمانوں کو اللہ عزوجل کی حفاظت میں چھوڑتا ہوں۔ دو جہاں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں میرا اسلام ہو سب کو میری طرف سے سلام اور تم سب پر اللہ کی رحمت ہو۔

والسلام آپ کا بھائی

دوسرے خط میں کیا لکھا تھا؟

خط پڑھ کر حضرت سیدنا عباد بن عباد رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا: ’’جس نے یہ خط بھجوایا ہے وہ کہاں ہے؟‘‘ میں نے کہا: ’’مقام ’’ابطح‘‘ کے قریب فرمایا: ’’کیا وہ بیمار ہے؟‘‘ میں نے کہا: ’’میں تو بالکل تندرست چھوڑ کر آیا ہوں‘‘ یہ سن کر آپ کھڑے ہو گئے آپ کے ساتھ تمام حاضرین بھی کھڑے ہوئے اور ہم سب مقام ’’ابطح‘‘ میں اس بزرگ کے پاس پہنچے دیکھا تو ان کی روح قفص عنصری سے پرواز کر چکی تھی ان کی میت ایک چادر میں لپٹی ہوئی قبلہ رخ رکھی ہوئی تھی۔ حضرت سیدنا عباد بن عباد رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا: ’’کیا یہ تمہارا رفیق ہے؟‘‘ میں نے کہا جی ہاں فرمایا: ’’کیا تم اسے تندرست چھوڑ کر گئے تھے؟‘‘ میں نے کہا: ’’جی ہاں‘‘ یہ سن کر آپ بزرگ کی میت کے سرہانے کھڑے ہو کر کافی دیر روتے رہے پھر نماز جنازہ پڑھا کر دفن کر دیا لوگوں نے دور دور سے آ کر جنازہ میں شرکت کی جب یوم نحر (قربانی کا دن) آیا تو میں نے کہا: ’’واللہ

اپنے رفیق کے حکم کے مطابق ان کا دیا ہوا دوسرا خط ضرور ضرور پڑھوں گا‘‘ چنانچہ میں نے خط کھولا تو اس میں لکھا تھا۔

’’بسم اللہ الرحمٰن الرحیم‘‘

امابعد! میرے بھائی اللہ رب العالمین اس دن تجھے تیری نیکی کا بہترین صلہ عطا فرمائے جس دن لوگوں کو اپنے اعمال صالحہ کی شدید ضرورت ہو گی۔ اللہ عزوجل تجھے ہماری رفاقت کا بہترین اجر عطا فرمائے بے شک نیک شخص اپنی نیکی کو اپنے بالکل قریب پائے گا میرے بھائی! مجھے تجھ سے ایک حاجت ہے جب اللہ تبارک وتعالیٰ تیرا حج مکمل فرما دے تو بیت المقدس جا کر میری میراث میرے وارث کے حوالے کر دینا۔ السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘‘

خط پڑھ کر میں نے اپنے دل میں کہا: ’’اے میرے رفیق اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے آپ کا ہر کام عجیب ہے اور یہ وصیت نامہ تو بہت ہی زیادہ تعجب خیز ہے میں بیت المقدس کے پاس جاؤں گا! نہ تو مجھے وارث کا نام بتایا گیا نہ کسی خاص علاقے کی نشاندہی کی گئی میں آپ کا سامان کسے دوں گا؟ مجھے کیا معلوم کہ آپ کا وارث کون ہے؟ کافی دیر اسی طرح سوچتا رہا بالآخر میں نے ان کا سامان اپنی چادر میں لپیٹا سامان کیا تھا ایک پیالہ، ایک تھیلا اور ایک لاٹھی جس سے وہ ٹیک لگایا کرتے تھے یہ سامان محفوظ مقام پر رکھ کر مناسک حج ادا کئے اور پختہ ارادہ کر لیا کہ ان شاء اللہ بیت المقدس ضرور جاؤں گا ہوسکتا ہے میری ملاقات ان کے وارث سے ہو جائے‘‘۔

ہر جگہ ڈھونڈا مگر کہیں نہ ملا

چنانچہ بیت المقدس پہنچ کر مسجد میں داخل ہوا تو بہت سے فقراء ومساکین کا ہجوم دیکھا میں ان لوگوں کے درمیان گھومتا رہا سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کس سے پوچھوں؟ اچانک ایک شخص نے مجھے میرا نام لے کر پکارا میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ بالکل میرے رفیق کی طرح تھا اس نے مجھ سے کہا: ’’فلاں کی میراث مجھے دے دو‘‘ میں عصاء

Scanned with CamScanner

پیالہ اور تھیلا اس شخص کو دے کر واپس آنے لگا خدا عزوجل کی قسم! ابھی میں مسجد سے باہر بھی نہ نکلا تھا کہ میرے دل میں یہ خیال آیا میں نے اپنے بزرگ رفیق کے عجیب وغریب معاملات دیکھے پھر میں مکہ مکرمہ سے بیت المقدس آیا یہاں بھی بہت عجیب بات دیکھی کہ ایک انجان شخص نے میرا نام لے کر پکارا یہ سارے معاملات بہت حیران کن ہیں اور میرا یہ حال ہے کہ میں نے نہ تو ان دونوں سے پوچھا کہ آپ کون ہیں اور نہ ہی لوگوں سے ان کے متعلق معلومات حاصل کیں کہ یہ کون ہستیاں ہیں؟ مجھے چاہئے کہ جس کی طرف مجھے بھیجا گیا ہے تا دم آخر اس کے ساتھ رہوں۔ بس اسی خیال کے تحت میں واپس پلٹا اور اس شخص کو ڈھونڈنے لگا لیکن وہ کہیں نظر نہ آیا ہر جگہ تلاش کیا مگر ناکامی ہوئی لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا میں کافی دن بیت المقدس ٹھہرا رہا لیکن مجھے کوئی ایسا نہ ملا جو اس شخص کے متعلق میری رہنمائی کرتا بالآخر اس کے دیدار کی حسرت دل ہی میں لئے میں واپس عراق آ گیا''۔ (عیون الحکامات)

جس کی خاطر دل تھا بے چین
ہر جگہ ڈھونڈا مگر کہیں نہ ملا

(100)

زیادہ پیاری بیوی کون؟

ایک آدمی کی ایک سے زائد بیویاں تھیں ایک روز اس کی سب سے چھوٹی بیوی اس سے کہنے لگی: ''اُحِبُّ اَنْ تُعْلِنَ اَمَامَ زَوْجَاتِكَ اَنَّنِیْ اَکْثَرُهُنَّ حُبًّا اِلٰی قَلْبِكَ'' ''میں چاہتی ہوں کہ آپ اپنی دیگر بیویوں کے سامنے اس بات کا اظہار کر دیں کہ میں آپ کی دوسری تمام بیویوں کی نسبت آپ کو زیادہ محبوب اور پیاری ہوں''۔

شوہر بڑا ہوشیار تھا اس نے فوراً ایک درہم اپنی جیب سے نکالا اور اسے اپنی کم عمر بیوی کے ہاتھ میں رکھ دیا پھر اس نے اپنی دیگر بیویوں کو بھی چھپا کر ایک ایک درہم دے دیا اس کی کسی بھی دوسری بیوی کو معلوم نہ تھا کہ اس کے علاوہ بھی کسی کو درہم ملا ہے جب ساری بیویاں اکٹھی ہوئیں تو کم عمر بیوی نے اپنے شوہر سے پوچھا: (مَنْ اَحَبَّ نِسَائِكَ اِلَیْكَ؟) ''آپ کی نگاہ میں آپ کی بیویوں میں سب سے زیادہ پیاری کون ہے؟'' یہ کہہ کر اس نے اپنے تئیں گمان کر لیا کہ شوہر تو میرا ہی نام لیں گے مگر شوہر نے جواباً کہا: (مَنْ اَعْطَیْتُهَا دِرْهَمًا) ''میری نظر میں سب سے زیادہ پیاری بیوی وہ ہے جس کو میں نے ایک درہم دے رکھا ہے''

یہ سننا تھا کہ کم عمر بیوی نے مارے خوشی کے اپنے ہاتھ اٹھا دیے اور اس میں موجود اپنا درہم دکھانے لگی وہ دیگر بیویوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کر رہی تھی کہ وہ ان کے مقابلے میں اپنے شوہر کو زیادہ پیاری ہے اتنے میں دیگر بیویوں نے بھی اپنا اپنا ہاتھ بلند کر دیا اور ان سب کے ہاتھ میں ایک ایک درہم تھا!! (ماخوذ از سنہری کرنیں)

Scanned with CamScanner

(101)

گستاخانِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

عبدالملک بن عمیر روایت کرتے ہیں کہ وہ کوفہ میں تھے ایک شخص جو کہ مرے ہوئے لوگوں کو اپنی طرف سے کفن دیتا تھا۔ چنانچہ ایک آدمی مرگیا اسے بتایا گیا تو اس نے کفن لیا اور اس شخص کی طرف چلا گیا یہاں تک کہ وہ اس میت کے پاس داخل ہوگیا اس حال میں کہ اس میت کو کپڑے میں لپیٹا گیا اور اس کی روح پرواز کرچکی تھی اس کے چہرے پر کپڑا ڈال دیا گیا۔ یکا یک اس میت نے کہنا شروع کردیا کہ انہوں نے مجھے دھوکہ دیا آگ نے مجھے ہلاک کردیا آگ نے مجھے ہلاک کردیا۔

ہم نے اس میت سے کہا لا الہ الا اللہ پڑھو۔

اس نے کہا میں یہ کہنے کی طاقت نہیں رکھتا ہم نے کہا کیوں؟ اس نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے کی وجہ سے (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 16

☆ حضرت خلف بن حوشب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدائن شہر میں ایک آدمی مرگیا لوگوں نے اس کے اوپر کپڑا ڈال دیا۔ کچھ لوگ اس کی تجہیز و تکفین میں مصروف ہو گئے کچھ لوگ وہیں پر رہ گئے یہاں تک کہ کپڑے نے حرکت کی یا اس میت نے کپڑے کو حرکت دی اس نے کچھ کہا تو اس سے کپڑا اٹھایا گیا اس میت نے کہا:

اس مسجد میں یعنی مسجد مدائن میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو کہ غلیظ آوازوں کے ساتھ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو گالیاں

بک رہے ہیں جب کہ وہ فرشتے جو میرے پاس روح قبض کرنے آئے ہوئے ہیں وہ گالیاں بکنے والے لوگوں پر لعنت کررہے ہیں اور ان سے بیزاری ظاہر کررہے ہیں۔

جو لوگ اس میت کے پاس بیٹھے تھے وہ میت سے کہنے لگے:

اے فلاں ہوسکتا ہے کہ تم نے بھی کبھی ایسی برائی کی؟

میت کہنے لگی کہ استغفر اللہ استغفر اللہ پھر وہ ایسے گرگیا جیسے پھینکی جانے والی کنکری گرتی ہے۔ (من عاش بعد الموت حدیث نمبر 17؛ شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 30)

مردہ اُٹھ کے بیٹھ گیا

بشیر ابو الخصیب نے بیان کیا کہ میں ایک خوشحال تاجر تھا اور میں کسریٰ کے شہر مدائن میں رہتا تھا اور اس وقت (یزید) ابن ھبیرہ کے دور میں طاعون پھیل گیا تو میرے پاس ایک مزدور آیا جسے ''اشرف'' کہا جاتا تھا اس نے مجھے بتایا:

بے شک وہاں پر مدائن کا ایک خان مرا پڑا ہے اور اس کے لیے کفن بھی نہیں ہے۔

اس کی بات سن کر میں اپنی سواری پر سوار ہوا اور چل پڑا یہاں تک کہ میں اس خان تک پہنچ گیا میں نے ایک ایسا مردہ آدمی دیکھا جس کے پیٹ پر اینٹ رکھی تھی۔

لوگ اس کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے اور اس کی عبادت اور اس کے فضائل کے بارے میں بتا رہے تھے میں نے کفن خریدنے کے لئے ایک شخص بھیجا اور ایک کو گورکن کی طرف بھیجا تا کہ اس کی قبر کھودی جاسکے۔

بشیر ابو الخصیب نے بتایا کہ اس کے لیے اینٹیں تیار ہورہی تھیں اور ہم بیٹھے ہوئے پانی گرم کررہے تھے تا کہ ہم اسے غسل دے سکیں ہم ابھی اسی حالت میں ہی تھے کہ یکا یک مردہ اٹھ کر بیٹھ گیا اس کے پیٹ سے اینٹ بھی گرگئی اور پکار رہا تھا ہائے ویل ہائے ثبور (جہنم کی وادیوں کے نام) جب اس کے ساتھیوں نے یہ دیکھا تو ان میں سے بعض نے اس سے منہ پھیر لیا۔

بشیر ابو الخصیب نے کہا: میں اس کے قریب ہوا میں نے اس کے کندھے سے پکڑا

Scanned with CamScanner

اور اسے جھنجھوڑا اور اس سے پوچھا تو نے کیا دیکھا؟ اور تیرا حال کیا ہوا؟

اس نے کہا: میں کوفہ کے بعض بوڑھوں کی صحبت میں رہا انہوں نے حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے اور ان پر تبرا کرنے میں مجھے اپنے دین میں داخل کرلیا یا کہا کہ انہوں نے مجھے اپنا ہم نوالہ بنالیا یا کہا کہ انہوں نے مجھے اپنا ہم خیال بنالیا۔

بشیر الخصیب نے کہا: استغفر اللہ میں اس کی تجہیز و تکفین کے لئے کچھ بھی نہ دوں گا۔

اس مردے نے کہا اس برائی نے مجھے کوئی فائدہ نہیں دیا اور مجھے اس کی پاداش میں جہنم کی طرف چلایا گیا اور وہ مجھے دکھائی گئی پھر مجھے کہا گیا کہ تو اپنے ان ساتھیوں کے پاس واپس لوٹ جا اور جو تو نے دیکھا ہے وہ انہیں بتلا پھر تو واپس اپنی پہلی حالت (مردہ ہونے) کی طرف آ جا۔

اب میں نہیں جانتا کہ پہلی حالت سے مراد اس کی بات کا گزر جانا ہے یا اس کا مردہ حالت کی طرف واپس پلٹ جانا ہے۔

صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کا بغض

بشیر ابوالخصیب نے کہا: میں نے تب تک انتظار کیا یہاں تک کہ میرے پاس کفن لایا گیا پھر میں نے کہا نہ تو میں اسے کفن دوں گا اور نہ ہی غسل دوں گا اور نہ ہی اس پر جنازہ پڑھوں گا پھر میں وہاں سے واپس لوٹ آیا۔

مجھے خبر دی گئی کہ بے شک وہ لوگ جو اس کے ساتھ تھے انہوں نے اسے نہ تو غسل دیا اور نہ ہی دفن کیا اور نہ ہی اس پر نماز پڑھی اور انہوں نے بھی یہی بتایا کہ انہوں نے بھی اسی طرح سنا ہے جیسا میں نے سنا تھا اور وہ بھی اس سے ایسے بچ گئے جیسا کہ میں بچ گیا تھا۔

خلف نے بتایا کہ میں نے کہا یہ بات جو تم نے مجھے بتائی ہے اس کا کوئی گواہ بھی ہے۔ اس نے کہا ہاں میری آنکھوں کی بصارت اور میرے کانوں کی سماعت۔

خلف نے کہا میں نے لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اس راوی کا ذکر اچھے الفاظ کے ساتھ ہی کیا۔

(من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 19، تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 44 صفحہ نمبر 389، النھی عن سب الاصحاب (مقدسی) صفحہ نمبر 23، (یہی واقعہ ایک اور سند کے ساتھ بھی بیاں ہوا ہے دیکھئے من عاش بعد الموت صفحہ نمبر 18)

(102)

مجھ کو آتے ہیں وہ انداز جبیں سائی کے

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ سمندر میں کشتی پر سوار تھے۔ ناگہاں خوفناک طوفان آگیا اور موجوں کے تھپیڑوں سے کشتی غرق ہونے لگی۔ کشتی پر سوار ہونے والے تمام مسافروں کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا اور سب زاروقطار رونے لگے۔ حضرت ابراہیم بن ادہم نہایت اطمینان وسکون کے ساتھ اپنی کملی اوڑھ کر سو رہے تھے۔ جب مسافروں کی چیخ و پکار کی آواز سن کر بیدار ہوئے تو صرف اتنا کہا کہ یا اللہ! تو نے اپنی قدرت تو ہم کو دکھلا دی۔ اب اپنا عفو بھی دکھلا دے؟ آپ کے منہ سے یہ جملہ نکلتے ہی ایک دم طوفان ختم ہو گیا اور سمندر بالکل ساکن ہو گیا۔ (مستطرف ج ۲ ص ۲۵۱)

تبصرہ: عاشقان الٰہی کا اپنے یار حقیقی کے کرم پر ناز کرنے کا یہ منظر ملاحظہ فرمائیے۔ ذرا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کا انداز تو دیکھئے؟ احکم الحاکمین کے دربار میں یوں عرضی پیش کرتے ہیں کہ ''یا اللہ تو نے اپنی قدرت تو ہم لوگوں کو دکھلا دی اب اپنا عفو بھی تو ہم لوگوں کو دکھلا دے''۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ! اللہ والوں کے ''نازونیاز'' کا کیا کہنا؟ اس بلند منزل کا تو ہم عوام تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اسی مضمون کو کسی صاحب حال نے زبان قلم سے یوں ادا کیا ہے کہ

میں جو چاہوں تو بنا ڈالوں مقدر اپنا
مجھ کو آتے ہیں وہ انداز جبیں سائی کے

(روحانی حکایات)

(103)

عشق ومحبت کی بات

ایک بار حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چچازاد بھائی خواجہ معظم دین صاحب کو متوجہ کر کے فرمایا حج کے موقع پر ایک حاجی صاحب دہلی کے مجھے ملے جو حضرت خواجہ کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے وہ مندرجہ ذیل شعر پڑھتے اور انہیں اس پر وجد ہو جاتا تھا۔

اے نمک پاش تجھے اپنی ملاحت کی قسم
لطف تو تب ہے کہ ہر زخم نمک داں ہو جائے

ساتھ ہی فرمایا کسی اور نے بھی خوب کہا ہے:

اے زاغ چوں بمیرم بخوری تمام گوشت
دو چشم را گزار کر بینم جمال دوست

اور اس سے زیادہ فصیح ایک اور محب نے کہا ہے:

کانگا چن چن چھیڑیو میرے سارے تن کا ماس
دو نین کو نہ کھائیو موہے پیا ملن کی آس

اس شعر کی وضاحت یوں ہے کہ اس میں آخری وقت موت کا ذکر ہے اور پہلے شعر میں چوں بمیرم کے لفظ کی نسبت زیادہ عمدگی اور فصاحت کا اظہار ہے علاوہ ازیں مندرجہ ذیل قطعہ ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا تو تحریر کر لیا گیا:

Scanned with CamScanner

شاہا بکام عمر تو بادا ہزار سال — اقبال در پناہ تو بدا ہزار سال
سالے ہزار ماہ و مئے صد ہزار روز — روزے ہزار ساعت و ساعت ہزار سال

مؤلف انوار قمریہ مولانا قاری غلام احمد سیالوی فرماتے ہیں:

۷ر جمادی الاولیٰ 1391ھ بروز چہارشنبہ قبلہ وکعبہ حضرت صاحب کے فرمان کے موجب بندہ نے آپ کے مکان پر شہر سرگودھا حاضری دی' قدم بوسی کے بعد عرض کیا: آپ کی تاریخ پیدائش کیا ہے؟ تو فرمایا: گرمی کا موسم تھا 1906ء ماہ جمادی الاولیٰ کا شاید پہلا ہفتہ تھا موافق 1324ھ میرے حضرت صاحب تونسہ شریف میں حضرت خواجہ کریم تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پر تشریف لے گئے تھے اور وہاں تونسہ شریف ہی میں انہیں مبارک باد پیش کی گئی جب آپ واپس تشریف لائے تو فرمایا: میرے بچے کا پنگھوڑا میرے پاس لاؤ آپ نے چادر بھگو کر اوپر رکھی تاکہ گرم لو سے بچاؤ ہو جب خوشی کی مبارک دینے والے آنے لگیں تو اس موقع پر نٹ بھی آئے ثانی صاحب نے فرمایا یہاں علماء آئیں گے برا محسوس کریں گے لہٰذا تم لوگ یارے پاولی کے گھر سرس کے درخت کے سایہ میں چلو اپنا کام دکھاؤ بناؤ میں بھی آ جاؤں گا چنانچہ وہاں نٹوں نے اپنا کام شروع کیا ایک نٹ نے دوسرے کو کہا پیر کی تعریف سناؤ اس نے یہ شعر پڑھا:

مرشد زتی نور دی میرے من وچ برس رہی
جاگ لگی دودھ جمیا میں کیتا رب سہی

دوسرے نے کہا:

مرشد چھٹی لونڑ دی مرے اتے آئی
ادے بلایاں ہلے نہیں وچے بیڑی بڑ گئی

اس دوسرے شعر پر ثانی صاحب کو وجد آیا پھر مولانا محمد ذاکر صاحب بگوی رحمۃ اللہ علیہ آئے تو انہیں بھی اس دوسرے شعر پر وجد آ گیا جب مولانا کی کیفیت وجد دور ہوئی تو یہاں محمد عبداللہ صاحب (میرے چچا جی) بیٹھے تھے انہوں نے استفسار فرمایا: پہلے شعر پر

وجد آنا چاہیے تھا اس کی بجائے دوسرے شعر پر کیوں آیا؟ کیونکہ اس میں نور کا ذکر تھا اور قلب پر نور کی بارش کا ہونا بیان کیا گیا اور دوسرے شعر میں یہ بیان نہیں۔ مولانا نے جواب دیا دوسرے شعر میں عشق کا وزن بیان کیا گیا ہے کہ مرشد کا عشق نمک کی چھٹی کی طرح وزنی ہے جو اوپر آ پڑنے سے انسان کو ادھر ادھر حرکت نہیں کرنے دیتا اور نفسیات وتکبر کو فنا کر دیتا ہے حضور غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا پہلا شعر تو شرک ہے کیونکہ اول تو نور کی رتی کہنا حقارت ہے اور جاگ لگی میں کیتا رب سہی یہ الفاظ تو سراسر شرک ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ ایک شخص نے اپنے مرید کو وظیفہ بتایا کہ دریا کے کنارے بیٹھ کر رات کو کرنا پہلی رات دوران وظیفہ ایک تھیلی رقم کی اس کے سامنے آ پڑی اس نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی کہ خدایا میں نے دنیا کے لئے تو وظیفہ شروع نہیں کیا محض تیری ذات کی محبت ہے۔ یہ کہہ کر چھڑی سے اس تھیلی کو دریا میں ڈال دیا دوسرے روز دگنا رقم والی تھیلی آ پڑی اسے بھی یہ کہہ کر دریا میں ڈال دیا کہ اے اللہ تیرا عشق ہے اگر دنیا کی محبت ہوتی تو کوئی کسب اختیار کر لیتا مجھے تو اپنی ذات سے آشنا کر دے علیٰ ہذا القیاس تیسری رات کو سہ گنا رقم سے بھرپور تھیلی آ پڑی اسے بھی مذکورہ شوق و ذوق ظاہر کر دریا میں پھینک دیا۔

حسین لڑکی سامنے ہے

بالآخر ایک رات دریا کی دوسری جانب سے ایک حسین لڑکی آ کر اس شخص کے سامنے بیٹھ گئی۔ دونوں میں محبت اور عشق کی لہر دوڑی' روزانہ اسی وقت وہ لڑکی دریا پار سے آ جاتی اور اس شخص کے سامنے بیٹھی رہتی اس طرح ایک دوسرے کو دیکھتے دیکھتے بالآخر جدا ہو جاتے ایک رات اس کے شیخ نے خیال کیا کہ مرید کا پتہ کروں۔ رات کو کہاں جاتا ہے اور کیا کرتا ہے؟ چنانچہ اس کے پیچھے ہو گیا جب وہ اپنی جگہ پر جا بیٹھا تو شیخ صاحب نے پوشیدہ ہو کر معائنہ شروع کیا لڑکی آ کر اس کے سامنے بیٹھ گئی ایک دوسرے کو دیکھتے رہے کافی وقت دیدار کرنے کے بعد لڑکی واپس چلی گئی اور یہ بھی اٹھ کر اپنا راستہ

Scanned with CamScanner

چل دیا۔ اس کا پیر بھی خفیہ طور پر اس کے تعاقب میں رہا بالآخر وہ ایک گھر میں داخل ہوا وہ گھر بھی شیخ صاحب کا مرید گھرانہ تھا یہ بھی وہیں پہنچ گئے دریافت کیا کہاں گیا تھا اور کیا کام کیا مرید نے ٹال مٹول کیا تو شیخ نے خود بتایا کہ تو فلاں جگہ سے ہوتا ہوا فلاں جگہ پہنچا وہاں بیٹھ کر ایک حسین لڑکی تیرے سامنے آ کر بیٹھ گئی اتنا وقت تم دونوں ایک دوسرے کے روبرو بیٹھے رہے پھر دونوں یکے بعد دیگرے اپنے اپنے راستے پر واپس ہو گئے فلاں فلاں مقام راستے کے ذریعہ تو اس مکان میں پہنچا ہے یہ سن کر اس نے اعتراف کیا اور آہ نکال کر پیچھے گر کر مر گیا۔

یک دانہ محبت دید باقی ہمہ کاہ

چونکہ اس کا عشق حقیقی تھا اور حقیقی عشق کا ذرہ بھر اظہار بھی عاشق کے لئے ایٹم بم ہوتا ہے اس لئے ملک عدم کو روانہ ہوا جب صبح اس کا جنازہ پڑھ کر گورستان میں دفن کر کے لوگ واپس ہوئے تو دیکھا کہ دریا کی دوسری جانب سے ایک کشتی آ رہی ہے بڑی تیزی سے کشتی والے دریا عبور کر کے اترے اور آواز دی کہ ٹھہرو جنازہ پڑھ کر جانا چنانچہ یہ ٹھہر گئے ایک عورت کا جنازہ پیش ہوا مل کر پڑھا گیا تمام گورستان میں اس کی قبر کے لئے جگہ نہ ملی، آخر کار اس شخص کی قبر کے قریب بالکل متصل ہی عورت کی قبر کے لئے جگہ میسر ہوئی، وہاں دفن کی گئی عورت کا جنازہ لانے والوں سے دریافت کیا گیا یہ کون ہے؟ تو ان لوگوں نے بتایا یہ کنواری لڑکی اپنی والدہ کے پاس بہت سی عورتوں میں بیٹھی تھی اچانک کھڑی ہو گئی (یہ وقت اس آدمی کی فوتیدگی والا بتایا) والدہ کو کہا کہ اماں جان میری علیحدہ بات سنیں والدہ نے کہا تجھے علیحدہ بات کرنے کی کیا ضرورت ہے اور کیوں کرتی ہے لیکن وہ لڑکی نہایت بے قراری میں آ کر کہنے لگی ضرورت ہے والدہ نے کہا اگر کوئی بدفعلی یا روسیاہی کی بات ہے تو ان عورتوں کے سامنے ہی بتا دے ورنہ ان کا شبہ زیادہ ہو گا جب والدہ نے ایک نہ مانی تو آخر کار پریشان ہو کر کہا جلدی کریں مجھے اپنی سنگت سے رہنے نہ دینا یہ کہہ کر گر گئی اور روح پرواز گئی یہ درحقیقت وہی عاشقہ لڑکی تھی جو اپنے دوست کی

موت سے باخبر ہو کر قبر میں ساتھ گئی ہے ان کا عشق حقیقی تھا دنیا میں اگر کوئی لذت والی چیز ہے تو یہی ہے اس کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔

در خرمن کائنات چوں کر دیم نگاہ
یک دانہ محبت دید باقی ہمہ کاہ

لیلیٰ کی سہیل

لیلیٰ کی سہیلی نے کہا قیس نے لیلیٰ کی ایک سہیلی رکھی ہوئی تھی جو راستہ پر بیٹھتی اور لیلیٰ کی خبریں اور خطوط وغیرہ پہنچاتی اس کا نام شفیقہ تھا لیلیٰ نام وہاں کے لوگ اپنے بچوں اور پیاری اشیاء کا رکھا کرتے تھے ایک مرتبہ کسی نے یہ نام لے کر اپنے بچے کو بلایا جو قیس کے کانوں پر پڑا تو قیس نے کہا:

نادیٰ باسم ليلى اسخن الله عينه
وليلى في ارض الشام بارض قفر
يقولون ليلى بعراق حريفة
واني على كل حوض بالعراق شفيق
يا ظبيات كاه قلن لنا
ليلاى منكن أمّ ليلاى من البشر

آپ نے فرمایا مختصر معانی اور مطول میں یہ شعر مثال کے طور پر لایا گیا ہے کہ بعض اوقات شعراء اپنے کلام میں عشق کا اندازہ ظاہر کرتے ہیں کہ جہاں ضمائر کا استعمال کرنا ہو وہاں بجائے ضمیروں کے محبوب کا نام تکرار کے ساتھ محض محبت و عشق کی وجہ سے دہراتے ہیں لہٰذا اس شعر میں بھی لیلیٰ کے لفظ کا تکرار محض عشق کی وجہ سے قیس نے کیا اگر دوسری جگہ بجائے لیلیٰ کے ضمیر مؤنث لاتا تو جائز تھا۔

Scanned with CamScanner

لیلیٰ کا دادا اور مجنوں کا باپ

فرمایا: نجد کے علاقہ کا تمام عشق اللہ تعالیٰ نے قیس کو دے دیا باقی نجد خشک رہ گیا فرمایا ایک مرتبہ ایک مقام جس کا نام بجوع ہے وہاں مزاحم (لیلیٰ کا دادا) اور ملوح (قیس، مجنوں کا والد) دونوں بھائی گئے ہوئے تھے تو قیس کو بھائی ملوح نے کہا: اپنے چچا کے گھر جا کر کچھ زیت (زیتون) لا اس نے وہاں جا کر زیت مانگا تو لیلیٰ کی والدہ اور مزاحم کی بیوی نے لیلیٰ سے کہا اندر مشک لٹکی ہوئی ہے اس سے زیت نکال کر اس کو دے جب اندر جا کر لیلیٰ نے مشک کا دہانہ کھولا اور قیس سے برتن لے کر اس کے نیچے رکھا تو ان دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھنا شروع کر دیا اور وہ برتن زیت سے بھر کر زیت نیچے گرتا رہا یہاں تک کہ فرش تیل سے لت پت ہو گیا۔ ان دونوں کو اس کی خبر تک نہ تھی صرف ایک دوسرے کی طرف دیکھتے دیکھتے کھڑے رہے بالآخر لیلیٰ کی والدہ نے خیال کیا کہ اتنی دیر کیوں لگائی ہے جب اندر داخل ہوئی اور زیت کا حال نیز دونوں کا نظارہ دیکھا تو لیلیٰ کو پیچھے سے جا کر دونوں ہاتھ زور سے مارے وہ اچانک چونک پڑی جس طرح کوئی نیند سے جاگتا ہے اسے عشق و محبت کی مستی میں کچھ معلوم نہ تھا کہ کس حال میں ہوں والدہ کے ہاتھ مارنے سے گویا بیدار ہوئی۔ اس کی ماں نے مزاحم کو کہا ان دونوں کا تو یہ حال ہے مزاحم نے غصہ میں آ کر کہہ دیا کہ قیس کو ہمارے گھر نہ آنے دینا اور لیلیٰ کو اس سے پردہ کراؤ قیس نے جاتے جاتے اپنے چچا مزاحم کی باتیں سن کر یہ شعر پڑھا:

ان تمنعو ليلى وتحموا بلادها

ولن تمنعوا على القوافيا

(اگر تم نے لیلیٰ کو روک لیا اور ہمارے شہر سے دور رکھو گے تو مجھے عشق کے شعروں سے ہرگز نہیں روک سکو گے)

عشق لیلیٰ میں میری حالت تباہ

آخر کار ان کے عشق کی شہرت ہو گئی تو خاندان والوں نے کہا کہ لیلیٰ قیس کی چچازاد

بہن ہے اگر مزاحم اپنے بھتیجے کو یہ لڑکی دے دے تو کیا حرج ہے اس نے اور کہاں بھیجنی ہے چنانچہ بہت سے افراد مل کر مزاحم کے پاس آئے اور اسے مجبور کیا کہ اپنے بھتیجے کو لیلیٰ سے نکاح کر کے دے دے کیونکہ ان دونوں کی حالت پوشیدہ نہیں ہے اور اس حال میں ان کا رہنا نامناسب ہے اس نے کہا: اگر یہ صورت نہ ہوتی تو میں نکاح (شادی) کر دیتا اب اگر اسے دوں تو لوگ کہیں گے کہ اپنی بیٹی عاشق کو دے دی اور یہ عیب ہے میں یہاں سے کوچ کر جاؤں گا مگر یہ لڑکی نہ دوں گا اس لئے وہ نجد سے بمعہ اہل وعیال واسباب ومال روانہ ہوا جہاں رات آ جاتی خیمہ لگا کر گزارہ کر لیتا چلتے چلتے کویت میں آ کر قیام کیا قیس بھی اونٹنی پر سوار ہو کر بمعہ خدام وسامان پیچھے پیچھے چل دیا راستہ پوچھتا ہوا انہی مقامات سے گزرتا آیا اور وہیں خیمے لگاتا آیا جہاں مزاحم گزرا تھا اور خیمے لگائے تھے ایک جگہ ایک بڑھیا کے پاس سے گزرا اس سے قافلہ کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا کہ جو قافلہ تو پوچھتا ہے وہ فلاں رات فلاں جگہ پر خیمہ زن ہوا تھا جب وہاں پہنچ کر خیمہ کے نشانات علامات چولہا وغیرہ کا نشان پایا تو اس زمین کو چومنے لگا اور کہتا تھا کہ اس جگہ لیلیٰ کے قدم لگے ہوں گے یہ کہہ کر اس جگہ کو بار بار چومتا پھر دوسری جگہ کو بھی یہی کہہ کر بوسہ دیتا' وہ بڑھیا یہ خاک بوسی والا معاملہ دیکھ کر اپنے قبیلہ کی طرف جلدی سے گئی انہیں حالات بتائے اور کہا کہ شاید کوئی جن ہے جب وہاں کے لوگوں نے قیس کا حال وہاں آ کر دیکھا اور متعجب ہوئے تو قیس نے کہا میری زمین بوسی کی وجہ یہ ہے:

امر على الديار ديار ليلى

اقبل ذا الجدار وذا الجدار

وما حب الديار شغفن قلبى

ولكن حب من سكن الديار

پھر وہاں سے کویت پہنچا تو اس وقت لیلیٰ مریضہ ہو چکی تھی بلکہ قریب المرگ معلوم ہوتی تھی اور اس کی والدہ اس کے ہمنوا ہو چکی تھی اب تو قیس آ جاتا تا کہ لیلیٰ کی زندگی کا

Scanned with CamScanner

باعث بنا جب سنا کہ قیس فلاں جگہ پڑا آ گیا ہے تو لیلیٰ کو کہا کھڑی ہو وہ تو آ گیا ہے وہ اٹھی اور فوراً قیس کے پاس دونوں گئیں۔

محرم کون ہے؟

آپ نے فرمایا عورت کے لئے وہ شخص محرم ہوتا ہے جس کے ساتھ نکاح شرعاً ناجائز ہو تو پوچھا جو لوگ عاشق ہوئے ہیں مثلاً لیلیٰ مجنوں، ہیر رانجھا، کیا یہ محرم تھے ایک دوسرے کے یا غیر محرم، آپ نے فرمایا وہ لوگ عاشق حقیقی ہوئے اور نہایت بلند مقام پر تھے وہاں محرم اور غیر محرم کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا، عرض کیا کیا وہ شریعت کے ماتحت نہیں تھے یا شریعت اقدس ان کے لئے نہیں ہے؟ فرمایا وہ غیر مکلف اور مرفوع القلم ہوئے ہیں سوا ذات باری تعالیٰ کے انہیں کچھ اور خیال ہی نہ تھا مجنوں کو کہا گیا کہ تجھے کیا ہو گیا ہے ایک عورت پر عاشق ہو کر اپنے آپ کو خراب کر رہا ہے تو اس نے جواب دیا میں تو یہ بھی نہیں چاہتا کہ یہ میرے واسطے حلال ہو جائے اور مجھے نکاح میں مل جائے میرا عشق نفسانی خواہشات والا نہیں ہے آپ نے فرمایا ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے انوار نظر آتے ہیں۔

ہیر سیالن کی کرامت خواجہ سیالوی کی زبانی

فرمایا: (حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ نے) لیلیٰ کا نکاح ہوا تھا ایک مرتبہ اس کا خاوند جا رہا تھا مجنوں سے کہا گیا وہ لیلیٰ کا خاوند جا رہا ہے مجنوں اس کے سامنے آیا اور اس کا ہاتھ چومنے لگا اور کہا تجھے لیلیٰ سے نسبت مجھ سے زیادہ ہے حج پر جاتے ہوئے مجنوں کو والد نے کہا: بیت اللہ شریف کا غلاف پکڑ کر پہلے پہل جو دعا مانگی جائے منظور ہوتی ہے تو اس وقت دعا مانگنا اللہ مجھ سے لیلیٰ کا عشق لے لے اور اپنا عشق عطا فرما مجنوں نے اس وقت دعا مانگی: اے اللہ مجھے لیلیٰ کا عشق دے جس پر اسے والد نے پیٹا دراصل ذات حقیقی کے انوار ہی پر اس کا عشق تام تھا ماسوا اللہ سے قطع کر کے حقیقی

محبوب وہی ذات وحدہ لاشریک لہ میں مجذوب و مجنون تھا (اذا تم العشق و اللہ هو اللہ) فرمایا: اگر ہیر معاف کر دے تو میں اس کی کرامت بتاتا ہوں ایک دفعہ قریشی نور زمان میرے ساتھ تھا جب کہ ہم نے ایک ہندو کا تانگہ لے کر ہیر کے روضہ پر جانے کا ارادہ کیا، وہاں پہنچ کر تانگہ والے سے کہا اڑھائی بجے رات کے ریل پر سوار ہونا ہے ہمیں آ کر وقت مقرر پر لے جانا مسجد میں سامان رکھ کر نور زمان کو وہاں سامان کے پاس بٹھایا اور میں ہیر کے روضہ میں گیا ساون کا مہینہ تھا، سخت گرمی و حبس تھا اور ہوا کا نام ونشان نہ تھا، جب اندر داخل ہوا تو بے انتہا گرمی اور اضطرابی ہوئی، اگرچہ روضہ کی چار دیواری کے اوپر سے خلا ہے چھت بالکل نہیں ہے تاہم دیواروں کے اندر گرمی ہی گرمی تھی رات کا وقت تھا، سرہانہ کی طرف بیٹھ کر سورۃ الملک پڑھنا شروع کر دی اچانک اندر سے مزار والے غلاف کو اس طرح حرکت ہوئی جیسے کوئی اہتمام سے ہلاتا ہے غلاف کے نیچے سے ہوا نکلی جو چاردیواری کے اندر زور زور سے چلنے لگی نہایت خوشبودار ٹھنڈی اور راحت بخش ہوا چلتی رہی یقیناً بہشت کی ہوا تھی طبیعت پرسکون ہو گئی اطمینان سے ختم شریف پڑھ کر باہر نکلا تو بالکل ہوا نہ تھی یقین ہوا کہ اندر کی ہوا مزار والی تھی جب نور زمان قریشی کے پاس پہنچ کر اسے کہا کہ اب تو جا کر ختم شریف پڑھ آ یا تو اس نے اندر جاتے ہی فوراً باہر منہ نکالا اور پوچھا اندر تو ہوا ہے اور یہ کیسی ہے؟ میں نے کہا تو ختم پڑھ یہ کیا پوچھتا ہے وہ پھر اندر جا کر فوراً واپس آیا اور کہا بس میں نے ختم پڑھ لیا اور میری حاضری ہو چکی۔

رانجھے کی کہانی پیر سیال کی زبانی

(حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ اپنے جد امجد کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں کہ) اعلیٰ حضرت پیر سیال غریب نواز اجمیر شریف کے علاقہ میں تشریف لے گئے وہاں ایک مولانا نے آپ سے سکونت دریافت کی تو جب آپ نے اپنے وطن کا نام بتایا وہ کہنے لگے آپ سے جھنگ کتنا دور ہے فرمایا تمیں کوس دور ہے مولانا نے پھر استفسار فرمایا وہاں ایک عاشقہ سیال ہوئی ہے اس کے متعلق آپ کو معلومات ہوں گی کچھ

Scanned with CamScanner

بتائیں آپ نے فرمایا وہ بہت پہلے زمانہ میں ہوئی ہے البتہ ایک بوڑھے معمر شخص قوم کے کمہار سے خود سنی ہوئی بات میں بتاتا ہوں جبکہ میرا بچپن کا زمانہ تھا اور اس بوڑھے نے اپنے بچپن کے زمانہ کا واقعہ بتایا کہ میں ہیر کے گھرانہ کا خادم تھا مجھے ہیر اور اس کی والدہ نے روٹی دی اور کہا کہ ہمارا چھیڑو بھینسیں چرا رہا ہوگا اسے جا کر دے آ' جب میں باہر جنگل میں پہنچا تو ایک چادر اوڑھ کر سر نیچے کئے ہوئے بیٹھا جسے دھیدو کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور قوم کے لحاظ سے اسے رانجھا کہتے ہیں جب میں اس کے پاس پہنچا تو اسے کہا یہ روٹی لایا ہوں اس نے منہ سے چادر ہٹا کر میری طرف دیکھا اس کی آنکھوں سے خون جاری تھا ایک کھڑوچ (بھینس کے پاؤں کا نشان) خون سے بھرا ہوا تھا اس نے مجھے کہ وہاں کری کے پاس جا کر روٹی لٹکا دے جب میں کری کے درخت کے پاس گیا تو بہت سی روٹیاں اس پر پہلے بھی لٹکی ہوئی تھیں یہ بھی لٹکا کر واپس آیا اور ہیر اور اس کی ماں کو بتایا جس کے پاس روٹی لے گیا ہوں اس کا تو یہ حال دیکھا اور روٹی نہ کھائی کری کے درخت پر لٹکا دینے کو کہا حالانکہ وہاں پہلے بھی بہت سی روٹیاں لٹکی ہوئی ہیں چونکہ دونوں چرخہ کات رہی تھیں غصے سے ماں نے چرخہ کا تکلہ نکال کر ہیر کے چہرہ پر زور سے مارا اور کہا اس کر ماں ماری کا بھی یہی حال ہے تکلہ نے ماتھا چیر دیا خون بالکل نہیں نکلا بلکہ سفید گوشت ظاہر ہوا تو مائی نے کہا وہ بھینسوں کا دودھ پیتے پیتے روٹی کی پرواہ نہیں کرتا اور خون اس قدر بڑھ گیا کہ آنکھوں سے باہر اچھلتا ہے مائی نے الٹا تفاول لیا۔

مجاز حقیقت کا پُل ہے

بعد ازاں فرمایا: عشاق کی غیبت ہرگز نہ کی جائے ایک شخص مرزا جو صاحباں پر عاشق ہوا ہے اس کی غیبت کیا کرتا تھا ایک بار اسے مرزا خواب میں ملا ایک لوہے کا گرز لے کر غیبت کرنے والے کی طرف لپکا اور پیٹ میں چبھونے کا اشارہ کر کے کہا تو میری غیبت کرتا ہے پیٹ پھاڑ دوں گا وہ شخص نہایت خوفزدہ ہوا آئندہ کبھی بھی اس نے مرزا کی غیبت نہ کی بندہ مؤلف انوارِ قمریہ) نے عرض کیا اس شعر کا کیا مطلب ہے؟

متاب از عشق رو گرچہ مجاز یست
کہ ایں بہر حقیقت کارساز یست

فرمایا: (حضرت شیخ الاسلام نے) اس کا مطلب ہے کہ غیر اللہ کا عشق ہو تو اس سے پرہیز نہ کرو غیر اللہ سے مراد جیسے کسی لڑکے کا عشق، استاد کا عشق، عورت وغیرہ کا عشق ہو جائے تو عشق میں پختہ رہ کر نفسانی خواہشات سے بچے' بالآخر عشق حقیقی نصیب ہو جائے گا' فرمایا ایک مولوی صاحب پیر سیال رحمۃ اللہ علیہ کے غلام تھے ایک عورت پر عاشق ہو گئے اور اس عورت کا نام اللہ بندی تسبیح پر ورد کرتے تھے آخر پیر سیال نے کرم فرمایا اور ان کا عشق اللہ تعالیٰ کی طرف پھیر دیا بندہ نے عرض کیا پیر کامل ایسا بھی کر سکتا ہے؟ جواباً فرمایا ضرور کر دیتا ہے یعنی لائن تبدیل کر دیتا ہے بشرطیکہ عشق رہے فسق نہ ہو جائے فسق ہوا تو مارا گیا۔ کہا گیا ہے المجاز قنطرۃ الحقیقۃ مجاز حقیقت کا پُل ہے۔

مجاز سے حقیقت تک کا سفر

فرمایا: عشق حقیقی کا سبب عشق مجازی ہوتا ہے ایک گداگر آدمی شہزادی پر عاشق ہو گیا شہزادی بھی فریفتہ ہو گئی شاہ و گدا کا تعلق اور ان کی نسبت ہر شخص سمجھ سکتا ہے گداگر پریشان بھی تھا اب کیا کروں لیکن شہزادی نے اسے کہا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے تو فقیر بن کر مسجد میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرنا شروع کر دے لوگ تیری زیارت کو آئیں گے شہرت ہو گی تو میں بھی بادشاہ سے اجازت طلب کر کے آ جاؤں گی بالآخر تیرے ساتھ نکاح کرنے کی التجا بادشاہ سے کروں گی منظوری بھی کرا لوں گی۔ گداگر نے تسلیم کر کے مسجد میں ذکر الٰہی کرنا شروع کر دیا کوئی کھانے پینے کی پرواہ نہ کرتا لوگ خود بخود اس کے خورونوش و دیگر ضروریات کے کفیل ہوتے' بالآخر اس کی شہرت دور دراز تک ہو گئی لوگوں کی آمدورفت جب فقیر کی زیارت کے لئے بہت زیادہ ہو گئی تو شہزادی نے اپنے باپ بادشاہ سے فقیر کی زیارت کرنے کی درخواست کی اور بادشاہ نے منظوری دے دی شہزادی مسجد میں حاضر ہوئی اور فقیر کے سامنے بیٹھ کر اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے گفتگو

Scanned with CamScanner

شروع کی لیکن فقیر نے اس کی طرف دیکھنا بھی پسند نہ کیا بہت کوشش کرنے کے بعد شہزادی نے کہا: اے فقیر آخر تجھے یاد ہے اس طرف میں نے ہی تجھے خیال دلایا تھا اور اب میری طرف دیکھتا ہی نہیں ہے اس نے کہا: اللہ تعالیٰ تیرا بھلا کرے اب مجھے تیری ضرورت نہیں ہے۔ شہزادی واپس آ گئی چنانچہ اس طرح فقیر کو عشق حقیقی نصیب ہو گیا۔

شیخ صنعان کا تعارف

آپ (حضرت شیخ الاسلام) نے فرمایا شیخ صنعان بہت بڑا عابد زاہد ہوا ہے یمن کے علاقہ سے بیت اللہ شریف میں آیا اور چالیس سال وہاں عبادت کی لاکھوں آدمی اس کے مرید ہوئے اسے خیال آیا کہ اب چالیس سال بیت المقدس میں عبادت کرنا چاہئے اس ارادہ سے چل دیا اس کے ساتھ لاکھ کے قریب مرید بھی ہو لئے جہاں جاتا اپنے خورونوش کا انتظام ساتھ تھا سائبان لگا دیئے جاتے رات گزار کر پھر روانہ ہوتا راستہ میں ایک ایسی جگہ رات آ گئی جہاں ایک عیسائی نوجوان لڑکی کو دیکھ کر فریفتہ ہو گیا بس وہیں قیام کر لیا دوسرے روز مریدوں نے کہا چلیں سفر کریں تو کہا میں اب پہنچ گیا ہوں کہاں جانا ہے اس کی حالت دیکھ کر رفتہ رفتہ تمام مرید چلتے بنے، صرف چند خاص مرید اس کے پاس رہ گئے اتنے میں عیسائی لڑکی کو بھی خبر ہو گئی کہ شیخ صنعان اس پر عاشق ہے لڑکی نے کہا: تو مسلمان ہے اور میں عیسائی تیری رسائی میرے کہنے پر نہ ہو گی شیخ صنعان نے جواب دیا تو جو کہے گی وہی کروں گا اس نے کہا پھر یہ خنزیر چرایا کر چنانچہ اس کے خنزیر چراتا رہا مریدوں میں سے ایک مرید (شیخ فریدالدین عطار) بغداد شریف میں حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہنے لگا ایک دن اس عیسائی لڑکی نے صنعان کو کہا آج قرآن مجید کو آگ لگا دے جواب دیا تیرے کہنے پر کروں گا بالآخر قرآن مجید کو جلانے کے لئے تیار ہو گیا۔

غوثِ پاک کا کرم ہو گیا

غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد شریف ہی میں بیٹھے ہوئے حاضرین مجلس سے

فرمایا آج کسی کا پیر پکا کافر ہو رہا ہے تو شیخ صنعان کے مرید (شیخ عطار) نے نہایت عاجزی سے گزارش کی آپ کرم فرما دیں اس وقت غوث پاک کے پاس وضو کے لئے پانی لایا گیا آپ نے چلو بھر پانی کا چھینٹا مارا شیخ صنعان کے منہ پر جا لگا تو فوراً اس نے پڑھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس وقت شیخ صنعان کے پاس صرف ایک مرید رہ گیا تھا جب کلمہ شریف پڑھا تو پہلا مقام قرب اور وہی منزل اعلیٰ نصیب ہوئی تائب ہوا اور اس مرید کو اپنے جیسا بنا دیا۔

عشق را نازم کہ یوسف را ببازار آورد
شیخ صنعان زاہدے رازیر زنار آورد

عشق پر ناز کرتا ہوں کہ یوسف علیہ السلام جیسی ہستی کو بازار میں برائے فروخت لاتا ہے شیخ صنعان زاہد و پرہیزگار کو زنار پہنا دیتا ہے (زنار ہندوؤں کی علامت ہے جسے جنجوں کہتے تھے)

مکتب عشق کا یہ طرز نرالا دیکھا
اسے چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

یہ شعر بھی قبلہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فقیر (مؤلف) کو اس وقت سنایا جب سالانہ چھٹیاں دارالعلوم کو ہوئیں چھٹی کی خواہش ظاہر کی تو مندرجہ بالا شعر پڑھا اور چھٹی نہ دی۔ (انوار قمریہ)

Scanned with CamScanner

(104)

کچھ دعائیں کچھ دوائیں

حدیث میں ہے جب تم میں سے کسی کا کوئی جانور میدان میں چھوٹ جائے تو اس کو چاہئے کہ آواز دے کہ اللہ کے بندو اس کو روکو پس بلاشبہ اللہ عزوجل ایک روکنے والا بھیجتا ہے جو اس جانور کو اس کے لئے روک لیتا ہے اور جب تم میں سے کسی ایک کے جانور یا اس کے غلام یا اس کے بیٹے کی عادت خراب ہو جائے اور وہ شرارت کرے تو اس کو چاہئے کہ ان کے کان میں یہ آیت پڑھے: اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ الایة یعنی آیا پس وہ لوگ اللہ کے دین کے سوائے کو طلب کرتے ہیں اور روایت ہے کہ ربیع جیزی رحمۃ اللہ علیہ ایک جانور پر سوار ہوئے پس اس نے سرکشی کی چنانچہ انہوں نے حکم دیا کہ کوئی آدمی اس کے کان میں: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ پڑھے ایک شخص نے اس کو پڑھا پس ٹھہر گیا اور ٹھیک ہو گیا اور روایت کی گئی ہے کہ جو شخص کسی جانور پر سوار ہوا اور اس نے کہا: بسم الله الذی لا یضر مع اسمه شئی سبحان الذی سخر لنا هذا الایة الحمدلله رب العالمین وصلی الله علی سیّدنا محمد وعلیٰ آله وصحبه وسلم یعنی میں اس اللہ پاک کے نام سے سوار ہوتا ہوں کہ جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز نقصان نہیں کرتی ہے پاک ہے وہ اللہ جس نے اس کو ہمارے لئے تابع کیا تا آخر آیت اور اللہ تعالیٰ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل اور ان کے اصحاب پر رحمت کاملہ نازل فرمائے۔ پس وہ جانور کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر برکت کرے تو میری پیٹھ پر ہلکا ہوا اور تو نے اپنے رب کی اطاعت اور اپنے نفس کے ساتھ بھلائی کی خدا تجھے

برکت دے اور تیری حاجت پوری کرے۔ (نوادر قلیوبی)

بدہضمی سے بچنے کا وظیفہ

بعض علماء نے فرمایا: جو زیادہ کھا گیا اور اس نے اپنی جان پر بدہضمی کا خوف کیا تو اس کو چاہئے کہ اپنا ہاتھ پیٹ پر پھیرے اور کہے کہ الليلة ليلة عيدي ورضي الله عنه سيدي ابي عبدالله یعنی یہ رات میری عید کی رات ہے اور اللہ ہمارے سردار ابوعبداللہ قرشی سے راضی ہو اس کو تین مرتبہ کرے پس اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھانا اس کو ضرر نہ کرے گا۔ (ایضا)

☆ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: جب تم محتاج کو دیکھو کہ وہ تمہارے سامنے آ رہی ہے اور تم پر متوجہ ہے تو تم کہو کہ نیکوکاروں کے شمار اور علامات کے ساتھ خوش آمدی اور جب تم دیکھو کہ تمہاری جانب مالداری متوجہ ہے تو کہو کہ یہ ایسا گناہ ہے کہ جس کا عذاب دنیا ہی میں جلد مجھے دیا گیا اور یاد رکھو کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ جب بندہ کو اس کے گناہوں کے باوجود دنیا میں اس کو وہ چیز عطا کرتا ہے جو اس کو محبوب ہوتی ہے تو یہ منجانب اللہ بندہ کے واسطے ڈھیل ہے (جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ مشکوٰۃ) لطیفہ تمام ہوا۔ (ایضا)

☆ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت مریم مادر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے حاملہ ہوئیں اور ان کے رحم پاک میں حضرت عیسیٰ آئے حالانکہ ان کی عمر تیرہ سال کی تھی اور زمین شام میں مقام بیت لحم میں ہے حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی حالانکہ ان کی عمر تیس برس کی تھی اور وہ آسمان پر اٹھا لئے گئے اس حال میں کہ ان کا سن 33 سال تھا اور ان کی ماں مریم ان کے بعد چھ برس زندہ رہیں۔

عالم کا امتحان

مروی ہے کہ مقاتل بن سلیمان ایک دن بیٹھے تھے پس ان کے نفس نے ان کو

Scanned with CamScanner

خود بینی اور تکبر میں مبتلا کر دیا چنانچہ انہوں نے کہا: سوائے عرش کے اور جو چاہو مجھ سے پوچھو پس ایک شخص نے ان سے کہا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے حج کیا تھا تو ان کا سر کس نے مونڈا تھا اور اس نے کہا: چیونٹی کی آنتوں میں سے اخیر آنت اس کے بدن کے آگے کے حصہ میں ہوتی ہے یا اس کے پیچھے کے حصہ میں واقع ہے پس مقاتل رحمۃ اللہ علیہ کو یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ کیاں کہیں پھر انہوں نے کہا: یہ میرے علم میں نہیں ہے لیکن مجھے میرے نفس نے خود بینی اور خود پسندی میں مبتلا کر دیا تھا چنانچہ میرا امتحان لیا گیا۔

(ایضاً)

انسان کا بدن (حیرت کا سمندر)

حکیم جالینوس نے کہا کہ انسان کے دماغ سے لے کر سرین تک استخوان پشت (پیٹھ کی ہڈیوں) کے سب فقرات (گریاں) چوبیس فقرے اور مہرے ہیں سات گردن میں اور بارہ پیٹھ میں اور پانچ سرین میں ہیں اور یہ پیٹ سے ملے ہوئے ہیں اور پہلو کی ہڈیاں چوبیس ہیں ہر جانب میں بارہ ہیں اور انسان کے بدن میں سب ہڈیاں دو سو اڑتالیس ہیں لیکن یہ تعداد قلب کی ہڈی کے اور ان جوڑوں کے علاوہ ہے جن کا نام سمسیہ رکھا گیا ہے کیونکہ ان کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے تل کے ساتھ ان کی تشبیہ دی گئی ہے بعض حکماء نے ذکر کیا ہے کہ 32 مفاصل (جوڑ) ہیں اور انسان کے بدن میں جو سوراخ کہ کھلے ہوئے ہیں سب بارہ ہیں دونوں کان، دونوں آنکھیں، دونوں ناک کے نتھنے اور منہ اور دونوں چھاتیاں اور دونوں شرمگاہیں، اور ناف اور مسامات کی تعداد کا حصر و احاطہ نہیں ہے جالینوس کا قول ختم ہوا اور سہیل بن عبداللہ قشیری نے فرمایا: انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ رگیں ہیں ان میں سے نصف ساکن ہیں اور نصف متحرک ہیں اور بعض علماء نے فرمایا: جیسا کہ حدیث میں ہے کہ بدن کے سب جوڑ تین سو ساٹھ ہیں اور چھ سو ساٹھ کی روایت مردود ہے اور بلاشک بدن میں پانچ سو ساٹھ عضلہ (پارۂ گوشت سخت) ہیں جو گوشت اور پٹھے سے مرکب ہیں۔ (ایضاً)

(105)

ایک حاجی کی جرأت

حضرت سیّدنا علی بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت سیّدنا طاؤس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''ایک مرتبہ موسم حج میں حجاج بن یوسف' مکہ مکرمہ (زادھا اللہ شرفا وتعظیما) آیا تو مجھے اپنے پاس بلوایا میں گیا تو مجھے اپنے برابر بٹھایا اور ٹیک لگانے کے لئے تکیہ دیا ہم ابھی بیٹھے باتیں ہی کر رہے تھے کہ کسی طواف کرنے والے کی صدا فضا میں بلند ہوئی: (لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ) ترجمہ: ''میں حاضر ہوں اے اللہ عزوجل میں حاضر ہوں (ہاں) میں حاضر ہوں' تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں بے شک تمام خوبیاں اور نعمتیں تیرے لئے ہیں اور تیرا ہی ملک ہے (میرے مولیٰ) تیرا کوئی شریک نہیں''۔

حجاج یوسف نے جب یہ آواز سنی تو خادم کو حکم دیا کہ اس حاجی کو ہمارے پاس بلا لاؤ' خادم ایک باوقار شخص کو ساتھ لے آیا حجاج نے اس سے پوچھا: ''تو کن لوگوں میں سے ہے؟'' کہا: الحمدللہ عزوجل میں مسلمان ہوں' حجاج نے کہا: ''میں تجھ سے اسلام کے متعلق نہیں پوچھ رہا'' کہا: ''پھر کس کے متعلق پوچھ رہا ہے؟'' کہا میں یہ پوچھتا ہوں کہ تیرا تعلق کس ملک سے ہے؟ کہا: ''میں یمن کا رہنے والا ہوں'' حجاج نے کہا: ''میرا بھائی محمد بن یوسف کیسا ہے؟'' کہا: بہت اچھے لباس والا بہت اچھے جسم کا مالک اور خوب گھومنے والا سوار ہے۔ حجاج نے کہا' ''میں ان چیزوں کے متعلق نہیں پوچھ رہا'' کہا: ''تو پھر کس چیز کے متعلق پوچھ رہا ہے؟'' کہا میں تو اس کی سیرت و کردار کے متعلق پوچھ رہا

Scanned with CamScanner

ہوں۔" یہ سن کر اس مرد قلندر، جرأت مند حاجی نے بڑے بے خوفی سے کہا: "وہ انتہائی ظالم و سرکش ہے مخلوق کا پیروکار اور (خالق لم یزل) کا نافرمان ہے" حجاج نے اپنے بھائی کے خلاف یہ باتیں سنیں تو غصے سے تڑپ کر بولا "تجھے اس طرح کا کلام کرنے پر کس چیز نے ابھارا؟" کیا تو جانتا نہیں کہ وہ میرا بھائی ہے اور اس کا مرتبہ میرے نزدیک کتنا بلند ہے؟" جرأت مند حاجی نے بڑی دلیری سے کہا: "تیرا کیا خیال ہے کہ اگر تیرا بھائی تیری نظر میں مقام و مرتبے والا ہے تو کیا اس وجہ سے میں اسے اللہ عزوجل کا مقرب جان لوں گا؟ ہرگز نہیں بلکہ عظیم و بلند تو وہی ہے جو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں مقرب ہے اور میں تیرے ظالم و شرکس بھائی کو معظم و مکرم کیوں سمجھوں؟ حالانکہ میں تو اللہ عزوجل کے گھر کا قصد کر کے آیا ہوں میں تو اس کے دین کو سمجھنے والا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والا اور ان کی تصدیق کرنے والا ہوں"۔

حجاج کا ناطقہ بند ہو گیا

دلیر و جرأت مند حاجی کی باتیں سن کر حجاج بن یوسف خاموش رہا اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا پھر بلند ہمت جرأت مند حاجی کھڑا ہوا اور اجازت لئے بغیر وہاں سے چلا گیا حضرت سیدنا طاؤس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "میں بھی اس مرد قلندر کے پیچھے ہو گیا میں نے کہا: "یہ شخص بہت حکیم و دانا ہے" پھر میں نے دیکھا کہ وہ خانہ کعبہ کا غلاف پکڑے بارگاہ خداوندی میں اس طرح التجائیں کر رہا ہے "اے میرے پروردگار عزوجل مجھے اپنے فضل و کرم سے پریشانی اور مصیبت سے نجات عطا فرما ہر معاملے میں بخیلوں کے شر سے محفوظ رکھ اور حق بات کہنے کی توفیق عطا فرما"۔ (عیون الحکایات)

مسلمانو! ظالم و جابر حاکم کے سامنے حق بات کہنا کتنا عظیم جہاد ہے اس مرد قلندر نے ایک انتہائی سفاک و ظالم حکمران کے سامنے اس کے بھائی کی حقیقت کا علی الاعلان اظہار کیا ہے حجاج بن یوسف کا رعب و دبدبہ اس مرد مجاہد کے لئے کسی قسم کی رکاوٹ نہ بن سکا اسے خوف تھا تو بس خدائے بزرگ و برتر کا اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے

کہ جو اللہ عزوجل سے ڈرتا ہے وہ مخلوق سے نہیں ڈرتا بلکہ مخلوق اس سے ڈرتی ہے ہر معاملہ میں اخلاص شرط ہے جو مخلص ہے وہ کامیاب و کامران ہے اللہ عزوجل ہمیں بھی حق بات کہنے سننے کی توفیق عطا فرمائے حق پر عمل کرنے اور حق کا ساتھ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

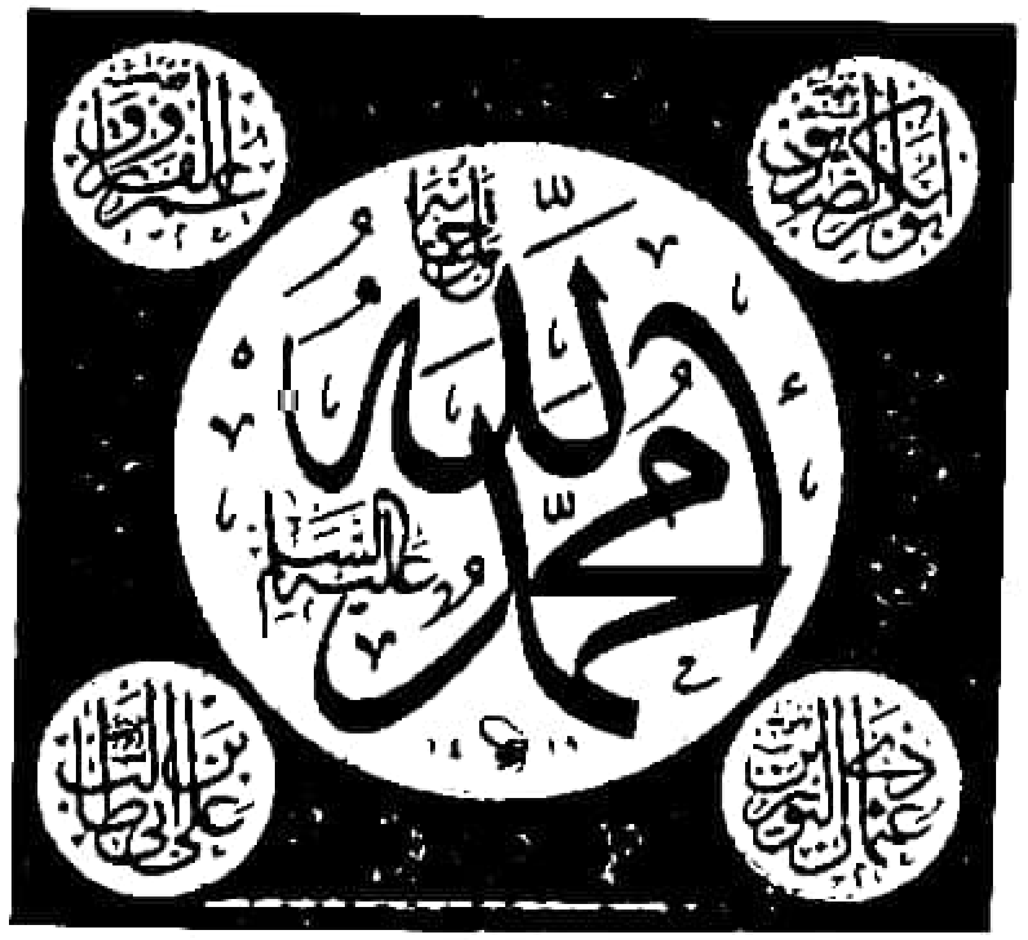

(106)

نہر زبیدہ (رحمۃ اللہ علیہا)

یہ دوسری صدی ہجری کا زمانہ تھا دنیا کے چپے چپے میں اسلام کی کرنیں اپنی تابناک شعائیں بکھیر رہی تھیں وہی عرب جو کچھ عرصہ پہلے انتقام کی آگ میں جھلس رہے تھے آج اسلامی تعلیمات کی بدولت باہم بھائی بھائی بن چکے تھے قبائل کے درمیان باہمی اختلافات بلاشبہ پائے جاتے تھے مگر محاذ جنگ پر جب اکٹھے ہوتے تو سب ایک دوسرے کا بے حد احترام کرتے تھے تلواروں کے سائے میں ان کی نمازیں ادا ہوتی تھیں اور جن جن ملکوں میں وہ جہاد کا پرچم لہراتے وہاں کے باشندوں کے ساتھ عدل وانصاف کرنا ان کی شان تھی دوسری جانب مسلمان مبلغین بھی دعوت وتبلیغ کا کام جاری رکھے ہوئے تھے چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے مسلمانوں کی تعداد میں بے تحاشا اضافہ ہونے لگا دوسری صدی ہجری کے اواخر میں مملکت اسلامیہ کی باگ ڈور خلیفہ ہارون رشید کے ہاتھ میں ہے دنیا کے گوشے گوشے سے مسلمان بیت اللہ شریف کا حج ادا کرنے کے لئے آرہے ہیں مکہ مکرمہ میں پانی ناپید ہے حجاج کرام اور اہل مکہ بڑی مشکل سے کسی طرح پانی کا بندوبست کر پاتے ہیں۔

اسی زمانہ ملکہ زبیدہ بنت جعفر فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ آتی ہیں انہوں نے جب اہل مکہ اور حجاج کرام کو پانی کی دشواری اور مشکلات میں مبتلا دیکھا تو انہیں سخت افسوس ہوا چنانچہ انہوں نے اپنے اخراجات سے ایک عظیم الشان نہر کھودنے کا حکم دے کر ایک فقید المثال کارنامہ انجام دیا جو رہتی دنیا تک عالم بشریت کو یاد رہے گا۔

زبیدہ خاتون کا تعارف

امّ جعفر زبیدہ بنت جعفر بن ابو جعفر منصور ہاشمی خاندان کی چشم وچراغ تھیں یہ خلیفہ ہارون رشید کی چچازاد بہن تھیں ان کا نام ''امۃ العزیز'' تھا ان کے دادا منصور بچپن میں ان سے خوب کھیلا کرتے تھے ان کو ''زبیدہ'' (دودھ بلونیوالی متھانی) کہہ کر پکارتے تھے چنانچہ سب اسی نام سے پکارنے لگے اور اصلی نام لوگ بھول ہی گئے یہ نہایت خوبصورت اور ذہین وفطین تھیں جب جوان ہوئیں تو خلیفہ ہارون رشید سے ان کی شادی ہوگئی یہ شادی بڑی دھوم دھام سے ذوالحجہ 165 ھ میں ہوئی' ہارون رشید نے اس شادی کی خوشی میں ملک بھر سے عوام وخواص کو دعوت پر بلایا اور مدعوین کے درمیان اس قدر زیادہ مال تقسیم کیا جس کی مثال تاریخ اسلامی میں مفقود ہے اس موقع پر خاص بیت المال سے اس نے پچاس ملین درہم (50,000,000) خرچ کئے ہارون رشید نے اپنے خاص مال سے جو کچھ خرچ کیا وہ اس کے علاوہ تھا۔

ہارون رشید ملکہ زبیدہ سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا ایک مرتبہ اس نے اپنی بیوی کو یہ کہہ کر پکارا (ھلمی یا امّ نھر) ''ام نہر! ذرا ادھر آنا'' زبیدہ نے بعد میں مشہور عالم اصمعی کو بلوا کر پوچھا امیر المؤمنین مجھے ''ام نہر'' کہہ کر پکارتے ہیں اس کے کیا معنی ہیں؟ اصمعی نے جواب دیا چونکہ جعفر عربی لغت میں نہر کو کہتے ہیں اور آپ کی کنیت امّ جعفر ہے اس لئے نہر معنی مراد لے کر آپ کو اس نام سے پکارا ہوگا۔

زبیدہ بڑی ہی سمجھدار خاتون تھیں حاشیہ برداروں کے کہنے پر کبھی فوری فیصلہ نہیں کرتی تھیں ایک مرتبہ ایک شاعر نے ان کی خدمت میں چند اشعار سنائے مگر ردیف وقافیہ اور الفاظ کی ترکیب میں شاید وہ اپنا مافی الضمیر اچھی طرح سے ادا نہیں کرسکا شعر کے مفہوم سے ان کی عظمت کے بجائے گستاخی عیاں تھی حشم وخدم نے شاعر کی عبارت کو ملکہ کی بے ادبی پر محمول کیا اور اس کو گرفتار کرنا چاہا مگر ملکہ نے ان سے کہا:

(دَعُوْهُ فَاِنَّ مَنْ اَرَادَ خَيْرًا فَاَخْطَاَ خَيْرٌ مِّمَّنْ اَرَادَ شَرًّا فَاَصَابَ)

ترجمہ: ''اس کو نظر انداز کر دو کیونکہ جس کی نیت اچھی بات کہنے کی ہو مگر اس سے لغزش ہو جائے ایسا شخص اس آدمی سے بہتر ہے جس کی نیت بری ہو مگر وہ بات اچھی کہہ جائے''۔ ملکہ زبیدہ کی خدمت کے لئے ایک سو نوکرانیاں تھیں جن کو قرآن کریم یاد تھا اور وہ ہر وقت قرآن پاک کی تلاوت کرتی رہتی تھیں ان کے محل میں سے قراءت کی گنگناہٹ شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح آتی رہتی تھی۔

ملکہ زبیدہ کا عظیم کارنامہ

زبیدہ نے پانی کی قلت کے سبب حجاج کرام اور اہل مکہ کو درپیش مشکلات اور دشواریوں کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا تو انہوں نے مکہ میں ایک نہر بنانے کا ارادہ کیا اس سے پہلے بھی وہ مکہ والوں کو بہت زیادہ مال سے نوازتی رہتی تھیں اور حج وعمرہ کے لئے مکہ آنے والوں کے ساتھ ان کا سلوک بے حد فیاضانہ تھا اب نہر کی کھدائی کا منصوبہ سامنے آیا تو مختلف علاقوں سے ماہر انجینئر بلوائے گئے مکہ مکرمہ سے 35 کلومیٹر شمال مشرق میں وادی حنین کے ''جبال طاذ'' سے نہر نکالنے کا پروگرام بنایا گیا ایک نہر جس کا پانی ''جبال قرا'' سے ''وادی نعمان'' کی طرف جاتا تھا اسے بھی نہر زبیدہ میں شامل کر لیا گیا یہ مقام عرفات سے بارہ کلومیٹر جنوب مشرق میں واقع تھا علاوہ ازیں منیٰ کے جنوب میں صحرا کے مقام پر ایک تالاب بئر زبیدہ کے نام سے تھا جس میں بارش کا پانی جمع کیا جاتا تھا اس سے سات کاریزوں کے ذریعہ پانی نہر میں لے جایا گیا پھر وہاں سے ایک چھوٹی نہر مکہ مکرمہ کی طرف اور ایک عرفات میں مسجد نمرہ تک لے جائی گئی اس عظیم منصوبے پر سترہ لاکھ (17,00000) دینار خرچ ہوئے۔

ملکہ زبیدہ نے انتہائی شوق اور جذبہ اخلاص کے تحت نہر کی کھدائی کرائی تھی وہ حجاج کرام اور اہل مکہ کو پانی کی دشواریوں سے نجات دلانا چاہتی تھیں اور یہ کام صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے انہوں نے کیا اس کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ جب نہر زبیدہ کی منصوبہ بندی شروع ہوئی تو اس منصوبہ کا منتظم انجینئر آیا اور کہنے لگا: ''آپ نے

جس منصوبہ کا حکم دیا ہے اس کے لئے خاصے اخراجات درکار ہیں کیونکہ اس کی تکمیل کے لئے بڑے بڑے پہاڑوں کو کاٹنا پڑے گا چٹانوں کو توڑنا پڑے گا نشیب وفراز کی مشکلات سے نمٹنا پڑے گا سیکڑوں مزدوروں کو دن رات محنت کرنی پڑے گی تب کہیں جا کر اس منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جا سکتا ہے''۔

یہ سن کر ملکہ زبیدہ نے جو جواب دیا وہ دلچسپ بھی ہے اور اس سے ان کی قوت فیصلہ اور منصوبے سے دلچسپی کا اظہار بھی ہوتا ہے انہوں نے چیف انجینئر سے کہا:

(اِعْمَلْهَا وَلَوْ كَانَتْ ضَرْبَةُ فَاْسٍ بِدِيْنَارٍ)

''اس کام کو شروع کر دو خواہ کلہاڑے کی ایک ضرب پر ایک دینار خرچ آتا ہو''

نیکی کر کنوئیں میں ڈال

اسی طرح جب نہر کا منصوبہ تکمیل کو پہنچ گیا تو منتظمین اور نگران حضرات نے اخراجات کی تفصیلات ملکہ کی خدمت میں پیش کی اس وقت ملکہ دریائے دجلہ کے کنارے واقع اپنے محل میں تھیں ملکہ نے وہ تمام کاغذات لئے اور انہیں کھول کر دیکھے بغیر دریا برد کر دیا اور کہنے لگیں: ''الٰہی! مجھے دنیا میں کوئی حساب کتاب نہیں لینا' تو بھی مجھ سے قیامت کے دن حساب نہ لینا''۔

ملکہ زبیدہ نے یہ عظیم الشان کام انجام دے کر حجاج کرام اور باشندگان مکہ مکرمہ کو پانی کی قلت کے سبب درپیش مشکلات کا مسئلہ حل کر دیا اللہ تعالیٰ اس نہر کو ان کے حق میں صدقہ جاری بنائے۔ ان کی وفات بغداد میں جمادی الاولیٰ 216ھ میں ہوئی۔

(یہ واقعہ (106) وفیات الاعیان' البدایہ والنہایہ' کتاب الوافی بالوفیات' الاعلام للزرکلی اور تاریخ مکہ مکرمہ' محمد عبدالمعبود وغیرہ کتب سے مواد اکٹھا کر کے لکھا گیا ہے)

(107)

مرنے کے بعد مسلمان ہونے والا

مجالد نے عامر سے روایت کیا ہے کہ میں ایک مرتبہ قبیلہ بنی جہینہ کے ڈیروں پر گیا ایک بڑے میاں ڈیرہ میں بیٹھے ہوئے تھے میں ان کے پاس بیٹھ گیا تو انہوں نے مجھے یہ واقعہ سنایا کہ زمانہ جاہلیت میں ہمارے قبیلہ کا ایک آدمی بیمار ہو گیا اور اس پر سکرات موت طاری ہو گئے چنانچہ ہم نے اسے مردہ گمان کیا ہم نے اس کی قبر کھودنے کا حکم دیدیا اسی دوران جب کہ ہم اس کی میت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا چنانچہ اس نے کہا: ''میں وہاں سے آیا ہوں جہاں تم نے مجھے دیکھا ہے کہ مجھ پر موت کی غشی طاری تھی تو مجھے کہا گیا کہ تیری ماں کا بیٹا گم ہو گیا'' (تو خود)

کیا تو نہیں دیکھتا کہ تیری قبر سے مٹی نکل رہی ہے
اور قریب ہے کہ تیری ماں تجھے گم کر دے
کیا تو نہیں چاہتا کہ اگر ہم تجھ سے کسی اور کو بدل دیں
تیری قبر میں قصل (ایک شخص) کو پھینک دیں
کیا تو نبی مرسل پر ایمان لائے گا (صلی اللہ علیہ وسلم)
کیا تو اپنے رب کے لئے شکر ادا کرے گا اور نماز پڑھے گا
کیا تو اس کو چھوڑ دے گا جس نے شرک کیا اور گمراہ کیا

تو میں نے کہا جی ہاں چنانچہ میں چھوڑ دیا گیا اور تم دیکھو کہ قصل (ایک شخص کا نام) کا کیا بنا؟ انہوں نے بتایا کہ وہ ابھی گزر رہا ہے لوگ گئے تا کہ وہ اسے دیکھیں تو انہوں نے

اسے مردہ حالت میں پایا۔

چنانچہ وہ ایک گڑھے میں دفن کر دیا گیا اور وہ آدمی زندہ رہا یہاں تک کہ اس نے اسلام پایا (اس مسلمان ہونے والے کا نام عمیر بن جندب تھا)

(من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 21' حدیث زہری حدیث نمبر 245' دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 118' الاسماء المبھمۃ فی انباء المحکمۃ (خطیب بغدادی) باب العین ترجمہ عمیر بن جندب' الفائق فی غریب الحدیث والاثر (زمخشری) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 205' توضیح المشتبہ فی ضبط اسماء الرواۃ (ابن ناصر الدین دمشقی) جزء نمبر 7 صفحہ نمبر 59' الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 50)

Scanned with CamScanner

(108)

کھانے کھلانے کا اجر و ثواب (قرآنی آیات)

علمائے کرام میں سے کسی نے بھی کھانا کھلانے کی فضیلت کے بارے میں شک وشبہ ظاہر نہیں کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تو ایسے (کھلانے والے) افراد کی تعریف فرمائی ہے۔ وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا٥

(سورۃ الدھر 76 آیت نمبر 8)

ترجمہ: ''اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو

اور (کھانا نہ کھلانے والے) افراد کی مذمت بیان فرمائی ہے:

وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ (سورۃ الفجر 89 آیت نمبر 18)

ترجمہ: ''اور آپس میں ایک دوسرے کو مسکین کے کھلانے کی رغبت نہیں دیتے''

وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ٥ (سورۃ الماعون 107 آیت نمبر 3)

ترجمہ: اور مسکین کو کھانا دینے کی رغبت نہیں دیتا

اور کافروں کے جہنم میں ہمیشہ رہتے ہوئے اس (حسرت بھرے) قول کا بھی بیان کیا ہے کہ: قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ٥ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ٥

ترجمہ: ''وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے۔

(المدثر 74 آیت نمبر 44/43)

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان مبارک کے ذریعے (لوگوں کو کھانا کھلانے کی) ترغیب دی ہے۔

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ٥ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا الْعَقَبَةُ٥ فَكُّ رَقَبَةٍ٥ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ٥ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ٥ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ٥

(سورۃ بلد 90 آیت نمبر 16/11)

ترجمہ: پھر بے تامل گھاٹی میں نہ کودا اور تو نے کیا جانا وہ گھاٹی کیا ہے کسی بندے کی گردن چھڑانا یا بھوک کے دن کھانا دینا رشتہ دار یتیم کو یا خاک نشین مسکین کو۔

فرامین مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

1- امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کون سا اسلام بہتر ہے؟ (اسلام میں کون سا عمل میرے لئے زیادہ بہتر و فائدہ مند ہے) تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَاُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ''

''لوگوں کو کھانا کھلانا اور ہر واقف و ناواقف کو سلام کرنا''۔

(صحیح بخاری باب افشاء السلام من الاسلام رقم 28 صحیح مسلم باب بیان تفاضل الاسلام رقم 160)

2- امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، حاکم اور ابن حبان نے حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے کہ اگر میں اس پر عمل کروں تو جنت میں داخلہ نصیب ہو جائے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اَطْعِمِ الطَّعَامَ وَاَفْشِ السَّلَامَ وَصِلِ الْاَرْحَامَ وَصَلِّ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلِ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ''

کھانا کھلاؤ، سلام کو عام کرو، صلہ رحمی کرو اور رات میں جس وقت لوگ سو رہے ہوں تو تم نماز پڑھو (ان اعمال کی برکت سے) سلامتی کے ساتھ

Scanned with CamScanner

جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

(مسند احمد 295/2 مستدرک للحاکم رقم 7256 صحیح ابن حبان رقم 2559)

3-امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اُعْبُدُو الرَّحْمٰنَ وَاَطْعِمُو الطَّعَامَ وَاَفْشُو السَّلَامَ تَدْخُلُو الْجَنَّۃَ بِسَلَامٍ" رحمٰن (جلالہ) کی عبادت کرو' کھانا کھلاؤ' سلام کو عام کرو (تو ان اعمال کی برکت سے) سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (سنن ترمذی ما جاء فی فضل اطعام الطعام رقم 1855 مسند احمد 196/2)

جنت کے بالا خانے کن کے لیے ہیں

4-امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ سند حسن کے ساتھ "معجم کبیر" میں جبکہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ اس کی تصحیح کرتے ہوئے (مستدرک میں) حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بے شک جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جن کا بیرونی منظر اندر سے اور اندرونی نظارہ باہر سے صاف دکھائی دیتا ہے (یہ پر کیف بیان سن کر) حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کس کے لئے ہیں؟ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لِمَنْ اَطَابَ الْکَلَامَ وَاَطْعَمَ الطَّعَامَ وَبَاتَ قَائِمًا وَالنَّاسُ نِیَامٌ" جو اچھی گفتگو کرتے ہیں' (لوگوں کو) کھانے کھلاتے ہیں اور جس وقت لوگ سو رہے ہوں تو یہ رات (عبادت میں) کھڑے ہو کر گزار دیتے ہیں۔

(معجم کبیر للطبرانی 301/3 رقم 3466 مستدرک للحاکم رقم 1240)

5-امام بن حبان رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح میں حضرت سیّدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بے شک جنت میں ایسے بالا خانے بھی ہیں جن کا بیرونی منظر اندر سے اور اندرونی نظارہ باہر سے صاف دکھائی دیتا ہے۔

"اَعَدَّھَا اللّٰہُ لِمَنْ اَطْعَمَ الطَّعَامَ وَاَفْشَی السَّلَامَ وَصَلّٰی بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ"

انہیں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے بنایا ہے جو کھانا کھلاتے ہیں سلام کو عام کرتے ہیں اور جس وقت لوگ سو رہے ہوں تو یہ لوگ نماز پڑھتے ہیں

(صحیح ابن حبان رقم 509 سنن کبریٰ للبیہقی 300/4 شرح السنہ للبغوی رقم 927)

6-امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیّدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اَفْشُو السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوْا وَالنَّاسُ نِیَامٌ تَدْخُلُو الْجَنَّۃَ بِسَلَامٍ

اے لوگو! سلام پھیلاؤ کھانا کھلاؤ اور جس وقت لوگ سو رہے ہوں تو تم نماز پڑھو (تو ان اعمال کی برکت سے) سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (سنن ترمذی رقم 2385 مسند احمد 451/5 سنن ابن ماجہ رقم 3251)

سامانِ بخشش

7-امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیّدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "یہ کام" کفارات (سامان تجارت وبخشش) میں سے ہیں"

اِطْعَامُ الطَّعَامِ وَاِفْشَاءُ السَّلَامِ وَالصَّلَاۃُ بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ"

کھانا کھلانا سلام کو عام کرنا اور جس وقت لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھنا

(مستدرک للحاکم باب فضیلۃ اطعام الطعام رقم 7255)

8-امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیّدنا صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا تم میں کھانے کے حوالے سے قدرے بے احتیاطی ہے اور فرمایا: بے شک میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد

Scanned with CamScanner

فرماتے ہوئے سنا: "خِيَارُكُمْ مَنْ اَطْعَمَ الطَّعَامَ"

تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو (لوگوں) کو کھانا کھلاتے ہیں

(مسند احمد رقم 23926 حلیۃ الاولیاء رقم 503 مسند البزار رقم 2093)

رحمت کو لازم کر دینے والے کام

9-امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مُوْجِبَاتُ الرَّحْمَةِ اِطْعَامُ الْمُسْلِمِ الْمِسْكِيْنِ"

رحمت الٰہی کو لازم کرنے والا (کام) کسی مسلمان مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔

جبکہ دوسری روایت میں ہے:

اِنَّ مِنْ مُوْجِبَاتِ الْمَغْفِرَةِ اِطْعَامُ الْمُسْلِمِ السَّغْبَانِ الْجَائِعِ"

(اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مغفرت کو لازم کرنے والے اعمال میں سے ایک کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلانا ہے۔

(مستدرک للحاکم رقم 3990 مکارم الاخلاق للطبرانی رقم 157 شعب الایمان للبیہقی رقم 3366)

10-امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیّدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللهَ تَعَالٰى لَيُرْبِىْ لِاَحَدِكُمُ التَّمْرَةَ وَاللُّقْمَةَ كَمَا يُرْبِىْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ اَوْ فَصِيْلَهُ حَتّٰى يَكُوْنَ مِثْلَ اُحُدٍ

بے شک اللہ تمہاری کھجور اور روٹی کے ٹکڑے کو (جو تم نے صدقہ کیا تھا اسے قبول فرماتے ہوئے) اس طرح بڑھاتا رہتا ہے جیسا کہ تم میں سے کوئی اپنے بچھڑے یا اونٹنی کے بچے کو بڑھاتا رہتا ہے (اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے تمہارے تھوڑے سے صدقے کو بڑھاتا ہے) یہاں تک کہ وہ احد پہاڑ کی طرح ہو جاتا ہے۔ (صحیح ابن حبان رقم 3306 مسند احمد 251/6)

ایک لقمے پہ تین افراد جنتی

11-امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "معجم الاوسط" میں حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ لَيُدْخِلُ بِلُقْمَةِ الْخُبْزِ وَقُبْضَةِ التَّمْرِ وَمِثْلِهِ مِمَّا يَنْتَفِعُ بِهِ الْمِسْكِيْنُ ثَلَاثَةً الْجَنَّةَ الْاٰمِرَ بِهِ وَالزَّوْجَةَ تُصْلِحُهُ وَالْخَادِمَ الَّذِىْ يُنَاوِلُ الْمِسْكِيْنَ"

بے شک اللہ تعالیٰ "روٹی کے ایک لقمے کھجور کی ایک مٹھی اور ایسی ہی کوئی چیز جس سے کسی مسکین کو نفع پہنچا ہو" کے بدلے تین افراد کو جنت میں داخل فرمائے گا 1-اس شئی کے دینے کا حکم کرنے والا کو' 2-بیوی کو جس نے اس چیز کو (پکا کر) تیار کیا' 3-اور خادم کو جس نے مسکین تک اس شئی کو پہنچایا۔

(مجمع الزوائد للبیہقی 288/3 رقم 4622)

12-امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیّدنا انس (بن مالک رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اَنْ تُشْبِعَ كَبِدًا جَائِعًا

ترجمہ: افضل ترین صدقہ یہ ہے کہ تو کسی بھوکے جگر والے کو سیر کر دے (کھانا کھلا دے)۔ (شعب الایمان للبیہقی فصل اطعام الطعام رقم 3367)

13-امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ معجم کبیر میں حضرت سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَطْعَمَ مُؤْمِنًا حَتّٰى يُشْبِعَهُ مِنْ سَغَبٍ اَدْخَلَهُ اللهُ بَابًا مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ لَا يَدْخُلُهُ اِلَّا مَنْ كَانَ مِثْلَهُ

جو شخص کسی مومن کو کھانا کھلائے حتیٰ کہ اس کی بھوک ختم ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے دروازوں میں سے ایسے دروازے سے داخل فرمائے گا

Scanned with CamScanner

جس میں سے سوائے ایسے اعمال کرنے والوں کے کوئی دوسرا داخل نہیں ہو گا۔ (معجم کبیر للطبرانی 85/20 رقم 162 مسند الشامیین رقم 2207)

14- امام ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ ''کتاب الثواب'' میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ عَمَلٍ اَفْضَلُ مِنْ اِشْبَاعِ کَبِدٍ جَائِعٍ

بھوکے جگر کو سیر کرنے سے زیادہ فضیلت والا کوئی عمل نہیں

(الترغیب والترہیب للمنذری باب اطعام الطعام رقم 1360)

15- امام ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ ''کتاب الثواب'' میں حضرت سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَاَنْ اُطْعِمَ اَخَالِیْ فِی اللّٰہِ لُقْمَةً اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَتَصَدَّقَ عَلٰی مِسْکِیْنٍ بِدِرْهَمٍ وَلَاَنْ اُعْطِیَ اَخًالِیْ فِی اللّٰہِ دِرْهَمًا اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَتَصَدَّقَ عَلٰی مِسْکِیْنٍ بِمِائَةِ دِرْهَمٍ

اپنے کسی دینی بھائی کو ایک لقمہ کھانا کھلانا میرے نزدیک اس بات سے زیادہ محبوب ہے کہ کسی مسکین پر ایک درہم صدقہ کروں اور اپنے کسی دینی بھائی کو ایک درہم دینا مجھے اس بات سے زیادہ محبوب ہے کہ میں کسی مسکین پر سو درہم صدقہ کروں۔ (الترغیب والترہیب للمنذری باب اطعا الطعام رقم 1369)

ساٹھ سالہ عبادت اور دو روٹیاں

16- امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اپنی ''صحیح'' میں حضرت سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَعَبَّدَ عَابِدٌ مِنْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ فَعَبَدَ اللّٰہَ فِیْ صَوْمَعَتِهٖ سِتِّیْنَ عَامًا فَاُمْطِرَتِ الْاَرْضُ فَاخْضَرَّتْ فَاَشْرَفَ الرَّاهِبُ مِنْ صَوْمَعَتِهٖ فَقَالَ لَوْ نَزَلْتُ فَذَكَرْتُ اللّٰہَ لَازْدَدْتُ خَيْرًا فَنَزَلَ وَمَعَهٗ رَغِيْفٌ

اَوْ رَغِيْفَانِ فَبَيْنَمَا هُوَ فِي الْاَرْضِ لَقِيَتْهُ امْرَاَةٌ فَلَمْ يَزَلْ يُكَلِّمُهَا وَتُكَلِّمُهٗ حَتّٰى غَشِيَهَا ثُمَّ اُغْمِيَ عَلَيْهِ فَنَزَلَ الْغَدِيْرَ يَسْتَحِمُّ فَجَاءَهٗ سَائِلٌ فَاَوْمَا اِلَيْهِ اَنْ يَاْخُذَ الرَّغِيْفَيْنِ اَوِ الرَّغِيْفَ ثُمَّ مَاتَ فَوُزِنَتْ عِبَادَةُ سِتِّيْنَ سَنَةً بِتِلْكَ الزَّنْيَةِ فَرَجَحَتِ الزَّنْيَةُ بِحَسَنَاتِهٖ ثُمَّ وُضِعَ الرَّغِيْفُ اَوِ الرَّغِيْفَانِ مَعَ حَسَنَاتِهٖ فَرَجَحَتْ حَسَنَاتُهٗ فَغُفِرَ لَهٗ

بنی اسرائیل میں ایک بہت عبادت گزار رہتا تھا اس نے اپنے عبادت خانے میں ساٹھ سال تک اللہ کی عبادت کی پھر زمین پر بارش ہوئی جس سے زمین سرسبز ہوگئی راہب نے اپنے عبادت خانے سے باہر نکل کر دیکھا تو دل میں کہا اگر میں (عبادت خانے) سے نیچے اتروں پھر اللہ جلالہ کو یاد کروں تو اپنی نیکیوں میں اس طرح اضافہ کر سکتا ہوں اس کے بعد وہ نیچے اتر آیا اس کے پاس ایک یا دو روٹیاں بھی تھیں۔

وہ زمیں میں گھوم رہا تھا کہ ایک عورت ملی اس نے عورت سے کلام نہیں کیا اور نہ ہی عورت نے اس سے کوئی بات چیت کی (پھر اس نے عورت سے بدفعلی کی) جس کے بعد (خوفِ خدا کی وجہ سے) اس پر غشی طاری ہوگئی جب کچھ افاقہ ہوا تو یہ ایک تالاب کے کنارے پہنچا تا کہ نہا لے اتنے میں ایک سائل آیا تو راہب نے اشارے سے کہا کہ اس کی روٹیاں لے لے پھر راہب کا انتقال ہوگیا۔

تو اس کی ساٹھ سال کی عبادت کو اس بدفعلی کے ساتھ تولا گیا تو بدکاری کا گناہ اس کی نیکیوں پر غالب آ گیا پھر اس کی نیکیوں کے ترازوں میں (صدقہ کی ہوئی) روٹیاں رکھی گئیں تو اس کی نیکیاں اس کے گناہوں پر غالب آ گئیں پس اس کی مغفرت کر دی گئی۔

(صحیح ابن حبان رقم 378 الترغیب والترہیب للمنذری باب اطعام الطعام رقم 1360)

Scanned with CamScanner

ہیں لوگ یہی جہاں میں اچھے

17-امام ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ ''کتاب الثواب'' میں اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (شعب الایمان میں'' نیز امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ معجم کبیر میں جبکہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ صحت کے ساتھ (مستدرک میں) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَطْعَمَ اَخَاهُ حَتّٰى يُشْبِعَهُ وَسَقَاهُ مَاءً حَتّٰى يُرْوِيَهُ بَعَّدَهُ اللّٰهُ عَنِ النَّارِ سَبْعَ خَنَادِقَ بُعْدُ مَا بَيْنَ خَنْدَقَيْنِ مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ عَامٍ

جس شخص نے اپنے بھائی کو کھانا کھلایا حتیٰ کہ اس کا پیٹ بھر گیا اور اسے پانی پلا دیا حتیٰ کہ وہ سیراب ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جہنم کی آگ سے سات خندقوں تک دور کر دے گا اور ہر دو خندقوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہے۔

(الترغیب والترہیب للمنذری باب اطعام الطعام رقم 1359 شعب الایمان للبیہقی رقم 3368)

18-امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَيُّمَا مُؤْمِنٍ اَطْعَمَ مُؤْمِنًا عَلٰى جُوْعٍ اَطْعَمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ وَاَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَقٰى مُؤْمِنًا عَلٰى ظَمَاءٍ سَقَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الرَّحِيْقِ الْمَخْتُوْمِ وَاَيُّمَا مُؤْمِنٍ كَسَا مُؤْمِنًا عَلٰى عُرْيٍ كَسَاهُ اللّٰهُ مِنْ خُضْرِ الْجَنَّةِ

جو مومن کسی دوسرے بندہ مومن کو بھوک کے وقت کھانا کھلائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت جنت میں کے پھل کھلائے گا اور جو مومن کسی دوسرے بندہ مومن کو پیاس کے وقت سیراب کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت صاف ستھری مہر شدہ شراب پلائے گا اور جو مومن کسی دوسرے بندہ

مومن کو بے لباسی کی حالت میں لباس پہنائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت جنتی لباس پہنائے گا۔

(سنن ابوداؤد باب فی فضل سقی الماء رقم 1682 سنن ترمذی باب فی ثواب الاطعام رقم 2449)

قَالَ التِّرْمَذِيُّ وَقْفُهُ عَلٰى اَبِيْ سَعِيْدٍ اَصَحُّ

آتے ہیں جو کام دوسروں کے

19-امام ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''اصطناع المعروف'' میں حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کرتے ہیں:

يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَعْرٰى مَا كَانُوْا قَطُّ وَاَجْوَعَ مَا كَانُوْا قَطُّ وَاَظْمَأَ مَا كَانُوْا قَطُّ وَاَنْصَبَ مَا كَانُوْا قَطُّ فَمَنْ كَسَا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ كَسَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَمَنْ اَطْعَمَ لِلّٰهِ اَطْعَمَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَمَنْ سَقَا لِلّٰهِ سَقَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَمَنْ عَمِلَ لِلّٰهِ اَغْنَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَنْ عَفَا لِلّٰهِ تَعَالٰى اَعْفَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ

لوگوں کو روز قیامت اس حال میں جمع کیا جائے گا کہ ایسے ننگے ہوں کہ کبھی اس سے پہلے نہ تھے اور ایسے بھوکے ہوں گے کہ پہلے کبھی نہ تھے اور ایسے پیاسے ہوں گے کہ پہلے کبھی نہ تھے اور ایسے تھکے ہوں گے کہ پہلے کبھی نہ تھے پس جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے کسی کو لباس پہنایا ہو گا تو اللہ تعالیٰ اسے لباس پہنائے گا اور جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے کھانا کھلایا ہو گا تو اللہ تعالیٰ اسے سیراب فرمائے گا اور جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے (نیک) اعمال کئے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اسے غنی کر دے گا اور جس نے اللہ تعالیٰ کی لئے معاف کیا ہو گا تو اللہ تعالیٰ بھی اسے معاف فرما دے گا۔

(کتاب اصطناع المعروف رقم 8 رسائل ابن ابی الدنیا 512/8)

یاد رہے! یہ روایت مذکورہ الفاظ کے ساتھ مرفوعاً بھی مروی ہے۔

جو بندے کو کھلائے پلائے اس نے گویا رب کو کھلایا پلایا

20- امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِيْ قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ اَعُوْدُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِيْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِيْ عِنْدَهُ يَا ابْنَ اٰدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِيْ قَالَ يَا رَبِّ وَكَيْفَ اُطْعِمُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّهُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِيْ فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ اَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذٰلِكَ عِنْدِيْ يَا ابْنَ اٰدَمَ اسْتَسْقَيْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِيْ قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ اَسْقِيْكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ قَالَ اسْتَسْقَاكَ عَبْدِيْ فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهِ اَمَا اِنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهُ وَجَدْتَ ذٰلِكَ عِنْدِيْ

بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تو میری عیادت کرنے نہیں آیا' بندہ عرض کرے گا اے میرے رب! میں تیری عیادت کیسے کرتا؟ کہ تو تو رب العالمین ہے' اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہو گیا تھا لیکن تو نے اس کی عیادت نہ کی کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔

اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا تھا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا' بندہ عرض کرے گا اے میرے رب! میں تجھے کیسے کھانا کھلاتا کہ تو تو رب العالمین ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا طلب کیا تھا لیکن تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا کیا تجھے

معلوم نہ تھا کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اس (کے ثواب) کو میرے پاس موجود پاتا۔

اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا مگر تو نے مجھے پانی نہیں پلایا بندہ عرض کرے گا کہ اے میرے رب! میں تجھے کیسے پانی پلاتا کہ تو تو رب العالمین ہے؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا لیکن تو نے اسے پانی نہ پلایا کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ اگر تو اسے پانی پلاتا تو اس (کے ثواب) کو میرے پاس پالیتا۔

(صحیح مسلم باب فضل عیادۃ المریض رقم 6556)

سب سے افضل عمل

21- امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ''معجم اوسط'' میں حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا (اللہ تعالیٰ کے نزدیک) کون سا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِدْخَالُ السُّرُوْرِ عَلٰى مُؤْمِنٍ مِنْ شِبْعَةِ جُوْعِهٖ اَوْ كِسْوَةِ عَوْرَتِهٖ اَوْ قَضَيْتَ حَاجَتَهٗ

کسی بندہ مومن کو خوش کرنا بایں طور کہ اسے بھوک کے وقت شکم سیر کر دے یا پردہ پوشی کے لئے لباس پہنا دے یا اس کی کوئی حاجت پوری کر دے (جس سے وہ خوش ہو جائے) (الترغیب والترہیب للمنذری باب اطعام الطعام رقم 1364)

یہ آیات واحادیث مذکورہ تمام کی تمام مسلمانوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب دلانے والی ہیں اور بے شک کھانا کھلانے والا جلیل جل جلالہ کے عظیم ثواب کا مستحق ہوتا ہے اس لئے کھانا کھلانے سے انکار کرنے والوں کی جانب کوئی توجہ ہی نہیں کی جائے گی۔

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر — خدا مہرباں ہو گا عرش بریں پر

Scanned with CamScanner

(109)

غبار آلود ہیں لیکن حقارت سے نہ دیکھو انکو

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایک سائل جو بظاہر بھیک مانگنے والا فقیر مگر درحقیقت خدا رسیدہ بزرگ تھا۔ مسجد میں آیا اور لوگوں سے روٹی کے ایک ٹکڑے کا سوال کیا، مگر کسی نے بھی اس کو روٹی کا ایک ٹکڑا نہیں دیا اور وہ غریب بھوک سے تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ جب موذن نے مسجد میں اس کو مردہ پایا تو لوگوں کو اس کی خبر دی۔ درویش کی موت کا حال سن کر لوگ جمع ہوئے اور آپس میں چندہ جمع کر کے درویش کے کفن دفن کا انتظام کیا۔ درویش کو دفن کر دینے کے بعد جب موذن مسجد میں گیا تو یہ دیکھا کہ جو کفن درویش کو دیا گیا وہ مسجد کی محراب میں پڑا ہوا ہے اور اس کفن پر یہ عبارت تحریر کی ہوئی ہے کہ،

''تم لوگوں کا دیا ہوا کفن تمہارے پاس واپس لوٹایا جا رہا ہے کیونکہ تم لوگ بدترین قوم ہو۔ تم سے درویش نے روٹی کا ایک ٹکڑا مانگا تھا مگر تم لوگوں نے نہیں دیا یہاں تک کہ وہ بھوکا مر گیا۔ ہم اپنے دوستوں کو اپنے غیر کے سپرد نہیں کیا کرتے۔'' (مستطرف ا ص ۱۴۹)

تبصرہ: یہ حکایت نہایت ہی رقت انگیز اور عبرت خیز ہے۔ ایسے بہت سے گدڑی میں چھپے ہوئے لعل ہیں۔ جو بظاہر میلے کچیلے اور حقیر نظر آتے ہیں۔ مگر وہ بارگاہ الٰہی میں محبوبیت کی ایسی بلند ترین منزل پر فائز ہوتے ہیں کہ مولیٰ تعالیٰ ان کو اپنے قرب خاص کی عزت و عظمت کا تاج دار بنا دیتا ہے اور ان کے سینوں کو نور باطن کا سفینہ بنا کر انہیں ایسا

مخزن انوار بنا دیتا ہے کہ ان کی ایک نگاہ سے ذرے رشک آفتاب و غیرت ماہتاب بن جاتے ہیں۔ اس لیے ان فرسودہ حال فقراء کو ہرگز ہرگز کبھی حقارت کی نظروں سے نہیں دیکھنا چاہیے۔ بلکہ اگر ہو سکے تو ان کی کوئی خدمت کر دے۔ ورنہ کم از کم اتنا خیال رکھے کہ ان لوگوں کی کوئی دل آزاری نہ ہونے پائے۔ بزرگوں نے سچ کہا ہے

غبار آلودہ ہیں لیکن حقارت سے نہ دیکھ ان کو
کہ ان کی ٹھوکروں سے سلطنت بنتی، بگڑتی ہے

(روحانی حکایات)

(110)

ولی اللہ کی دشمنی

(حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں) علامہ ابن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ''فتاویٰ حدیثیہ'' میں فرماتے ہیں کہ ایک بہت بڑا قاضی تھا اس کی آمد پر بادشاہ وقت کھڑا ہو کر استقبال کرتا تھا ایک دفعہ کوئی بزرگ آیا تو بادشاہ نے اس بزرگ کی تعظیم کے لئے قیام کیا قاضی صاحب بھی موجود تھے اسے حسد آیا کہ بادشاہ میرے لئے کھڑا ہوتا تھا اور آج اس شخص کے لئے بھی کھڑا ہو گیا ہے میری خصوصیت نہ رہی چنانچہ اس حسد کی آگ میں آ کر کہنے لگا میں اس بزرگ سے ایک مسئلہ پوچھتا ہوں اسے وہ بھی نہ آئے گا بزرگ نے فرمایا: یہ کیا کہہ رہا ہے لوگوں نے بتایا کہ مسئلہ پوچھنے کی غرض میں ہے اور کہتا ہے کہ آپ کو وہ مسئلہ نہیں آئے گا بزرگ نے فرمایا اچھا ایسا ہے تو پھر یہ بے ایمان ہو کر مرے گا چنانچہ آخر میں وہ ایک عیسائی عورت پر عاشق ہو گیا بادشاہ نے سمجھایا کہ آپ عالم دین اور قاضی صاحب ہیں اور یہ غیر مسلم عورت ہے اس کا خیال چھوڑ دے اس نے کہا ناممکن ہے بالآخر اسے کہا گیا کہ مذہب عیسائی اختیار کرے تو یہ عورت تجھے مل جائے گی اس نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا (مرتد ہو گیا) العیاذ باللہ اور اسی حالت میں مرا حضرت امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ولی اللہ کی دشمنی زہر قاتل ہے آپ نے فرمایا اسی لئے شیطان اولیاء اللہ کے متعلق طرح طرح کی گستاخیاں کراتا ہے اور نام لے لے کر کہتا ہے کہ فلاں ولی اللہ ایسا ہے فلاں ایسا ہے ان کے پاس نہ جانا شیطان نے ہر طرح کے رنگ ڈھنگ اختیار کئے ہیں جن کے ذریعہ انسان کو بہکاتا ہے جب اللہ والوں

کی پیاری پیاری ہتھیلیاں دعا کے لئے اٹھ جائیں تو گناہ گاروں کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں لیکن گستاخوں کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا کیونکہ باری تعالیٰ کا فرمان حدیث قدسی میں ہے:

مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ

جو میرے کسی ولی سے عداوت کرے تو میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔

خبردار! یہ تو صحابی ہیں

پھر فرمایا ولی اللہ کی گستاخی کے متعلق سنئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں ان کے لئے محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تھی: اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ (اے اللہ اسے علم دین میں سمجھ اور تفقہ عطا فرما) اسی لئے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بحر علوم ہیں۔

ایک مرتبہ آپ بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہوئے بیت اللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے بیت اللہ تیری بڑی شان ہے بڑی عزت و عظمت ہے لیکن تجھے اگر کوئی ستر مرتبہ گرائے تو اتنا گناہ نہیں جتنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کے حق میں گستاخی کرنا گناہ ہے۔

فرمایا غوث کا بڑا مرتبہ ہوتا ہے لیکن ستر غوث بھی مل جائیں تو ایک صحابی کی شان کو نہیں پہنچ سکتے بھائیو! میں نے دیکھا ہے کہ آج کل بعض مسلمان بھائی بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق مین گستاخانہ الفاظ کہتے ہیں حالانکہ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق اللہ سے ڈرنا''

اللہ اللہ فی صحابی (میرے صحابہ کے حق میں کوئی گستاخانہ کلمہ نہ نکالنا) اور یاد رکھیں اولیاء کماحقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چل کر ولایت کے مراتب حاصل کرتے ہیں بفرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمْ اهْتَدَیْتُمْ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی اطاعت کرو گے

Scanned with CamScanner

ہدایت پا جاؤ گے۔

جہاں اللہ کے پیاروں کی گستاخی سنو

لہٰذا جہاں ولی اللہ کی شان میں کسی سے گستاخی سنو تو لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھو کیونکہ گستاخی کرنے والا شیطان ہوتا ہے اور یہ کلمہ شیطان اور اس کے وساوس کے لئے تیر ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے اور میرے تمام احباب کو کتاب اللہ شریف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرنے والی ہر جماعت میں شامل سمجھیں

فرمایا: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں واضح فرامین کے باوجود کئی لوگ ان کی شان میں گستاخ ہیں حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: ''لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِيْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهٗ رواه بخاری ومسلم عن سعيد الخدری رضی الله عنه '' تم میرے صحابہ کی شان میں گستاخی نہ کرو اگر تمہارا کوئی آدمی احد پہاڑ جتنا بھی سونا راہ خدا میں خرچ کرے تو صحابہ کے مد یا اس کے نصف کو بھی نہ پہنچے گا (ایک سیر کھجور یا اس کا نصف بھی نہیں ہوگا)

(انوار قمریہ)

(111)

لمحہ فکریہ

ایک عورت حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور ان سے کہا کہ چوہے میرے گھر میں مٹی تک گزر گئے ہیں (کچھ بھی کھانے کو نہیں پاتے ہیں اس لئے کمزور ہو گئے ہیں اور مٹی پر جیتے ہیں نہ غلہ وغیرہ پر) پس قیس نے کہا: عنقریب میں ان کو چھوڑوں گا کہ وہ شیروں کی طرح کودیں گے اس کے بعد انہوں نے ہر قسم کے دانے اور کھانے وغیرہ اس قدر پاس بھیجے کہ اس کا گھر بھر گیا اور قیس حلیم اور سخی آدمی تھا اور (اس حکایت میں) عفا کے معنی خاک اور مٹی کے ہیں اور اس عورت کا مقصد یہ تھا کہ اس کے گھر میں کوئی ایسی چیز باقی نہیں ہے جس کو چوہے کھائیں۔ (قلیوبی)

☆ امیر رکن الدولہ کے پاس ایک بلی تھی جو اس کی مجلس میں حاضر رہتی تھی اور جب رکن الدولہ کو اپنے کسی بھائی کی اپنے پاس حاضری کی ضرورت ہوتی تھی یا کوئی حاجت پیش آتی تھی تو وہ ایک پرچہ لکھتا اور اس بلی کے گلے میں لٹکا دیتا تھا چنانچہ وہ اس شخص کے پاس جاتی تھی پھر وہ یا خود حاضر ہوتا تھا یا اس کا جواب لکھتا تھا اور اس کی گردن میں لٹکا دیتا تھا پھر وہ بلی رکن الدولہ کے پاس واپس آتی تھی اور جب وہ بلی کسی مقام سے مانوس ہو جاتی تھی تو دوسری بلیوں کو وہاں سے بھگا دیتی تھی اور ان سے سخت جنگ کرتی تھی۔ واللہ اعلم الصواب۔ (ایضاً)

Scanned with CamScanner

جو سب سے بدتر ہے وہی سب سے بہتر ہے

ذکر کرتے ہیں کہ حکیم لقمان نوبی بن عنقاء بن بروق شہر ایلہ کے رہنے والے تھے ان کو مالک نے ایک بکری دی اور حکم دیا کہ ذبح کریں اور اس میں جو سب سے بدتر عضو ہو اس کو اس کے پاس لائیں چنانچہ انہوں نے اس کو ذبح کیا اور اس کا دل اور زبان اس کے پاس لائے پھر مالک نے ان کو ایک اور بکری دی اور حکم دیا کہ اس کو ذبح کریں اور اس میں جو عضو سب سے بہتر ہو اس کو اس کے پاس لائیں انہوں نے اس کو ذبح کیا اور اس کا دل اور زبان اس کے پاس لائے پس مالک نے لقمان سے اس کی وجہ پوچھی تو لقمان نے اس سے کہا کہ اے میرے آقا جب یہ دونوں عضو برے ہو جاتے ہیں تو ان سے بدتر اور کوئی عضو نہیں ہے اور جب یہ دونوں اچھے ہوتے ہیں تو ان سے بہتر دوسرا اعضو نہیں ہو سکتا۔ (ایضاً)

(112)

حضرت زینت بنت جحش رضی اللہ عنہا کی سخاوت

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بحرین سے واپسی پر میں نے عشاء کی نماز آپ کے پیچھے ادا کی نماز سے فراغت کے بعد میں نے سلام عرض کیا آپ نے جواب دے کر پوچھا ''اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! بحرین سے کیا لے کر آئے ہو؟'' میں نے کہا: ''پانچ لاکھ درہم'' فرمایا: ''جانتے ہو تم کتنی رقم کہہ رہے ہو؟'' میں نے کہا جی ہاں ایک سو ہزار' ایک سو ہزار' ایک سو ہزار' اسی طرح میں نے پانچ مرتبہ گنا آپ نے فرمایا: ''اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ شاید تمہیں نیند آرہی ہے جاؤ ابھی گھر جا کر آرام کرلو کل صبح میرے پاس آنا'' چنانچہ میں گھر چلا آیا صبح جب دربار خلافت میں پہنچا تو آپ نے پھر پوچھا ''اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بحرین سے کیا لائے ہو؟'' میں نے کہا: ''حضور! میں بالکل سچ کہہ رہا ہوں میں واقعی پانچ لاکھ درہم لایا ہوں'' آپ نے لوگوں سے فرمایا: ''اے لوگو! بے شک میرے پاس کثیر مال آیا ہے بتاؤ گن کر تمہارے درمیان تقسیم کروں یا تول کر''۔

ایک شخص نے کہا: ''اے امیر المومنین میں نے عجمیوں کو دیکھا ہے کہ وہ رجسٹر وغیرہ میں لوگوں کے نام لکھ لیتے ہیں اور پھر اس رجسٹر کو دیکھ کر حق داروں میں غلہ وغیرہ تقسیم کیا جاتا ہے'' آپ نے مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے پانچ ہزار' انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے چار ہزار اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے لئے بارہ ہزار درہم

Scanned with CamScanner

مقرر کئے حضرت سیّدہ برزہ بنت رافع رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب امیر المومنین سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس جزیہ وغیرہ کا مال آیا تو آپ نے اُمّ المومنین حضرت سیّدہ زینب بن جحش کے لئے بہت سا مال بھجوایا انہوں نے مال کثیر دیکھ کر فرمایا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مغفرت فرمائے میرے علاوہ میرے اور مسلمان بھائی بھی ہیں جو اس مال کے مجھ سے زیادہ محتاج ہوں گے'' لوگوں نے کہا: ''یہ سب کا سب آپ کے لئے ہے (دیگر حق داروں کو اپنا حصہ مل چکا ہے) آپ نے سبحان اللہ عزوجل کہہ کر زمین پر ایک کپڑا بچھاتے ہوئے کہا: ''سارا مال یہاں ڈال کر اس پر ایک کپڑا ڈال دو'' لوگوں نے تمام درہم وہاں ڈال دیئے۔

اُمّ المؤمنین کی انوکھی دعا جو قبول بھی ہوگئی

حضرت سیّدہ برزہ بنت رافع رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر آپ نے مجھ سے فرمایا ''اس کپڑے کے نیچے اپنا ہاتھ ڈال کر ایک مٹھی درہموں کی بھرو اور فلاں یتیم کو دے آؤ' ایک مٹھی فلاں غریب کو دے آؤ ایک مٹھی فلاں رشتہ دار کو دے آؤ'' آپ حکم فرماتی جاتیں اور میں لوگوں میں تقسیم کرتی جاتی۔ یہاں تک کہ چند درہموں کے علاوہ باقی تمام درہم تقسیم فرما دیئے پھر میں نے عرض کی: ''اللہ عزوجل آپ کی مغفرت فرمائے کیا اس میں ہمارا کچھ حصہ نہیں؟'' فرمایا: ''ہاں! جو باقی بچا ہے وہ تمہارے لئے ہے'' میں نے کپڑا اٹھایا تو اس کے نیچے صرف پچاسی درہم باقی تھے'' پھر اُمّ المومنین حضرت سیّدنا زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے ہاتھ اٹھا کر اس طرح دعا کی: ''اے اللہ عزوجل! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب سے مجھے اس کے بعد کوئی ہدیہ نصیب نہ ہو'' پھر اسی سال آپ کا انتقال ہوگیا۔ (عیون الحکایات)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود

اللہ عزوجل کی کروڑوں رحمتیں ہوں مومنین کی ان ماؤں پر جنہوں نے ہر حال میں

رب کریم کا شکر ادا کیا خود بھوک و پیاس برداشت کر کے امت کے غرباء وفقراء کی پریشانیاں دور فرمائیں انہیں مال و دولت اور دنیوی ساز وسامان سے محبت نہ تھی بلکہ وہ تو خالق حقیقی کی محبت میں سرشار تھیں دنیوی مال و دولت کی آمد انہیں خوش نہ کرتی بلکہ اس کی فراوانی ان کے لئے پریشانی کا باعث بنتی ان کے پاس جو مال آتا اسے فوراً صدقہ کر دیتیں۔ یہ سب ہمارے مدینے والے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت وصحبت کا اثر تھا جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی امتی کی پریشانی نہیں دیکھی جاتی اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والے بھی امت مسلمہ کو پریشانی میں مبتلا دیکھ کر بے قرار ہو جاتے انہیں پاکیزہ ہستیوں کے رحم وکرم سے ہم جیسے گناہ گاروں کا گزارہ ہو رہا ہے ہمارے مدینے والے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری ثروت وعزت ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں ان کے دامن کرم سے ہمیشہ ہمیشہ وابستہ رکھے)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

(113)

پیٹ پر پتھر

جنگ خندق کی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں مسلمانوں کی جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد خندق کی کھدائی میں مشغول تھی بہت سے مسلمانوں کے گھروں میں ایک وقت کی روٹی بھی دستیاب نہ تھی پھر بھی وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے انتہا محبت اور شدید لگاؤ کے سبب آپ کے حکم کی تعمیل میں لگے رہتے تھے بھوک کی شدت سے نڈھال ہو جاتے تو اپنے پیٹ پر پتھر باندھ کر خندق کی کھدائی کرتے تاکہ زیادہ سے زیادہ بھوک برداشت کرسکیں حتیٰ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے پیٹ پر بھوک کی وجہ سے پتھر باندھ رکھے تھے اور خندق کی کھدائی میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ پورے انہماک کے ساتھ مشغول تھے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

(شَكَوْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُوْعَ فَرَفَعْنَا عَنْ بُطُوْنِنَا عَنْ حَجَرٍ حَجَرٍ، فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَجَرَيْنِ)

”ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھوک کا شکوہ کیا اور اپنے پیٹ کے ساتھ ایک ایک پتھر بندھا ہوا دکھایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیٹ پر دو پتھر بندھے ہوئے ہمیں دکھائے“۔ (جامع ترمذی مشکاۃ المصابیح 448/1)

خندق کی کھدائی کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد ایک ہزار اور واقدی کی روایت کے مطابق تین ہزار بتائی گئی ہے خندق کی کھدائی کے دوران کئی معجزات رونما ہوئے ان میں سے ایک معجزہ ہم یہاں ایک صحابیہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔

معجزانہ برکت

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی بہن کا بیان ہے کہ میری والدہ عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بلایا اور دو مٹھی کھجوریں دے کر کہنے لگیں انہیں اپنے والد بشیر اور ماموں (عبداللہ بن رواحہ) کی خدمت میں لے جاؤ تاکہ وہ دوپہر کے کھانے میں کچھ کھالیں میں کھجوریں لے کر اپنے والد اور ماموں کی تلاش میں نکلی وہ دونوں دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ خندق کی کھدائی میں مشغول تھے مجھے انہیں تلاش کرتے ہوئے دیکھ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا اور پوچھنے لگے

مَا الَّذِیْ مَعَكِ ”تیرے پاس کیا ہے؟“

میں نے عرض کیا: هٰذَا تَمْرٌ بَعَثَتْنِیْ بِهٖ اُمِّیْ اِلٰى اَبِیْ وَخَالِیْ یَتَغَدَّیَانِهٖ

”یہ چند کھجوریں ہیں جنہیں دے کر میری امی نے میرے ابو اور ماموں کے پاس بھیجا ہے تاکہ وہ دوپہر کے کھانے میں کچھ کھالیں“

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (هاتیة) ”یہ کھجوریں مجھے دے دو“

میں نے کھجوریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھوں میں رکھ دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیاں نہیں بھریں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے چادر بچھائی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر پر کھجوریں پھیلا دیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے فرمایا: ”اہل خندق کو آواز دو کہ وہ آکر دوپہر کا کھانا کھالیں“۔

یہ آواز سنتے ہی خندق کی کھدائی کرنے والے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دسترخوان پر حاضر ہوئے اور کھجوریں تناول کرنے لگے اہل خندق کھجوریں کھاتے گئے اور وہ بڑھتی گئیں سارے اہل خندق کھا کر واپس ہو گئے مگر کھجوریں تھیں کہ کپڑے کے کنارے سے باہر گر رہی تھیں۔

واضح رہے کہ خندق کی کھدائی کے دوران اس قسم کے کئی معجزانہ برکات کا ظہور ہوا

(دیکھیے سیرت ابن ہشام 218/2 المغازی للواقدی 476/2 اسد الغابۃ 414/7)

Scanned with CamScanner

(114)

اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

حماد بن سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک حضرت ثابت البنانی رضی اللہ عنہ اپنی قبر سے باہر اٹھالئے گئے ہم نے ان کی قبر میں کسی قسم کا کوئی نشان نہ دیکھا۔

حضرت ثابت البنانی رضی اللہ عنہ دعا کیا کرتے تھے اے اللہ اگر اپنے بندوں میں سے کچھ لوگوں کو قبروں سے اٹھائے تو مجھے ضرور ان میں سے کر دینا۔

جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 505

شیبان بن جسر کے والد محترم نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے حضرت ثابت البنانی کی قبر میں ان کی تدفین کرنے والوں میں ایک میں بھی اترا اور ایک میرے ساتھ حضرت حمید الطویل تھے یا کوئی اور آدمی (راوی کو نام کا شک ہے) کہا کہ جب ہم نے ان کی لحد میں پکی اینٹیں لگا دیں تو اتفاقاً ایک اینٹ ٹوٹ کر گر گئی

چنانچہ جب میں نے اندر جھانکا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ثابت البنانی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ تم نے کیا دیکھا ہے تو اس نے کہا: خاموش رہو

چنانچہ جب ہم نے قبر مکمل کر لی ہم ان کی بیٹی پاس آئے اور کہا کہ آپ کے والد محترم کیا خاص عمل کرتے تھے؟

آپ کی بیٹی نے کہا: اس کے بارے میں وضاحت یہ ہے کہ وہ پچاس سال تک

راتوں کو عبادت میں گزارتے رہے اور سحری ہوتی تو یہ دعا کرتے تھے

عجیب وغریب دُعا

اے اللہ! اگر کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت دے تو مجھے قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت ضرور عطا فرمانا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اس دعا کو رد نہیں فرمایا بلکہ شرف قبولیت عطا فرمادیا۔

(حلیۃ الاولیاء (ابونعیم) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 319 'شعب الایمان (بیہقی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 156 'الروض الانف (ابوالقاسم سہیلی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 89 'احوال القبور (ابن رجب) صفحہ نمبر 68 ' سلوۃ الاحزان (ابن جوزی) کما قال المنبہانی' الدحش (ابن جوزی) صفحہ نمبر 355 'صفۃ الصفوۃ (ابن جوزی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 263 'الیواقیت والجواہر (شعرانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 560 'طبقات الاولیاء (ابن ملقن) 297 واقعات ہجری صفحہ نمبر 20 'تہذیب الکمال (مزی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 348 ' سیر اعلام النبلاء (ذہبی) جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 222 'جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 505 'سبل الھدی والرشاد (یوسف صالحی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 113 جلد نمبر 12 صفحہ نمبر 367)

ابراہیم بن صمہ مہلبی نے بیان کیا ہے کہ مجھے بہت سے لوگوں نے بیان کیا ہے کہ صبح کے وقت ہم جب بھی حضرت ثابت البنانی کی قبر کے پاس سے گزرتے تو ہم نے قبر سے قرآن پاک کے پڑھے جانے کی آواز سنی۔

(حلیۃ الاولیاء (ابونعیم) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 366 'احوال القبور (ابن رجب) صفحہ نمبر 68 'سلوۃ الاحزان (ابن جوزی) کمال قال النبہانی' جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 505)

(115)

میت کی طرف سے کھانا کھلانا

پس اگر کوئی کہنے والا کہے کہ انکار کرنے والا شخص اس وجہ سے انکار کر رہا ہے کہ یہ کھانا جو میت کی طرف سے کھلایا جا رہا ہے بھلا اس کے جواز پر کون سی شرعی دلیل ہے؟

ہم کہیں گے کہ اس بنیاد پر تو انکار کرنے کی کوئی وجہ ہی نہیں بنتی کیونکہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ''احیاء العلوم'' میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بے شک مومنین کی روحیں ہر شب جمعہ اور روز جمعہ آتی ہیں اور اپنے اپنے گھروں کے باہر کھڑی ہو جاتی ہیں پھر ان میں سے ایک غمزدہ آواز میں پکارتی ہے اے میرے گھر والو! اے میرے بچو! اے میرے رشتے دارو! اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے ہم پر صدقہ و دعا کے ذریعے مہربانی کرو ہمیں بھی یاد رکھو' ہمیں بھول نہ جاؤ' ہماری مشکل گھڑی میں ہم پر رحم کرو' ان میں سے ہر ایک اسی طرح روتے ہوئے غمزدہ حالت میں پکارتی رہتی ہے حتیٰ کہ خطیب جمعہ کا خطبہ دینے لگتا ہے۔

مرنے کے بعد ارواح کا گھروں میں آنا

''جواہر القلوب'' میں ''مصابیح'' سے روایت نقل کی گئی ہے۔ بے شک مردے کی روح شب جمعہ اپنے گھر آتی ہے اور دیکھتی ہے کہ کیا کسی نے اس کے لئے کچھ صدقہ کیا

ہے یا اسے کسی بھلائی کے ساتھ یاد کیا ہے پس وہ صبح تک وہیں رہتی ہے پھر اگر کسی شئی کو بھی نہیں پاتی تو نامراد واپس لوٹ جاتی ہے۔

''دستور القضاۃ'' میں مذکور ہے: مومنین کی روحیں ہر شب جمعہ آتی ہیں اور اپنے گھروں کے باہر کھڑی ہو جاتی ہیں پھر ان میں سے ہر ایک غمزدہ آواز میں پکارتی ہے اے میرے گھر والو! اے رشتہ دارو! ہم پر صدقہ و دعا کے ذریعے مہربانی کرو ہمیں بھی یاد رکھو بھول مت جاؤ' ہماری مشکل گھڑی میں ہم پر رحم کرو' اس تنگ قبر اور سخت قید خانے میں ہمارے سہارے کے لئے کوئی نہیں ہے جبکہ غم طویل اور محتاجی و بے بسی حد سے زیادہ ہے۔

یہ مال جواب تمہارے ہاتھوں میں ہے کبھی ہمارے ہاتھوں میں ہوا کرتا تھا اگر ہم نے اسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں صرف کیا ہوتا تو آج اس مال میں سے تم سے کسی چیز کا سوال نہ کرتے کہ اب تم لوگ تو کھا پی رہے ہو اور ہم عذاب وحساب میں مبتلا ہیں پس یہ کہتے ہوئے وہ ارواح غمزدہ حالت میں روتی ہوئی لوٹ جاتی ہیں اور پھر ان میں سے ہر ایک اس غمزدگی کے عالم میں بارگاہ الٰہی میں فریاد کرتی ہیں: اے اللہ! انہیں اپنی رحمت سے اسی طرح مایوس رکھنا جیسا کہ انہوں نے ہمیں دعا اور صدقہ سے مایوس رکھا ہے۔

''کنز العباد'' میں حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

جب جمعہ یا عید یا عاشورا کا دن یا شعبان کی پندرہویں شب آتی ہے تو تمام روحیں آ کر اپنے اپنے گھروں کے دروازوں پر کھڑی ہو جاتی ہیں اور کہتی ہیں اے ہمارے گھر میں سکون سے رہنے والو! کیا تم میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو ہماری بے بسی میں ہمیں یاد کرتا ہو اے ہمارے کشادہ گھروں میں ڈیرے ڈالنے والو! ہم تو قبر کی گہرائیوں میں ہیں اے ہماری عورتوں سے نکاح کر لینے والو! کیا تم میں سے کوئی ہے جو ہماری بے بسی اور محتاجی میں ہمیں یاد کرتا ہو ہماری بساط تو لپیٹ دی گئی ہم تو مر چکے' لیکن تمہاری زندگی ابھی باقی ہے (اسے غنیمت جانو اور اچھے اعمال کرو)

Scanned with CamScanner

مرنے والا منتظر رہتا ہے

''جمع الجوامع'' میں حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مَا الْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ اِلَّا كَالْغَرِيْقِ الْمُتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهُ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ اِبْنٍ اَوْ صَدِيْقٍ فَاِذَا لَحِقَتْهُ كَانَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيُدْخِلُ عَلٰى اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ اَهْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَاِنَّ هَدِيَّةَ الْاَحْيَاءِ اِلَى الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ''

ترجمہ: ''میت قبر میں اس ڈوبنے والے شخص کی مثل ہوتی ہے جو ڈوبتے ہوئے (آخری سہارے کی تلاش میں) پکار رہا ہوتا ہے یہ (میت) اپنے والد' والدہ' بھائی' بہن اور دوست وغیرہ کی طرف سے دعاؤں (اور صدقات) کی منتظر ہوتی ہے پس اگر اسے ان میں سے کسی کی طرف سے کچھ مل جاتا ہے تو اس کے نزدیک یہ دنیا و مافیھا سے بہتر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ زمین والوں (زندوں) کی دعاؤں کو اہل قبور پر پہاڑ کی طرح کر کے داخل فرماتا ہے (ان کا ثواب بڑھا دیتا ہے) اور زندوں کا مردوں کے لئے (بہترین) تحفہ ان کے لئے استغفار کرنا ہے۔

(جمع الجوامع 257/6 رقم 18959 شعب الایمان للبیہقی 203/6 مشکوۃ المصابیح رقم 2355)

''کنز العباد'' میں کتاب الشرعہ سے منقول ہے: مرنے والے کی طرف سے مرنے کے بعد سے سات دن تک صدقہ و خیرات کرنا ''مستحب'' ہے۔

''التجنیس'' کی کتاب الصلوٰۃ کی پانچویں فصل میں مذکور ہے:

اگر کوئی اس لئے نماز پڑھے یا روزہ رکھے یا غلام آزاد کرے یا کوئی اور نیکی و بھلائی کا کام کرے تا کہ اس کا ثواب میت کو ملے تو ایسا کرنا بلاشبہ جائز ہے اور میت کو اس کا

ثواب بھی پہنچتا ہے ایسی نیت قابل اعتبار ہے اور ایصال ثواب کے لئے ایسے اعمال کئے جا سکتے ہیں۔

اس مسئلہ کی تائید

اس مسئلے کی تائید حضرت امام بخاری و مسلم کی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی والدہ کی طرف سے صدقہ کرنے کے لئے دریافت کیا کہ وہ اچانک انتقال کر گئیں اور کوئی وصیت بھی نہ کر سکیں تو اگر میں ان کی طرف سے کوئی صدقہ کروں تو کیا انہیں اس کا کوئی فائدہ ہوگا؟'' تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کی طرف سے صدقہ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا:

اور اس کے علاوہ بھی جو دیگر ارشادات (مختلف روایات میں) فرمائے ان تمام کا ماحاصل یہ ہے کہ اس صدقے سے ان کو نفع ملے گا پھر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ''مخراف'' نامی باغ صدقہ کیا' جبکہ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ کنواں کھودیں اور ان کی طرف سے پانی کا صدقہ کریں۔

نیز ایک اور روایت میں ہے کہ انہوں نے اپنی والدہ کی طرف سے غلام آزاد کرنے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کرنے کے بارے میں حکم ارشاد فرمایا

''شرح النقایہ'' کے ''مسائل شتی'' میں منقول ہے۔ اگر کسی شخص نے میت کے ایصال ثواب کی غرض سے کوئی نیکی و بھلائی کا عمل کیا یا نماز پڑھی یا صدقہ کیا تو ایسا کرنا بلاشبہ جائز ہے اور میت کو اس کا ثواب بھی ملے گا۔

''الواقعات'' میں مذکور ہے: اگر کوئی شخص میت کی طرف سے صدقہ کرتا ہے یا اس کے لئے دعائے خیر کرتا ہے تو میت کو اس کا ثواب ملتا ہے کیونکہ احادیث مبارکہ میں موجود ہے کہ اگر کوئی زندہ کسی میت کی طرف سے صدقہ کرے یا اس کے لئے دعا کرے

Scanned with CamScanner

تو ''یہ اعمال'' میت کے سامنے ایک نورانی طشت میں رکھ کر پیش کئے جاتے ہیں۔

اہل مدینہ کا معمول

اسی وجہ سے اہل مدینہ نے (ایصال ثواب کے خصوصی اہتمام کے لئے) بعض دنوں کی بھی تعین کر رکھی ہے اور مسلمانوں میں سے کسی ایک نے بھی ان مقررہ دنوں میں صدقہ وخیرات اور کھانا وغیرہ کھلانے کا اہتمام پر انکار واعتراض نہیں کیا ہے اور اگر کسی نے انکار کیا بھی ہے تو اس کی جانب توجہ نہیں کی گئی ہے کیونکہ اس کا انکار اہل مدینہ کے (مجموعی) معمول کے خلاف ہے اور (مجموعی عمل دراصل) اجماع کی ایک صورت ہے اس لئے اس بارے میں کسی مسلمان کو انکار نہیں کرنا چاہئے۔

پس اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ماقبل آپ نے جو باتیں (اور دلائل) بیان کئے ہیں ان کا مقصد تو میت کی طرف سے صدقہ وخیرات کرنا اور کھانا کھلانا ہے (تاکہ میت کو اس کا ثواب پہنچے) لیکن یوم پیدائش اور انتقال سے اس کی کیا نسبت؟ جبکہ ہمارا سوال تو اسی بنیاد پر تھا؟ تو امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح مواہب لدنیہ'' میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا:

یوم میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میرے نزدیک (میلاد النبیؐ منانے کے لئے) بنیادی دلیل وہ روایت ہے جسے ''صحیحین'' (صحیح بخاری اور صحیح مسلم) میں روایت کیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو عاشورا کے دن روزہ رکھتے ہوئے دیکھا تو ان سے پوچھا گیا ایسا کیوں کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کی اس دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو (دریائے نیل میں) غرق کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس سے نجات دی تو ہم لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکر بجالانے کے لئے اس دن کا روزہ رکھتے ہیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''فَنَحْنُ اَحَقُّ بِمُوْسٰی مِنْکُمْ فَصَامَهٗ وَاَمَرَ بِصِیَامِهٖ''

ہم لوگ تم سے زیادہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق دار ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

(صحیح بخاری باب صوم عاشوراء رقم 3397 صحیح مسلم باب صوم عاشوراء رقم 2656)

(اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا) کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی احسان وانعام کے ملنے والے مخصوص دن پر اس کا شکر بجالایا جائے لہٰذا کون سی نعمت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت وجلوہ گری سے بڑھ کر ہوسکتی ہے۔

اسی لئے (ولادت اقدس) کے دن اللہ تعالیٰ کا شکر سجدہ روزہ صدقہ اور تلاوت قرآن ودیگر عبادات کے ذریعے ادا کیا جاسکتا ہے اور اس بارے میں مجھ سے قبل حافظ ابن رجب نے (لطائف المعارف میں) اس پر (مفصل کلام) کیا ہے۔

میلاد منانے کی ایک عجیب دلیل

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کے حوالے سے'' ایک اور دلیل جو مجھ پر ظاہر ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ جسے امام بیہقی نے حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

''اِنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنْ نَفْسِهٖ (بَعْدَ النُّبُوَّةِ)''

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت کے بعد خود اپنا عقیقہ فرمایا۔

(سنن کبریٰ للبیہقی 253/14 رقم 19813 معجم الاوسط للطبرانی رقم 993 مسند بزار 74/2)

اور (شرعی مسئلہ یہ ہے کہ) عقیقہ دوبارہ نہیں کیا جاتا حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن ہی میں (پیدائش کے ساتویں دن) آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیقہ کر دیا تھا (لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خود دوبارہ عقیقہ ادا کرنا) اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنی ولادت کے) شکرانہ کے طور پر اسے دوبارہ کیا تھا۔

اسی طرح ہمارے لئے مستحب ہے کہ ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت

Scanned with CamScanner

اقدس کے دن خوشیوں کا اظہار کریں لوگوں کو جمع کریں کھانا کھلائیں اور اس طرح کے دیگر نیکی والے کام کرتے ہوئے خوشیاں منائیں۔

علامہ نجم نے اس مذکورہ بالا (عقیقہ والی) حدیث کو منکر شمار کیا ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر نے ان کے قول کو بیان کیا ہے بلکہ انہوں نے تو ''شرح مہذب'' میں لکھا ہے:

حدیث: ''انه صلى الله عليه وسلم عق عن نفسه'' باطل ہے تو ایسی صورت میں (امام سیوطی کا) اسے دلیل بنانا درست نہیں ہے ہوگا؟ اس کے جواب میں امام عابد سندھی لکھتے ہیں کہ

حدیث ثویبہ سے استدلال

میں (امام عابد سندھی) کہتا ہوں: مواہب لدنیہ اور اس کی شرح زرقانی میں منقول ہے کہ جس کا ماحصل یہ ہے کہ ابولہب کو مرنے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کیا حال ہے؟

اس نے کہا آگ میں جل رہا ہوں لیکن ہر پیر کی رات اس عذاب میں کچھ کمی کر دی جاتی ہے اور وہ یوں کہ مجھے ان دو انگلیوں کے درمیان سے پانی چوسنے کو ملتا ہے اور اس نے اپنے انگوٹھے کے برابر والی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔

جیسا کہ امام عبدالرزاق کی روایت میں موجود ہے اس نے کہا: یہ اس وجہ سے تھا کہ میں نے ثویبہ (لونڈی) کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خبر دینے اور انہیں دودھ پلانے کے صلے میں آزاد کر دیا تھا۔

اس روایت کو امام بخاری (نے اختصار کے ساتھ کتاب النکاح میں) امام عبدالرزاق (نے مصنف میں) اور امام اسماعیل نے بھی روایت کیا ہے۔

امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ کے موقع پر خوشیاں منانے کے اجر میں اس کافر ابولہب کے عذاب میں کمی کر دی گئی حالانکہ اس کی مذمت میں قرآن پاک کی ایک مکمل سورۃ نازل ہوئی تو اللہ تعالیٰ کو

ایک ماننے والے اس مسلمان امتی کے اجر و ثواب کا کیا عالم ہوگا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشیاں مناتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنی بساط و طاقت کے مطابق صدقہ و خیرات کرتا ہے۔

میلاد منانا اہل ایمان کا ہمیشہ سے معمول رہا ہے

امام حافظ شمس الدین محمد بن ناصر دمشقی نے مذکورہ بالا ابولہب کے واقعہ کے بارے میں یہ اشعار کہے:

اِذَا كَانَ هٰذَا كَافِرًا جَاءَ ذَمُّهُ
وَ تَبَّتْ يَدَاهُ فِي الْجَحِيْمِ مُخَلَّدًا
اَتٰى اَنَّهُ فِيْ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ دَائِمًا
يُخَفَّفُ عَنْهُ لِلسُّرُوْرِ بِاَحْمَدَا
فَمَا الظَّنُّ بِالْعَبْدِ الَّذِيْ كَانَ عُمْرُهُ
بِاَحْمَدَ مَسْرُوْرًا وَمَاتَ مُوَحِّدًا

ترجمہ: جب ابولہب جیسے کافر کے لئے ''جس کی مذمت قرآن حکیم میں بیان کی گئی ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں (عذاب کی وجہ سے) اس کے ہاتھ ٹوٹتے رہیں گے'' کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی خوشی منانے کی وجہ سے ہر پیر کے دن عذاب میں کمی کر دی جاتی ہے تو کتنا خوش نصیب ہوگا وہ مسلمان جس کی ساری زندگی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشیوں میں گزری اور وہ حالت ایمان پر اس دنیا سے رخصت ہوا۔

خدا کی قسم! ایسے مسلمان کی جزا یہ ہے کہ اللہ کریم ایسے بندے کو اپنے فضل عمیم سے جنت میں داخل فرمائے گا' اور ہمیشہ سے اہل اسلام نور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے مہینے میں میلاد کی محافل منعقد کرتے آئے ہیں اور وہ اس مہینے میں دعوتوں کا اہتمام کرتے ہیں اور اس مہینے کی راتوں میں صدقات و خیرات کی مختلف

Scanned with CamScanner

صورتوں کا مظاہرہ کرتے ہیں اور اظہار مسرت اور نیکی کے کاموں میں کثرت کیا کرتے ہیں اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (کے واقعات وفضائل) بیان کرنے کا اہتمام کرتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک پر اس کی برکات اور فضل عظیم کا نزول ہوتا ہے۔

محافلِ میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم):

محافل میلاد کے مجربات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جس سال میلاد منایا جائے تو اس سال امن قائم رہتا ہے نیز (محفل میلاد) نیک مقاصد اور دلی خواہشات کی فوری تکمیل کے لئے بشارت ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم فرمائے جس نے اس مقدس مہینے کی راتوں کو بھی عید کی طرح منا کر اس شخص کے لئے قیامت قائم کردی جس کے دل میں اسے منانے سے مرض تھا (یہاں تک کہ وہ کلام مذکور ہے جو کہ) امام الجزری رضی اللہ عنہ (نے اپنی کتاب ''عرف التعریف بالمولد الشریف'' میں) ذکر کیا

سب سے پہلے جس شخص نے (باقاعدہ محافل) میلاد کا آغاز کیا اس کا نام مظفر ابوسعید تھا یہ ''اربل'' کا بادشاہ گزرا ہے امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''تاریخ'' (البدایہ والنہایہ) میں لکھا ہے:

وہ (بادشاہ مظفر ابوسعید) ماہ ربیع الاول میں میلاد کا اہتمام کرتا اور اس سلسلے میں عظیم الشان محفل کا انعقاد کرتا تھا ان تمام باتوں کے علاوہ وہ بہادر، دلیر، حملہ آور، جری، دانا، عالم اور عادل شخص تھا اللہ تعالیٰ اس پر رحمت نازل فرمائے اور اسے بلند مرتبہ عطا فرمائے اس کی بادشاہت کا دور طویل رہا حتیٰ کہ شہر ''عکا'' کے محاصرے کے دوران جب اس نے فرنگیوں کے گرد گھیرا ڈال رکھا تھا اس کی وفات ہوئی اور یہ 630ھ کا زمانہ تھا۔

شاہی محفل میلاد کا حال

سبط ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''مرآۃ الزمان'' میں لکھا ہے:

بعض لوگوں نے بیان کیا کہ سلطان مظفر کے منعقدہ میلاد کے موقع پر جو شاہی

دسترخوان بچھایا جاتا اس میں پانچ ہزار بھنے ہوئے بکروں کی سریاں، دس ہزار مرغ، ایک سو گھوڑے، ایک لاکھ مٹی کے پیالے (مکھن سے بھرے ہوئے) اور تیس ہزار شیریں اقسام کے کھانے شامل ہوتے تھے سلطان کی دعوت میں بڑے بڑے صوفیائے کرام اور علماء کرام تشریف لاتے اور سلطان انہیں اعزاز واکرام سے نوازتا اس مجلس میں بخور سلگایا جاتا، سلطان ہر سال محفل میلاد پر تین لاکھ دینار خرچ کرتا تھا۔

یہاں تک وہ کلام ہے جسے ہم نے مواہب لدنیہ اور اس کی شرح (زرقانی) سے اخذ کیا ہے۔ اس کے بعد علامہ امام عابد سندھی لکھتے ہیں کہ میں (امام عابد سندھی) نے اپنے دادا (شیخ الاسلام محمد مراد انصاری رحمۃ اللہ علیہ) کے ''فتاویٰ'' میں فارسی زبان میں لکھی ہوئی عبارت دیکھی جس کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ ''کتاب الشمائل'' میں مذکور ہے:

علمائے کرام نے اس بارے میں قدرے اختلاف کیا ہے کہ اس (میلاد النبی والے) دن روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو ثواب کا تحفہ نذر کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا حال

تو اس کے جواب میں بعض علمائے کرام نے ارشاد فرمایا:

ایسا تحفہ نذر نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس میں بے ادبی کا اندیشہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم (کو تو امتی کے ثواب) کی ضرورت نہیں ہے جبکہ بعض دیگر علماء کرام نے ارشاد فرمایا: ضرور (بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم) میں ایسا نذرانہ پیش کیا جائے گا چاہے قلیل ہو یا کثیر، کیونکہ نبی ہو یا ولی ہر ایک اللہ تعالیٰ کی رحمت کا محتاج ہے اور اس کی رحمت سے کسی کو استغناء حاصل نہیں۔

يَوْمَ مَوْلِدِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَبَحَ اَبُوْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ مِائَةَ نَاقَةٍ وَتَصَدَّقَ بِهَا

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دن حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سو اونٹ ذبح کر کے صدقہ کیے۔

Scanned with CamScanner

تَصَدَّقَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فِيْ ذٰلِكَ بِثَلَاثَةِ اَقْرَاصٍ مِنْ شَعِيْرٍ

اسی طرح حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے (میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دن) تین بڑے برتن گندم سے بھر کے صدقہ کئے۔

پس امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا بادشاہ ابو سعید مظفر کو (میلاد النبی کی باقاعدہ خوشیاں منانے والوں میں سے) سب سے اول قرار دینے کا مطلب قرون ثلاثہ کے بعد سب سے پہلا ہوگا اگر میرے دادا (شیخ الاسلام محمد مراد انصاری رحمۃ اللہ علیہ) کی لکھی ہوئی تحریر درست ثابت ہو جائے۔

نیز میرے دادا نے ایک ایسے رسالے سے نقل کیا ہے جس کے (اصلی) نام اور لکھنے والے کے نام سے وہ آگاہ نہیں تھے البتہ وہ رسالہ لوگوں کے درمیان ''مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے نام سے معروف تھا (الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم للشیخ) عبدالحق الہ آبادی کے صفحہ 101 پر بھی یہ واقعہ موجود ہے)

یہودی پہ کرم ہوگیا

بغداد یا مصر میں ایک شخص تھا جو ہر سال میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کے لئے اہتمام کرتا تھا اور لوگوں کو تلاوت قرآن پاک کے لئے یکجا کرتا تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات نصیب ہوں اس کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا ایک مرتبہ اس یہودی کی بیوی نے اپنے شوہر سے کہا کہ ہمارے اس مسلمان پڑوسی کو کیا ہو جاتا ہے کہ اچانک بیش قیمت مال اور دولت فقراء و مساکین پر خرچ کرنے لگتا ہے اور انہیں مختلف اقسام کے کھانے کھلانے لگتا ہے اور یہ ایسا صرف سال کے اسی مہینے میں کرتا ہے بقیہ مہینوں میں نہیں کرتا بھلا اس کی کیا وجہ ہے؟ تو اس کے شوہر نے کہا! وہ اس لئے ایسا کرتا ہے کہ اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینے میں پیدا ہوئے تھے تو وہ ان کی تعظیم کی خاطر ایسا کرتا ہے۔

یہ باتیں کرتے ہوئے دونوں میاں بیوی سو گئے دریں حال کہ اس یہودی کی بیوی

کے دل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شوق موجزن ہو چکا تھا پس اس نے خواب میں ایسی ہستی کو دیکھا جو بہت حسین اور خوبصورت چہرے والی اور نورانی شخصیت تھی اور وہ ہستی ان کے مسلمان پڑوسی کے گھر داخل ہو رہی تھی نیز اس ہستی کے ارد گرد ستاروں کی طرح چمکتی دمکتی ایک نورانی جماعت بھی تھی اور وہ جماعت اس ہستی کی بہت زیادہ تعظیم کر رہی تھی۔

اس نے یہ منظر دیکھتے ہوئے ان میں سے ایک شخص سے پوچھا یہ حسین چہرے والی نورانی ہستی کون ہے؟ اس نے جواب دیا: یہ محمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ تیرے مسلمان پڑوسی سے خوش ہو کر اس سے ملاقات کے لئے تشریف لائے ہیں۔

اس یہودی عورت نے کہا: اگر میں ان سے کچھ بات کرنا چاہوں تو کیا یہ مجھ سے بات کریں گے؟ تو اس شخص نے جواب دیا: ہاں کیوں نہیں بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکبر کرنے والے اور سخت دل نہیں ہیں۔

یہودی عورت کی التجا قبول

یہ سنتے ہی وہ یہودی عورت اس ہستی کے قریب ہوئی اور عرض کرنے لگی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں اے اللہ کی بندی! وہ وہ عورت یہ جواب سنتے ہی رونے لگی اور عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ نے میری پکار کی طرح مجھے عزت والے خطاب سے نوازا ہے حالانکہ میں تو آپ کے دین پر نہیں ہوں بلکہ آپ کے دشمنوں میں سے ہوں؟

تو رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس نے مجھے نبی برحق بنا کر بھیجا ہے میں نے تمہیں اس وقت تک جواب نہیں دیا جب تک کہ میں نے یہ جان نہ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے ہدایت دے دی ہے۔

تو اس نے عرض کی بیشک آپ کریم نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ کے اخلاق بہت بلند و بالا ہیں لہٰذا جس نے بھی آپ کے حکم سے روگردانی کی وہ ہلاک ہوا اور جس

Scanned with CamScanner

نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر ومنزلت نہ جانی وہ خسارے میں رہا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دست اقدس بڑھائیں بے شک میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

پھر اچانک وہ خواب سے بیدار ہوگئی لیکن وہ اس خواب سے بڑی شادمان ومسرور تھی کہ اس نے دو جہانوں کے سردار کی زیارت کرلی ہے اور دین اسلام میں داخل ہوچکی ہے تو اس نے اپنے دل میں ارادہ کرلیا کہ صبح ہوتے ہی اپنی ملکیت میں جو بھی مال ودولت ہے وہ سب صدقہ کردے گی اور اپنے اسلام لانے کی خوشی میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل سجائے گی اور خواب میں جمال جہاں آراء صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہونے کا شکر ادا کرے گی۔

لیکن جب صبح ہوئی تو اس نے دیکھا کہ اس کا شوہر ایک بڑی دعوت کا اہتمام کررہا ہے اور بلند وبالا عزم کے ساتھ اپنی آستینوں کو اوپر کئے ہوئے دیگوں کو آگ پر چڑھا کر خود ہی پکانے میں مصروف ہے اور اس پر خوشی ومسرت کے آثار نمایاں نظر آرہے ہیں۔تو اس کی بیوی نے کہا: اتنی بڑی واچھی دعوت کے اہتمام کا اچانک کیا مقصد ہے؟ تو اس کے شوہر نے کہا: تمہارے ان کے ہاتھوں پر اسلام لانے کی خوشی میں اس دعوت کا اہتمام کررہا ہوں۔اس کی بیوی کہنے لگی تمہیں اس پوشیدہ وسربستہ راز پہ کس نے مطلع کیا؟ اس نے کہا تمہارے بعد میں نے بھی ان کے دست اقدس پر اسلام قبول کرلیا تھا۔

اس کی بیوی نے کہا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے مجھے اور تمہیں دین اسلام پر جمع کیا اور کفر وظلمت سے بچالیا۔

پیدائش اور وفات کے دنوں کو معین کرنا

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''ماثبت من السنۃ فی ایام السنۃ'' میں لکھتے ہیں: اگر تم یہ کہو کہ ہمارے ملک میں جو مشائخ کرام کی وفات کے دنوں میں عرس کا رواج ہے کیا اس کی کوئی اصل بھی موجود ہے اگر تمہارے پاس اس بارے میں

کوئی معلومات ہے تو بیان کرو! تو میں ایسوں کے لئے جواباً کہتا ہوں کہ میں نے اس بارے میں اپنے شیخ امام عبدالوہاب متقی حنفی مکی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا تھا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

یہ ہمارے مشائخ کے طریقے اور ان کی عادتیں ہیں اور اس بارے میں ان کی کچھ نیک نیتیں ہیں تو میں نے عرض کی: بھلا تمام دنوں کو چھوڑ کر صرف انہیں دنوں کو خاص کرنے کا کیا مقصد تو آپ نے فرمایا: کہ ضیافت (مہمان نوازی) مطلق سنت ہے لہٰذا دنوں کے معین کرنے سے صرف نظر کیا جائے گا (اس کی اجازت ہوگی) اور شریعت مقدسہ میں بھی اس کی مثالیں موجود ہیں مثلاً مصافحہ کرنا، بعض مشائخ کرام ہر نماز کے بعد مصافحہ کرتے ہیں، اسی طرح یوم عاشوراء کو سرمہ لگانا حالانکہ سرمہ لگانا تو ویسے بھی مطلقاً سنت ہے اور کسی دن سے خاص کرنا یہ ایک نئی بات ہے اس کے بعد مزید فرمایا:

بعض ملک مغرب کے مشائخ کرام نے ارشاد فرمایا جس دن ان (اولیاء اللہ) کا وصال ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اس دن میں دیگر دنوں کی نسبت خیر وبرکت اور نورانیت کا امیدوار ہونا زیادہ بہتر ہے۔

پھر آپ (شیخ عبدالوہاب متقی) نے سر جھکایا اور کچھ دیر بعد سر اٹھا کر فرمایا: اگرچہ متقدمین (سلف صالحین) کے یہاں یہ باتیں نہ تھیں لیکن متاخرین نے ان اچھی باتوں کو اپنالیا ہے۔ (حکم اطعام الطعام فی مناسبات الفرح والشرح)

Scanned with CamScanner

(116)

نوری حضوری تیرے سپاہی

حافظ الحدیث ابو محمد خلال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''کرامات الاولیاء'' میں نقل فرمایا ہے کہ حسن بن صالح نے فرمایا: میرے بھائی علی بن صالح محدث نے اپنے وصال کے وقت رات میں بستر بیماری پر مجھ سے پانی مانگا میں اس وقت نماز میں تھا اور میرے سوا کوئی دوسرا شخص مکان میں نہیں تھا۔ نماز پوری کر کے میں نے جلدی سے پانی پیش کیا تو انہوں نے فرمایا: میں نے تو ابھی ابھی پانی پی لیا ہے۔ میں نے عرض کیا: کس نے آپ کو پانی پلا دیا؟ میرے سوا تو کوئی یہاں موجود نہیں ہے تو انہوں نے فرمایا: حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تشریف لا کر مجھے پانی پلایا ہے اور یہ بشارت دی ہے کہ تم اور تمہارے بھائی اور تمہاری والدہ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر خداوند قدوس نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء و صالحین اور شہدا کے ساتھ اتنا فرمایا اور ان کی روح پرواز کر گئی۔ (شرح الصدور ص ۳۳)

تبصرہ: خداوند عالم کا اپنے خاص بندوں پر بے انتہا فضل و کرم ہوتا ہے۔ بہت سے خاصان خدا کے پاس فرشتوں کو پروردگار عالم نے ان کی امداد و نصرت اور بشارت کے لئے بھیجا ہے اور فرشتوں نے اولیاء و علماء اور مجاہدین کی بے شمار موقعوں پر قسم قسم کی معاونت اور امداد و اعانت کی ہے اور اس میں شک نہیں کہ مومن کامل اور صاحب دل کا مقام عظمت اور مرتبہ و رفعت بہت بلند ہے مگر افسوس کہ خود مومن سے مومن کا مقام پوشیدہ ہے۔ ورنہ کائنات عالم کی ہر چیز مومن کو اس کے منصب عزت کی یاد دلانے کے لئے ہر وقت یہ نغمہ ورد زبان رکھتی ہے

ہر شے مسافر ہر چیز راہی — کیا چاند تارے، کیا مرغ و ماہی
تو مردِ میداں، تو میر لشکر — نوری حضوری تیرے سپاہی
کچھ قدر تو نے اپنی نہ جانی — یہ بے سوادی، یہ کم نگاہی
دنیائے دوں کی کب تک غلامی — یا راہبی کر، یا بادشاہی

(روحانی حکایات)

Scanned with CamScanner

(117)

تاریخ لامذہبیت

مؤلف انوار قمریہ لکھتے ہیں کہ سات ربیع الاول شریف 1393ھ بشب شنبہ نماز عشاء کے لئے آپ (شیخ الاسلام خواجہ محمد قمرالدین سیالوی) دیر سے تشریف لائے اور فرمایا کسی مائی کا ایک بچہ رو رہا تھا اس لئے دودھ مہیا کرنے میں دیر ہوگئی حکیم علی محمد صاحب کو السلام علیکم فرماتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ بصورت مصافحہ اس طرح بڑھائے کہ اپنے اور اس کے چہرہ کے بالمقابل ہتھیلیوں کی انگلیاں اوپر کر کے فرمایا وہابی لوگ اس طرح مصافحہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہاتھوں کی انگلیوں کے سر بھی جھکے ہوئے ہوں تو غیر اللہ کی تعظیم اور شرک ہو جاتا ہے فرمایا ان لوگوں کو شیطان نے عجیب پھندوں میں پھنسایا ہوا ہے یہ لوگ نجد کی پیداوار ہیں اور دنیا میں پھیل چکے ہیں ایک جماعت کے نام مختلف جماعتوں میں رونما ہیں ان کی ایک جماعت کا نام تبلیغی جماعت ہے جنہوں نے اسلام کو صرف کلمہ شریف اور نماز میں محدود کر دیا ہے یہ جاہل لوگ تبلیغ کے لئے گروہ در گروہ پھرتے ہیں اور عوام کو مخاطب ہو کر کہتے ہیں ہمارا کلمہ شریف سنو ہماری نماز سنو جب خود سنالیں تو پھر ان سے سنانے کو کہتے ہیں گویا یہی دو رکن اسلام کے ان کے نزدیک ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''آخر زمانہ میں ایک قوم ہوگی جو قرآن مجید پڑھیں گے لیکن ان کے حلقوم سے نیچے نہ اترے گا' تم لوگ اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابلے میں حقیر سمجھو گے وہ اسلام سے اس طرح خارج ہو جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے اسلام کی کوئی علامت ان میں قائم نہ رہے گی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا ان کی علامت کیا ہوگی تو فرمایا ان کی نشانی سر منڈانا''

غزوۂ حنین اور ایک گستاخ

فرمایا جنگ حنین میں بڑی بڑی سلطنتوں کے نے متفقہ طور پر اسلام کا مقابلہ کیا تھا یہاں تک کہ رومیوں ایرانیوں میں ترک مل گئے تھے جو تعداد میں بے شمار تھے اپنے سونے کے بت بھی ساتھ لے گئے تھے اس موقع پر تیروں کی اس قدر بارش ہوئی کہ سورج بھی نظر نہ آتا تھا تیروں کی گھٹا بادل کی طرح بن گئی اس جنگ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد (نسبتاً) قلیل تھی جنگ کا نقشہ بدلنے کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ذرا پیچھے ہٹے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے للکارا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلایا تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد اس طرح جمع ہو گئے جس طرح گائے اپنے بچے پر دوڑ کر آجاتی ہے' گھمسان کی جنگ ہوئی مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی بیشمار مال غنیمت ہاتھ لگا آپ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک نجدی جو جنگ میں شریک بھی نہ ہوا تھا اور اور مال غنیمت کا مستحق نہ تھا حاضر ہوا اور کہا مجھے بھی عنایت فرماؤ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے کبھی کسی سائل کو محروم نہیں فرمایا کرم کے طور پر ایک مٹھی مال کی بھر کر اسے عنایت فرما دی وہ کم بخت کہنے لگا ''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم انصاف کرو' یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تلوار میان سے نکال کر اس کا سر قلم کرنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو اس کی اولاد سے شیطان کا سینگ نکلے گا (يَطْلَعُ مِنْهُ قَرْنُ الشَّيْطٰنِ) چنانچہ ان لوگوں کو شیطان سے یہی نسبت ہے کہ یہ شیطان کے سینگ ہیں شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم کرنے سے انکار کیا اور یہ لوگ بھی اولیاء اللہ کی تعظیم کرنے کو شرک سے تعبیر کرتے ہیں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوری پوری دشمنی رکھتے ہیں آج کل عرب میں ان لوگوں نے حکومت بنا رکھی ہے نجدی لوگ باہر سے حاضر ہونے والے مسلمانوں کو صلوٰۃ وسلام سے روکتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آستانہ بوسی سے نہ صرف منع کرتے ہیں بلکہ مجرم بنا کر طرح طرح کی ایذاؤں میں ڈالتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

شیخ الاسلام اورنجدی قاضی القضاۃ

فرمایا میں نے پہلی مرتبہ حاضری دی تو میرے ساتھ ان کا قاضی القضاۃ مناظرہ کے لئے لایا گیا قبل از مناظرہ عبدالوہاب نامی مولوی صاحب نے مجھے کہا کہ آپ پر تو بھاری مصیبت آ چکی ہے کیونکہ قاضی القضاۃ کے سامنے آپ جب لاجواب ہو گئے تو آپ کی گردن ماردی جائے گی میں نے کہا اس سے زیادہ رحمت اور کیا چاہتا ہوں کہ مدینہ منورہ میں شہید ہو کر یہیں دفن ہوں چنانچہ قاضی القضاۃ نے آتے ہی کہا کہ تم ہو جو بعد از نماز قبلہ سے رخ پھیر کر روضہ انور کی طرف رخ کر کے بیٹھتے ہو اس سوال سے اس کا اعتراض یہ تھا کہ کعبہ شریف سے زیادہ تم روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام کرتے ہو۔

میں نے اسے جواب دیا کہ ہم نماز تو بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر کے پڑھتے ہیں جب نماز سے فارغ ہو جائیں تو روضہ انور کی طرف متوجہ ہو کر درود پاک پڑھتے ہیں کہنے لگا اتنے اہتمام کے ساتھ متوجہ ہونا ہو تو مسجد نبوی کی طرف ہونا چاہئے اس کے بجائے تم روضہ انور کی طرف متوجہ ہوتے ہو حالانکہ حدیث پاک ہے: لَا تُشَدُّو الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَۃ اس میں مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی ان تینوں مساجد کی طرف ہی سامان باندھ کر اہتمام سے جانے کی انسانوں کو اجازت ہے۔ ان کے سوا باقی تمام کی تعظیم کی نفی ثابت ہے میں نے جواب دیا: یہ حدیث تو نے اس شخص کے سامنے پڑھی ہے جو تجھے دس سال حدیث شریف کا درس دے سکتا ہے یہ سنتے ہی نجدی غصہ سے آگ بگولا ہو گیا آپ فرماتے ہیں مجھے خیال آیا اس کے غصہ کو اور زیادہ کروں تو اسے مخاطب ہو کر کہا: ''اَنْتُمُ الْحُفَاۃُ الْعُرَاۃُ الْعَالَۃُ رُعَاءُ الشَّاۃِ (تم ہی ہو جن کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ ننگے پاؤں، ننگے جسم والے، بھوکے لوگ، بکریوں کے چرواہے قیامت کے قریب بڑے بڑے مکانوں اور منصبوں پر فخر کریں گے) یہ سن کر تو اس کے غصہ کی انتہا نہ رہی خوب لال پیلا ہوا لیکن اسے زیادہ ابھرنے کا موقع نہ دیا

حدیث: لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ کی بحث

بلکہ اسے کہا کہ تم اپنے آپ کو حنبلی مذہب بتاتے ہو حالانکہ تمہیں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں سے واقفیت نہیں ہے: اَنْتُمْ تَنْتَحِلُوْنَ اِلٰی مَذْھَبِ الْحَنَابِلَۃِ وَلَا تَعْلَمُوْنَ کُتُبَھُمْ وَمَا ذَا فِیْ کُتُبِھِمْ دیکھو مسند امام احمد بن حنبل میں اس حدیث کی وضاحت یوں کی گئی ہے کہ: لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَی الْمَسْجِدِ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا الْمَسَاجِدِ الثَّلَاثَۃِ جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی ایک مسجد سے دوسری مسجد کی طرف جانے کا ارادہ ہو تو صرف ان تینوں مسجدوں میں سے کسی ایک کی طرف جا سکتے ہو اور جو مطلب تم نے سمجھا ہوا ہے اس سے تو پھر انسان کو عرفات میں جانا اور اس طرف سامان باندھنا بلکہ جہاد کے لئے جانا تجارت ودیگر اہم امور کے لئے بھی جانا ممنوع ہو جاتا ہے یہ سنتے ہی اپنے ساتھیوں کو قاضی القضاۃ نے کہا: یہ آدمی بہت خطرناک ہے اسے کچھ نہ کہو جو کرتا پھرے نہ چھیڑو چنانچہ ہم جتنے دن تک مدینہ منورہ میں رہے کھلے دل سے چوکھٹ پاک کا بوسہ دیتے و دیگر شعائر اللہ کی تعظیم بغیر کسی جھجک کے خوب دل کھول کر کرتے رہے کسی کو منع کرنے کی مجال تک نہ رہی۔

فرمایا: آج ہر قسم کا فساد برپا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پرواہ تک نہیں کرتے یاد رکھو قبر سے باہر کسی نے نہیں آنا انسان ہزار بار آہ وزاری کرے گا مجھے ایک لحظہ کے لئے خدایا دوبارہ واپس بھیج دیا جائے تو میں تیرے دین پر عمل کروں گا تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کروں گا سوائے نیک اعمال کے کچھ بھی نہ کروں گا لیکن اس وقت کی آہ وزاری، آرزو اور تمنا بے سود ہو گی اب وقت ہے اسے غنیمت سمجھو شعائر اللہ اور شرائع اسلامیہ کا پاس ولحاظ رکھو سابقہ گناہوں سے تائب ہو کر ان کی معافی مانگو اپنی آنکھوں سے آنسو بہا کر قلبی قساوت اور نافرمانیوں کی سیاہی کو دھولو حدیث پاک میں ہے: مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَہٗ اَجْرُ مِائَۃِ شَہِیْدٍ (جس نے میری سنت کو فساد امت کے وقت مضبوط پکڑا اس کے لئے سو شہید کا اجر ہے۔ (انوار قمریہ)

Scanned with CamScanner

(118)

مدبّرانہ جواب

بیان کرتے ہیں کہ سلیمان بن مہران مشہور بہ اعمش جلیل القدر تابعین سے تھے انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے علم حاصل کیا وہ پاکیزہ طبع اور خوش مزاج اور باذاق شخص نے ان کے عجیب وغریب واقعات ہیں منجملہ ان کا ایک واقعہ یہ ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے ان کے پاس ایک آدمی کے ہاتھ خط بھیجا خلیفۃ المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اوصاف اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے عیوب مجھے لکھو پس اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے قاصد سے کاغذ لیا اور اس کو بکری کے منھ میں داخل کر دیا چنانچہ بکری اس کو چبا گئی پھر قاصد سے کہا کہ یہ اس کا جواب ہے اس کے بعد قاصد چلا گیا پھر ان کے پاس واپس آیا اور ان سے کہا کہ خلیفہ ہشام نے میرے قتل کا ارادہ کیا ہے اگر میں اس کے پاس کاغذ میں جواب نہ واپس کروں اور قاصد نے اس پر اپنے بھائیوں سے مدد چاہی چنانچہ ان لوگوں نے اعمش سے کہا اس کو قتل سے بچایئے اس کے بعد اعمش نے کاغذ لیا اور اس میں لکھا: امابعد! پس اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واسطے اہل زمین کے برابر اوصاف ہوں تو وہ تم کو کچھ نفع نہ دیں گے اور اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے روئے زمین کے لوگوں کے عیوب ہیں تو وہ تم کو ضرر نہ دیں گے' اس لئے تم خاص اپنے نفس کو لازم پکڑو اور اپنی ہی صفات کی نگرانی کرو۔ والسلام

حضرت اعمش کے مزید واقعات

اور اعمش کے واقعات میں ایک واقعہ یہ ہے کہ ان کی بی بی نہایت خوبصورت تھیں

پس بی بی نے ان کی نافرمانی کی اس کے بعد اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگردوں میں سے ایک شخص سے کہا کہ تم اس کے پاس جاؤ اور اس کو میرے رتبہ کی خبر دو شاید کہ وہ توبہ کرے چنانچہ وہ شخص اس کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ بے شک اللہ عزوجل نے تیری قسمت اچھی بنائی ہے کہ تیرا شوہر لوگوں کا سردار اور بزرگ ہے لوگ ان سے دین وحلال وحرام سیکھتے ہیں اور ان کے تابع ہوتے ہیں اور ان کی آنکھوں کی بینائی کی کمزوری اور ان کی پنڈلیوں کی خراش تجھے ضرر نہیں کرتی ہے اور اعمش رحمۃ اللہ علیہ اس کو سن رہے تھے پس وہ اپنے شاگرد پر بہت غصہ ہوئے اور اس کو جھڑکا اور اس سے کہا: اے خبیث میں نے تجھ کو اس لئے بھیجا کہ تو میرے محاسن اور اوصاف اس سے بیان کرے بجائے اس کے تو نے میرے عیوب کی اس کو خبر دی (خدا تیرا برا کرے اور تجھے ہلاک کرے) اور اس کو اپنے گھر سے نکال دیا اور ان کا ایک واقعہ ہے کہ اعمش رحمۃ اللہ علیہ نہر کے کنارے بیٹھے تھے اور ان کے بدن پر پوستین تھی ایک آدمی ان کے پاس آیا اور ان کو کھینچا اور ان سے کہا کہ اٹھ اور مجھے اس نہر سے پار کرادے چنانچہ انہوں نے اس آدمی کو اپنی پیٹھ پر لادا اور کہا: سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا الایۃ پاک ہے وہ اللہ جس نے ہمارے لئے اس کو تابع کیا' تا آخر آیت پس جب اس کو وسط نہر تک لے گئے تو اس کو نہر میں ڈال دیا اور فرمایا: اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبَارَکًا الایۃ اے میرے رب مجھے مبارک مقام میں اتار تا آخر آیت

(انوار محبوبی ترجمہ نوادر قلیوبی)

(119)

مرا ہوا خچر کیسے زندہ ہوا......؟

حضرت سیّدنا امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجاہدین اسلام کا لشکر دشمنان اسلام سے جہاد کے لئے نعرۂ تکبیر و نعرۂ رسالت بلند کرتا ہوا جانب منزل رواں دواں تھا ایک جگہ پڑاؤ کیا تو ایک مجاہد کا خچر مر گیا دوسرے مجاہدوں نے اسے اپنی سواریاں پیش کیں اور اپنے ساتھ چلنے کو کہا لیکن اس نے انکار کر دیا جب بے حد اصرار کے باوجود بھی وہ تیار نہ ہوا تو اسے وہیں چھوڑ کر سارا لشکر آگے روانہ ہو گیا کچھ دیر بعد اس مجاہد نے وضو کر کے خوب خشوع و خضوع سے دو رکعت نماز ادا کی اور پھر بارگاہ خداوندی عزوجل میں اس طرح التجا کی:

''اے میرے پاک پروردگار میں تیری خوشنودی کے لئے تیری راہ کا مجاہد ہوں میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے تو ہی انہیں قبروں سے زندہ کر کے اٹھائے گا اے میرے مالک عزوجل میرے اس خچر کو میرے لئے زندہ کر دے''

دعا کے بعد اس نے اپنے خچر کو ٹھوکر ماری تو خچر فوراً کان جھاڑتا ہوا کھڑا ہو گیا خچر پر زین ڈالی اور سوار ہو گیا خچر ہوا سے باتیں کرتا ہوا سرپٹ دوڑنے لگا چند ہی گھڑیوں میں وہ مجاہد اپنے دوستوں سے جا ملا انہوں نے اپنے رفیق کو اسی خچر پر دیکھا تو حیران ہو کر ماجرا دریافت کیا مجاہد نے سارا واقعہ بتایا اور کہا: ''میرے رب نے میرے لئے اس خچر کو زندہ فرما دیا'' (یہ سن کر تمام شرکاء قافلہ گویا زبان حال سے یوں کہہ رہے تھے)

دعاء ولی میں وہ تاثیر دیکھی ہے   بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

(عیون الحکایات)

(120)

بے مثال فصاحت و بلاغت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ کا رخ فرمایا تو راستے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر اُمّ معبد خزاعیہ کے خیمہ کے پاس سے ہوا اُمّ معبد کا نام عاتکہ بنت خالد بن منقذ بن ربیعہ تھا مگر کنیت سے معروف تھیں ان کے شوہر کا نام اکثم بن ابی الجون الخزاعی تھا وہ ابو معبد کی کنیت سے مشہور تھے ان دونوں نے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کا اپنے گھر میں مشاہدہ کر لیا تو بعد میں دین اسلام میں داخل ہو گئے۔ اُمّ معبد ایک مہمان نواز خاتون تھیں لوگ جب ان کے خیمہ کے پاس سے گزرتے تو انہیں کھانا کھلایا کرتیں ہجرت کے سفر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کے خیمے کے پاس پہنچے تو ان سے کھانے پینے کی چیز طلب کی اور فرمایا کہ وہ اس کی قیمت ادا کریں گے مگر اُمّ معبد کے گھر میں اس وقت کھانے کو کچھ بھی نہ تھا۔ انہوں نے کہا میرے پاس کھلانے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے اگر میرے پاس کوئی چیز ہوتی تو میں آپ لوگوں کو ضرور کھلاتی اُمّ معبد کے خیمہ کے ایک کونے میں ایک دبلی پتلی بکری موجود تھی جس کو دیکھ کر معلوم ہوتا تھا نہ جانے وہ کب سے بھوکی پیاسی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ام معبد! کیا میں اس بکری کا دودھ دوہ سکتا ہوں؟'' اُمّ معبد نے کہا بھلا اس بکری میں دودھ کہاں سے آ سکتا ہے؟ یہ تو گھر سے باہر دوسری بکریوں کے ساتھ چرنے کے لئے بھی نہیں جا سکتی کیونکہ یہ بہت ہی کمزور اور لاغر ہے۔

Scanned with CamScanner

اُمّ معبد کی بکری

آپ نے فرمایا ''پھر بھی مجھے دوہنے کی اجازت دے دو'' اُمّ معبد نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان اگر آپ کو اس میں دودھ دکھائی دے رہا ہے تو ضرور دوہ لیں اس گفتگو کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اللہ کا نام لیا اور دعا کی: بکری نے پاؤں پھیلا دیئے تھنوں میں بھرپور دودھ اتر آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ معبد سے ایک بڑا سا برتن لیا جو ایک جماعت کو آسودہ کر سکتا تھا اور اس میں اتنا دودھ دوہا کہ جھاگ اوپر آ گیا پھر اُمّ معبد کو پلایا وہ پی کر شکم سیر ہو گئیں پھر اپنے ساتھیوں کو پلایا وہ بھی شکم سیر ہو گئے تو خود پیا پھر اسی برتن میں دوبارہ اتنا دودھ دوہا کہ برتن بھر گیا اور اسے اُمّ معبد کے پاس چھوڑ کر چل دیئے۔

ادھر جب اُمّ معبد کا شوہر بکریاں چرا کر آیا تو گھر میں دودھ دیکھ کر دنگ رہ گیا اور بیوی سے پوچھنے لگا یہ دودھ کہاں سے آ گیا جبکہ گھر میں کوئی بکری نہیں اور ایک بکری ہے بھی تو وہ کمزور ولاغر ہے جس کے تھن بالکل سوکھ چکے ہیں؟ اُمّ معبد نے جواب دیا دراصل بات یہ ہے کہ ایک صاحب یہاں تشریف لائے تھے انہوں نے جونہی بکری کے تھنوں کو ہاتھ لگایا تھن دودھ سے بھر گئے پھر انہوں نے دودھ دوہا اپنے ساتھیوں کو بھی پلایا اور خود بھی پیا اور مزید دودھ ہمارے پاس ہی چھوڑ کر روانہ ہو گئے ابو معبد نے کہا: یہ تو وہی قریشی معلوم ہوتے ہیں جنہیں قریش تلاش کر رہے ہیں ابو معبد نے بیوی سے کہا: ''ذرا اس مبارک شخصیت کا حلیہ تو بیان کرو۔ اُمّ معبد نے اپنے شوہر سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارکہ اپنے مخصوص انداز میں بیان کیا۔

اُمّ معبد آقائے دو جہاں کا حلیہ بیان کرتے ہوئے

ام معبد نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارکہ کیا بیان کیا عربی زبان میں فصاحت وبلاغت کے دریا بہا دیئے' جیسے اُمّ معبد نے حلیہ بیان کرنے میں نہایت عمدہ

الفاظ استعمال کیے اسی طرح ترجمہ کرنے والوں نے بھی اردو الفاظ کے چناؤ کا حق ادا کر دیا چنانچہ ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:

''وہ ظاہری وضع قطع کے حامل تھے جسمانی بناوٹ بڑی معقول تھی چمکتا رنگ' تابناک چہرہ' خوبصورت ساخت' نہ توندلے پن کا عیب نہ گنجے پن کی خامی' جمال جہاں تاب کے ساتھ ڈھلا ہوا پیکر' سرگیں' آنکھیں لمبی پلکیں' بھاری آواز' لمبی گردن' سفید وسیاہ آنکھیں' باریک اور باہم ملے ہوئے ابرو چمکدار کالے بال' خاموش ہوں تو باوقار گفتگو کریں تو پرکشش دور سے دیکھنے میں سب سے تابناک وپر جمال' قریب سے سب سے خوبصورت اور شیریں' نہ لمبا کہ ناگوار لگے دو شاخوں کے درمیان ایسی شاخ کی طرح ہیں جو سب سے زیادہ تازہ وخوش منظر ہے رفقاء آپ کے اردگرد حلقہ بنائے ہوئے' کچھ فرمائیں تو توجہ سے سنتے ہیں' کوئی حکم دیں تو لپک کر بجالاتے ہیں' مطاع ومکرم' نہ ترش رو نہ لغوگو''۔ (عربی متن کے لئے دیکھئے البدایہ والنہایہ 29/6 زادالمعاد 54/2)

Scanned with CamScanner

(121)

بدعت اور اس کی اقسام

کہ علمائے کرام نے بدعت کو پانچ قسموں میں تقسیم کیا ہے۔

1- واجب جیسا کہ علوم کی تدوین کرنا

2- مستحب جیسا کہ مدارس اور سرائیں تعمیر کرنا

3- حرام جیسا کہ ٹیکس لگانا

4- مکروہ جیسا کہ مساجد کی تزئین و آرائش کرنا

5- مباح جیسا کہ کھانے پینے میں کثرت کرنا

اور تم پر یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ صرف بدعت کے لفظ و نام کے کسی شئی کے لئے استعمال ہونے سے وہ شئی قابل مذمت قرار نہیں پائے گی جیسا کے لفظ ''محدث'' کا معاملہ ہے کہ بعض لوگوں نے اس حدیث کے ظاہر کو دیکھتے ہوئے ایسا گمان کیا کہ ''کل محدثة بدعة و کل بدعة ضلالة حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُلْ مَا کُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ (سورۃ الاحقاف:46 آیت 9)

ترجمہ: تم فرماؤ میں کوئی انوکھا رسول نہیں۔

وَمَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِکْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ (سورۃ الشعراء 26 آیت نمبر 5)

ترجمہ: اور نہیں آتی ان کے پاس رحمٰن کی طرف سے کوئی نئی نصیحت

اور در حقیقت (بدعت) اس صورت میں قابل مذمت ہے جب اس سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی نہ ہو (اور وہ بدعت حسنہ نہیں بلکہ بدعت سیئہ ہے)

اور امام ترمذی کی روایت کردہ حدیث کا عموم بھی اسی کا تقاضا کر رہا ہے نیز اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اِبْتَدَعَ بِدْعَةً ضَلَالَةً لَا یَرْضَاهَا اللّٰهُ تَعَالٰی وَرَسُوْلُهٗ کَانَ عَلَیْهِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا

جس شخص نے بھی کسی ایسی بری بدعت کی ابتداء کی جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول راضی نہ ہو تو اس (بدعت ضلالہ کی ابتداء کرنے والے) پر ان تمام لوگوں کے گناہوں کا بھی بوجھ ہوگا جو اس پر عمل کرتے رہیں گے۔

(سنن ترمذی رقم 2677 سنن ابن ماجہ رقم 210 معجم اوسط للطبرانی رقم 209)

بدعت کا صحیح مفہوم

بخاری و مسلم کی ذکر کردہ روایت بھی اسی مفہوم پر دلالت کرتی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ

جس کسی نے بھی ہمارے دین میں کسی ایسی بات کو ایجاد کیا جو اس میں نہیں تو وہ مردود ہے (اس عمل کو رد کر دیا جائے گا)

(صحیح بخاری رقم 2697 صحیح مسلم رقم 1718 مسند احمد رقم 26033)

(اس حدیث کا وہ مطلب نہیں جو کہ مخالفین نے سمجھا بلکہ) اس حدیث مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ جس نے کسی ایسی شئی کی بنیاد ڈالی جو کہ قواعد و اصول اسلامیہ کے مطابق ہو تو وہ نئی بات بھی قابل قبول ہوگی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا

جس کسی نے کوئی اچھا عمل جاری کیا تو اسے اپنا اور اس پر عمل کرنے والوں کا بھی اجر دیا جائے گا اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

(صحیح مسلم رقم 1017 مسند احمد رقم 19202 صحیح ابن خزیمہ رقم 2477)

Scanned with CamScanner

حدیث میں لفظ مَنْ کا عموم

حدیث میں لفظ (من) عموم کا تقاضا کر رہا ہے لہٰذا یہ سلف صالحین کے ساتھ خاص نہیں ہوگا بلکہ اس میں سلف صالحین اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے علماء کرام سب شامل ہیں اسی لئے اہل علم حضرات کے وہ اعمال وافعال جو کتاب وسنت کی نصوص کے مخالف نہ ہوں، اور ان آئمہ کرام نے اپنے استدلال واستنباط سے انہیں اخذ کیا ہو تو ان پر انکار نہیں کیا جائے گا بلکہ ان کی حیثیت لائق تحسین اعمال کی سی ہوگی اور لوگوں کو ان کے اعمال کی اتباع کرنے کا پابند کیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ان راسخین علماء کی جو اس کے حضور رجوع کرنے والے ہیں کی اتباع کا حکم فرمایا:

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ (سورۃ لقمان 31 آیت 15)

ترجمہ: اور اس کی راہ پر چل جو میری طرف رجوع لایا

نیز حدیث موقوف جو ایک دوسرے ذریعے سے مرفوعاً بھی مروی ہے اس میں مذکور ہے: مَا رَآهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللهِ حَسَنٌ

ترجمہ: جو مسلمانوں کے نزدیک پسندیدہ ہے وہ اللہ کے نزدیک بھی پسندیدہ ہے۔

حاصل گفتگو یہ ہے کہ جس بدعت سے اجتناب کا حکم دیا ہے تو اس سے مراد ایسی بدعت ہے جس پر (شرعی) انکار اور اعتراض لازم آئے ہر بدعت ہرگز مراد نہیں۔

(حکم اطعام الطعام شیخ محمد عابد المتوفی 1257ھ)

(122)

دو مرے ہوئے بیٹے زندہ ہو گئے

حضرت ثابت البنانی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں سے ایک عورت جو کہ اپنے خاوند کی بہت فرمانبردار تھی اس کے دو بیٹے تھے جو کہ کنوئیں میں گر کر فوت ہو گئے اس نے ان دونوں بیٹوں کو نکلوا کر پاک صاف بستر پر لٹا دیا اور ان کے اوپر کپڑا اڑھا دیا پھر وہ اپنے ملازموں اور گھر کے دیگر افراد کے پاس آئی اور کہا:

ان بچوں کے والد کو اس بارے میں کچھ بھی نہ بتانا میں خود ہی انہیں بتاؤں گی

چنانچہ جب ان بچوں کا والد آیا تو اس عورت نے اس کے آگے کھانا رکھ دیا

اس کے خاوند نے کہا میرے بچے کہاں ہیں؟

اس عورت نے جواب دیا لیٹے ہوئے ہیں اور آرام کر رہے ہیں۔

خاوند نے ان بچوں کا نام لے لے کر آواز دی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحیں واپس کر دیں اور ان بچوں نے فوراً جواب دیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس عورت کے صبر کرنے کی برکت سے ان کو زندہ کر دیا۔

فَلَمَّا جَاءَ اَبُوْهُمَا وَوَضَعَ الطَّعَامَ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ : اَيْنَ اَبْنَایَ قَالَتْ : قَدْ رَقَدَا وَاسْتَرَحَا قَالَ لَا لِعَمْرِ اللهِ يَا فُلَانُ يَا فُلَانُ فَاَجَابَاهُ وَرَدَّ اللهُ عَلَيْهِمَا اَرْوَاحَهُمَا شُكْرًا لِمَا صَنَعَتْ

(من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 61

(123)

کفن چور بخشا گیا

ایک کفن چور جو قبریں کھود کر کفن چرایا کرتا تھا۔ ایک صالحہ عورت کی نماز جنازہ میں اس لئے شریک ہوا تا کہ اس عورت کی قبر دیکھ لے۔ چنانچہ رات میں جب یہ کفن چور اس عورت کی قبر کھود کر کفن کھینچنے لگا تو اس نیک بی بی نے فرمایا: سبحان اللہ! ایک بخشا ہوا انسان ایک بخشے ہوئے انسان کا کفن چھین رہا ہے۔ کفن چور نے کہا: اے اللہ والی! یہ تو میں مانتا ہوں کہ تیری مغفرت ہو چکی ہے۔ مگر یہ تو بتا کہ میری مغفرت کس طرح ہوگئی؟ اس صالحہ بی بی نے فرمایا: جن لوگوں نے میرے جنازہ کی نماز پڑھی ہے سب کو خداوند تعالیٰ نے بخش دیا ہے اور چونکہ تو بھی میری نماز جنازہ میں شریک تھا اس لئے یقیناً تو بھی مغفور ہے۔ یہ سن کر کفن چور کے دل پر عبرت کی ایسی چوٹ لگی کہ اس کا دل بھر آیا اور وہ رو پڑا پھر اس نے قبر کو بند کر کے سچی توبہ کر لی۔ (شرح الصدور ص ۸۶)

تبصرہ: امت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صالحین پر خداوند قدوس کے فضل و کرم کا یہ بھی ایک بڑا تجلی افروز جلوہ ہے کہ جو مسلمان بھی ان مقبولان بارگاہ الٰہی سے کسی طرح بھی وابستہ ہو جاتا ہے وہ بھی ارحم الراحمین کے رحم و کرم کا مستحق ہو جاتا ہے۔ بڑے بڑے مجرم اور پاپی قیامت کے دن محض اس لئے بخش دیئے جائیں گے کہ وہ اولیاء اور شہداء سے محبت کرتے تھے یا ان کی کوئی خدمت انجام دیتے تھے یہاں تک کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ ایک گنہگار کی قیامت میں صرف اتنی ہی بات پر مغفرت ہو جائے گی کہ اس نے ایک مرتبہ کسی نیک بندے کو پانی پلا دیا تھا۔ یہی وہ مضمون ہے جس کو حضرت شیخ

سعدی علیہ الرحمہ نے بڑے ہی والہانہ انداز میں بیان فرمایا ہے کہ۔

شنیدم کہ در روز امید و بیم   بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

یعنی میں نے یہ سن لیا ہے کہ قیامت کے دن بہت سے بدکاروں کو خداوند کریم نیکو کاروں کے طفیل میں بخش دے گا۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ! نیک بندوں سے تعلق بلاشبہ بڑی دولت ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ خدا کے محبوب بندوں سے والہانہ عقیدت و محبت رکھے اور جس قدر ہو سکے ان کی نصرت و خدمت سے سعادت دارین حاصل کرے۔

(روحانی حکایات)

Scanned with CamScanner

(124)

ایک دل چسپ مکالمہ

ایک مرتبہ (مشہور خطیب) عطاء اللہ شاہ بخاری نے تونسہ شریف میں دورانِ تقریر کہا کہ جب پیروں کی خاطر مرید کھڑے ہوتے ہیں تو ان کے استقبالیہ قیام کی وجہ سے پیروں کے نفس موٹے ہوتے ہیں اور ساتھ ہی پیر لوگ مشرک ہو جاتے ہیں آپ (حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت خواجہ گل محمد صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کو جواب دینے کی اجازت لے کر کہا کہ اول تو یہ بتاؤ کہ قیام مرید کریں اور مشرک پیر ہو جائیں یہ تو نہایت آسان و عجیب طریقہ مشرک بنانے کا ہے اس طریقہ سے تو تجھے بھی مشرک بنانا آسان ہو گیا کہ تمہاری آمد پر ہم چند آدمی کھڑے ہو جائیں تے تو بھی مشرک بن جائے گا۔

دوسرا یہ کہ کیا تو نے یہ حدیث پاک آج تک نہیں پڑھی جو ترمذی شریف میں موجود ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا ''قوموا الی سیدکم (اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ) اگر یہ شرک ہے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں فرمایا۔

کہنے لگا تمہیں معلوم ہے ''قوموا'' کا صلہ الیٰ آیا ہے؟ میں نے کہا کس کے سامنے بات کر رہے ہو جس کی تمام عمر نحو پڑھنے میں گزری کیا تمہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ قوموا کا صلہ ہمیشہ الیٰ ہی ہوا کرتا ہے اور کوئی بھی نہیں ہوتا۔

بند اس کے سامنے بخاری کا ناطقہ

پھر کہنے لگا ایک پیر تھا چلہ میں رہتا تھا نکلنے کا ایک دن مقرر کیا ہوا تھا اس کے استقبال کے لئے مقررہ وقت پر بہت سے لوگ کھڑے ہوتے جب نکلتا تو استقبال کرتے اس کا نفس موٹا ہوتا ایک مرتبہ کسی نے تمام کو روک دیا تو وہ موضع پر حاضر نہ ہوئے جب چلہ سے باہر آیا لوگوں کو نہ پایا تو غم میں آ کر مر گیا دیکھئے اس مرتبہ نفس کا کام نہ بنا تو مر ہی گیا۔

میں نے کہا اول تو یہ روایت تمہاری من گھڑت ہے باسند بات نہیں بلکہ لغو ہے اگر باسند ہے تو کہاں سے نقل کی ہے یا پڑھی ہے؟ وہ بالکل خاموش کھڑا رہا مبہوت ہو گیا۔

بالفرض تسلیم بھی کر لیں تو اسے مرنا ہی تھا کیونکہ جب اس نے دیکھا کہ یکا یک تمام لوگ بے ادب و گستاخ بن گئے اور بے ادبی ان میں رچ بس گئی' کوئی ایک بھی تہذیب والا نہ رہا تو پھر مرتا نہ تو اور کیا کرتا جسے اتنا غم لاحق ہوا کہ شیطان نے اہل اسلام پر اپنا منتر و جادو چلا کر تمام کو گمراہ کر لیا ہے تو وہ کیوں نہ مرتا پھر کہا اس طرح کی باتیں میرے پیر خانہ پر آ کر کہتا ہے۔

پھر فرمایا ایک مرتبہ محمدی شریف میں عطاء اللہ شاہ بخاری تقریر کر رہا تھا اس جلسہ کی صدارت مجھے دی گئی دوران تقریر کہنے لگا کہ اس وقت ایک بہت بڑی گدی کا سجادہ نشین ہے باوا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے دربار عالیہ کے سجادہ نشین صاحب کا نام لیا کہ وہاں کے سجادہ نشین صاحب نے میرے روبرو جھوٹی گواہی دی ہے میں نے آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا سراسر جھوٹی شہادت دی۔

کیا کام اس کے سامنے اس بے شعور کا

میں نے پوچھا بتاؤ اس موجودہ وقت پاک پتن شریف کا سجادہ نشین کون صاحب ہیں آیا دیوان صاحب یا کوئی اور جواب دیا: دیوان صاحب فرمایا ان کی گواہی کو کتنا عرصہ

Scanned with CamScanner

ہو چکا ہے اور کہاں دی تھی؟ جواب دیا آج سے دس سال قبل پنڈی میں، میں نے ان کا نام پوچھا تو بتایا قطب الدین صاحب۔ میں نے کہا درست ہے لیکن اس وقت دیوان صاحب (قطب الدین) کی کل عمر پندرہ سال ہے اور دس سال گزر چکے ان کو پندرہ سے نکالیں تو پانچ سال بنتے ہیں یعنی پانچ سال کی عمر میں بچہ نے گواہی دی اور آپ نے سنی؟ ان الفاظ پر میں نے اس کو خوب شرم دلایا تو کہنے لگا توبہ کرتا ہوں آئندہ ایسا نہ کروں گا وعدہ کرتا ہوں غلطی ہوگئی آئندہ اس طرح نہ کروں گا میں نے کہا: ''الغیبۃ اشد من الزنا غیبت کرنا زنا سے بدتر ہے چنانچہ اس طرح وہ شرمندہ ہو کر چلا گیا۔

مناظرہ اور مباحثہ میں مقابل کو چند کلمات کے اندر اندر ہی لاجواب کر دینا قبلہ وکعبہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کا کام تھا جہاں بھی مناظرہ فرمایا مقابل کو چند لمحات میں خاموش کر دکھایا طول طویل بحث کا موقع ہی اسے نہیں دیتے تھے۔

(انوار قمریہ)

(125)

سچائی کی جیتی جاگتی تصویر

بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا نام صادق اس وجہ سے رکھا گیا کہ اپنی گفتگو میں سچ ہی بولتے تھے اور امام جعفر رضی اللہ عنہ نے علم جفر جو مشہور علم ہے بنایا یعنی علم جفر کے موجد آپ ہی تھے اور اکثر علماء کا یہ خیال ہے کہ ان کے جد اعلیٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس علم کو ایجاد کیا، اور بکری کی کھال میں اس کو لکھا اس لئے یہ علم جفر کی طرف منسوب ہوا اور اس علم میں وہ باتیں ہیں جن کی طرف قیامت تک انکی ذریت محتاج ہوگی اور علم کیمیا وغیرہ میں بھی امام موصوف کی کتاب اور کلام ہے اور حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادہ موسیٰ کاظم کو جو جو وصیتیں کیں ان میں سے بعض یہ ہیں کہ اے میرے بیٹے جس نے قناعت کی اس پر جو اللہ تعالیٰ نے اس کی قسمت میں لکھ دیا ہے وہ غنی ہوا اور جس نے اپنی آنکھ اس مال کی طرف بڑھائی جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہے تو محتاج ہوا اور جو شخص کہ اس پر راضی نہیں ہوا جو اللہ نے اس کے لئے تقسیم کی پس اس نے اللہ کو قضا وقدر میں متہم کیا اور جس نے لوگوں کا پردہ کھولا اس کے گھر کے پردے کھل جائیں گے اور جس نے بغاوت کی تلوار میان سے کھینچی وہ اسی سے قتل ہوگا اور جس نے اپنے بھائی کے واسطے کنواں کھودا وہ اسی میں گرے گا اور جو شخص جہلاء میں آمد و رفت کرے گا وہ حقیر ہوگا اور جو شخص علماء سے خلط ملط رکھے گا اس کی توقیر ہوگی اور جو کوئی بری جگہوں میں داخل ہوگا وہ متہم ہوگا اور جس نے اپنے نفس کی ذلت کو کم شمار کیا اس نے دوسرے کی ذلت کو بڑا سمجھا۔

بے جان لکڑی اور جاندار بکری

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی کے واسطے تنہ، خرما اور پتھر کا سلام کرنا ثابت نہیں ہوا ہے اور بعض لوگوں نے اس بارہ میں نظم کہی ہے اور وہ یہ ہے کہ وحن الیہ الجذع شوقا ورقۃ الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ستون خرما شوق اور رقت سے مشتاق ہوا اور اس نے آواز کو گلے میں گھومایا اور پھیرا جس طرح دہ ماہ حاملہ اونٹنیاں اپنی آواز کو پھیرتی ہیں پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ستون کو گود میں لینے کی طرف جلدی کی چنانچہ اس نے اسی وقت قرار پکڑا ہر شخص کے واسطے زمانہ کی طرف سے وہی نصیب ہوتا ہے جس کا وہ عادی کیا گیا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بکری لٹائی تاکہ اس کو ذبح کروں پس ابوایوب بجستانی رحمۃ اللہ علیہ میرے پاس آئے اور (ان کو دیکھ کر میں نے چھری ہاتھ سے رکھ دی اور کھڑا ہوا تاکہ ان سے باتیں کروں اور میں گوشہ چشم سے بکری کو دیکھنے لگا پس وہ ایک دیوار کے کنارے گئی اور ایک گڑھا کھودا اور چھری لی اور اس میں اس کو ڈال دیا اور اس پر مٹی کوٹ دی اس کے بعد ابوایوب نے مجھ سے کہا کہ کیا تم دیکھتے ہیں پس ہم نے سخت تعجب کیا پھر میں نے اپنی جان پر قسم کھائی کہ اس کے بعد کبھی کوئی جانور ذبح نہ کروں گا۔ (نوادر قلیوبی)

(136)

خونخوار رومی کا انجام

حضرت سیّدنا عمرو رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں تجارت کی غرض سے ملک شام کی طرف روانہ ہوا ایک شہر میں پہنچ کر آرام کی غرض سے ایک درخت کے سائے تلے لیٹ گیا تھکاوٹ بہت زیادہ تھی کچھ دیر میں نیند نے آلیا اچانک کسی نے میرے پاؤں کو زور سے ہلایا میں گھبرا کر کھڑا ہوا تو سامنے ایک عجمی رومی موجود تھا اس نے مجھ سے کہا: ''اے عربی! تجھے تین باتوں میں سے ایک کا اختیار ہے مجھ سے نیزہ زنی کر یا تلوار زنی کر یا پھر مجھ سے کشتی لڑ جلدی بتا تو کون سی بات پسند کرتا ہے''

اس ناگہانی مصیبت سے میں بہت پریشان ہوا اور سمجھ گیا کہ اس کی بات مانے بغیر چھٹکارا نہیں بالآخر میں نے اس سے کہا: ''اے عجمی! تلوار زنی اور نیزہ زنی کے نتیجے میں موت واقع ہوسکتی ہے بہتر یہی ہے کہ کشتی کرلیں'' اتنا سنتے ہی وہ میری طرف بڑھا اور دیکھتے ہی دیکھتے مجھے پچھاڑ کر میرے سینے پر سوار ہوگیا اور بڑے سخت لہجے میں کہا: ''بتا تجھے کس طرح قتل کروں؟'' وہ مجھے ذبح کرنے ہی والا تھا کہ میں نے آسمان کی طرف دیکھا اور بارگاہ خداوندی میں اس طرح عرض گزار ہوا:

''اے میرے پاک پروردگار عزوجل میں گواہی دیتا ہوں کہ (تیرے سوا) عرش سے لے کر زمین کے نچلے حصے تک سب معبود باطل ہیں صرف تو اکیلا ہی اس لائق ہے کہ تیری عبادت کی جائے بے شک تو جانتا ہے کہ اس وقت میں کس مصیبت میں گرفتار ہوں میرے کریم عزوجل مجھ سے اس مصیبت کو دور فرما'' بس یہ دعا کرنی تھی کہ مجھ پر غشی طاری ہوگئی جب ہوش آیا تو دیکھا کہ وہ خونخوار رومی میرے قریب مردہ حالت میں پڑا ہوا ہے میں نے اس مصیبت

Scanned with CamScanner

سے چھٹکارے پر اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور جانب منزل روانہ ہو گیا۔ (عیون الحکایات)

دعا کی تاثیر

جب صفوان بن محرز کے بھتیجے کو زمانے کے ظالم و جابر حاکم ابن زیاد نے قید کر لیا تو آپ بہت پریشان ہوئے اور اپنے بھتیجے کی رہائی کے لئے بصرہ کے امراء اور بااثر لوگوں سے سفارش کروائی لیکن کامیابی نہ ہو سکی ابن زیاد نے سب کی سفارشوں کو رد کر دیا صفوان بن محرز نے بڑی تکلیف دہ حالت میں رات گزاری رات کے پچھلے پہر انہیں اچانک اونگھ آ گئی تو خواب میں کسی کہنے والے نے کہا: ''اے صفوان بن محرز اٹھ اور اپنی حاجت طلب کر''۔ یہ خواب دیکھ کر ان کی آنکھ کھل گئی ایک انجانے سے خوف نے ان کے جسم پر لرزا طاری کر دیا تھا انہوں نے وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی اور پھر رو رو کر بارگاہ خداوندی عزوجل میں دعا کرنے لگے یہ اپنے گھر میں مصروف دعا تھے اور وہاں ابن زیاد بے چینی اور کرب میں مبتلا تھا۔ اس نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ''مجھے صفوان بن محرز کے بھتیجے کے پاس لے چلو'' سپاہی فوراً مشعلیں لے کر ابن زیاد کے پاس آئے' ظالم حکمران اپنے سپاہیوں کے ساتھ جیل کی جانب چل دیا وہاں پہنچ کر اس نے جیل کے دروازے کھلوائے اور بلند آواز سے کہا: ''صفوان بن محرز کے بھتیجے کو فوراً رہا کر دو اس کی وجہ سے میں نے ساری رات بے چینی کے عالم میں گزاری ہے'' حاکم کی آواز سن کر سپاہیوں نے فوراً صفوان بن محرز کے بھتیجے کو جیل سے نکالا اور ابن زیاد کے سامنے لا کھڑا کیا ابن زیاد نے بڑی نرمی سے گفتگو کی اور کہا: ''جاؤ خوشی خوشی اپنے گھر چلے جاؤ تم پر کسی قسم کا کوئی جرمانہ وغیرہ نہیں'' اتنا کہہ کر ابن زیاد نے اسے رہا کر دیا۔

وہ سیدھا اپنے چچا صفوان بن محرز کے پاس پہنچا اور دروازے پر دستک دی اندر سے آواز آئی ''کون؟'' کہا آپ کا بھتیجا۔ اپنے بھتیجے کی اسطرح اچانک آمد پر آپ بہت حیران ہوئے اور دروازہ کھول کر اندر لے گئے پھر حقیقت حال دریافت کی تو اس نے رات والا سارا واقعہ سنا دیا صفوان بن محرز نے اللہ کا شکر ادا کیا اور اپنے بھتیجے سے گفتگو کرنے لگے۔ (ایضاً)

(127)

حکمران کی ذمہ داری

ایک مرتبہ خلافت عثمانیہ کے حکمران سلیمان قانونی (66-1520ء) کی خدمت میں ایک بوڑھی خاتون یہ شکایت لے کر حاضر ہوئی کہ خلیفہ کے سپاہیوں نے اس کے مویشی چرا لئے ہیں جبکہ چوری کے وقت وہ اپنے گھر کے اندر سو رہی تھی۔

سلیمان ذی شان نے بڑھیا کی سرزنش کرتے ہوئے کہا:

كَانَ عَلَيْكِ اَنْ تَسْهَرِىْ عَلٰى مَوَاشِيْكِ وَلَا تَنَامِىْ

''تمہارے لئے ضروری تھا کہ اپنے مویشیوں کی حفاظت کے لئے رات کو جاگتیں اور سونے سے اجتناب کرتیں''

خلیفہ کی بات سن کر بڑھیا ٹکٹکی باندھے کچھ دیر اسے دیکھتی رہی پھر اس کی سرزنش کا جواب ان الفاظ میں دیا: ظَنَنْتُكَ سَاهِرًا عَلَيْنَا يَا مَوْلَایَ فَنِمْتُ مُطْمَئِنَّةَ الْبَالِ

''میرے آقا! میں نے سمجھا کہ آپ ہماری دیکھ بھال کے لئے جاگ رہے ہیں اس لئے میں کسی پرواہ کے بغیر اطمینان کی نیند سو رہی تھی''۔

بڑھیا کا اطمینان بخش جواب سن کر سلیمان کو اپنی غلطی کا اعتراف کئے بغیر کوئی چارہ نہ رہا چنانچہ وہ گویا ہوا ''معک حق'' تمہارے ساتھ حق ہے (تم حق پر ہو)

(مجلۃ الفیصل 264/126 نساء ذکیات جلد 3)

Scanned with CamScanner

(128)

اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

داؤد بن ابی ھند نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں بہت سخت بیمار ہو گیا یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ بے شک یہ بیماری موت ہے۔

میرے گھر کا دروازہ میرے حجرہ کے سامنے تھا اور میرے حجرے کا دروازہ میرے گھر کے دروازہ کے سامنے تھا میں نے ایک شخص کو دیکھا جو کہ موٹے سر والا اور موٹے کندھوں والا تھا گویا کہ وہ ان لوگوں میں سے تھا جنہیں زُطی قوم کہا جاتا تھا (ان لوگوں کے رنگ سیاہ اور چہرے ذرا ڈراؤنے ہوتے تھے) میں نے جب اسے دیکھا تو میں نے اسے ان لوگوں کے مشابہ پایا' جو اپنے رب کو جانتے ہیں میں نے پوچھا:

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

میں نے انہیں کہا کہ تم مجھے مارنا چاہتے ہو؟ کیا میں کافر ہوں؟ اور میں نے سنا تھا کہ کفار کی ارواح کو سیاہ رنگ کے فرشتے قبض کرتے ہیں۔

داؤد نے کہا: میں اسی ادھیڑ بن میں ہی تھا جب میں نے چھت کے تڑخنے کی آواز سنی پھر میں نے چھت کھلتی ہوئی دیکھی یہاں تک کہ میں نے آسمان دیکھا۔

داؤد نے بتایا کہ پھر مجھ پر ایک شخص اترا جس نے سفید لباس پہنا ہوا تھا پھر اس کے بعد دوسرا اترا اور وہ دو ہو گئے اس نے بتایا کہ وہ دونوں اسے جھڑک رہے تھے۔

داؤد نے کہا: میرا دل تو پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو گیا پھر اس بڑے سر والے نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا کہ تلاش کرو!

انہوں نے میری انگلیوں کے درمیان تلاش کرنا شروع کر دیا پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ میں اس کی انگلیوں میں سے بہت زیادہ نمازوں کی طرف جانا دیکھ رہا ہوں' پھر ان کے سردار نے ان سے کہا مزید تلاش کرو

اس نے میرا حلق چھوا تو اس نے کہا: اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر ہے۔

پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس کا وقت ابھی نہیں آیا

پھر چھت کھل گئی اور وہ دونوں باہر نکل گئے اور چھت اسی حالت میں ہو گئی جس حالت میں وہ پہلے تھی۔

(من عاش بعد الموت (ابن ابی الدنیا) حدیث نمبر 37' تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 17 صفحہ نمبر 130' مختصر ابن عساکر جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 89)

یہی تو تیرے خواب کی تعبیر ہے

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب دیکھا کہ میں عرش سر پر اٹھائے جا رہا ہوں جب دن ہوا تو سوچنے لگے کہ یہ خواب کس کے آگے بیان کروں؟ پھر خیال آیا کہ خواجہ بایزید بسطامی کے سوا کون ہے جو اس کی تعبیر کر سکے۔

چنانچہ جب شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ گئے تو دیکھا کہ محلہ میں کہرام برپا ہے حیران ہو کر پوچھا کہ کہرام کی وجہ کیا ہے؟ معلوم ہوا کہ خواجہ بایزید بسطامی انتقال فرما گئے ہیں۔

شیخ علی نعرہ مارتے ہوئے (کلمہ شہادت کہتے ہوئے) روانہ ہوئے جب جنازہ کے قریب ہوئے تب جنازہ شہر سے نکل رہا تھا خلقت عام تھی آپ بھیڑ کو چیرتے ہوئے آئے اور جنازے کو کندھا دیا اور عرض کی: حضرت! میں خواب کی تعبیر پوچھنے آیا تھا۔

حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا: اے علی جو خواب تو نے دیکھا تھا اس کی تعبیر یہی ہے کہ بایزید سطامی کا جنازہ عرش خدا ہے جو تو اپنے سر پر اٹھائے جا رہا ہے۔

راحت القلوب (ملفوظات بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ) صفحہ نمبر 69

Scanned with CamScanner

کہ پیر بھی تمہیں پیرانِ پیر کہتے ہیں

حضور سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے واقعات میں آتا ہے' راوی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں اور شیخ بقاء بن بطوء آپ کے ساتھ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پہ زیارت کے لئے گئے اس وقت میں نے دیکھا کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی قبر سے نکل کر آپ کو اپنے سینے سے لگایا اور کہا:

شیخ عبدالقادر! میں علم شریعت وعلم حقیقت وعلم حال میں تمہارا احتیاج ہوں۔

(غبطۃ الناظر فی ترجمہ شیخ عبدالقادر (ابن حجر عسقلانی) صفحہ نمبر 25' قلائد الجواہر (محمد بن یحیٰی تاذفی) صفحہ نمبر 132 (مترجم)' سفینۃ الاولیاء (داراشکوہ) صفحہ نمبر 72' تحفہ قادریہ (ابوالمعالی) صفحہ نمبر 102)

شیخ علی ہیتی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ: ایک دفعہ میں حضور غوث پاک کے ساتھ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی زیارت کے لئے گیا آپ نے فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَيْخَ مَعْرُوْف عَبَرْنَاكَ بِدَرْجَتَيْنِ

آپ پہ سلام ہو اے شیخ معروف کرخی علیہ الرحمۃ! ہم تم سے دو درجہ بڑھ گئے تو شیخ موصوف نے اپنی قبر میں سے جواب دیتے ہوئے فرمایا:

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ يَا سَيِّدَ اَهْلِ زَمَانِهٖ

اے اپنے زمانہ کے سردار آپ پر بھی سلامتی ہو۔

(قلائد الجواہر (محمد بن یحیٰی تاذفی) صفحہ نمبر 133 بہجۃ الاسرار (شطنوفی) صفحہ نمبر 55' تحفہ قادریہ (ابوالمعالی) صفحہ نمبر 63' نزہۃ الخاطر الفاطر (علامہ علی قاری) صفحہ نمبر 108)

(129)

کرامت' معجزہ اور استدراج

جان لو! کرامت سے مراد کسی ایسے شخص سے خلاف عادت کام کا ظاہر ہونا ہے جو کہ مدعی نبوت نہ ہو اور اس میں ایمان اور اعمال صالح کی شرط ملحوظ ہوگی۔

پس جو کوئی بھی پکار کو سنے یا اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں کسی موجود شئے کو معدوم کر دے یا معدوم شئی کو موجود کر دے یا وہ غیبی امور میں سے کسی امر پر مطلع ہو جائے یا وہ دور دراز کی مسافت کو تھوڑی سی مدت میں طے کر لے یا وہ جانوروں' پودوں اور جمادات وغیرہ کی تسبیحات یا دیگر بانوں کو سن لے یا پانی پر چلنے لگے یا ہوا میں تیرنے لگے یا پھر اسی طرح کے خلاف عادت امور سرانجام دے اور وہ مومن وصالح شخص مدعی نبوت نہ ہو تو یہ امور اس کی کرامات قرار پائیں گے۔

اور جب یہ امور (کسی ایسے شخص سے صادر ہوں) جو مومن اور اعمال صالح کا حامل نہ ہو تو اسے ''استدراج'' اور ''مکر'' کہیں گے۔

پس کرامت اور استدراج میں بنیادی فرق یہی ہے کہ ''استدراج'' دراصل فاسق' زندیق اور ان کافروں کے ہاتھوں ظاہر ہونے والے امور کو کہتے ہیں جو کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مقدسہ پر نہیں ہوتے جبکہ ''کرامت'' ان ہی افراد کے ہاتھوں ظاہر ہوتی ہے جو کہ شریعت مقدسہ پر بہت زیادہ عمل پیرا ہوتے ہیں۔

اور ''معجزہ'' سے مراد کسی ایسے شخص سے خلاف عادت امور کا ظاہر ہونا جو کہ خیر و بھلائی کی طرف بلاتا ہو اور وہ مدعی نبوت بھی ہو اور اس کے ذریعے سے اپنے رسول

Scanned with CamScanner

اللہ ہونے کی سچائی کا اظہار کرنے والا ہو

ارہاص اور معجزہ میں فرق

پس ہماری بیان کردہ تعریف ''مقرونۃ بالتحدی'' (اس کا دعویٰ بطریق چیلنج ہو) سے وہ خلاف عادت امور نکل گئے جو کہ چیلنج کرنے سے قبل اس ہستی سے ظاہر ہوئے ہوں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان و دعویٰ نبوت سے قبل بھی تو خلاف عادت امور ظاہر ہوا کرتے ہیں تو انہیں ''معجزہ'' نہیں کہیں گے بلکہ ''ارہاص'' کہیں گے یعنی دعویٰ نبوت کی مبادیات (اور اسے ارہاص اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے جیسا کہ) جب کوئی بندہ دیوار تعمیر کرتے ہوئے پتھر رکھتا جاتا ہے یعنی اس کی بنیادیں بناتا رہتا ہے تو اس کے لئے ارہاص کا فعل استعمال کرتے ہیں (اسی طرح دعویٰ نبوت سے قبل نبی سے ظاہر ہونے والے خلاف عادت امور دراصل اس نبی کے دعویٰ نبوت کی بنیادیں ہوتے ہیں اس لئے انہیں بھی ارہاص سے تعبیر کرتے ہیں)

لہٰذا ایسی صورت میں معجزہ اور کرامت میں فرق بالکل واضح ہے کہ معجزہ نبی کے قصد وارادے اور چیلنج کے طور پر واقع ہوتا ہے جبکہ کرامت اکثر اوقات ولی کے قصد وارادے کے بغیر ہی صادر ہوتی ہے البتہ کبھی کبھی بارادہ بھی صادر ہو جاتی ہے۔

معجزہ ہمیشہ چیلنج کے طور پر ظاہر ہوتا ہے جبکہ کرامت کے ذریعے ولی چیلنج نہیں کرتا البتہ بعض مخصوص حالات میں ولی اپنی کرامت کے ذریعے خلق خدا کی نصیحت کے لئے چیلنج بھی کرتا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے (اور ایسا بہت کم ہوتا ہے البتہ میری جائے پناہ' سرتاج الاولیاء مظہر انوار مصطفیٰ وارث شجاعت شیر خدا قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کے قائل عالی مقام سیدنا غوث العالمین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ایسا کئی بار ہوا ہے ابومحمد قادری اویسی غفرلہ)

معجزہ ہمیشہ دعویٰ نبوت کے بعد ہی ہوتا ہے اور یہ خود بود (خاموشی کے ساتھ بلا ارادہ) واقع نہیں ہوتا جبکہ کرامت دعویٰ نبوت کے بغیر ہی (مومن وصالح شخص کے

ہاتھوں) واقع ہوتی ہے اور یہ ازخود (خاموشی کے ساتھ ولی کے قصد وارادے کے بغیر ہی) واقع ہو جاتی ہے۔

اس لئے اکثر اوقات قصد وارادہ چیلنج اور دعویٰ نبوت ''معجزہ'' کے لئے شرط ہے لیکن کرامت میں یہ امور شرط ولازمی نہیں البتہ معجزہ اور کرامت میں ایک بات مشترک ہے اور وہ ہے خلافت عادت فعل کا ظاہر ہونا۔

اس لئے یہ بات جائز ہے کہ جو فعل نبی سے بطریق معجزہ صادر ہو سکتا ہے وہ ولی سے بطریق کرامت بھی واقع ہو سکتا ہے (البتہ علمائے کرام نے بعض مخصوص معجزات کے بارے میں فرمایا: وہ اولیاء اللہ سے بطور کرامت بھی صادر نہیں ہو سکتے مثلاً چاند کو دو ٹکڑے کرنا' سورج کا لوٹا دینا وغیرہ)

(کرامات الاولیاء والصالحین والتصدیق بھا از شیخ الاسلام محمد عابد السندی الانصاری رئیس علماء المدینۃ المنورہ فی عصرہ المتوفی 1257ھ)

Scanned with CamScanner

(130)

یہ چیز وہ ہے کہ پتھر کو بھی گداز کر دے

سلیم بن منصور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد منصور بن عمار کو خواب میں دیکھ کر یہ پوچھا کہ دربار خداوندی میں آپ کا معاملہ کیسا رہا؟ انہوں نے فرمایا: میرے ربّ نے مجھے اپنا قرب عطا فرما کر ارشاد فرمایا: اے بدعمل بڈھے! تجھ کو معلوم ہے کہ میں نے کیوں تجھ کو بخش دیا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں، اے میرے معبود! تو میرے ربّ نے ارشاد فرمایا: تم نے ایک وعظ کی مجلس میں اپنی رقت انگیز تقریر سے حاضرین کو رلا دیا اور اس وعظ میں ایک ایسا بندہ بھی تھا جو تمام عمر کبھی بھی خوف الٰہی سے نہیں رویا تھا مگر تمہارا وعظ سن کر وہ بھی رونے لگا تو میں نے اس بندے کی گریہ وزاری پر رحم فرما کر اس کو اور تمام حاضرین مجلس کو بخش دیا۔ اسی لئے تمہاری بھی مغفرت ہوگئی۔ (رحمۃ اللہ علیہما)

(شرح الصدور ص۱۱۸)

تبصرہ: اس میں کوئی شک نہیں کہ ان واعظین کا درجہ بہت ہی بلند و بالا اور عظمت والا ہے جو اپنی رقت انگیز و عبرت خیز تقریروں سے بندگان خدا کے قلوب میں رقت پیدا کرتے ہیں اور خدا کی بارگاہ عظمت سے بچھڑے ہوئے بندوں کو اپنے مواعظ کی کشش سے کھینچ کھینچ کر دربار الٰہی میں لاتے ہیں۔ یقیناً یہ لوگ اَلْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (۹:۱۱۲) کی وہ خوش نصیب سعادت مند جماعت ہیں جن کے بارے میں خداوند قدوس کا وعدہ ہے کہ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یعنی جو لوگ اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور فلاح پانے والے ہیں۔

مولیٰ عزوجل ایسے نیک واعظین کے کلام میں ایک ایسی کشش اور جاذبیت

پیدا فرما دیتا ہے کہ ان کے منہ سے نکلا ہوا کلمہ حق سامعین کے کانوں میں لفظ بن کر پہنچتا ہے مگر کراماتی تاثیر کا تیر بن کر ان کے دل کی گہرائیوں میں پیوست ہو جاتا ہے اور بڑے بڑے سنگدل اور قسی القلب انسان جذبات تاثر سے تڑپ تڑپ کر مرغ بسمل بن جاتے ہیں جس کو دیکھ کر بڑے بڑے ملحد اور منکر بھی بے اختیار پکار اٹھتے ہیں کہ

سخن میں سوز الٰہی کہاں سے آتا ہے
یہ چیز وہ ہے کہ پتھر کو بھی گداز کرے

(روحانی حکایات)

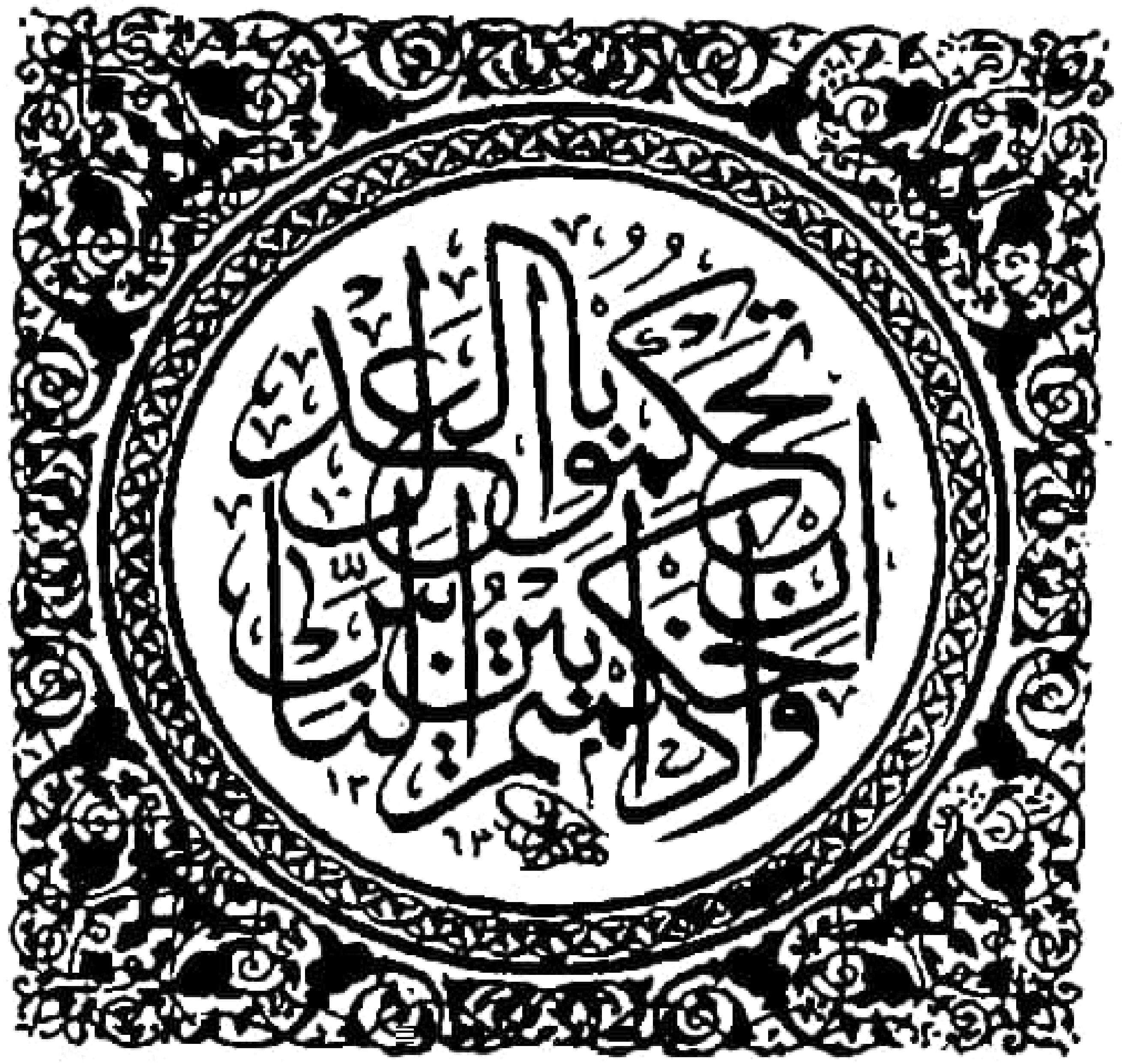

Scanned with CamScanner

(131)

ایک کٹر سُنّی نواب صاحب

حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے دو شخصوں کو دیکھا ہے جو شیعہ لوگوں سے مکمل طور پر متنفر تھے اور ان سے پورا پورا پرہیز کرتے تھے ایک نواب فتح خان جس کی سلامی سات توپوں سے دی جاتی تھی اس وقت بادشاہ وقت کی سلامی اکیس توپوں سے دی جاتی تھی بادشاہ کے بعد دوسرے مرتبہ پر اس شخص کا احترام ہوتا تھا بہت جائیداد کا مالک تھا تین لاکھ روپے تو اسے حکومت کی طرف سے میسر تھے جو اس کی اولاد اور اولاد الاولاد کے لئے وقف تھے۔ ایک بار سیال شریف میں آیا اس کا کیمپ ساہیوال میں لگا ہوا تھا بہت بڑا کیمپ ہوتا تھا باقاعدہ طور پر گھوڑوں کا انتظام علیحدہ کھانے پکانے کا انتظام سائباں بہت زیادہ ساز وسامان اور آدمی ساتھ رکھتا تھا خود ڈاک بنگلہ میں ٹھہرا ہوا تھا اس کی ایک نہایت عمدہ اور اعلیٰ گھوڑی تھی جس کی قیمت اس زمانہ میں سات سو روپے تھے کسی نے اس گھوڑی کی گردن پر آ کر ہاتھ پھیرا اور کہا بہت بہترین گھوڑی ہے نواب صاحب نے اسے دیکھ کر سخت ناراض ہو کر کہا کہ یہ تو شیعہ ہے لوگوں نے کہا جی ہاں شیعہ ہے۔ اسی وقت اپنی رائفل نکال کر لے آیا اور گھوڑی کے ماتھے پر گولی مار کر کہا اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گستاخ کا ہاتھ لگ گیا ہے اس کی نسل بھی خراب ہوگئی ہے لہٰذا اس لئے اسے ختم کر دیا ہے۔

نواب کا باپ اس سے بھی زیادہ کٹر

دوسرا ملک غلام محمد خان ٹوانہ جو کہ ملک فتح محمد خان ٹوانہ کا باپ تھا ایک مرتبہ مسجد

میں کوئی شیعہ نماز پڑھ گیا تو مسجد کی تمام صفیں جلوا دیں اور فرش دو دو ہاتھ کھدا کر نئی مٹی بھرائی نیا فرش بنوایا دیواریں خوب دھلوائیں اور کہا بے دین گستاخ صحابہ علیہم الرضوان یعنی شیعہ اس مسجد میں آئے اور مسجد صاف کس طرح رہے۔

آپ نے فرمایا اس مذہب سے زیادہ گندا غلیظ پلید مذہب میں نے نہیں دیکھا تمام فرقوں کی کتابوں کا مطالعہ کیا یعنی یہود و نصاریٰ زرتشت ہنود' مرزائی وغیرہ تماموں سے زیادہ غلیظ مذہب یہ ہے اس کا بانی عبداللہ بن سبا ہے جس نے بظاہر اسلام قبول کر کے اپنا نام عبداللہ رکھوایا اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فی النار کیا آپ نے فرمایا: اسے آگ میں جلا دو تو اس نے کہا مجھے یقین ہے کہ آپ خدا ہیں کیونکہ آگ کا عذاب خدا تعالیٰ ہی دے گا اس کے یہ الفاظ سن کر فرمایا: دو گڑھے کھود کر ایک میں اس کو بند کر دو اور اس سے ایک سوراخ دوسرے گڑھے کی جانب کھودا جائے دوسرے گڑھے میں آگ جلا دی جائے اس کا دھواں اس کی طرف آئے گا تو مر جائے گا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اسی عبداللہ ابن سباء نے شیعہ فرقہ کی بنیاد ڈالی' ان کی کتابوں میں بہت گندے مسائل ملتے ہیں ان کے مجتہد اور مولوی لوگ عوام کو بتاتے نہیں ہے ان کی کتابوں میں ہے کہ ماں بہن بھانجیاں محرمات تو گھر میں حرام ہوتی ہیں سفر میں ضرورت پڑ جائے تو انہیں استعمال کر لینا جائز ہے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ' ان کی کتابوں میں متعہ کا بیان ایسا گندہ اور غلیظ نفسانی خواہشات کے ماتحت ہے جو اہل اسلام تو در کنار غیرت مند کافر بھی پسند نہیں کرتے' دیکھیں ان کی کتاب ''الاستبصار'' ص 76 تا 83 ج 3 ابواب متعہ نیز شیعہ کی کتاب ''فروغ کافی'' صفحہ 252 ج 2' کتاب النکاح میں ہے (باب تفسیر نظر الذی یتزوج ذوات المحارم التی ذکر اللہ عزوجل فی کتابہ تحریمھا فی القرآن من الامھات والبنات الی آخر الآیۃ کل ذالک حلال من جھۃ التزویج حرام میں جھۃ مانھی اللہ عزوجل عنہ)

روافض کے عقائد فاسدہ مذمومہ

شیعہ کی مذکورہ عبارت اصل کتاب سے نقل کی گئی ہے وہاں حرام جہت مارئع پر آپ (خواجہ سیالوی علیہ الرحمۃ) کا حاشیہ محررہ ہے قولہ ''حرم الخ لا ینصور معنی الحرمۃ الا ان یکون النکاح بھا حراما فلما کان التزویج سببا للحلۃ فصار حلالا نعوذ باللہ من شرور الیھودیۃ وجھۃ الحرام لا تکون الابدون التزویج ''فرمایا شیعہ کی کتابوں میں ہے کہ خدا نیچے سے سخت ہے پیاز کے گنڈھے جیسا اور اوپر سے نرم پیاز کی بھوک جیسا ہے معاذ اللہ (فروغ کافی اور اصول کافی) ان لوگوں نے خدا تعالیٰ وتقدس شانہ کا جسم ثابت کر رکھا ہے سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ وَاللهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ۔

نیز یہ لوگ وحی کے متعلق کہتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس وحی لانا تھی بھول کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے (اصول کافی) اور ایک اشتہار شیعہ لوگوں کا شائع شدہ تھا جس میں یہ شعر بھی درج تھا۔

جبرائیل امین آمد پس از خالق بے چوں
در پیش محمد شد مقصود علی بود

علاوہ ازیں ان کی کتاب صافی شرح کافی میں ہے کہ جو موجودہ قرآن مجید ہے اس کا ایک حرف بھی صحیح نہیں ہے اصل قرآن کو امام مہدی لے کر غار میں چلے گئے اور پھر افسوس ہے کہ یہ مکذوبات حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی ذات مقدس پر تھوپتے ہیں (معاذ اللہ)

فرمایا شیعہ کی کتابوں میں ہے کہ خدا بھی بھول جاتا ہے جس طرح یہودیوں نے تورات میں لکھا ہے کہ خدا مخلوق کو پیدا کر کے پچھتایا اور دلگیر ہوا (معاذ اللہ)

یہودیت کا چربہ

فروغ کافی جلد 2 ص 252 کتاب النکاح میں باب تفسیر ما یحل من النکاح

وما یحرم (باب اس بیان میں کہ جو عورتیں نکاح سے حلال ہیں اور جو حرام ہیں) اس کی مثال جن کا نکاح محرمات ہونے کے لحاظ سے حرام ہے وہ عورتیں جن کا بیان اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں محرمات ہونے کی وجہ سے حرام قرار دیا ہے مائیں بیٹیاں آخر آیت تک وہ تمام نکاح کر لینے کی حیثیت میں حلال ہیں اور اللہ تعالیٰ کے منع کرنے کی حیثیت میں حرام ہیں۔

(قولہ حرام من جھۃ ما نھی اللہ) پر شیخ الاسلام کا حاشیہ حرمت کا معنی تو اس کے سوا تصور میں آسکتا ہی نہیں کہ ان سے نکاح حرام ہو پھر جب نکاح کو حلال ہونے کا سبب قرار دے دیا ہے تو وہ نکاح سے حلال ہو گئیں۔

نعوذ باللہ من شرور الیھودیۃ اور حرمت کی جہت تو نکاح کے علاوہ ہی ہوتی ہے۔

اندازہ لگائیں کہ کس قدر بے دینی ہے کہ یہود و نصاریٰ کی طرح محرمات کو بھی حلال قرار دے کر شیعہ لوگوں نے اپنے یہودی ہونے کا ثبوت دیا ہے۔

ایک معتبر راوی کا حال

(مؤلف انوار قمریہ لکھتے ہیں کہ) بروز چہار شنبہ 16 جمادی الاخری 1388ھ صاحبزادہ عبدالخالق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا دادا باغ میں ان کی تدفین کے لئے تمام حضرات موجود تھے حضور غریب نواز (شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی) مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل ملفوظات فرمائے باطل مذاہب کا ذکر کرتے ہوئے شیعہ کے متعلق فرمایا:

امام جعفر صادق کے پاس شیعہ لوگوں کے سات آدمی ایسے تھے جنہوں نے جھوٹ اور کذب بیانی میں بیشمار روایات امام صاحب کی طرف منسوب کیں میں کہتا ہوں کہ اگر ان سات آدمیوں کی روایات کو شیعہ مذہب سے نکال دیا جائے تو اس مذہب کو صحیح تسلیم کر لوں گا۔ (گویا ان کو مسلمانوں سے جدا کرنے والے یہی سات آدمی تھے)

ان میں سے پہلا ابوبصیر ہے جو امام صاحب کے پاس آیا اور کوئی مسئلہ پوچھا جس

Scanned with CamScanner

طرح آپ نے فرمایا اس نے اس کے خلاف کیا ان کی کتاب رجال کشی میں خود ابو بصیر کہتا ہے میں امام جعفر صادق کے پاس آیا اور التحیات کا مسئلہ پوچھا دوسرے دن آیا پھر پوچھا آپ نے ویسے ہی بتایا تیسرے دن آیا پوچھا تو اسی طرح فرمایا مجھے غصہ آیا کہ اس طرح کیوں ہیں روزانہ ایسے ہی بتاتے ہیں چنانچہ میں کھڑا ہو گیا آپ کی طرف پشت کر کے سامنے کچھ اوندھا ہو کر زور سے ریح نکالی جس کی آواز کو لوگوں نے بھی سنا اور پوچھا تم نے اس طرح کیوں کیا تو کہا مجھے خیال آیا کہ اس طرح سے امام صاحب کو کچھ شرم آئے گی (ایسا گستاخ آدمی اس مذہب کا معتبر راوی ہے)

دوسرا آدمی زرارہ ہے یہ کہتا ہے میں امام جعفر صادق کی خدمت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوا دربان نے اندر جانے کی اجازت نہ دی دوسرے دن حاضر ہوا تو نہ جانے دیا پھر تیسرے دن حاضر ہوا الغرض جب مجھے روکا گیا تو میں نے کہا امام صاحب کو کہہ دو اگر میرے پاس سونے کا تھال بھرا ہوا ہوتا اور جواہرات وغیرہ لاتا تو امام صاحب خود اٹھ کر آتے اور میرا ہاتھ پکڑ کر لے جاتے، مجھے مصلیٰ پر بٹھاتے لیکن میں کیا کروں، غریب آدمی ہوں، میرے پاس تو کچھ نہیں امام صاحب نے فرمایا جو لعنتی ہوں وہ ہمارے متعلق ایسے ہی بکواس بکتے ہیں یہ بھی رجال کشی میں ہے کہ امام صاحب نے فرمایا خدا کی لعنت ہو ابو بصیر پر ہم کچھ کہتے ہیں اور اس کے برعکس وہ کچھ کہتا ہے امام صاحب کے وہ فرامین جو آپ نے ان مفتری اور کذابوں کے متعلق فرمائے اگر مکمل طور پر لکھے جائیں تو ایک بڑی کتاب بنتی ہے۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ پر جھوٹ باندھنے والے

اسی طرح امام صاحب کا ایک شاگرد مسلمہ نامی ہوا ہے ایک شخص جس کی کنیت ابو الجارود ہے زرارہ کے متعلق تو ان کی کتاب کافی میں بھی یہ واقعہ لکھا گیا ہے کہ ان کا ایک اور ساتھی کذاب زید نامی ہوا ہے بہر حال سات آدمی ایسے ہیں جنہوں نے اپنی طرف سے روایات گھڑ کر آئمہ اطہار کی مقدس ہستیوں کی طرف منسوب کر دیں اس

مذہب کا سب سے بڑا مسئلہ جو انہیں ہر جگہ کام آتا ہے تقیہ ہے یہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تقیہ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی تقیہ کیا آئمہ اطہار نے بھی تقیہ کیا (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) زرارہ ہی سے ایک روایت ہے کہتا ہے کہ میں نے امام صاحب سے ایک مسئلہ پوچھا اور بیٹھ گیا دوسرا شخص آیا اس نے بھی وہی مسئلہ پوچھا امام صاحب نے جو مجھے جواب دیا تھا دوسرے آدمی کو اس کے برعکس جواب دیا میں نے پوچھا کیا وجہ ہے مجھے تو آپ نے اس کا جواب اس طرح دیا ہے اور اس کو اس کے خلاف؟ تو امام صاحب نے فرمایا تم پر خدا کی لعنت ہو تم ایسے اعتراضات کیوں کرتے ہیں؟ ہمیں تو اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے کہ ایک ایک بات کے متعلق سات سات جھوٹ بولیں..... معاذ اللہ وغیرہ

رافضی نام کی وجہ تسمیہ

حضور غریب نواز (خواجہ سیالوی) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرات صدیق اکبر و عمر فاروق عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم کے متعلق شیعہ لوگوں نے حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ ان اصحاب ثلاثہ کے متعلق کیا فرماتے ہو انہوں نے فرمایا وہ ہمارے مذہب کے پیشوا ہیں خلفاء برحق ہیں یہ سن کر کہنے لگے تیرے والد تو ہمارے امام تھے تم ہمارے امام نہیں ہو امام صاحب نے سامعین سے استفسار فرمایا یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں جواب دیا گیا کہ ایسا ایسا کہتے ہیں تو آپ نے فرمایا: رَفَضُوْنَا الْيَوْمَ (آج انہوں نے ہمیں چھوڑ دیا) ہم سے دور ہو گئے اس وقت سے ان کا نام رافضی ہے۔

کتاب ناسخ التواریخ جلد 1 احوال زین العابدین رضی اللہ عنہ صفحہ 591 سطر نمبر 11 تا سطر 17

بالجمله چوں مردماں درحق عمرو ابوبکر (رضی الله عنهما) ان کلمات رااز زید بشنیدند گفتند همانا تو صاحب مانیستی امامم از دست برفت ومقصود ایشیاں امام محمد باقر علیه السلام بود آنگه

Scanned with CamScanner

از اطراف زید متفرق شدند' زید فرمود رفضونا الیوم یعنی مارا امروز گذاشتند وازاں ھنگام ایں جماعت راارافضیہ گفتند روافض گرو ھے را گویند کہ رھبر خود راند ازندو از وے باگشتند وجماعت از شیعان باشند ودرمجمع البحرین کہ رافضوا یعنی ترکو ازید ابن علی ابن الحسین علیھما السلام را کہ گاھے کہ ایشاں راازطعن درحق صحابہ منع فرمود وچوں مقالہ او بدانستند معلوم ساختند کہ از شیخین تبرا نجست اور ابگزاشتند وبگرشتند وازیں پس ایں لفظ درحق کسے استعمال میشود کہ دریں مذھب غلو کاید وطعن دربار صاحبہ مراۃ نیز جائز بشمارد

(ماخوذازانوارقمریہ)

ورحمتی وسعت کل شیء
۱۴۳۰

(132)

سبق آموز حکایات

روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ دعا کرتا ہے اور اپنی حاجت کے لئے گریہ وزاری کرتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب اگر اس کی حاجت میرے ہاتھ میں ہوتی تو میں اس کو ضرور پورا کرتا پس اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے موسیٰ اس کے بکریاں ہیں اور بے شبہ اس کا دل بکریوں کے پاس ہے اور میں ایسے بندہ کی دعا نہیں قبول کرتا ہوں جو دعا تو مجھ سے کرے اور اس کا دل غیر کے پاس ہو چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اس شخص کو اس کی خبر کی پس وہ اللہ کی طرف مائل ہوا اور اس کے غیر سے قطع تعلق کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی ضرورت پوری کی۔ (انوار محبوبی ترجمہ نوادر قلیوبی)

☆ علماء میں سے کسی نے فرمایا: میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مکہ معظمہ میں داخل ہوا پس میں نے ان کو بیمار پایا اور انہوں نے دوا پی تھی میں نے ان سے کہا کہ میں آپ سے چند باتیں پوچھنا چاہتا ہوں سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا: جو کچھ تیرے لئے ظاہر ہو اور جو کچھ تجھے ضرورت ہو کہو چنانچہ میں نے ان سے کہا کہ مجھے بتلائیے کہ آدمی کون لوگ ہیں یعنی لوگوں میں مرد کامل کون ہے انہوں نے فرمایا: فقہاء میں نے ان سے کہا کہ بادشاہ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: زاہد لوگ ہیں؟ میں نے ان سے کہا کہ شرفاء کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ پرہیزگار لوگ ہیں میں نے ان سے کہا کہ فرومایہ کون ہیں انہوں نے جواب دیا فرومایہ وہ شخص ہے جو حدیث لکھتا ہے اور اس کے ذریعہ سے آدمیوں کا مال کھاتا ہے' میں نے ان سے کہا کہ کمینے کون لوگ ہیں؟ انہوں

نے فرمایا: کمینے ظالم ہیں اور یہی لوگ جہنم کے کتے ہیں۔ (ایضا)

دو کریموں میں گناہ گار کی بن آئی ہے

بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یارسول اللہ میں آپ کے پاس آتے ہوئے ایک جھاڑی سے گزرا میں نے اس میں چڑیا کے بچوں کی آوازیں سنیں چنانچہ میں نے ان کو پکڑ لیا اور ان کو اپنی چادر میں رکھ لیا اس کے بعد ان کی ماں آئی اور اس نے میرے سر پر چکر لگایا پس میں نے ان کو کے واسطے بچوں کو چادر سے چھوڑ دیا چنانچہ وہ ان پر گری پھر میں نے ان سب کو اپنی چادر میں لپیٹ میں لیا (یہ سن کر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بدو سے فرمایا: رکھو چنانچہ اس نے ان کو رکھ دیا پس ان بچوں کی ماں ان کو کھلانے لگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے مخالف ہو کر فرمایا: کیا اس پر تعجب کرتے ہو؟ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے بے شک اللہ کریم! اپنے بندوں پر ان بچوں کی ماں سے زیادہ مہربان ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دیہاتی سے فرمایا: واپس جاؤ اور ان کو ان کی جگہ پر چھوڑ دو چنانچہ وہ بدو کہتا ہے کہ میں ان کو لے کر واپس آیا حالانکہ ان کی ماں میرے سر پر اپنے بازو ہلاتی تھی اور اڑتی تھی یہاں تک کہ میں نے ان کو انکی جگہ پر رکھ دیا۔ (ایضا)

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ آپ کی توبہ کا کیا سبب ہے پس ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں مصر سے سفر کرتا ہوا بعض دیہات کی طرف نکلا چنانچہ ایک راستہ میں میدان میں سو گیا ناگاہ میں نے ایک اندھی ابابیل کو دیکھا کہ وہ اپنے گھونسلے سے نیچے گری اور زمین شق ہوئی اور اس سے دو پیالیاں ایک چاندی کی اور دوسری سونے کی نکلیں اور ایک پیالی میں تل تھے اور دوسری پیالی میں پانی تھا چنانچہ وہ ابابیل تل سے کھانے لگی اور پانی سے پینے لگی (یہ دیکھ کر) میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوا حتیٰ کہ اس نے مجھے قبول فرمایا۔ (ایضاً) (کس نے کیا خوب کہا:)

میرا اللہ بھی کریم اس کے محمد بھی کریم   دو کریموں میں گناہ گار کی بن آئی ہے

(133)

بخل کا بھیانک انجام

منیفۃ بنت رومی کا بیان ہے کہ میں مکہ معظمہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما میں مقیم تھی ایک دن میں نے ایک بارونق مقام پر لوگوں کا ہجوم دیکھا قریب جانے پر معلوم ہوا کہ ایک عورت کا سیدھا ہاتھ مفلوج ہو چکا ہے اور لوگ اس سے مختلف قسم کے سوالات پوچھ رہے ہیں جب اس عورت سے پوچھا ''تمہارا ہاتھ کیسے مفلوج ہوا؟'' اس عورت نے اپنی داستان عبرت نشان کچھ اس طرح سنائی ''آج سے کچھ عرصہ قبل میں اپنے والدین کے ساتھ رہتی تھی میرے والد بہت نیک وپارسا تھے کثرت سے صدقہ وخیرات کرتے اور غرباء کی حتی الوسیع امداد کیا کرتے۔ جبکہ میری والدہ انتہائی کنجوس تھی پوری زندگی میں صرف ایک پرانا سا کپڑا اللہ عزوجل کی راہ میں دیا اور ایک مرتبہ جب میرے والد نے گائے ذبح کی تو اس کی کچھ چربی کسی غریب کو دی اس کے علاوہ کبھی بھی کوئی چیز راہ خدا عزوجل میں خرچ نہ کی۔

اپنے والدین کے انتقال کے کچھ دن بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا والد ایک حوض (تالاب) کے کنارے کھڑا ہے اور لوگوں کو پیالے بھر بھر کر پانی پلا رہا ہے میں وہاں کھڑی سارا منظر دیکھ رہی تھی اچانک میری نظر اپنی والدہ پر پڑی جو زمین پر پڑی ہوئی تھی اس کے ہاتھوں میں وہی چربی تھی جو اس نے صدقہ کی تھی اور اسی پرانے کپڑے سے اس کا ستر ڈھانپا ہوا تھا جو اس نے صدقہ کیا تھا وہ شدت پیاس سے ''ہائے پیاس! ہائے پیاس!'' کی صدائیں بلند کر رہی تھی، یہ دردناک منظر دیکھ کر میں تڑپ اٹھی۔

ہائے! یہ تو میری ماں ہے

میں نے کہا: ''ہائے یہ تو میری والدہ ہے اور جو دیگر لوگوں کو پانی پلا رہا ہے وہ میرا والد ہے میں حوض سے ایک پیالہ بھر کر اپنی والدہ کو پلاؤں گی پھر جیسے ہی پیالہ بھر کر اپنی والدہ کے پاس آئی تو آسمان سے منادی کی یہ ندا سنائی دی ''خبردار! جو اس کنجوس عورت کو پانی پلائے گا اس کا ہاتھ مفلوج ہو جائے گا'' پھر میری آنکھ کھل گئی اور اس وقت سے میرا ہاتھ ایسا ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو الامان والحفیظ۔ (عیون الحکایات)

دولت دنیا کے پیچھے تو نہ جا
آخرت میں مال کا ہے کام کیا
مال دنیا دو جہاں میں ہے وبال
کام آئے گا نہ پیشِ ذوالجلال

(یا اللہ عزوجل! ہمیں مال کے وبال سے محفوظ رکھ اور اپنی رضا کی خاطر نیک امور میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرما حلال مال کمانے اور خوب صدقہ وخیرات کرنے کی سعادت عطا فرما مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ روشن کے صدقے قبر وحشر کی سختیاں آسان فرما اور ہمیں جنت الفردوس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوس عطا فرما بروز محشر ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے جام کوثر پینے کی سعادت عطا فرما۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

(134)

کنایہ سے حقیقت کی پہچان

ایک اعرابی (دیہاتی بدو) کا گزر کسی صحرا و بیابان سے ہو رہا تھا اسے شدت کی پیاس لگی تو پانی کی تلاش میں آگے بڑھتا چلا گیا مگر دور دور تک پانی کے کوئی آثار نہ تھے ادھر پیاس کی شدت سے وہ بالکل نڈھال ہو چکا تھا تلاش بسیار کے بعد وہ ایک کنویں کے پاس پہنچا جس کے قریب ہی ایک نوجوان اعرابیہ (دیہاتی عورت) موجود تھی کنواں دیکھ کر اعرابی کی جان میں جان آئی اس نے اعرابیہ سے کہا:

اَهْوَنَ مَا عِنْدَكُمْ نُرِيْدُ وَاَصْعَبَ مَا عِنْدَكُمْ لَا نَطْلُبُ

''تمہارے پاس جو کچھ بآسانی دستیاب ہے وہی ہم چاہتے ہیں اور جو تمہارے لئے مشکل ہے وہ ہم طلب نہیں کریں گے۔''

یہ سن کر نوجوان لڑکی نے اعرابی کو پانی پلایا جب وہ پانی پی کر سیراب ہو چکا تو اعرابیہ کہنے لگی اگر تمہارا نام معلوم ہو جاتا تو میں تمہیں خوش آمدید کہتی۔

اعرابی نے جواب دیا: ''اِسْمِیْ عَلٰی وَجْهِكَ'' میرا نام تمہارے چہرے میں ہے''۔ اعرابیہ کہنے لگی: ''هَنِيْئًا يَا حَسَنُ'' ''تمہارا آنا مبارک ہو اے حسن''

اس نے اپنے حسن کی رعایت سے اعرابی کا نام حسن بھانپ لیا

اعرابی نے کہا: ''وَاَنَا لَوْ عَرَفْتُ اسْمَكِ لَشَكَرْتُكِ'' اگر مجھے تیرا نام معلوم ہو جاتا تو میں تیرا شکریہ ادا کرتا

اعرابیہ نے جواب دیا (اِسْمِیْ عَلٰی جَنْبِكَ'' میرا نام تمہارے پہلو میں ہے''

Scanned with CamScanner

اعرابی اپنے پہلو میں تلوار لٹکائے ہوئے تھا اس نے فوراً اعرابیہ کا نام بھانپ لیا اور کہنے لگا: (شُکْرًا یَا ھِنْدُ) ''اے ہند! تیرا بہت شکریہ''

تلوار کے بہت سارے ناموں میں ایک نام ''مھند'' بھی ہے جو اس کے پہلو میں لٹکی ہوئی تھی ہندوستانی لوہے سے تیار ہونے کی وجہ سے عربی میں اسے مہند کہا گیا اسی سے بدو نے اعرابیہ کا نام معلوم کر لیا

(امرا یا نسائیہ 70 نساء ذکیات جدا43)

(135)

کراماتِ غوثِ اعظم علیہ الرحمۃ

سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی کرامات تو شمار سے باہر ہیں یہاں ہم صرف ان چند کرامات کا تذکرہ کر رہے ہیں جو مردوں کو زندہ کرنے سے متعلق ہیں اس سلسلہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ خود ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیْتٍ　لَقَامَ بِقُدْرَتِہِ الْمَوْلٰی تَعَالٰی

اگر میں اپنا کمال کسی بھی مردہ پر ڈال دوں تو وہ فوراً اللہ کی قدرت سے کھڑا ہو کر چلنے لگے گا۔ (قصیدہ غوثیہ شعر نمبر 15)

ایک دن غوث پاک علیہ الرحمہ ایک محلّہ سے گزر رہے تھے ایک مسلمان اور عیسائی آپس میں جھگڑ رہے تھے آپ نے جھگڑے کی وجہ پوچھی تو مسلمان نے عرض کی:

یہ عیسائی کہتا ہے کہ ہمارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمہارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہیں اور میں کہتا ہوں کہ یہ بات درست نہیں ہے بلکہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں۔

یہ سن کر غوث پاک نے عیسائی سے کہا کہ تمہارے پاس تمہارے دعویٰ کے سچا ہونے کی دلیل کیا ہے؟ عیسائی نے جواب دیا: ہمارے نبی مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا:

اِنِّیْ لَسْتُ بِنَبِیٍّ بَلْ مِنْ اَتْبَاعِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ

Scanned with CamScanner

اَحْيَيْتُ مَيِّتًا اَتُؤْمِنُ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں نبی نہیں ہوں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع اور غلاموں میں سے ہوں اگر میں مردہ زندہ کردوں تو تم ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آ ؤ گے عیسائی نے جواب دیا جی ہاں

آپ نے ارشاد فرمایا: تم مجھے بہت ہی پرانی قبر دکھاؤ تاکہ تمہیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کا یقین ہوجائے۔

غوث پاک نے مردہ زندہ کردیا

تو اس نے آپ کو سب سے پرانی قبر دکھائی۔آپ نے فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب مردہ زندہ کرتے تھے ان کون سے کلام پڑھتے تھے؟

اس نے کہا: قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۔آپ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ كَانَ مُغَنِّيًا فِي الدُّنْيَا
اِنْ اَرَدْتَ اَنْ اُحْيِيَهُ مُغَنِّيًا فَاَنَا مُجِيْبٌ لَكَ

یہ شخص دنیا میں گویا تھا اگر تو چاہے کہ یہ قبر سے گاتا ہوا اٹھے تو میں یہ بھی کرسکتا ہوں تو عیسائی نے جواب دیا یہ ٹھیک ہے میں بھی یہی چاہتا ہوں۔

فَتَوَجَّهَ اِلَى الْقَبْرِ وَقَالَ: قُمْ بِاِذْنِىْ فَانْشَقَّ الْقَبْرُ
وَقَامَ الْمَيِّتُ حَيًّا مُغَنِّيًا فَاَسْلَمَ عَلٰى يَدِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ

چنانچہ آپ علیہ الرحمۃ نے قبر کی طرف توجہ فرمائی اور کہا کہ میرے حکم سے اٹھ جا پس قبر شق ہوئی اور مردہ زندہ ہوکر گاتا ہوا قبر سے باہر نکل آیا

جب عیسائی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت دیکھی تو وہ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر ایمان لے آیا۔

(اسرار الطالبین (یوسف بن عبد اللہ الکردی) کماذکر فی تفریح الخاطر' تفریح الخاطر (عبد القادر اربلی) صفحہ نمبر 16 مطبوعہ مصر)

بڑھیا کا بیڑا

ایک دن غوث اعظم تفریحاً دریا کی طرف تشریف لے گئے دیکھا کہ چند عورتیں پانی لینے کے لئے دریا پر آئیں اور اپنے اپنے گھڑے بھر بھر کر اپنے گھروں کو چلی گئیں مگر ایک ضعیفہ اپنا گھڑا پانی سے بھر کر دریا کے کنارے پر رکھ کر چادر منہ پر ڈال کر زار و قطار رونے لگی۔آپ نے رونے کا موجب خادم سے پوچھا:

خادم نے عرض کی کہ مجھے بخوبی معلوم ہے کہ اس بوڑھی کا ایک اکلوتا بیٹا تھا اس کے گھر شادی خانہ آبادی بڑے احتشام اور دھوم کے ساتھ ہوئی بارات دلہن کے گھر گئی عقد ونکاح سے فارغ ہوکر بارات دلہن کے ہمراہ اپنے گھر کو چلی درمیان میں دریا عبور کرنا تھا کشتی پر سوار ہوئے بقضائے الٰہی ساری بارات ڈوب گئی اس وقت تک بارہ سال ہو چکے ہیں مگر بڑھیا کے دل کی بے قراری ایسے ہی غم والم میں گرفتار ہے۔

جس وقت غوث صمدانی نے واقعہ سنا تو فرمایا کہ بڑھیا کو میرے پاس لاؤ بوڑھی عورت کو حاضر کیا گیا آپ نے فرمایا: تیری درد بھری فریاد سے میں متاثر ہوا تیرے ساتھ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تیری ساری بارات واپس دلوادوں گا یہی وعدہ فرماتے ہوئے سر سجدہ میں رکھ دیا اور بارگاہ ایزدی میں عرض کی: مولیٰ اس بڑھیا کی بارات کو نئی زندگی دے کر بارات واپس لوٹا دے تین بار اسی طرح عجز وزاری سے التجا کی

آخر مالک قدیم نے محبوب کا کہنا خالی نہ کیا اور یکا یک دریا رحمت کو جوش آیا اور ایک ہی جوش سے کشتی بمعہ اسباب اور گھوڑے اونٹ وغیرہ بارات صحیح وسالم باہر نکل آئی۔ بڑھیا کی خوشی کی انتہا نہ رہی قدموں میں گر پڑی آخر اجازت لے کر شہر کو چلی شہر کو کرامت کا علم ہوا کئی بت پرست مشرف بہ اسلام ہوئے۔

(سلطان الاذکار فی مناقب غوث الابرار' خلاصۃ القادریہ (شہاب الدین سہروردی)' غوث اعظم (برخوددار ملتان محشی شرح عقائد ونبراس) صفحہ نمبر 27'

درۃ الدرانی از حید راللہ   گلدستہ کرامت از غلام محمد

آپ کی شفاعت سے گناہ گار بخشا گیا

عیسیٰ بن عبداللہ بن قیماز کہتے ہیں کہ میں نے سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا: میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ جو مسلمان میرے مدرسہ کے دروازہ کے سامنے سے گزرے گا اسے عذاب قبر میں تخفیف ملے گی۔

ایک مرتبہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھا تھا تو ایک شخص نے آ کر عرض کی:

باب الازج کے پاس چند دن ہوئے ایک میت کو دفنایا گیا تھا آج اس کی قبر سے چلانے کی آوازیں آتی ہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا اس نے مجھ سے خرقہ لے کر پہنا تھا؟

لوگوں نے عرض کی کہ معلوم نہیں

پھر آپ نے فرمایا: کیا کبھی وہ میری مجلس میں حاضر ہوا تھا؟

لوگوں نے لاعلمی کا اظہار تو آپ نے فرمایا: بہت ہی گناہ گار تھا تھوڑی دیر کے بعد آپ مراقبہ میں چلے گئے کچھ دیر بعد آپ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمانے لگے:

اللہ تعالیٰ کے فرشتے گواہی دیتے ہیں اس شخص نے زندگی میں ایک میری زیارت کی تھی اور حسن ظن رکھتا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کے حق میں میری سفارش قبول کر کے اپنی رحمت نازل کر دی ہے۔

اس کے فوری بعد ہی اس شخص کی قبر سے رونے کی آوازیں آنا بند ہوگئیں

(قلائد الجواہر (محمد بن یحیٰی تاذفی) صفحہ نمبر 58 'نزہۃ الخاطر الفاطر (علامہ علی قاری) صفحہ نمبر 97)

ایک گویے کا قصہ

ابوالرضیٰ کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ایثار کے بارے میں بیان فرما رہے تھے کہ اتنے میں آپ نے اوپر دیکھا اور آپ خاموش ہوگئے' پھر آپ نے فرمایا: میں تم سے زیادہ نہیں صرف ایک سو دینار کے لئے کہتا ہوں بہت سے لوگ آپ کے پاس سو سو دینار لے کر حاضر ہوئے آپ نے صرف ایک شخص

سے لئے اور باقی لوگوں کے واپس کر دیئے۔

لوگوں کو بہت تعجب ہوا کہ آپ نے یہ سو دینار کس لئے طلب کئے اس کے بعد آپ نے مجھے بلا کر فرمایا: تم یہ مقبرہ شونیزیہ کے پاس لے جاؤ وہاں ایک بوڑھا شخص بربط بجاتا ہوا ملے گا اسے یہ سو دینار دے دینا اور اسے میرے پاس لے آؤ

میں حسب الارشاد وہاں گیا تو ایک بوڑھا شخص بربط بجاتا ہوا ملا

میں نے اسے سلام علیک کیا اور ساتھ ہی سو دینار پیش کیے۔

وہ یہ دیکھ کر چلایا اور بے ہوش ہو کر گر گیا کچھ دیر کے بعد جب اسے ہوش آیا تو میں نے اس سے کہا کہ: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تمہیں بلا رہے ہیں یہ شخص بربط اپنے کندھے پر رکھ کر میرے ساتھ ہو لیا جب ہم آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے اسے اپنے نزدیک منبر کے پاس بلوا لیا اور اس سے فرمایا: تم اپنا جو کچھ قصہ ہے وہ بیان کرو۔

اس نے کہا: میں اپنے صغر سنی میں بہت عمدہ گاتا تھا اور لوگ نہایت شوق سے میرے گانے سنا کرتے تھے جب میں کبر سنی کو پہنچ گیا تو لوگوں کا التفات بالکل کم ہو گیا اسی لئے میں عہد کر کے شہر سے نکل گیا کہ اب آئندہ سے میں مردوں کے سوا اور کسی کو اپنا گانا نہ سناؤں گا اسی اثناء میں میں قبرستانوں میں پھرتا رہا ایک دفعہ ایک قبر سے ایک میت نے اپنا سر باہر نکال کر مجھ سے کہا: تم مردوں کو کب تک اپنا گانا سناؤ گے؟ اب تو تم خدا کے بن جاؤ اور انہیں اس کی وحدانیت کا بیان سنا دو۔

گانے بجانے سے توبہ

گویا کہتا ہے کہ اس کے بعد مجھے نیند سی آ گئی پھر میں نے اٹھ کر یہ اشعار پڑھے:

يَا رَبِّ مَالِيْ عُدَّةٌ يَوْمَ اللِّقَاءِ
اِلَّا رَجَا قَلْبِيْ وَنُطْقُ لِسَانِيْ

ترجمہ: الٰہی قیامت کے لئے میرے پاس کوئی سامان نہیں ہے سوائے اس

Scanned with CamScanner

کے کہ میں تجھ سے مغفرت کی امید رکھتا ہوں اور زبان سے تیری حمد وثناء کرتا ہوں۔

قدامك الراجون يبغون المنى

واخيبتا ان عدت بالحرمان

کل امید رکھنے والے تیری بارگاہ میں کامیاب ہوں گے اگر میں محروم ہو جاؤں تو میری بدبختی پر سخت افسوس ہے۔

ان كان لا يرجوك الا محسن

فمن يلوذ ويستجير الجاني

اگر نیک لوگ ہی تیری بخشش کے امیدوار ہوتے تو گناہ گار لوگ کس کے پاس جا کر پناہ لیتے۔

شيبي شفيع يوم عرضيا اللقا

فساك تنقذني من النيران

میرا بڑھاپا قیامت کے دن تیری بارگاہ میں میری سفارش کرے گا مجھے امید ہے کہ تو میرے بڑھاپے کو دیکھتے ہوئے دوزخ سے ضرور بچالے گا۔

میں کھڑا ہوا ابھی یہی اشعار پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں آپ کے خادم نے آ کر مجھے یہ دینار دے دیئے اب میں گانے بجانے سے تائب ہو کر خدا کی طرف رجوع کرتا ہوں پھر اس شخص نے بربط توڑ ڈالا اور گانے بجانے سے تائب ہو گیا۔

(قلائد الجواہر (محمد بن یحییٰ تاذنی) صفحہ نمبر 92 مترجم)

وصال کے بعد بھی فیض جاری

ایک شخص حضرت سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیعت کی غرض سے بہت دور دراز سے حاضر ہوا لیکن جب وہ آیا تو اس وقت آپ کا وصال شریف ہو چکا تھا اسے آپ کے وصال کے بارے میں بتایا گیا تو وہ آپ کی تربت اطہر پر حاضر

ہوا اور آداب بجالایا تو حضرت سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ قبرانور سے باہر نکلے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے توجہ دی اور اپنے سلسلہ قادریہ میں داخل فرمالیا۔

(تفریح الخاطر (عبدالقادر اربلی) صفحہ نمبر 26)

ایک عورت کا بچہ دریا میں غرق ہو گیا تو وہ عورت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی: میرا بچہ دریا میں غرق ہو گیا ہے اور میرا یہ اعتقاد ہے کہ آپ اسے زندہ لوٹا سکتے ہیں آپ نے فرمایا تو اپنے گھر جا تجھے تمہارا بچہ مل جائے گا۔

وہ عورت اپنے گھر واپس لوٹ آئی مگر بچہ نہ ملا تو وہ دوبارہ لوٹ آئی اور آپ کے پاس آ کر رونے لگی: آپ نے پھر ارشاد فرمایا: واپس گھر جاؤ تمہارا بچہ گھر آ گیا ہے۔

وہ اپنے گھر گئی اور تیسری مرتبہ پھر واپس آ کر رونے لگی: آپ نے سر جھکاتے ہوئے مراقبہ فرمایا پھر سر اٹھا کر فرمایا: اب گھر چلی جاؤ تم اپنا بچہ اپنے گھر میں پاؤ گی پھر آپ نے عرض کیا: لِمَ اَخْجَلْتَنِیْ مَرَّتَیْنِ عِنْدَ تِلْكَ الْمَرْاَةِ

یا اللہ مجھے اس عورت کے پاس دو مرتبہ کیوں شرمسار کیا؟

تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو القاء کیا گیا کیوں کہ جب تم نے پہلی مرتبہ کہا تو فرشتوں نے اس کے اجزاء کو جمع کیا جب دوسری مرتبہ کہا تو میں نے اسے زندہ کیا اور جب تیسری مرتبہ کہا تو اسے دریا سے نکال کر گھر پہنچا دیا گیا۔

(تفریح الخاطر (عبدالقادر اربلی) صفحہ نمبر 16)

Scanned with CamScanner

(136)

کس کی منزل ہے الٰہی میرا کاشانۂ دل

جیس بن مبشر نے بیان فرمایا کہ امام الحدیث یحیٰ بن معین علیہ الرحمۃ کا مجھے خواب میں دیدار ہوا تو میں نے ان سے سوال کیا کہ خداوند تعالیٰ کے دربار میں ان کی پیشی کا کیا انجام ہوا؟ تو انہوں نے فرمایا: میرے رب نے مجھے اپنے قرب خاص سے نوازا اور مجھے بار بار اپنی بے شمار نعمتوں سے سرفراز فرمایا اور دو مرتبہ اپنے دیدار سے مشرف فرمانے کے لئے اپنے دربار میں باریاب فرمایا اور تین سو حوریں میرے نکاح میں آئیں جیش بن مبشر کہتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا کہ یہ سب انعام واکرام آپ کو کون سی عبادت کے بدلے میں عطا کیا گیا تو انہوں نے اپنی آستین سے حدیثوں کے چند اوراق نکال کر فرمایا: ان حدیثوں کی وجہ سے۔ ([illegible]) (شرح الصدور ص ۱۲۰)

تبصرہ: سبحان اللہ! محدثین کرام جن کا سینہ احادیث نبویہ کا سفینہ اور جن کا دل علوم نبوت کا خزینہ ہے ان کے مدارج علیا اور فضائل عظمیٰ کا کیا کہنا؟ بلاشبہ یہ لوگ وارث الانبیاء اور مقبولان بارگاہ مصطفیٰ ہیں اور یقیناً یہ وہ ارباب صفا ہیں جو دربار خدا میں مظفر و منصور اور دونوں جہان میں ارحم الراحمین و خیر الغافرین کے مرحوم و مغفور ہیں۔ واقعی جن خوش نصیبوں کے سینوں میں علوم نبوت کی تجلیاں جلوہ فگن ہو جائیں اور مشکوٰۃ نبوت کے روشن چراغوں سے جن کا دل پرنور بلکہ نورٌ علیٰ نور ہو جائے وہ یقیناً اگر زبان قال سے نہیں تو زبان حال سے ضرور حالت وجد میں یہ کہتا پھرے گا کہ

عرش کا ہے کبھی کعبہ کا ہے دھوکا اس پر   کس کی منزل ہے الٰہی مرا کاشانۂ دل

(روحانی حکایات)

Scanned with CamScanner

(137)

مرزائی مناظر کا قبول اسلام

22 جمادی الاولیٰ 1388ھ ایک مرتبہ ایک مرزائی مولوی کتابوں کا گٹھا اٹھائے ہوئے حاضر ہوا آپ (شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ) اس وقت نماز جمعہ کے بعد احتیاط الظہر ادا فرما رہے تھے اس نے کہا میں چند مسائل میں تبادلہ خیالات کرنے کے لئے آیا ہوں آپ نے فرمایا مجھے نماز سے فارغ ہونے دیجئے جب چار رکعت پڑھ کر آپ نے سلام پھیرا تو کہنے لگا آپ لوگ گفتگو سے کیوں جی چراتے ہیں میں محض دین اسلام کی خدمت کے لئے آیا ہوں اور آپ میرے ساتھ کلام نہیں کرتے' آپ نے روضہ شریف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اللہ والے جنہوں نے اپنی تمام زندگی اس کی رضا پر گزاری اور عالم فانی سے اوجھل ہوئے تو صدیوں سے ان کی خاک بوسی ہو رہی ہے وہ حق پر نہیں تھے؟ اور کوئی گورداسپور سے آ جائے تو وہ حق والا ہے؟ یہ فرمایا اور نماز میں مشغول ہو گئے جب دو رکعت نماز پڑھ کر سلام پھیرا تو خطاب فرمایا: جو بھی بحث کرنا چاہے اب موقع ہے کھلے دل سے تبادلہ خیال کرے۔

اس فرمان سے اس کے آنسو جاری ہو گئے اور کہا بس اب میرا گھر پورا ہو گیا ہے سوچنے سے معلوم ہوا کہ واقعی جن مقبول لوگوں کی مدتوں سے خاک بوسی ہو رہی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہوا تو ان کا چرچا ہوا ہے' یہ کہا اور بیعت ہو گیا آپ فرماتے ہیں کہ یہ شخص بعد میں مرزائیوں کے خلاف بہترین مناظر بنا کیونکہ مرزائی مذہب سے تو پہلے واقف تھا ان کے گھر کا بھیدی تھا اس لئے وہ اس سے بھاگتے تھے۔

حدیث کی رو سے مرزائی دوزخی ہیں

فرمایا اسی طرح ایک شیعہ مولوی بھی بحث مباحثہ کے لئے سیال شریف آیا بحث کرتا رہا اور دوسرے دن پھر تیسرے دن حتیٰ کہ ایک ہفتہ یہاں رہا اور مسلمان ہو کر بیعت کی وہ بھی شیعوں کے خلاف مناظر بنا۔

فرمایا مرزائی فرقہ کے دوزخی ہونے میں محبوب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی کنز العمال میں مرقوم ہے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان لوگوں کے متعلق پیشین گوئی ہے اور علوم غیبیہ سے بھی ہے (کنز العمال جلد 2 صفحہ 263) کتاب الجہاد باب الرباط میں حضرت عنبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رقم فرمائی ہے:

لایزال الجهاد حلوًا خضرًا ما امطرت السماء وانبتت الارض وسينشأ نشو من قبل المشرق يقولون لا جهاد و لا رباط اولئك هم وقود النار بل رباط يوم في سبيل الله خير من عتق الف رقبة ومن صدقة اهل الارض جميعاً

یعنی جہاد ہمیشہ میٹھا اور سرسبز رہے گا جب تک آسمان بارش برساتا رہے گا اور زمین سبزے اگاتی رہے گی عنقریب ایک فرقہ مشرق کی طرف سے نکلے گا جو کہیں گے کہ نہ جہاد ہے اور نہ ہی اللہ کی راہ میں خیمہ لگانا ہے وہ آگ کا ایندھن ہوں گے (دوزخی ہوں گے) بلکہ اللہ کی راہ میں ایک دن دشمن کے مقابل خیمہ لگانا ہزار غلام آزاد کرنے اور تمام اہالیان روئے زمین کے صدقہ دینے سے بہتر ہے۔ مرزا قادیانی کہتا ہے (درثمین)

اب چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

(انوار قمریہ)

(138)

آئمہ اہل بیت علیہم الرضوان

نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے امت کو پانچ قسموں پر تقسیم کیا' علماء' زاہد' غازی' امراء ووالیان' تاجر' علماء تو انبیاء کے وارث ہیں پرہیزگار لوگ زمین کے بادشاہ ہیں' غازی اللہ کے مددگار ہیں' امراء مخلوق الٰہی کے چرواہے ہیں اور تاجر لوگ اللہ کے امین ہیں' پس جب علماء نے مال جمع کرنے میں طمع کی تو پھر کس سے ہدایت حاصل کی جائے اور جب زاہدوں نے ریاکاری کی تو پھر کس کی اقتداء کی جائے' اور جب غازیوں نے جنایت کی تو پھر کس سے فتح ہوگی' اور جب تاجروں نے خیانت کی تو پھر کون امین بنایا جائے گا اور جب چرواہے بھیڑیوں کی طرح ہیں تو پھر کس سے رعیت کی حفاظت کی جائے گی **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمِ** اور بعض علماء نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کو چند قسم پر پیدا کیا اور ایک قسم وعظ اور پند کے واسطے ہے اور ایک قسم عبادت کے لئے ہے اور ان کے علاوہ تلچھٹ اور کیچڑ ہیں' جو پانی کو میلا کرتے ہیں اور قیمتوں اور نرخوں کو گراں کرتے ہیں اور راستوں کو تنگ کرتے پھرتے ہیں۔ یاد رہے! اس حکایت میں رجرجۃ دوراً بے نقطہ اور دو جیم با نقطہ سے ہے اور اس کا معنیٰ لوگوں میں سے رذیل اور کمینہ لوگ ہیں۔ (قلیوبی)

امام علی بن رضا علیہ الرحمۃ

ہمارے آقا علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر بن زین العابدین بن علی بن حسین بن علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہم نے یحییٰ بن اکثم (یہ خلیفہ مامون کے

دربار کے قاضی القضاۃ تھے) سے خلیفہ مامون کے دربار میں ایک مسئلہ پوچھا پس علی بن رضا نے یحییٰ سے کہا کہ تم اس شخص کے بارہ میں کیا کہتے ہیں جس نے شروع دن میں ایک عورت کی طرف حرام نظر سے دیکھا پھر وہ عورت اس کے لئے آفتاب بلند ہونے کے وقت حلال ہوگئی پھر ظہر کے وقت وہ عورت اس پر حرام ہوگئی پھر وہ عورت عصر کے وقت اس پر حلال ہوگئی پھر مغرب کے وقت وہ عورت اس پر حرام ہوگئی پھر وہ عورت اس کے لئے عشاء کے وقت حلال ہوگئی پھر وہ آدھی رات کو اس پر حرام ہوگئی پھر فجر کے وقت وہ اس پر حلال ہوگئی پس قاضی یحییٰ نے کہا: (خدا آپ کا بھلا کرے) مجھے یہ نہیں معلوم ہے۔ اس کے بعد خلیفہ مامون نے علی بن رضا سے کہا: اے امیرالمومنین کے صاحبزادے اس مسئلہ کی ہمیں خبر دو پس صاحبزادہ نے کہا: بے شک یہ عورت ایک لونڈی ہے اس کو شروع دن میں ایک اجنبی نے دیکھا پھر آفتاب بلند ہونے کے وقت اس اجنبی نے وہ لونڈی خرید لی پر اس نے ظہر کے وقت اس کو آزاد کر دیا اس کے بعد اس نے عصر کے وقت سے نکاح کر لیا پھر مغرب کے وقت اس نے اس عورت سے ظہار کیا یعنی اس عورت کو اپنے محرم کے ساتھ تشبیہ دی پھر اس نے عشاء کے وقت اس کا کفارہ دیا پھر اس نے اس کو آدھی رات میں طلاق رجعی دی پھر اس نے فجر کے وقت اس سے رجعت کر لی پس مامون نے علی بن رضا سے کہا کہ تم نے نہایت اچھا جواب دیا اور مامون نے اسی مجلس میں ان سے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا اس کے بعد وہ اپنی بیوی کو لے کر مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہوئے پھر مامون کی لڑکی نے اپنے باپ کے پاس خط بھیجا اور اس سے یہ شکایت کی کہ میرے شوہر نے مجھ پر لونڈی کر لی ہے پس اس کے باپ نے اس کو لکھا کہ میں نے تیرا نکاح ان سے اس لئے نہیں کیا ہے کہ جو چیز اللہ نے اس کے واسطے حلال کی ہے اس کو ان پر حرام کر دوں پس ایسی شکایت دوبارہ میرے پاس نہ آئے پھر اس کے باپ کے مرنے کے بعد اس کو خلیفہ معتصم کے پاس بھیجا پس خلیفہ نے اس کو ان کے پاس اس وقت بھیجا جب کہ ماہ محرم 202ھ کی دو راتیں باقی تھیں اور علی بن رضا اس کے ساتھ

ہمیشہ رہے کہ انہوں نے 203ھ میں انتقال کیا' اور مقبرہ میں اپنے دادا موسیٰ کاظم کی جانب پشت دفن ہوئے اور امام علی رحمۃ اللہ علیہ نے دو لڑکے اور دو لڑکیاں چھوڑیں۔

امام حسن عسکری علیہ الرحمۃ

اور ان میں حسن عسکری نہایت ہی حسین اور بزرگ تر تھے اور وہ حسن عسکری کے ساتھ اس واسطے موصوف ہوئے کہ انہوں نے شہر سرمن رائے میں سکونت اختیار کی اور سرمن رائے کو مدینۃ العسکر کہا جاتا ہے اور علی بن رضا نے اپنے والد سے علم ومعرفت اور شجاعت وراثت میں پائی تھی اور وہ 153ھ میں پیدا ہوئے اور 203ھ میں وفات پائی جیسا کہ گزر چکا ہے اور اتفاق یہ ہوا کہ خلیفہ متوکل نے امام حسن عسکری کو قید کیا اس کے بعد لوگ خشک سالی میں مبتلا ہوئے پس مسلمانوں نے تین روز استسقاء کی نماز پڑھی اور طلب باراں کی دعا کی اور بارش نہ ہوئی پھر خلیفہ متوکل نے مسلمانوں کے ساتھ یہود ونصاریٰ کو بھی استسقاء کے واسطے نکلنے کا حکم دیا چنانچہ وہ لوگ بھی مسلمانوں کے ہمراہ نکلے اور ان کے ساتھ ایک راہب (عابد نصرانی) بھی تھا پس اس راہب نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھایا اتفاقاً بارش ہوگئی پھر دوسرے دن بھی ایسا ہی ہوا (یہ دیکھ کر) بعض عوام الناس نے دین اسلام میں شک کیا اور ان میں سے بعض مرتد ہو گئے۔ اس سے مسلمانوں کو حرج عظیم ہوا اور یہ خلیفہ متوکل پر شاق گزرا اور اس نے امام حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ قیدی کی حاضری کا حکم دیا اور ان سے کہا کہ اپنے جد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی خبر لیجئے اس سے پہلے کہ وہ لوگ ہلاک ہوں پس امام حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کل ان کو نکلنے کا حکم دو ان شاء اللہ تعالیٰ یہ اشکال اور شک جاتا رہے گا پھر لوگوں نے امام موصوف کے جیل سے رہائی کے بارے میں خلیفہ سے کلام کیا چنانچہ خلیفہ نے ان کو آزاد کر دیا اور وہ لوگوں کے ساتھ نماز استسقاء کے واسطے باہر نکلے پس جب راہب نے نصاریٰ کے ساتھ اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا تو ابر موجود ہو گیا امام حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ نے راہب کے ہاتھ کو پکڑنے کا حکم دیا چنانچہ وہ پکڑ لیا گیا اور دیکھا گیا تو اس کے ہاتھ میں

Scanned with CamScanner

آدمی کی ہڈی تھی پس امام موصوف نے وہ ہڈی اس کے لئے ہاتھ سے لے لی' پھر راہب سے فرمایا: اپنا ہاتھ اٹھا چنانچہ اس نے ہاتھ اٹھایا اس کے بعد ابر جاتا رہا اور آفتاب نکل آیا پس لوگوں کو اس سے تعجب ہوا پھر خلیفہ نے امام حسن عسکری سے کہا کہ یا ابا محمد! یہ کیا بات ہے؟ امام موصوف نے اس سے کہا کہ یہ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی کی ہڈی ہے یہ راہب اس کو پا گیا ہے اور یہ واقعہ ہے کہ جب کسی نبی کی ہڈی آسمان کی طرف بلند کی جائے گی تو آسمان پانی برسائے گا چنانچہ لوگوں نے اس کا امتحان کیا پس اس کو ایسا ہی پایا جیسا کہ امام موصوف نے فرمایا اس کے بعد لوگوں کا شبہ دور ہو گیا اور جو مرتد ہو گیا تھا وہ اسلام کی طرف رجوع ہوا اور امام حسن عزت و اکرام کے ساتھ اپنے گھر واپس آئے' اور خلیفہ نے امام کو انعام بخشا۔ (ایضاً)

شیروں کا برکت حاصل کرنا

خلیفہ متوکل مذکور کے زمانہ میں ایک عورت نے اس کے دربار میں یہ دعویٰ کیا کہ وہ شریف (سیّدہ) ہے پس خلیفہ نے پوچھا کہ کون شخص مجھے اس کی صحیح خبر دے گا چنانچہ لوگوں نے خلیفہ سے امام حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ مذکور کا بتلایا اور ان کو حاضر کیا گیا خلیفہ نے ان کو اپنے ساتھ اپنے تخت پر بٹھلایا اور ان سے اس عورت کی حالت دریافت کی پس امام موصوف نے خلیفہ سے کہا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے درندوں پر حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی اولاد کو کھانا حرام کیا ہے لہٰذا تم اس عورت کو درندے کے سامنے ڈالو اگر درندہ نے اس کو نہ کھایا تو یہ سچی ہے چنانچہ لوگوں نے یہ شرط اس عورت پر پیش کی پس اس نے اقرار کر لیا کہ وہ جھوٹی ہے اس کے بعد بعض لوگوں نے خلیفہ سے کہا: یہ بات امام حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ نے کہی تھی اس سے آپ ان کا کیوں نہیں امتحان لیتے' چنانچہ خلیفہ متوکل مذکور نے تین درندے حاضر کرنے کا حکم دیا اور اپنے محل کے نیچے ایک میدان میں ان کو رکھا خلیفہ محل میں ایسے مقام میں بیٹھا کہ ان درندوں کو دیکھے اور محل کا دروازہ بند کر دیا اور امام حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ مذکور کی حاضری کا حکم دیا تاکہ وہ اس میدان سے ہو کر خلیفہ

کے پاس محل میں داخل ہوں چنانچہ لوگوں نے امام موصوف کو میدان میں داخل کیا اور ان پر محل کا دروازہ بند کر دیا اور درندوں کی یہ حالت تھی کہ اپنی آوازوں سے کانوں کو بہرے کر رہے تھے پس جب درندوں نے امام حسن کو دیکھا تو چپ ہو گئے اور ان کی طرف چلے اور آپ سے برکت حاصل کی اور آپ کے گرد گھومے اور امام موصوف نے اپنے ہاتھ اور اپنی آستین سے ان کی پیٹھوں کو تھپکا پھر وہ درندے اپنے رہنے کی جگہ چلے گئے اس کے بعد محل کا دروازہ کھلا اور وہ خلیفہ کی طرف بالا خانے پر چڑھے' اور تھوڑی دیر اس سے باتیں کیں پھر اترے اس کے بعد درندوں نے ان کیساتھ ویسا ہی کیا جیسا کہ پہلے کیا تھا حتیٰ کہ وہ وہاں سے باہر چلے گئے' پھر خلیفہ نے آپ کے پیچھے انعام بھیجا اس کے بعد لوگوں نے خلیفہ سے کہا کہ آپ ایسا (غالباً امام کو شہید کرنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ان کو شہید) کیوں نہیں کرتے لیکن خلیفہ کو اس پر جرأت نہ ہوئی اور لوگوں سے کہا کہ کیا تم میرا ہلاک ہونا پسند کرتے ہو اور حکم دیا کہ وہ میرا یہ معاملہ کسی سے ظاہر نہ کریں۔ واللہ اعلم

(ایضاً)

Scanned with CamScanner

(139)

آدمی خرگوش کیسے بنا......؟

حضرت سیّدنا عثمان بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''ایک شخص حضرت سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی خدمت اقدس میں رہ کر علم دین سیکھا کرتا تھا ایک مرتبہ اس نے آپ سے اپنے علاقے میں واپس جانے کی اجازت چاہی اور کہا: ''میں جلد ہی دوبارہ حاضر ہو جاؤں گا'' آپ نے اسے اجازت عطا فرما دی۔

وہ چلا گیا اور اپنے علاقے میں لوگوں سے کہتا پھرتا ''حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے یہ فرمایا آپ نے مجھے یہ بات بتائی اس طرح کی باتیں کر کے وہ لوگوں سے مال جمع کرتا لوگ حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کا مقرب سمجھ کر اس کی تعظیم کرتے اور اسے مال دولت دیتے وہ بڑا خوش ہوتا اور جگہ جگہ جا کر کہتا ''میں نے حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا'' الغرض! اس طرح اس نے بہت سا مال جمع کر لیا کافی دن گزر جانے کے باوجود جب وہ حاضر خدمت میں نہ ہوا تو آپ علیہ السلام نے لوگوں سے اس کے متعلق پوچھا لیکن کسی کو اس کی خبر نہ تھی کہ اب وہ کہاں ہے؟ ایک دن آپ ایک جگہ تشریف فرما تھے کہ ایک دیہاتی گزرا جس نے رسی سے بندھا ہوا خرگوش اپنی گردن میں لٹکا رکھا تھا۔ آپ نے پوچھا ''اے اللہ عزوجل کے بندے تو کہاں سے آ رہا ہے'' عرض کی: ''فلاں گاؤں سے'' فرمایا: ''کیا تو فلاں شخص کو جانتا ہے جس نے مجھ سے علم دین سیکھا؟''

دین کے بدلے دنیا کمانے والا

دیہاتی نے اپنی گردن میں لٹکے ہوئے خرگوش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''یہی وہ شخص ہے جس کے متعلق آپ پوچھ رہے ہیں اللہ رب العزت نے اسے خرگوش بنا دیا ہے'' یہ سن کر آپ نے بارگاہِ خداوندی عزوجل میں عرض کی: ''اے پاک پروردگار اسے اس کی اصلی حالت پر لوٹا دے میں اس سے پوچھوں کہ کس جرم کی وجہ سے اسے جانور بنا دیا گیا؟'' بارگاہ خداوندی عزوجل سے وحی نازل ہوئی: ''اے موسیٰ علیہ السلام جو سوال تم نے کیا ہے اگر یہی سوال مقرب رسولوں میں کوئی اور بھی کرے تب بھی میں اسے اس کی اصلی حالت پر نہیں لوٹاؤں گا (باقی رہی وجہ تو وہ میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ) اسے میں نے جانور اس لئے بنایا ہے کہ ''یہ دین کے ذریعے دنیا کی حقیر دولت طلب کیا کرتا تھا۔ (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ)

(عیون الحکایات)

''یا اللہ عزوجل! ہمیں اپنی ناراضگی سے محفوظ رکھ اور ہمارے گناہوں سے درگزر فرما' سچی توبہ اور اس پر استقامت کی توفیق عطا فرما صرف اپنی ہی رضا کی خاطر علم دین سیکھنے اور دوسروں کو سکھانے کی توفیق عطا فرما ریاکاری حب مال طلب جاہ اور دیگر بڑے بڑے گناہوں سے ہمیں محفوظ فرما (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

Scanned with CamScanner

(140)

پیکر تسلیم و رضا خاتون

اس دنیا میں سب سے زیادہ ظلم وستم کا تختہ مشق بننے والے وہی لوگ ہوتے ہیں جو بندوں کو بندوں کی عبادت سے نکال کر بندوں کو خالق و مالک کی طرف بلاتے ہیں شرکت وضلالت کی ظلمت سے نجات دلا کر توحید وسنت کی روشنی کی طرف لاتے ہیں۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب توحید کی آواز بلند کی اور باطل معبودوں کی عبادت ترک کر کے اپنی قوم کو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلایا تو قوم درپے آزار ہوگئی اور وہ اپنے خاندان والوں ہی کی نہیں بلکہ پوری قوم کی آنکھوں میں ایک کانٹا بن کر چبھنے لگے۔

نمرود نے جب دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام دعوت توحید لے کر اٹھ کھڑے ہوئے ہیں تو توحید کی یہ صدا اس کے دل پر بجلی بن کر گری کہ اگر وہ اس دعوت حق پر لبیک کہتا ہے تو اسے خدائی کے رتبے سے اتر کر بندہ بننا پڑتا اور اللہ وحدہ لاشریک کے آگے سر جھکانا پڑتا اس دعوت کو قبول کرنا اس کے لئے ناممکن تھا یہ دعوت اس کے لئے تھوہر کا نوالہ بن گئی کہ نہ نگلتے بنے اور نہ اگلتے بنے۔ چنانچہ وہ ابراہیم علیہ السلام کا جانی دشمن بن گیا چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خاندان بادشاہ کا منظور نظر تھا اس لئے بادشاہ کے معاندانہ رویہ سے متاثر ہو کر ان کا باپ (چچا آذر) بھی اپنے لخت جگر سے برہم ہوگیا۔
حکومت وقت، قوم اور خاندان کی ناقابل برداشت مخالفت ومعاندت سے تنگ آکر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اس وطن عزیز سے ہجرت کرنے کا ارادہ کرلیا

جہاں ان کی پرورش وپرداخت ہوئی تھی جس مٹی میں وہ بچپن سے کھیل کود کر جوان ہوئے تھے وہی مٹی اب انہیں قبول کرنے کو تیار نہ تھی ساری زمین اپنی وسعت وکشادگی کے باوجود ان کے لئے تنگ کر دی گئی بالآخر وہ عراق سے ہجرت کر کے حزان اور شام سے ہوتے ہوئے مصر تشریف لے گئے تاکہ وہاں کھلی فضا میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرسکیں۔

حضرت سیّدہ سارہ وہاجرہ رضی اللہ عنہما

آپ کی معیت میں آپ کی شریک حیات سیّدہ سارہ نے بھی جو آپ کی چچا زاد بہن تھیں ہجرت کی وہاں مصر کے بادشاہوں کو اطلاع دی گئی کہ ایک نووارد آدمی یہاں آیا ہے اور اس کے ساتھ اس کی بیوی بھی ہے جو بہت ہی حسین وجمیل ہے بادشاہ نے سیدہ سارہ کو بلایا اور غلط نیت سے اپنا ہاتھ ان کی طرف بڑھایا مگر اس کا ہاتھ اللہ تعالیٰ نے آگے بڑھنے سے روک لیا۔ یہ حرکت اس نے تین چار بار کی مگر ہر مرتبہ پہلے سے کہیں سخت گرفت ہوئی چنانچہ وہ گھبرا سا گیا اور حضرت سارہ کی کرامت کا اندازہ کرلیا پھر اس نے اپنے درباریوں سے کہا:

(مَا اَرْسَلْتُمْ اِلَیَّ اِلَّا شَیْطَانَةً اَرْجِعُوْهَا اِلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَاَعْطُوْهَا هَاجَرَ)

”تم لوگوں نے میری خدمت میں کسی جنیہ کو پیش کیا ہے اس کو ابراہیم کے پاس لے جاؤ اور اس کی خدمت کے لئے ہاجرہ بھی دے دو“۔

سیدہ سارہؑ حاجرہ کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں واپس آئیں اور آپ کو سارے واقعات سے آگاہ کیا۔

(مسند احمد 404/2 بخاری 3358 ابوداؤد 2212 وغیرہ)

یہی وہ ہاجرہ ہیں جو فلسطین میں آکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجیت میں شامل ہوگئیں اور جن کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کو عطا فرمایا حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جب اس عالم رنگ وبو میں آنکھ کھولی تو چرخ نیلی فام اس وقت 2074 ق م کا نقارہ بجا رہا تھا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی برسوں کی دعاؤں کے بعد

Scanned with CamScanner

مرحمت ہوئے تھے ابھی اسماعیل علیہ السلام شیر خوارگی ہی میں تھے کہ مکہ مکرمہ کے سنسان بیابان میں لے جانے کا حکم دیا گیا۔

ہجرت کا حکم

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی مونس وغمگسار زوجہ مکرمہ شرم وحیا جس کا نقاب اور وفاداری وفرماں برداری جس کی اوڑھنی تھی اور معصوم وشیر خوار بچہ جو پیہم دعاؤں اور برسوں کی التجاؤں کے بعد نصیب ہوا تھا کے جلو میں اس تاریخی سفر کا آغاز فرماتے ہیں جو خاردار جھاڑیوں سے گھرا ہوا تھا اور ہر سو خشک وبے آب وگیاہ گھاٹیاں جلوہ نما تھیں۔

وہاں آپ نے اپنی رفیقہ حیات اور فرزند ارجمند کو زمزم والی جگہ پر ایک درخت کے نیچے بٹھا کر آرام کرنے کی تلقین فرمائی اور واپس چل پڑے ان دنوں وہاں نہ تو کوئی آبادی تھی نہ کہیں پانی کا نام ونشان تھا اور نہ زندگی کی بقاء کا کوئی ظاہری وسیلہ نظر آتا تھا البتہ اطراف واکناف میں قبیلہ جرہم آباد تھا جس کے ساتھ آگے چل کر حضرت اسماعیل علیہ السلام رشتہ ازدواج میں منسلک ہوگئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی رفیقہ حیات اور لخت جگر کے گزر بسر کے لئے ایک تھیلی میں کچھ کھجوریں اور ایک مشکیزے میں تھوڑا سا پانی چھوڑ کر الوداعی سلام کرتے ہوئے وطن کو واپس ہونے لگے تو سراپا صبر واستقامت پیکر شرم وحیا بیوی دامن تھام کر عرض کرنے لگی:

(اَیْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا بِهٰذَا الْوَادِی الَّذِیْ لَیْسَ بِهٖ اَنِیْسٌ وَّلَا شَیْءٌ؟)

''آپ ہمیں اس لق ودق صحرا اور چٹیل میدان میں اکیلے چھوڑ کر کہاں تشریف لے جارہے ہیں؟ یہاں تو کوئی مونس وغمگسار ہے اور نہ ہی حیات مستعار کو سہارا دینے والی کوئی چیز موجود ہے؟

ہمارا اللہ ہمیں ضائع نہیں فرمائے گا

مگر سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیوی کو کوئی جواب نہ دیا رخ انور پھیر کر ان کی

طرف دیکھا تک بھی نہیں سنی ان سنی کر دی اور چپ سادھے چلتے رہے اتنے میں حضرت ہاجرہ کی آواز پھر بلند ہوئی ان خشک پہاڑوں اور گرم ریگ زاروں میں ہمیں کس کے سپرد کئے جارہے ہیں؟ پھر اچانک خیال آیا شاید یہی مشیت ایزدی ہے چنانچہ دریافت فرمایا:

اَللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا؟ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہمیں یہیں چھوڑ جائیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اشارہ فرمایا: ہاں یہی اللہ عزوجل کا حکم ہے''

جواب سن کر حضرت ہاجرہ نہایت سکون واطمنان اور پر اعتماد لہجہ میں کہتی ہیں:

(اِذًا لَّا یُضَیِّعُنَا) ''تب وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا)

حضرت ابراہیم علیہ السلام چلتے چلتے جب ثنیہ نامی ٹیلہ کے قریب پہنچے جوان دنوں شبیکہ محلّہ کی جانب واقع ہے اور انہیں یقین ہوگیا کہ سیّدہ ہاجرہ ان کی نگاہوں سے اوجھل ہوچکی ہیں تو بیت اللہ شریف کی طرف رخ کر کے انتہائی عجز وانکسار سے یہ دعا مانگنے لگے:

رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْىِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ ۝

''اے ہمارے پروردگار! میں نے اپنی اولاد کو تیرے محترم گھر کے قریب ایک غیر زرعی چٹیل میدان میں لا بسایا ہے اے ہمارے رب! یہ اس لئے کہ وہ نماز قائم کریں پس تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کردے اور انہیں پھلوں کا رزق عنایت فرما تا کہ یہ شکر گزاری کریں''۔ (سورۃ ابراہیم 37)

وہ پیغمبر کی بیوی ہے یہ پیغمبر کا بیٹا ہے

اب حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل پر شاداں وفرحاں مکہ کی سرزمین سے اپنے وطن کو واپس ہوتے ہیں اور اپنے معصوم بچے اور عفت شعار بیوی کو صرف اور صرف اللہ کے سہارے وہاں چھوڑ جاتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے

Scanned with CamScanner

کھجوروں اور پانی کی شکل میں جو کچھ توشہ زندگانی چھوڑا تھا بہت جلد ختم ہو گیا اب پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے نہ تو کھجور کا ایک دانہ تھا اور نہ پیاس ختم کرنے کے لئے ایک گھونٹ پانی، حضرت ہاجرہ خود بھی بھوک اور پیاس سے بے حال ہو گئیں اور ادھر معصوم بچے کا گلاب سا چہرہ بھی مرجھا گیا کیونکہ ماں کے دودھ کی شکل میں ملنے والی اس کی غذا اب بند ہو چکی تھی بچہ بھوک اور پیاس کی شدت سے بلبلانے لگا۔

ایسے موقع پر ایک ماں کی کیفیت کیا ہو سکتی ہے اس کا اندازہ کوئی مرد نہیں بلکہ ایک مہربان ماں ہی کر سکتی ہے حضرت ہاجرہ کی ممتا بھری مربیانہ آنکھیں اپنے دل کے ٹکڑے کی حالت زار آخر کب تک برداشت کر سکتی تھیں قریب ہی واقع صفا پہاڑی پر چڑھ کر مضطربانہ انداز میں تجسس آمیز نگاہیں دوڑانے لگیں کہ شاید کوئی بھولا بھٹکا آدمی نظر آ جائے یا کہیں چند گھونٹ پانی مل جائے تاکہ وہ اپنی اور اپنے لخت جگر کی پیاس بجھا سکیں مگر مایوسی اور محرومی کے سوا کچھ نظر نہ آیا صفا سے اتریں اور تیز قدموں سے چلتے ہوئے وادی کو عبور کر کے مروہ پہاڑی پر چڑھ گئیں یہاں بھی چاروں طرف نگاہیں دوڑا کر جائزہ لیا مگر مایوسی سے ہی پالا پڑا چنانچہ دوبارہ صفا کی طرف چل پڑیں صفا اور مروہ کے درمیان سات مرتبہ آتی جاتی رہیں اور ہر چکر کے دوران میں اپنے لخت جگر کو بھی آ کر دیکھ جاتیں۔

جب شدت پیاس سے اسمٰعیل علیہ السلام تڑپنے لگے

بچے کی حالت زار دیکھ کر آپ کے غم و اندوہ میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا سیّدہ ہاجرہ کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ اس نے تا قیامت حجاج کرام کے لئے صفا اور مروہ کے اس درمیانی حصہ میں چلنا حج او عمرہ کا رکن قرار دے دیا اس سراپا تسلیم و رضا خاتون کے اس عمل کی یاد ہمیشہ کے لئے مناسک حج کا حصہ ہو گئی جو ایک پیغمبر کی بیوی اور دوسرے پیغمبر کی والدہ ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَذٰلِكَ سَعْىُ النَّاسِ بَيْنَهُمَا

''حضرت ہاجرہ کے اس عمل ہی کے سبب لوگوں پر صفا و مروہ کے درمیان سعی

کرنا واجب کیا گیا''۔

ساتویں مرتبہ جب حضرت ہاجرہ نگاہیں دوڑاتی ہوئی مروہ پر پہنچیں تو اس بار انہیں ایک آواز سنائی دی وہ آواز کی طرف ہمہ تن گوش ہو گئیں اتنے میں دوبارہ آواز سنائی دی وہ آواز کی طرف پھریں اور کہنے لگیں: قَدْ اَسْمَعْتَ اِنْ كَانَ عِنْدَكَ غُوَاثٌ

''تمہاری آواز مجھ تک پہنچ چکی ہے اگر تم میری کوئی مدد کر سکتے ہو تو کرو''۔

اور چشمہ پھوٹ پڑا

یکا یک ان کی نظر سامنے پڑی ایک فرشتہ ان کے لخت جگر کے قریب کھڑا تھا وہ جبرائیل علیہ السلام تھے انہوں نے اپنی ایڑی زمین پر رگڑی بعض روایات کے مطابق انگلی سے اشارہ کیا یا پر مارا تو اللہ کی قدرت سے پانی کا چشمہ ابلنے لگا سیّدہ ہاجرہ اپنا مشکیزہ بھرنے لگیں پانی مسلسل ابل رہا تھا خود بھی نوش کیا اور لخت جگر کی بے چینی کا درماں بھی کیا جب مشکیزہ بھر گیا تو خیال آیا کہ کہیں یہ پانی ادھر ادھر بہہ کر ضائع نہ ہو جائے چنانچہ وہ جلدی جلدی چشمہ کے اردگرد بند باندھنے لگیں اور زبان سے ''زم زم'' کہنے لگیں جس کے معنی ہوتے ہیں ''ٹھہر جا ٹھہر جا'' پھر یہی اس کا نام پڑ گیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: يَرْحَمُ اللّٰهُ اُمَّ اِسْمَاعِيْلَ لَوْ تَرَكَتْ اَوْ قَالَ لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَآءِ لَكَانَتْ زَمْزَمُ عَيْنًا مُعِيْنًا

''اللہ تعالیٰ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ پر رحم کرے اگر وہ پانی یونہی چھوڑ دیتیں اور روک نہ لگاتیں تو زمزم ایک جاری نہر کی شکل اختیار کر لیتا''۔

(یہ واقعہ بخاری 3364 ابوداؤد مسند احمد البدایہ والنہایہ وغیرہ کتابوں کی مدد سے لکھا گیا ہے)

(141)

یہ ہے اصل زندگی

حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار قدس سرہ نقل کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہٗ حضرت معشوق طوسی قدس سرہ کے مزار کی زیارت کے لئے طوس تشریف لائے جب آپ ان کے مزار پر تشریف لائے تو فرمایا:

السلام علیك یا معشوق طوسی

ان کی قبر سے آواز آئی: وعلیك السلام یا خواجه بهاؤالدین نقشبند۔

درویشوں کی ایک جماعت نے جو حضرت خواجہ کے ہمراہ تھی اس کلام کو سنا اور منکرین خواجہ نے اس کرامت کو دیکھ کر حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت کا اعتراف اور اقرار کیا۔ (حضرت القدس (بدرالدین سرہندی) صفحہ نمبر 194

خواجہ نقشبند فرماتے ہیں: اسی گفتگو میں سلسلہ کلام بزرگی پر پہنچا تو میں نے کہا اس کی انتہا اس درجے پر ہوتی ہے کہ اگر مقام بندگی والا کسی کو یہ کہہ بیٹھے کہ مرجا تو وہ فوراً ہی مرجائے پھر یہ ہوا کہ میں نے ان سے کہہ دیا: تم مرجاؤ! وہ اسی وقت مرگئے اور چاشت کے وقت نصف النہار تک مردہ ہی رہے گرمی کا وقت تھا اس لئے میں گھبرا گیا اور بہت حیران ہوا میں قریب ہی ایک سایہ کی جگہ پہنچ گیا اور سخت حیران ہو رہا تھا پھر ان کے پاس لوٹ کر آیا تو ان میں گرمی کی زیادتی کی وجہ سے تغیر بھی ہو چلا تھا پھر تو اور بھی پریشانی بڑھی اسی وقت میرے دل میں یہ القاء کیا گیا کہ ان سے کہو: اے محمد! زندہ ہو جاؤ (اس شخص کا نام محمد زاہد تھا)

میں نے تین مرتبہ ان کو یہ کہا تو ان میں تھوڑی حیات سرایت کرنے لگی اور میں انہیں دیکھنے لگا یہاں تک کہ یہ پہلی سی حالت پر لوٹ آئے۔

میں سیّد کلال رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو سب قصہ عرض کیا کہ وہ مر گئے اور میں اس کی وجہ سے حیران ہو گیا۔ حضرت سیّد کلال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

بیٹا تم نے ان سے کیوں نہ کہہ دیا کہ زندہ ہو جاؤ؟ میں نے عرض کی: جب مجھے اس کا الہام کیا گیا تو میں نے یہ کہہ دیا اور وہ زندہ ہو گئے۔

(جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 199 'انیس الطالبین (صلاح بن مبارک بخاری) صفحہ نمبر 136 'جمال الاولیاء (تھانوی) صفحہ نمبر 148)

شاہِ نقشبند کا روحانی تصرف

حضرت بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک درویش کو کسی طرف روانہ فرمایا تو اپنے طریقہ کے مطابق اس درویش کو بغل میں لیا اور ایک صفت وحالت اس کے ہمراہ کر دی۔ اتفاقاً حضرت خواجہ کے درویشوں میں سے ایک عظیم درویش اخی محمد درآھنمین چند قدم بطور بدرقہ اس درویش کے ساتھ چلے ایک ساعت کے بعد وہ درویش گر پڑا اور اس کا حال دگرگوں ہو گیا روح اس کے قلب سے باہر نکل گئی اخی محمد درآھنمین نے اس کی وہ حالت مشاہدہ کی اور تیزی سے حضرت خواجہ کی خدمت میں آیا اور اس کا واقعہ عرض کیا۔ حضرت خواجہ نے کرم فرمایا آپ اس درویش کے نزدیک آئے اور اپنا قدم مبارک اس کے سینے پر رکھا وہ حرکت میں آ گیا اور روح اس کے قالب میں دوبارہ لوٹ آئی۔

حضرت خواجہ نے فرمایا: اس کی روح مجھے چوتھے آسمان میں ملی تو میں نے واپس کر دی۔ (انیس الطالبین (صلاح بن مبارک بخاری) صفحہ نمبر 138)

شیخ موسیٰ بن ہامان الزرولی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قصبہ ماردین میں سکونت اختیار کی تھی اور یہیں پر آپ نے وفات پائی اب تک آپ کا مزار ظاہر ہے اور لوگ زیارت کو آیا

Scanned with CamScanner

کرتے ہیں۔ بیان کیا گیا ہے کہ جب آپ کو قبر میں اتارا گیا تو آپ اٹھ کر نماز پڑھنے لگے اور آپ کی قبر وسیع ہوگئی اور جو لوگ کہ قبر میں اترے تھے یہ سب کچھ دیکھ کر ان پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ (قلائد الجواہر (محمد بن یحییٰ تاذنی) صفحہ نمبر 270)

ایک عورت کا روحانی مقام

ایک عورت تھی جو کہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردہ تھی اس عورت کا ایک لڑکا تھا جو معلم کے پاس پڑھا کرتا تھا معلم نے اس کو چکی پر بھیجا (پن چکی) وہ پانی میں گرا اور غرق ہوگیا۔ معلم نے حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی اطلاع دی حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اٹھو اٹھو اور میرے ساتھ چلو تاکہ اس کی والدہ کے پاس جائیں اس کے پاس گئے حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے لڑکے کی والدہ سے صبر کے بارے میں باتیں کیں اس کے بعد رضاء الٰہی کے بارے میں کہا: عورت نے کہا: اے استاد! اس تقریر سے آپ کا مقصود کیا ہے؟

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تمہارا بیٹا غرق ہوگیا ہے اس عورت نے کہا: میرا بیٹا؟ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہاں۔

اس عورت نے کہا: بے شک خدائے تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا۔

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: اس میں شک نہیں کہ معلم صاحب نے اسے پن چکی پر بھیجا تھا وہاں جا کر وہ ڈوب گیا۔

عورت نے کہا اٹھو اور مجھے اس جگہ لے چلو

لوگ اس صالحہ عورت کو لے کر اس نہر پر آگئے۔

اس عورت نے پوچھا میرا بیٹا کہاں ڈوبا ہے؟

لوگوں نے کہا: یہاں۔ وہ وہاں گئی اور آواز دی فرزند محمد!

پانی سے لڑکے نے جواب دیا: لبیک اے ماں!

وہ عورت پانی میں گئی اور بیٹے کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ زندہ صحیح سلامت تھا۔

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے اس واقعہ کی حقیقت کے بارے پوچھا کہ یہ کیا بات ہوئی؟

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ ایسی عورت ہے کہ خدا تعالیٰ کے واجبات کی پوری پوری رعایت کرنے والی ہے اور جو شخص ایسا ہو اس کی یہ حالت ہوتی ہے کہ اس کی نسبت اگر کوئی حادثہ ہو تو اس کی اطلاع اس کو پہلے ہی دے دیا کرتے ہیں جب اس کو بیٹے کے فوت ہونے کی اطلاع نہ کی گئی تو اس نے جانا یہ حادثہ ہوا ہی نہیں اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ خدائے تعالیٰ نے ایسا کیا ہی نہیں۔

(نفحات الانس (جامی) صفحہ نمبر 645 باب نمبر 599' (الروض الریاحین (امام یافعی) صفحہ نمبر 134)

زندہ بیٹی کی پکار پہ مُردہ باپ کا جواب

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک غلام قوم کا کمہار فوت ہوا اسے غسل دیکر کفن دیا گیا جنازہ پڑھا گیا جب چارپائی اٹھانے کے لئے تیاری ہوئی تو اس کی لڑکی آئی اور روتی ہوئی پکار کر بلند آواز میں کہا: ''ابا تو جا رہا ہے مجھے کس کے سپرد کیا ہے؟'' اس کے الفاظ سن کر چارپائی سے وہ اٹھ بیٹھا چادر باندھ کر کپڑے کر لئے اور کہا فلاں آدمی کو بلاؤ' اسے بلایا گیا اس کے ساتھ اپنی لڑکی کا نکاح کر کے کہا تو اسے سونپ دی گئی ازاں واپس آکر چارپائی پر لیٹ گیا سبحان اللہ یہ تو قبلہ عالم کے عام غلاموں سے تھے جو موت کو اپنے اختیار میں لئے ہوئے تھے۔ (انوار قمریہ)

Scanned with CamScanner

(142)

لے کے اتری ہے خود رحمت حق ......

مشہور تابعی محدّث میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں طائف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے جنازہ میں حاضر تھا۔ جب نماز جنازہ کے لئے لوگ کھڑے ہوئے تو اچانک ایک سفید پرندہ آیا اور ان کے کفن کے اندر داخل ہوگیا۔ نماز کے بعد ہم لوگوں نے ان کے کفن میں ٹٹول ٹٹول کر بہت تلاش کیا۔ مگر کچھ نہیں ملا پھر جب ہم انہیں دفن کر چکے تو ایک غیبی آواز تمام حاضرین نے سنی کہ کوئی یہ آیت پڑھ رہا ہے۔

یعنی اے اطمینان پانے والی جان! تو اپنے ربّ کے دربار میں اس طرح حاضر ہو جا کہ تو خدا سے خوش ہے اور خدا تجھ سے خوش ہے۔ (مستطرف ج ۲ ص ۲۸۱)

تبصرہ: یہ سفید پرندہ یا تو ان کے اعمال صالحہ کا نور تھا' جو ان کی قبر شریف میں گیا۔ یا رحمت الٰہی کا سکینہ تھا جو عالم بالا سے پرند کی شکل میں اتر کر ان کے جسم منور پر جلوہ فگن ہوگیا۔ خاصان خدا کے لئے اس قسم کی بشارتیں دیکھنے والوں کے لئے عبرت و نصیحت کا سامان اور خاصان خدا کے لئے خداوند قدوس کے رضوان و غفران کا نشان ہیں اور قدرت کی طرف سے اس حقیقت کا اعلان ہے کہ صالحین کی حیات و وفات دونوں ہی عام انسانوں کی زندگی اور موت سے بالاتر اور اعلیٰ ترین ہے۔ یہ دنیا میں رہے تو ایمانی عزت و وقار کے تاجدار رہے اور دنیا سے گئے تو رحمت پروردگار طرح طرح سے ان پر اپنے فضل و کرم کے گوہر آبدار نثار کرتی رہی' اور انہیں اپنے فضل عظیم کے قرب و جوار کا سزاوار بناتی رہی۔ یہاں تک کہ ملاء اعلیٰ کے مقدس فرشتوں نے بھی ان کے جنازے کو دیکھ کر زبان

حال سے اپنے قدسی لہجے میں یہ ترانہ سنا دیا کہ۔

یہ وہ مرحوم ہیں جن کے لیے خود رحمت حق   لے کے اتری ہے ''حیات ابدی'' کا پیغام

نجات کا پروانہ

جلیل القدر محدّث ''رجاء بن حیوۃ'' رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ مشہور تابعی خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے نزع کی حالت میں مجھ سے فرمایا: اے رجاء! میں اس وقت اپنے سامنے ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں۔ جو نہ انسانوں کے چہرے ہیں نہ جنوں کے پھر آپ دائیں بائیں کروٹ بدلنے لگے اور یہ دعا مانگنے لگے کہ یا اللہ! تو میرا ربّ ہے تو نے مجھے کچھ باتوں کے کرنے کا حکم فرمایا تھا تو مجھ سے اس میں کوتاہی ہوئی اور تو نے چند باتوں سے مجھے منع فرمایا تھا تو مجھ سے تیری نافرمانی ہوئی۔ اب اگر تو مجھے بخش دے تو یہ تیرا احسان ہی احسان ہے اور اگر تو مجھے عذاب دے تو ہرگز ہرگز تو ظالم نہیں ہے۔ یا اللہ! تو سن لے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو یکتا اور ایک ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور تیرے برگزیدہ رسول اور پسندیدہ نبی ہیں۔ انہوں نے تیرے پیغام کو پہنچا دیا اور امانت کو ادا فرما دیا اور امت کی خیر خواہی فرمائی۔ ان پر میری طرف سے سلام و درود ہو۔ ان کلمات کو کہا اور اس کے بعد فوراً روح پرواز کرگئی۔ حضرت رجاء کہتے ہیں کہ اپنی حیات میں مجھ سے حضرت عمر بن عبدالعزیز فرمایا کرتے تھے کہ اے رجاء! تم مجھے قبر میں اتار کر میرے کفن کو سرکا کر میرا چہرہ دیکھنا۔ اگر میرے چہرے پر کوئی خیر کا نشان دیکھو تو خدا کی حمد کرنا اور اس کا شکر بجا لانا۔ ورنہ پھر یہ سمجھ لینا کہ عبدالعزیز کا بیٹا ہلاک ہوگیا۔ حضرت رجاء کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو ان کی لحد میں سلا کر جب وصیت کے مطابق کفن ہٹا کر ان کا چہرہ دیکھا تو مجھے ایسا نظر آیا کہ ان کے چہرے سے نور کی شعاعیں بلند ہو رہی ہیں اور جیسے ہی ان کے دفن سے فارغ ہوگئے۔ ایک دم بارش شروع ہوگئی پھر لوگوں کو ان کی قبر کے پاس ایک چادر ملی جس پر نورانی تحریر میں یہ لکھا تھا بسم اللہ

Scanned with CamScanner

الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ امان لعمر بن عبدالعزیز من النار ۔ یعنی عمر بن عبدالعزیز کے لئے جہنم سے امان ہے۔ (رحمۃ اللہ علیہ) (مستطرف ج ۲ ص ۲۸۲)

لحد میں ان کی وہ نوری حضور رہتا ہے

غور فرمائیے کہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ جو تابعی محدث اور خلفاء بنوامیہ میں سب سے زیادہ عادل خلیفہ تھے۔ خداوند عالم نے ان کو کتنی بشارتوں سے نوازا۔ کیوں نہ ہو کہ واللہ! یہ لوگ علم وعمل اور صلاح وتقویٰ کے وہ اونچے اونچے پہاڑ ہیں جن کی عظمتوں کی رفعت کو آسمانوں کی سربلندیاں بھی جھک جھک کر سلام کرتی ہیں اور یہ وہ پاکباز و پاک دامن مردان خدا ہیں جن کے دامن تقدس کو فرشتے اپنا مصلّٰی بنانے کی تمنائیں کرتے رہتے ہیں۔ بلاشبہ ان خاصان خدا کی موت ایسی وجد آفریں موت ہے کہ ان کے بارے میں تم برملا ڈنکے کی چوٹ پر یہ ترانہ گا سکتے ہو کہ۔

لحد میں ان کی وہ نوری حضور رہتا ہے
کہ وصل حق کا ابد تک سرور رہتا ہے
فرشتہ موت کا چھوتا ہے گو بدن ان کا
مگر وجود کے مرکز سے دور رہتا ہے

(روحانی حکایات)

(143)

بزرگوں کی باتیں

حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آپ کے برادر حقیقی جناب صاحبزادہ ظہیرالدین صاحب نے عرض کی: شاہ صاحب گولڑے والوں (اس وقت کے سجادہ نشین غلام محی الدین صاحب) کی داڑھی بالکل چھوٹی ہے شاید انچ برابر ہو گی یہ سن کر آپ نے فرمایا ایسا زمانہ ہے کہ آدمی اپنا خیال رکھے یہ بھی غنیمت ہے۔

ایک شخص نے قدم بوسی کرنے کے بعد دریافت کیا غریب نواز! آپ نے پہچانا ہے؟ فرمایا ابھی تک میں نے اپنے آپ کو نہیں پہچانا (تجھے کیا پہچانوں) ایک شخص نے عرض کی غریب نواز آپ کا غلام ہوں کوئی وظیفہ فرمادیں تاکہ مصیبتیں دور ہو جائیں' آپ نے استفسار فرمایا جو وظیفہ پہلے بتایا تھا وہ پڑھتا ہے؟ جواب دیا جی ہاں فرمایا شاباش اب نماز مغرب کے بعد تین بار تسبیح یا رحمٰن کی بھی پڑھتے رہیں اور اشراق وتہجد کے نفل نہ چھوڑیں خداتعالیٰ تجھے بھی توفیق دے اور اور مجھے بھی تاکہ ان نوافل پر مداومت کرسکیں۔

بعدازاں فرمایا: میرے حضرت یعنی ثالث صاحب حضرت ثانی خواجہ محمد دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ملفوظ سناتے تھے کہ جو شخص مصیبت زدہ ہو یا تو ہر نماز کے ساتھ ایک تسبیح درود شریف اور ایک تسبیح یا کریم کی پڑھتا نہیں ہے اور اگر پڑھتا ہے تو کوئی مصیبت نہیں آئے گی۔

کفنی پہ منقول اشعار

آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کے وصال پر ارشاد فرمایا کہ مائی صاحبہ کی کفنی پر مندرجہ

Scanned with CamScanner

ذیل شعر تحریر کرو کیونکہ سیّدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہیں:

قَدِمْتُ عَلَی الْکَرِیْمِ بِغَیْرِ زَادٍ
مِنَ الْحَسَنَاتِ وَالْقَلْبِ السَّلِیْمِ
فَحَمْلُ الزَّادِ اَقْبَحُ کُلِّ شَیْءٍ
اِذَا کَانَ الْقُدُوْمُ عَلَی الْکَرِیْمِ

میں کریم ذات کے پاس بغیر سفر خرچ کے حاضر ہوا ہوں یعنی نیکیاں اور قلب سلیم میرے پاس نہ ہے پس سفر خرچ اس وقت پاس رکھنا ہر چیز سے زیادہ برا ہوتا ہے جب کریم ذات کے پاس آنا ہو۔

اس وقت نہایت پرسکون خاموش نظارہ اور حزن وملال سے بھرے ہوئے چہرے نظر آ رہے کہ اچانک حافظ خدا بخش ٹھٹھہ میاں محمد پناہ والوں نے بے اختیار روتے ہوئے حضور گزارش کی: غریب نواز ہمارا سانگا تو آج تک ہی تھا‘ آپ نے فرمایا تم میرے بھائی ہو تمہارا سانگا کبھی ختم نہیں ہوگا نہایت اطمینان دلاتے ہوئے آپ نے مذکورہ الفاظ فرمائے چونکہ ٹھٹھہ میاں محمد پناہ میں حضور کے ننھیال ہیں اسی لئے مذکورہ گفتگو ہوئی۔

اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی ست

فرمایا حضرت علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ کو جب بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری نصیب ہوئی تو عرض کیا حکماء کے متعلق کیا حکم ہے؟ ان کی رسائی بارگاہ ایزدی میں کیسی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ میرے سوا ذات باری تعالیٰ تک پہنچنا چاہتے تھے لیکن میں نے ان کو دھکیل دیا ہے افلاطون جالینوس وغیرہ کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی فرماتے رہے اور جب بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ پہنچ چکے ہیں اندازہ لگائیے! کتنی شان ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ کسی کو بھی بغیر آپ کی ذات اقدس کے واسطہ وسیلہ کے رسائی نہیں ہو سکتی۔ فرمودۂ اقبال ہے:

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ
ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بو العجمی است
سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است
بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

(انوار قمریہ)

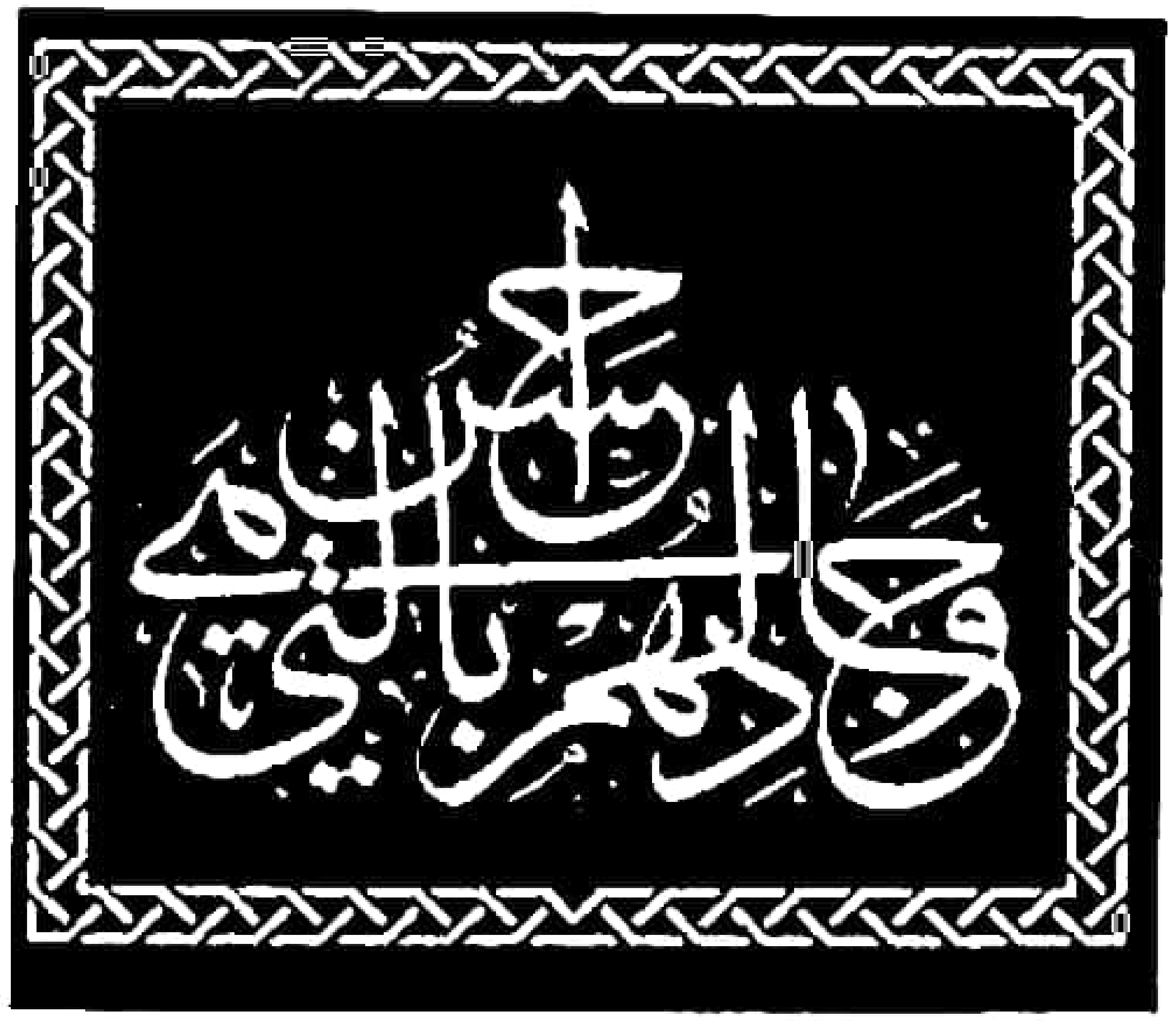

Scanned with CamScanner

(144)

مجھے آپ نے بلایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

حضرت سیّدنا قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سیّدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا: ''آؤ ابو ہمام نامی شخص کے پاس چلیں جو حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ایک واقعہ بیان کرتا ہے'' ہم دونوں اس کے پہنچے تو میں نے حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق دریافت کیا اس نے کہا: ''مجھے فلاں پرہیز گار شخص کہ جس کی سچائی لوگوں میں مشہور ہے'' نے کچھ اس طرح بتایا ''میں مسلسل تین سال سے حج کی دعا کر رہا تھا لیکن میری یہ حسرت دل ہی میں رہی''

کر رہے ہیں جانے والے حج کی اب تیاریاں
رہ نہ جاؤں میں کہیں کردو کرم پھر یا نبی ﷺ
مجھ پہ کیا گزرے گی آقا! اس برس گر رہ گیا
میرا حال دل تو ہے سب تم پہ ظاہر یا نبی ﷺ

چوتھے سال حج کا موسم قریب تھا میرے دل میں زیارت حرمین شریفین کی خواہش چل رہی تھی اللہ عزوجل کا کرم ہوا میری دعا کی قبولیت کچھ اس انداز میں ہوئی کہ ایک رات میں سویا تو میری دل کی آنکھیں کھل گئیں سوئی ہوئی قسمت انگڑائی لے کر جاگ اٹھی مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تم اس سال حج کے لئے چلے جانا''

میری آنکھ کھل گئی تو دل خوشی سے جھوم رہا تھا بارگاہ نبوت سے حج کی اجازت مل چکی تھی سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میٹھی میٹھی آواز اب تک کانوں میں رس گھول رہی تھی میں بہت شاداں وفرحاں تھا اچانک مجھے یاد آیا کہ میرے پاس زاد راہ تو ہے نہیں میں تو بالکل بے سروسامان ہوں بس اس خیال کے آتے ہی میں غمگین ہو گیا دوسری رات پھر خواب میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہوا لیکن میں اپنی بے سروسامانی کا ذکر نہ کر سکا اسی طرح تیسری رات بھی بارگاہ نبوت سے حکم ہوا کہ ''تم اس حج کو چلے جانا'' میں نے سوچا اگر اب خواب میں میرے آقا ومولی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں اپنی بے سروسامانی کے متعلق عرض کروں گا' بقول شاعر:

پاس مال وزر نہیں' اڑنے کو بھی پر نہیں
کردو کوئی انتظام تم پر کروڑوں سلام

خود ہی انتظام ہو گیا

چوتھی رات پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں جلوہ گری فرمائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے یہی ارشاد فرمارہے تھے ''تم اس سال حج کو چلے جانا'' میں نے دست بستہ عرض کیا ''میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تو زاد راہ بھی نہیں'' ارشاد فرمایا: ''کیوں نہیں تم اپنے مکان کی فلاں جگہ کھودو وہاں تمہارے دادا کی زرہ موجود ہوگی'' اتنا فرما کر صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے صبح جب میری آنکھ کھلی تو میں بہت خوش تھا نماز فجر ادا کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی جگہ کھودی تو وہاں واقعی ایک قیمتی زرہ موجود تھی وہ ایسی نئی تھی گویا اسے کسی نے استعمال ہی نہ کیا ہو میں نے اسے چار ہزار دینار میں بیچا اور اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا الحمدللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر عنایت سے اسباب حج کا خود ہی انتظام ہو گیا۔

جب بلایا آقا نے خود ہی انتظام ہو گیا

میں زاد راہ خرید کر حجاج کرام کے قافلے میں شامل ہو گیا اب ہمارا قافلہ سوئے حرم

Scanned with CamScanner

رواں دواں تھا حرم شریف پہنچ کر مناسک حج ادا کیے اب واپسی کا ارادہ تھا میں وہاں کے مناظر پر الوداعی نظر ڈال رہا تھا جدائی کا وقت قریب آتا جا رہا تھا میں نوافل ادا کرنے ''ابطح'' کی جانب گیا وہاں کچھ دیر آرام کے لئے بیٹھا تو اونگھ آ گئی سر کی آنکھیں بند ہو گئیں اور دل کی آنکھیں کھل رہی تھیں۔ سلطان بحر و بر صلی اللہ علیہ وسلم اپنا نورانی چہرہ چمکاتے مسکراتے ہوئے تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''اے خوش بخت! اللہ عزوجل نے تیری سعی کو قبول فرمالیا ہے تو عمر بن عبدالعزیز کے پاس جا اور اسے کہنا ''ہمارے ہاں تمہارے تین نام ہیں عمر بن عبدالعزیز' امیرالمؤمنین' ابوالیتامیٰ (یتیموں کا والی) اے عمر بن عبدالعزیز! قوم کے سرداروں اور ٹیکس وصول کرنے والوں پر اپنا ہاتھ سخت رکھنا'' اتنا فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے میں بیدار ہوا اور اپنے رفقاء کے پاس پہنچ کر کہا: ''جاؤ اللہ تبارک وتعالیٰ کی برکت کے ساتھ اپنے وطن لوٹ جاؤ میں کسی وجہ سے تمہارے ساتھ نہیں جاسکتا''۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے لئے سرکارِ مدینہ کا پیغام

پھر میں ''شام'' جانے والے قافلے میں شامل ہو گیا دمشق پہنچ کر امیرالمؤمنین کا گھر معلوم کیا اور زوال سے کچھ دیر قبل وہاں پہنچ گیا باہری دروازے کے پاس ایک شخص بیٹھا ہوا تھا میں نے اس سے کہا: ''امیرالمؤمنین سے میرے لئے حاضری کی اجازت طلب کرو'' وہ بولا ''امیرالمؤمنین کے پاس جانے سے پہلے تمہیں کوئی نہیں روکے گا لیکن ابھی وہ لوگوں ک مسائل حل فرما رہے ہیں بہتر یہی ہے کہ تم کچھ دیر انتظار کرلو جیسے ہی وہ فارغ ہوں گے میں تمہیں بتا دوں گا اور اگر ابھی حاضر ہونا چاہو تو تمہاری مرضی'' میں انتظار کرنے لگا کچھ دیر بعد بتایا گیا: ''امیرالمؤمنین لوگوں کے مسائل سے فارغ ہو چکے ہیں'' چنانچہ میں نے حاضر خدمت ہو کر سلام پیش کیا آپ نے پوچھا ''تم کون ہو؟'' میں نے عرض کیا ''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ہوں اور آپ کی طرف پیغام لے کر آیا ہوں'' یہ سنتے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میری طرف دیکھا اس وقت آپ پانی پی رہے

تھے فوراً پیالہ ایک طرف رکھ دیا مجھے سلامتی کی دعا دی پھر اپنے بٹھایا اور پوچھا ''تم کہاں سے آئے ہو؟'' میں نے کہا: ''بصرہ کا رہنے والا ہوں'' پوچھا ''کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو'' میں نے کہا: ''فلاں قبیلے سے'' فرمایا: ''وہاں اس سال گندم کیسی ہوئی ہے؟ تمہارے جو کی فصلیں کیسی ہوئی ہیں؟ وہاں کے انگور کیسے ہیں؟ وہاں کی کھجوریں کیسی ہیں؟ گھی کیسا ہے؟ وہاں کے ہتھیار اور بیج کی کیا حالت ہے؟'' الغرض آپ نے خرید و فروخت سے متعلقہ تمام چیزوں کے بارے میں سوال کیا جب ان تمام چیزوں کے متعلق پوچھ چکے تو پہلی بات کی طرف آئے اور کہا: ''تیرا بھلا ہو تو تو بہت عظیم معاملہ لے کر آیا ہے'' میں نے عرض کی: ''حضور! مجھے خواب میں جو پیغام ملا میں وہی لے کر حاضر ہوا ہوں'' پھر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے لے کر یہاں پہنچنے تک تمام واقعات آپ کو کہہ سنائے مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے انہیں مجھ پر اعتماد ہو گیا ہے اور ان کے نزدیک میری تمام باتیں ثابت ہو چکی ہیں'' فرمایا: ''تم ہمارے پاس ٹھہرو ہم تمہاری خیر خواہی کرینگے'' میں نے کہا: ''حضور! میں پیغام لے کر حاضر ہوا تھا اب میں اپنے فرض سے سبکدوش ہو چکا ہوں مجھے اجازت عطا فرمایئے'' آپ مجھے وہیں چھوڑ کر اندر تشریف لے گئے واپسی پر چالیس دیناروں سے بھری ایک تھیلی میری طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا: ''اس وقت میرے پاس ان دیناروں کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں تم بطور تحفہ یہ قبول کرلو''

فرش سے ماتم اُٹھا وہ طیب وطاہر گیا

میں نے کہا: ''خدا عزوجل کی قسم! میں کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچانے کے عوض کوئی چیز نہیں لوں گا بے حد اصرار کے باوجود میں نے ان دیناروں کو ہاتھ تک نہ لگایا میں نے واپسی کی اجازت چاہی اور جب میں الوداع کہہ کر اٹھا تو آپ نے مجھے سینے سے لگا لیا اور دروازے تک چھوڑنے آئے اور اشک بار آنکھوں سے مجھے رخصت کیا میں اس ولی کامل سے ملاقات کے بعد اپنے شہر کی جانب آ رہا تھا اور دل میں ان کی محبت و تعظیم مزید بڑھ گئی تھی بصرہ پہنچنے کے کچھ ہی دن بعد مجھے یہ جان لیوا خبر ملی

Scanned with CamScanner

''ولی کامل امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ہزاروں آنکھوں کو سوگوار چھوڑ کر اس دنیا سے پردہ فرما گئے اور دارِ عقبٰی کی طرف روانہ ہو گئے ''اِنَّــا لِلّٰہِ وَاِنَّــا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' آپ کی جدائی پر ہر آنکھ اشک بار تھی اور ہر زبان گویا یوں کہہ رہی تھی۔

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب وطاہر گیا

اور خواب سچا ہو گیا

پھر میں مجاہدین کے ہمراہ جہاد کے لئے روم چلا گیا وہاں مجھے وہی شخص ملا جو حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا اور جس کے ذریعے میں نے اجازت طلب کی تھی میں اسے پہچان نہ سکا لیکن اس نے مجھے پہچان لیا میرے قریب آ کر سلام کیا اور کہا: ''اے بندہ خدا! اللہ عزوجل نے آپ کا خواب سچا کر دیا امیر المؤمنین کے بیٹے عبدالملک بیمار ہو گئے تھے میں رات کے وقت ان کی خدمت پر مامور تھا جب میں ان کے پاس ہوتا تو امیر المؤمنین چلے جاتے اور نماز پڑھتے رہتے جب وہ اپنے بیٹے کے پاس آ جاتے تو میں جا کر سو جاتا میرے جاتے ہی آپ دروازہ بند کر لیتے اور نماز میں مشغول ہو جاتے خدا عزوجل کی قسم ایک رات میں نے اچانک امیر المؤمنین کے رونے کی آواز سنی آپ بڑے درد بھرے انداز میں بلند آواز سے رو رہے تھے میں گھبرا کر دروازے کی طرف لپکا دروازہ اندر سے بند تھا میں نے کہا: ''اے امیر المؤمنین کیا عبدالملک کو کوئی حادثہ پیش آ گیا ہے؟'' آپ مسلسل روتے رہے اور میری بات کی طرف بالکل توجہ نہ دی جب کچھ افاقہ ہوا تو دروازہ کھول کر فرمایا: ''اے بندہ خدا! جان لے بے شک اللہ عزوجل نے اس بصری کا خواب سچا کر دکھایا ابھی ابھی مجھے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وہی ارشاد فرمایا جو اس بصری نے پیغام دیا تھا''۔ (عیون الحکایات)

(145)

مسلمان کے مسلمان پر تیس حقوق

یہ ایسا واقعہ ہے جو بہت سے فوائد کا جامع ہے اور نور درخشاں اور کلام نافع ہے جس کو امام اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ترغیب میں باب قضاء حوائج کے بیان میں حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کے واسطے اپنے مسلمان بھائی پر تیس حق ہیں کہ ان حقوق سے اس کی برأت نہیں ہو سکتی مگر ادا کرنے یا معاف کرنے سے سبکدوشی ہو سکتی ہے ایک مومن دوسرے کی لغزش کو معاف کرے، اس کے آنسوؤں پر رحم کرے، اس کے عیب کو چھپائے، اس کے گناہ کو معاف کرے، اس کی عذر خواہی کو قبول کرے، اس کی غیبت کو رد کرے، ہمیشہ اس کی خیر خواہی کرے، اس کی دوستی کو محفوظ کرے، اس کے عہد پر نگاہ رکھے، اس کے مریضوں کی عیادت کرے، اس کے جنازہ پر حاضر ہو اس کی دعوت قبول کرے، اس کا ہدیہ قبول کرے، اس کے انعام وصلہ کا بدلہ دے، اس کی نعمت کا شکریہ ادا کرے، اچھی طرح اس کی مدد کرے، اس کی عزت کی حفاظت کرے، اس کی حاجت پوری کرے، اس کی سفارش قبول کرے، اس کے مقصد کو ناکام نہ کرے، اس کے چھینکنے کا جواب دے، اس کی گمشدہ چیز کی راہ بتائے، اس کے سلام کا جواب دے، اس سے اچھی بات کرے، اس کے انعام کا بدلہ دے، اس کی قسموں کو سچا کرے، اگر وہ ظالم ہے تو اس کی اس طرح مدد کرے کہ ظلم سے اس کو روکے اور اگر وہ مظلوم ہے تو اس کے حق کو پورا کرنے پر اس کی مدد کرے، اس کو دوست رکھے اور اس سے دشمنی نہ کرے، اس کو ذلیل نہ کرے، اور نہ اس کو گالی دے جو بھلائی اپنے

Scanned with CamScanner

لئے پسند کرے وہ اس کے واسطے بھی پسند کرے اور جو برائی اپنے لئے بری سمجھے اس کو اس کے واسطے بھی بری خیال کرے پس ان حقوق میں سے کسی کو نہ چھوڑے ورنہ قیامت کے دن وہ اس سے اس کا مطالبہ کرے گا اور اللہ توفیق دینے والا ہے۔

(قلیوبی)

(146)

مجھے کوئی ندامت نہیں

اسلامی تاریخ میں جن نامور اور بہادر خواتین کا تذکرہ آیا ہے ان میں زرقاء بنت عدی بن غالب بن قیس ہمدانیہ کا ذکر بھی ہے یہ کوفہ کی رہنے والی تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پرجوش حامی تھیں اپنے رشتہ داروں سمیت جنگ صفین میں شامل تھیں انہوں نے لڑائی کے دوران فوج سے متعدد بار خطاب کیا اور فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دیئے جس سے فوجی اور زیادہ جوش وخروش سے لڑنے لگے ان کے حوالے سے تاریخ نے ایک دلچسپ مگر سبق آموز قصہ محفوظ کیا گیا ہے آیئے صنف نازک سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون کی جواں مردی اور حق گوئی کا مطالعہ کیجئے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ 41ھ میں خلافت سنبھال چکے تھے مسلمانوں میں صلح ہو چکی تھی کبھی کبھار جنگوں کے حوالے سے بعض مجالس میں تذکرہ ہو جاتا ایک رات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے بعض خاص ساتھیوں کے ہمراہ مجلس میں بیٹھے تھے اچانک کسی نے جنگ صفین کا تذکرہ کر دیا اہل کوفہ کی جواں مردی کا تذکرہ ہوا تو زرقاء کا بھی نام لیا گیا۔ کسی نے کہا: اس روز اس عورت نے بڑی زوردار تقاریر کیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کو جوش دلایا ان کے عزم واستقلال کو جلا بخشی اور اس پرجوش طریقے سے فوجیوں سے خطاب کیا کہ بزدل سے بزدل آدمی بھی اگر سن لے تو میدان کارزار میں آگے بڑھتا چلا جائے چنانچہ اس کے خطاب کی وجہ سے کتنے ہی لوگ جو میدان جنگ سے پلٹ رہے تھے لوٹ آئے جو صلح و آشتی کی طرف مائل تھے میدان کارزار میں

Scanned with CamScanner

گھس گئے اس کے الفاظ کیا تھے ایک جادو تھا۔نہایت ہی کاٹ دار فقرے پاٹ دار آواز' اس کی وجہ سے متزلزل قدم جم گئے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فراست وحوصلہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان کی گفتگو سے محفوظ ہو رہے تھے اتنی عظیم عورت! یہ درست ہے کہ وہ مخالف گروپ سے تعلق رکھتی تھی مگر اس نے ایک عورت ہونے کے باوجود پامردی کا ثبوت دیا اس کے استقلال اور ثابت قدمی سے وہ خاصے متاثر تھے اچانک سوال کیا ساتھیو! اس عورت کی تقریروں کے اقتباسات کسی کو یاد ہیں بہت سوں نے جواب دیا ہاں کیوں نہیں وہ الفاظ کوئی بھولنے والے نہیں تھے کم وبیش کو یاد ہیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک اور سوال کر دیا (فَمَا تُشِيْرُوْنَ عَلٰى فِيْهَا؟)

''اس عورت کے بارے میں مجھے کیا مشورہ دیتے ہو؟'' بہت سوں نے اس عورت کے قتل کا مشورہ دیا مگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو عرب کے نہایت ذہین فطین آدمی تھے یوں گویا ہوئے۔

(بئس ما اشرتم به وقبحاً لما قلتم! ايحسن ان يشتهر عني انني بعد ما ظفرت وقدرت قتلت امرأة وخت لصاحبها اني اذن للئيم لا والله لا فعلت ذالك ابداً)

''جو کچھ تم لوگوں نے کہا ہے تمہارا یہ مشورہ اور قول بہت ہی برا اور نامناسب ہے کیا یہ اچھا ہوگا کہ میرے متعلق مشہور ہو جائے کہ میں نے زمام اقتدار ہاتھ میں آجانے کے بعد ایک ایسی خاتون کو قتل کر دیا جس نے اپنے ساتھی (حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) کے ساتھ نہایت ہی وفاداری کا ثبوت دیا؟ اللہ کی قسم! میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتا کیوں کہ ایسی صورت میں یہی میری خست اور کمینگی کی دلیل ہوگی''۔

اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حاکم کوفہ کو ایک خط لکھا جس کا مضمون تھا:

(ان انفذ الى الزرقاء بنت عدى مع نفر من عشيرتها وفرسان من قومها ومهد لها وطاء ليناً ومركباً ذلولاً)

''زرقاء بنت عدی کو اس کے خاندان کے چند افراد اور اس کی قوم کے چند شہسواروں کے ہمراہ میری خدمت میں روانہ کریں اس کے لئے نرم گدے اور آرام دہ سواری کا بندوبست کرنا نہ بھولیں''

حاکم کوفہ نے جب زرقاء بنت عدی کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خط سے آگاہ کیا تو اس نے حکم کی تعمیل میں اتنی جلدی کی اور کہنے لگی: ''امیر المؤمنین کی اطاعت وفرمان برداری واجب ہے میں اعراض نہیں کر سکتی''۔

چنانچہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق حاکم کوفہ نے زرقاء کو ان کی خدمت میں روانہ کر دیا جب زرقاء امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچی تو انہوں نے پرتپاک استقبال کیا اور پوچھنے لگے: ''خالہ! کیا حال ہے؟ آپ کا سفر کیا رہا؟ کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی؟'' زرقاء بنت عدی نے عرض کیا: **(ربيبة بيت او طفلاً ممهدًا)**

خاتون کی ہوشیاری وچالاکی

مفہوم یہ ہے کہ الحمد للہ میں خیریت سے ہوں مجھے گھر کی مالکن کی طرح باعزت لایا گیا ہے یا پھر گہوارے والے بچے کی طرح محفوظ طریقے سے آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دراصل میں نے یہ حکم دے رکھا تھا' کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے کس لئے یہاں آنے کی زحمت دی ہے؟

زرقاء بنت عدی نے کہا: **(واني لي بعلم ما لم اعلم؟ لا يعلم الغيب الا الله سبحانهٗ وتعالٰى)**

''بھلا جس بات کی مجھے خبر نہیں اس کے بارے میں کیا جانوں؟ غیب کا علم تو صرف اللہ ہی کو ہے''

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''صفین کی جنگ میں تم نے حضرت علی بن ابی

Scanned with CamScanner

طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کو میرے خلاف جنگ پر ابھارا تھا اور انہیں اپنے پر جوش خطاب سے غیرت دلا رہی تھیں اور تم ہی وہ عورت ہو جس کی چرب زبانی نے نہ جانے کتنے بزدلوں کو ہمت و شجاعت سے بہرہ ور کر دیا جو میرے خلاف اندھا دھند تلواریں چلانے لگے تمہیں یہ کہتے ہوئے بھی سنا گیا کہ سورج کی تابناک روشنی میں چراغ کی کوئی اہمیت نہیں اور چاند کا مقابلہ تارے نہیں کر سکتے اس لئے اب تم مردانہ وار لڑو، صبر واستقلال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو، اسی میں تمہاری سربلندی ہے جیو تو شان سے مرو تو شان سے اور جان لو: (ان خضاب النساء الحناء و خضاب الرجال الدماء)

''عورتوں کا خضاب مہندی ہے جبکہ مردوں کا خضاب خون ہے خون!!''۔

پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا زرقاء میں نے تمہارے حوالے سے جو کچھ کہا ہے کیا یہ سچ نہیں ہے؟ زرقاء بنت عدی نے اثبات میں جواب دیا

مولد علی رضی اللہ عنہ کی محبت دلوں میں پیوست ہوگئی

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: (لقد شارکت علیًا فی کل دم سفکه)

''گویا کہ تم ہر اس خون میں علی کی شریک ہو جو انہوں نے بہایا ہے''

زرقاء بنت عدی نے جواب دیا امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ آپ کی بات کو شرف قبولیت سے نوازے کیونکہ یہ میرے لئے بشارت سے کم نہیں بلاشبہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھی اور ان کی طرف سے بہائے گئے ہر ایک خون میں میری شراکت میرے لئے قابل فخر ہے آپ کا شکریہ جو آپ نے مجھے اس خوشخبری سے نوازا!!!۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس عورت کی ہمت و شجاعت اور بے خوفی و بے باکی کو دیکھ کر ہنس پڑے اور کہنے لگے:

(واللہ لو فاؤکم بعد موته أعجب عندی من حبکم له فی حیاته)

''اللہ کی قسم! حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موت کے بعد تم لوگ ان کے ساتھ جو بے انتہا وفاداری کا ثبوت پیش کر رہے ہو مجھے یہ بات ان کی زندگی میں

تمہاری محبت سے زیادہ تعجب خیز لگ رہی ہے''۔

امیر معاویہ کا مولیٰ علی کے حمایتیوں سے حُسنِ سلوک

پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: ''تمہاری کوئی ضرورت ہو تو پیش کرو میں حاضر ہوں''۔ زرقاء بنت عدی کہنے لگے: (یا امیر المؤمنین انی الیت علی نفسی الا اسال احداً اعنت علیه ابداً)

''امیر المؤمنین! میں نے اپنے بارے میں قسم کھا رکھی ہے کہ میں نے جس شخص کے خلاف (میدان جنگ میں) کردار ادا کیا ہے اس کے آگے کبھی دست سوال دراز نہیں کروں گی''۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''مجھے چند لوگوں نے آپ کے قتل کا مشورہ دیا ہے''۔ زرقاء کہنے لگی: ''مشورہ دینے والے کم ظرف لوگ ہیں آپ اگر ان کی بات مان کر مجھے قتل کر دیں گے تو پھر آپ کا شمار بھی ان ہی جیسے لوگوں میں ہوگا''۔

چنانچہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فراخ دلی سے کام لیتے ہوئے اس عورت کو معاف کر دیا اور خلعت کے ساتھ ساتھ درہم و دینار سے بھی نوازا، مزید اسے ایک ایسی جاگیر سے نوازا جس سے سالانہ دس ہزار درہم کی آمدنی ہوتی تھی اور اسے اس کے خاندان والوں کے ساتھ صحیح سلامت کوفہ روانہ کر دیا حاکم کوفہ کو خط بھی لکھا کہ اس خاتون اور اس کے خاندان کا خاص خیال رکھا جائے۔

(من قصص العرب 237 العقد الفرید 106/2 بلاغات النساء 37)

Scanned with CamScanner

(147)

ولی اور کرامت

ولی اسے کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کا عارف، نیکیوں پر پابندی سے عمل پیرا اور گناہوں سے دور رہنے والا ہو نیز لذائذ دنیوی اور نفسانی شہوات میں حد درجہ مشغول ہونے سے بچنے والا ہو۔ قرآن پاک سے صرف چار کرامات کا ذکر اشارتاً کیا جاتا ہے۔

1- قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ نے ارشاد فرمایا:

وَ هُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا○

ترجمہ: جب بھی زکریا اس کے پاس عبادت گاہ میں داخل ہوتے تو وہ اس کے پاس (نئی سے نئی) کھانے کی چیزیں موجود پاتے۔ (سورہ آل عمران 19 آیت نمبر 37)

حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں:

لوگ ان کے پاس انگوروں کو تھیلے میں پاتے حالانکہ اس وقت ان کا موسم نہیں ہوتا تھا (یا وہ انگور اس ملک میں نہیں پائے جاتے تھے)

اسی آیت کی تفسیر میں حضرت سیّدنا جبیر رضی اللہ عنہ سیدنا مجاہد رضی اللہ عنہ اور سیّدنا ضحاک رضی اللہ عنہ اور سیّدنا قتادۃ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ان کے پاس سردی کے موسم میں گرمی کے پھل اور گرمی کے موسم میں سردی کے پھل پائے جاتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح ایک روایت ملتی ہے لیکن اس میں اتنا اضافہ بھی ہے کہ ''وہ جنتی پھل ہوتے تھے''

حضرت سیّدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کے پاس آسمانی رزق آتا تھا لوگوں والا رزق نہیں آتا تھا (زمینی پھل وغیرہ نہیں ہوتے تھے) اسی لئے کہ اگر وہ لوگ ان پھلوں کو زمینی پھل جانتے تو اس بارے میں ان سے سوال ہی نہ کرتے۔

اس آیۂ مبارکہ کی تفسیر میں متقدمین آئمہ کرام کے اور بھی بہت سے اقوال ہیں جسے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر درمنثور میں اور امام ابن عطیہ نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔

قرآن مجید میں کرامات کا ثبوت

2- حضرت سیّدہ مریم رضی اللہ عنہا صحیح ترین قول کے مطابق نبی نہیں تھیں کہ اس درج ذیل بات کو ان کا معجزہ قرار دیا جا سکے بلکہ درست تو یہ ہے کہ یہ فعل آپ کی کرامت میں سے تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے واقعہ کو قرآن میں بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَ هُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا○

(سورہ مریم 19 آیت 25)

ترجمہ: ''اور کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلاؤ وہ تم پر تازہ پکی ہوئی کھجوریں گرا دے گا''

اور یہ اس وقت تھا کہ ابھی کھجوریں (موسم کے مطابق) درخت پر ہی نہیں تھیں جیسا کہ ہے محققین اہل تفسیر میں اسے امام ابن اثیر نے بیان کیا ہے:

3- اور اسی طرح کرامت کے باب میں اصحاب کہف کے کتے کا کلام کرنا بھی آتا ہے جبکہ اصحاب کہف نے (اپنے پیچھے) آتے ہوئے کتے کو واپس لوٹانے کے لئے دھتکارا تو اس نے کہا: مجھ سے کیوں خوفزدہ ہو میں تو اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے محبت کرنے والا ہوں۔

Scanned with CamScanner

ولیوں کو بھونکنے والا کتا نہیں ہیں

اور تم سو جاؤ تو تمہاری پہرے داری کرنے والا ہوں (تو کتے کا اس طرح بات کرنا دراصل اصحاب کہف کی کرامت تھی)

4-اسی طرح حضرت سیّدنا آصف بن برخیا کا واقعہ ہے جب انہوں نے حضرت سیّدنا سلیمان علیہ السلام کے لئے بلقیس کا تخت پلک جھپکنے سے پہلے حاضر کر دیا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ان کے اس فعل کے بارے میں بیان کیا ہے:

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ ؕ (سورۃ نمل 27 آیت نمبر 40)

ترجمہ: پھر ایک ایسے شخص نے عرض کیا جس کے پاس (آسمانی) کتاب کا کچھ علم تھا کہ میں اسے آپ کے پاس لاسکتا ہوں قبل اس کے کہ آپ کی نگاہ آپ کی طرف پلٹے (پلک جھپکنے سے بھی پہلے)

تو یہ بات واضح رہے کہ ماقبل جتنے بھی افراد کے واقعات مذکورہ ہوئے ان میں سے کوئی بھی نبی نہیں تھا اس لئے اس بات میں کوئی شک نہیں (کہ وہ سب اولیاء اللہ تھے اور یہ سب) ان کی کرامات تھیں۔

احادیث سے ثبوت

احادیث نبویہ سے کرامت کے ثبوت میں حضرت جریج راہب کا وہ واقعہ مذکور ہے جب بکریاں چرانے والی ایک عورت کے (زنا) کی تہمت لگانے کی وجہ سے لوگوں نے ان کی عبادت گاہ کو مسمار کر دیا اور انہیں وہاں سے نکال دیا تو انہوں نے وضو کیا اور نماز پڑھی اور پھر اس بچے سے کہا:

اے بابوس! تیرا باپ کون ہے؟ اس نے جواب دیا: فلاں چرواہا میرا باپ ہے تفصیلی واقعہ جیسا کہ صحیح بخاری میں بھی موجود ہے تو اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہ

جریج راہب کی کرامت تھی کہ نوزائیدہ بچے نے کلام کیا یہ ایک خلاف عادت فعل تھا۔

اسی طرح اس بچے کا کلام کرنا جو کہ ابھی اپنی والدہ کی گود میں پرورش پا رہا تھا کہ ان کے پاس سے ایک بادشاہ کا گزر ہوا تو اس کی والدہ نے کہا: اے اللہ! میرے بیٹے کو بھی ایسا ہی بنا دے بچے نے اپنی والدہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا: اے اللہ! مجھے اس کی طرح نہ بنانا پھر ان کے پاس سے ایک عورت گزری جس کو گھسیٹا جا رہا تھا اور اس کا مذاق اڑایا جا رہا تھا تو اس کی والدہ نے کہا: اے اللہ! میرے بیٹے کو ایسا نہ کرنا تو اس کے بچے نے متوجہ ہو کر کہا: اے اللہ! مجھے ایسا ہی کرنا یہ واقعہ بھی صحیح بخاری اور دیگر کتابوں میں مذکور ہے اور یہ کرامات میں سے ہے۔

اسی طرح غار والوں کا واقعہ ہے جن پر ایک چٹان آ گئی تھی (اور اس کی وجہ سے غار کا دہانہ بند ہو گیا) تو انہوں نے اپنے اعمال صالحہ کا وسیلہ پیش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں تو پھر وہ چٹان اپنی جگہ سے ہٹ گئی جیسا کہ امام بخاری اور دیگر نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے اور یہ بھی بلاشبہ ایسی کرامت ہے کہ اس میں کسی نے بھی شک نہیں کیا۔

(کرامات الاولیاء والصالحین والتصدیق بھا)

Scanned with CamScanner

(148)

ان کے افضال ومناقب کا ہے قرآن گواہ

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ حضرت علی مرتضی شیر خدا رضی اللہ عنہ جب ابن ملجم خبیث کی تلوار سے شدید زخمی ہو کر نزع کی حالت میں تھے تو میں اس وقت وہاں حاضر تھی دیر تک بے ہوشی وغفلت کے بعد ناگہاں آپ چونکے اور ہوش میں آ گئے اور بلند آواز سے فرمایا: "مرحبا" اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ (۷۴:۳۹) لوگوں نے عرض کیا کہ مولیٰ! اس وقت آپ کیا دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا: یہ رسول اللہ ﷺ ہیں اور یہ میرے بھائی حضرت جعفر اور یہ میرے چچا حضرت حمزہ ہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ آسمانوں کے دروازے کھلے ہیں اور فرشتوں کی نورانی جماعت میرے پاس جنت کی بشارت لے کر اتر رہی ہے اور یہ حضرت بی بی فاطمہ ہیں اور ان کے اردگرد ان کی خدمت گزار حوریں کھڑی ہیں اور یہ میرے جنتی محلات میری نظروں کے سامنے ہیں۔ یہ سب کچھ فرمایا پھر آپ کا طائر روح فردوس اعلیٰ کے گلشن کی سیر کے لئے پرواز کر گیا۔ (مستطرف ج ۲ ص ۲۸۲)

تبصرہ: اللہ اکبر! فاتح خیبر علی حیدر اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے فضائل ومناقب کے بارے میں کس قلم میں یہ تاب وتوانائی ہے کہ کما حقہ آپ کے کمالات ولایت ومقامات کرامت کو دائرہ تحریر میں لا سکے۔ ہزاروں کرامات آپ کے قدموں پر نثار اور لاکھوں بشارات آپ کے نقش پا پر تصدق۔ کیوں نہ ہو کہ آپ لاریب سید الاولیاء وسند الاصفیاء، تمام امت کے مولیٰ اور مشکل کشا ہیں اور

آپ کے فضل وکمال وولایت کے بارے میں تمام اولیاء امت کا یہ ایمانی نعرہ ہے کہ

اللہ اللہ شہ حیدر کے فضائل کیا خوب
ان کے افضال ومناقب کا ہے قرآن گواہ

(روحانی حکایات)

(149)

اسم یاودود کی برکت

ایک مرتبہ حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے بجلی کے بلب کی طرف دیکھ کر فرمایا: روشنی پر پروانے بسبب عشق وذوق آتے ہیں یہ روشنی شاید ان کی قبلہ ہو بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دنیاوی روشنیوں کو ذات باری تعالیٰ کی تجلیات سمجھ کر اسی ذات کی طرف میلان ہوتا ہے اور یہ پروانے اسی ذات کی تجلی سمجھ کر روشنی پر حاضر ہوتے ہیں اڑتے پھرتے چکر لگاتے گر جاتے ہیں بطیب خاطر اپنی جانِ جاں آفرین کے سپرد کر دیتے ہیں مگر واپسی کا نام تک نہیں لیتے **لَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ**

مذکورہ بالا آیت تلاوت فرمائی قدرے توقف کے بعد دوزانو ہو کر پلٹ کر بیٹھ گئے اسم یاودود کا ورد شروع کر دیا تقریباً ستر بار پڑھ کر فرمایا: اس اسم باری تعالیٰ کو عمران (آبادی) سے بڑا تعلق اور نسبت ہے جہاں آبادی نہ ہو یا نئی عمارت بن رہی ہو اور وہاں یہ اسم پڑھا جائے تو کثرت عمارات ہوتی ہے چنانچہ فرمایا: شہر سرگودھا جہاں واقع ہے یہ جگہ بالکل سنسان تھی پرانے اور معمر لوگ بتاتے ہیں کہ یہاں ایک مجذوب رہتا تھا اور اسم یاودود کو بکثرت پڑھا کرتا تھا استاد مولوی محمد امین ٹکوچی نے فرمایا ایک بار میں وہاں سے گزرا اور میرے پاس قرآن مجید تھا وہ مجذوب میرے پاس آیا قرآن مجید لے کر چومتا اور روتا رہا اور کہتا جا رہا تھا کہ یہ اللہ کا کلام ہے سبحان اللہ کیسے اللہ والے لوگ گزرے ہیں۔ (انوار قمریہ)

جیل کا افسر لاجواب ہو گیا

ایک مرتبہ عشاء کی نماز میں جب جماعت کے انتظار میں بیٹھنے والوں کو تھکاوٹ

محسوس ہوئی تو حاجی نور محمد صاحب نے قبلہ حضرت صاحب (خواجہ قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ) کو منتظر لوگوں کی خاطر عرض کیا تو آپ نے فرمایا: تو ان غریبوں کا ثواب کیوں ضائع کرتا ہے کیونکہ انتظار الصلوٰۃ صلوٰۃ پھر فرمایا مسلم لیگ (کی تحریک) کے موقع پر جب ہم گرفتار ہوئے تو ہمارے پاس جیل خانہ میں ایک کپتان آیا قدرتاً اس وقت میں نسوار کھینچ رہا تھا مجھے کہنے لگا یہاں نسوار کھینچنا قانون کے خلاف ہے میں نے جواباً کہا ہم تمہارے کس قانون کے تحت یہاں آئے ہیں پہلے بھی تمہارے قانون ہی کو توڑا نسوار کی ڈبیا اسے دکھا کر کہا کہ یہ کھینچ رہا ہوں اب کسی اور بند کمرے میں بھیج دو وہ غریب لاجواب ہو گیا۔

یاد رہے! آپ نے جہاد فی سبیل اللہ میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور عملی طور پر جہاد باللسان اور جہاد بالقلم بھی معاندین اسلام سے جنگ کی طرح کیا جو آپ کی مجاہدانہ زندگی کا شعار رہا **اللھم ارزقنا اتباعۃ**

''انتظار الصلوٰۃ صلوٰۃ'' دراصل حدیث پاک اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عین اطاعت و اتباع ہے جیسا کہ درج ذیل حدیث پاک سے واضح ہے:

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَّرَ لَيْلَةً صَلٰوةَ الْعِشَآءِ اِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ بَعْدَ مَا صَلّٰى فَقَالَ صَلَّى النَّاسُ وَرَقَدُوْا وَلَمْ تَزَالُوْا فِيْ صَلٰوةٍ مُنْذُ انْتَظَرْتُمُوْهَا (رواہ البخاری)۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز کو نصف رات تک مؤخر فرما دیا پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا لوگوں نے نماز پڑھ لی اور سو گئے اور تم اس وقت سے نماز میں ہو جب سے تم اس کا انتظار کر رہے ہو۔ (بخاری)

Scanned with CamScanner

(150)

خوف کا علاج

فاضل یونانی نے السر البدیع والحرز المنیع کے لمعہ نورانیہ میں فرمایا ہے کہ آدمی جب اپنے متعلق قتل اور عذاب وغیرہ کا خوف کرے تو اس کو چاہئے کہ ایک فربہ مینڈھا جو قربانی میں کافی ہو لے اور اس کو قبلہ رو جلدی سے ذبح کرے اور اس کے ذبح کے وقت کہے کہ (اَللّٰهُمَّ هٰذَا لَكَ وَمِنْكَ اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ فِدَائِیْ فَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ) اے اللہ "یہ تیرے واسطے اور تیری طرف سے ہے اور اے اللہ یہ میرا فدیہ ہے پس تو مجھ سے اس کو قبول فرما" اور اس کے خون کے واسطے ایک گڑھا کھودے اور اس میں اس کو بند کردے تاکہ پاؤں سے روندا نہ جائے پھر اس کو پارہ پارہ کر کے ساٹھ ٹکڑے کرے اس کی کھال ایک جز اور اس کا سر ایک جز' اور اس کا پیٹ ایک جز' اور اسی طرح سب اجزاء کو الگ الگ کرے اور اس سے نہ خود کچھ کھائے اور نہ وہ کھائے جو اس کے نفقہ میں ہو یعنی اس کے متعلقین جن کا نفقہ اس کے ذمہ لازم ہو وہ بھی نہ کھائیں اور ان اجزاء کو ساٹھ مسکینوں کو دیدے پس اس خوفناک چیز کا یہ بدلہ ہے جس سے کہ یہ ڈرتا ہے اور یہ ترکیب مجرب اور معمول بہ ہے اور اگر جس چیز سے وہ خوف کرتا ہے قتل سے کم ہو تو اس کو چاہئے کہ بہترین کھانے سے ساٹھ محتاجوں کو کھلائے' اور ان کو آسودہ کرے اور کہے کہ: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَكْفِیْ لِهٰذَا الْاَمْرِ الَّذِیْ اَخَافُهٗ بِهِمَمِ هٰٓؤُلَآءِ وَاَسْئَلُكَ بِاَنْفُسِهِمْ وَاَرْوَاحِهِمْ اَنْ تُنَجِّنِیْ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ"

اے اللہ ان لوگوں کے ذریعہ سے جس کام سے کہ میں ڈرتا ہوں کفایت چاہتا ہوں اور انکی جانوں اور روحوں کے واسطہ سے تجھ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ جس چیز سے میں خوف کرتا ہوں اور ڈرتا ہوں اس سے مجھے نجات دے' پس اللہ تعالیٰ اس کو اس سے خلاصی دے گا اس پر اتفاق کیا گیا ہے۔ (نوادر قلیوبی)

(151)

سب سے خوبصورت حور

حضرت سیّدنا ثابت بنانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ''ایک دن میں حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر تھا اتنے میں آپ کے بیٹے جو ابوبکر کے نام سے مشہور تھے جہاد سے واپس آئے آپ نے ان سے جہاد کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جہاد میں پیش آنے والے بہت سے واقعات بتائے اور کہا ''ابا جان کیا میں آپ کو اپنے ایک مجاہد ساتھی کی عجیب وغریب ایمان افروز حالت کے بارے میں نہ بتاؤں؟''
حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ضرور بتاؤ'' کہا ہمارے لشکر میں ایک خوبرو نوجوان بھی تھا جب ہم دشمن کے بالکل سامنے پہنچ گئے تو حملہ کی تیاری میں مصروف ہو گئے اتنے میں اس نوجوان کے یہ الفاظ فضاء میں گونجے ''واہ میری زوجہ عیناء'' کیسی خوبصورت ہے ''واہ میری زوجہ عیناء کیسی خوبصورت ہے'' یہ آواز سن کر ہم فوراً اس کی طرف دوڑے ہم سمجھے کہ شاید اسے کوئی عارضہ لاحق ہو گیا ہے ہم نے پوچھا اے نوجوان کیا ہوا؟ کہا: ''اے اللہ عزوجل کے شہسوارو! سنو میں ہمیشہ اپنے آپ سے یہ کہتا تھا کہ میں ہرگز شادی نہ کروں گا یہاں تک کہ میں کسی غزوہ میں شہید ہو جائے گا اور اللہ رب العزت جنت کی سب سے خوبصورت حور سے میری شادی کرے گا۔ میں ہر مرتبہ شہادت کی آرزو لئے جہاد میں شریک ہوتا کئی جہادوں میں شرکت کے باوجود مجھے شہادت کی دولت نہ مل سکی اب اس لشکر کے ساتھ جہاد میں آ گیا راستے میں میرے نفس نے مجھے اس ارادے پر ابھارا ''اگر اس مرتبہ بھی مجھے شہادت نہ ملی تو واپسی پر میں شادی

کر لوں گا''۔

حورعیناء کے ساتھ نوجوان کی شادی

ابھی کچھ دیر قبل مجھے اونگھ آئی میرے خواب میں کوئی آنے والا آیا اور کہا: ''تم ہی ہو جو یہ کہہ رہے ہوں کہ اگر اس مرتبہ میں شہید نہ ہوا تو واپسی پر شادی کر لوں گا'' سنو اللہ عزوجل نے ''حورعیناء'' کے ساتھ تمہاری شادی کر دی ہے اٹھو میرے ساتھ چلو'' وہ مجھے لے کر ایک انتہائی سرسبز وشاداب وسیع باغ میں پہنچا وہاں کا منظر بڑا ہی دلربا تھا اس میں دس ایسی حسین وجمیل لڑکیاں موجود تھیں کہ اس سے قبل میری آنکھوں نے ایسا حسن نہ دیکھا تھا میں نے کہا: ''شاید ان میں سے کوئی ایک ''حورعیناء'' ہو گی'' یہ سن کر ان دوشیزاؤں نے کہا: ''ہم تو اس کی کنیزیں ہیں: ''حورعیناء'' تمہارے سامنے کی جانب ہے''۔

میں آگے بڑھا تو ایک بہت ہی خوبصورت اور سرسبز باغ نظر آیا یہ پہلے باغ کی نسبت زیادہ خوبصورت و وسیع تھا اس میں بیس حسین وجمیل دوشیزائیں تھیں ان کے حسن وجمال کے سامنے پہلی دس لڑکیوں کے حسن کی کوئی اہمیت نہ تھی میں نے کہا ان میں کوئی ایک ''حورعیناء'' ہے جواب ملا ''آگے چلے جاؤ'' ''حورعیناء'' تمہارے سامنے ہے ہم تو اس کی کنیزیں ہیں'' میں آگے بڑھا تو سامنے ایک ایسا وسیع وعریض اور خوبصورت باغ تھا جو پہلے دو باغوں کی نسبت بہت زیادہ پر بہار تھا اس میں چالیس ایسی خوبصورت لڑکیاں تھیں کہ ان کے سامنے پہلی دوشیزاؤں کی خوبصورتی کچھ بھی نہ تھی میں نے کہا: ''ان میں کوئی ایک ضرور ''حورعیناء'' ہو گی''۔

یہ سن کر انہوں نے اپنی پرنم آواز میں کہا: ''ہم تو اس کی کنیزیں ہیں'' ''حورعیناء'' تمہارے سامنے ہے آگے چلے جاؤ'' میں آگے بڑھا تو اپنے آپ کو یاقوت کے بنے ہوئے ایک خوبصورت کمرے میں پایا جس میں ایک تخت پر سابقہ تمام لڑکیوں سے زیادہ حسین وجمیل نوجوان لڑکی موجود تھی اس کا حسن آنکھوں کو خیرہ کر رہا تھا وہ بڑی شان

Scanned with CamScanner

وشوکت سے تخت پر بیٹھی میری جانب دیکھ رہی تھی میں نے بے تاب ہو کر پوچھا ''کیا تم ہی حور عیناء ہو؟'' اس نے اپنی مسحور کن آواز میں کہا: ''خوش آمدید میں ہی ''حور عیناء'' ہوں یہ سن کر میں نے اسے چھونے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو اس کی مترنم آواز گونجی ''ٹھہر جایئے ابھی آپ کے اندر روح موجود ہے کچھ انتظار کیجئے ان شاء اللہ عزوجل آج آپ افطاری ہمارے ساتھ کریں گے'' میں ابھی اس ہوشربا منظر میں ہی گم تھا کہ میری آنکھ کھل گئی بس اب میں بہت جلد وہاں پہنچنے والا ہوں۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

نوجوان نے اپنی بات ختم ہی کی تھی کہ منادی نے پکار کر کہا: ''اے اللہ عزوجل کے شہسوارو دشمن پر حملہ کرنے کا وقت آ گیا اللہ عزوجل کا نام لے کر اسلام کے دشمنوں پر ٹوٹ پڑو'' یہ سن کر ہم دشمن کے مقابلے میں صفیں بنا کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح کھڑے ہو گئے وہ نوجوان بڑی بے جگری سے دشمنوں سے نبرد آزما تھا مجھے اس کی بات یاد تھی میں کبھی سورج کی طرف دیکھتا کبھی اس کی طرف جیسے ہی سورج غروب ہوا اس کی گردن تن سے جدا کر دی گئی وہ راہ خدا میں اپنا سر قربان کرا چکا تھا میں نہیں جانتا کہ سورج پہلے غروب ہوا یا وہ نوجوان پہلے شہید ہوا یقیناً اس نے افطاری (حور عیناء) کے ساتھ کی ہوگی حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے جب اپنے بیٹے کی زبانی اس نوجوان کی ایمان افروز کہانی سنی تو بے ساختہ دعا گو ہوئے ''اللہ عزوجل کی اس مجاہد پر رحمت ہو''۔

(عیون الحکایات)

(152)

غیرو جرأت کی پیکرِ اتم ماں

انسان ایک ہدف متعین کر کے اس کے حصول کی کوشش میں تن من دھن کی بازی لگا دیتا ہے اور خاص طور پر جب اسے یہ یقین ہو جاتا ہے کہ وہ جس ہدف کے حصول میں کوشاں ہے وہی ہدف صحیح ڈگر پر لے جانے والا ہے اور اس کے مقابل میں جو بھی اہداف ہیں وہ سیدھے راستے سے ہٹانے والے ہیں تو پھر وہ اپنے مقصد کے حصول میں جان کی بازی لگانے سے بھی چنداں دریغ نہیں کرتا خواہ اس کی راہ میں مضبوط سے مضبوط چٹان کیوں نہ حائل ہو وہ اس چٹان کو چکنا چور کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے یہی عزم واستقلال حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے اندر بھی تھا انہوں نے جس بات کو حق سمجھا اس کے لئے زندگی کی آخری سانس تک لڑتے رہے اور ان کے اندر یہ جوش وجذبہ پیدا کرنے والی ان کی بہادر ماں سیّدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ تھیں۔

692ء میں خلیفہ عبدالملک بن مروان کے سپہ سالار حجاج بن یوسف کے لشکر نے خلافت کے دعویدار عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو حرم مکہ میں محصور کر رکھا تھا اور ان کے اپنے بھی ساتھ چھوڑ گئے تھے جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے دیکھا کہ وقت کی گردش ان کے خلاف ہے لوگوں کی اکثریت ان کے مشن کی مخالف ہو گئی ہے اور لوگوں کی نگاہ میں ان کی کوئی وقعت باقی نہیں رہی ہے تو انہیں اپنی سبکی محسوس ہوئی چنانچہ وہ اپنی والدہ سیّدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: امی جان! آپ دیکھ رہی ہیں کہ مجھے چاروں طرف کے لوگوں نے نظر انداز کر دیا ہے اور تو اور میرے

Scanned with CamScanner

بیوی بچے بھی میرے مشن کے خلاف ہیں ان کی نگاہ میں بھی کوئی میری کوئی وقعت نہیں ہے اب معدودے چند لوگ ہی میرا ساتھ دینے کے لئے رہ گئے ہیں وہ بھی اس قدر کمزور ہیں کہ چند لمحے بھی مخالف گروہ کے سامنے ٹھہر نہیں سکتے اگر آج میں اپنے مشن سے دستبردار ہو جاؤں تو مجھے معاشرے میں ہاتھوں ہاتھ لیا جائے گا میں ساری بے رخ نگاہوں کی توجہ کا مرکز بن جاؤں گا دنیاوی مال و متاع سے مالا مال کر دیا جاؤں گا اور میرے جانی دشمن میرے غمگسار و ہمدرد بن جائیں گے پھر ایسی صورت میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟ امی جان! اس وقت میں زندگی اور موت کی کشمکش میں سانس لے رہا ہوں، مجھے آگے قدم بڑھانے کے لئے آپ کا مشورہ درکار ہے؟

حضرت عبداللہ بن زبیر کی بہادر ماں

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا بیٹے کی درد انگیز گفتگو سن کر کہنے لگیں جان من! تم اپنے متعلق جتنا کچھ جانتے ہو کوئی دوسرا اس قدر نہیں جان سکتا اگر تمہیں اپنے طور پر کلی اطمینان ہے کہ تم جس بات کی طرف لوگوں کو دعوت دے رہے ہو اس میں حق پر ہو اور تمہارے مقابل ناحق پر تو پھر اپنی دعوت سے باز مت آؤ اور قدم آگے کی جانب بڑھاتے چلے جاؤ پست ہمتی کا ثبوت ہرگز نہ دو اور اپنی گردن کو اتنی ڈھیلی مت کر دو کہ بنو امیہ کے بچے تمہارے سر سے کھلواڑ کریں اور اگر تم یہ سب کچھ دنیاوی مال و متاع کے لالچ میں کر رہے تھے تو پھر تم ایک بدترین آدمی ہو تم نے خود کو اور اپنے ساتھیوں کو تباہ و برباد کر ڈالا اور تمہارے جو ساتھی قتل کر دیئے گئے ہیں ان کے قتل کے ذمہ دار تم اور صرف تم ہو اور اگرچہ تمہاری رائے یہ ہے کہ تم حق پر تھے مگر جب تمہارا ساتھ دینے والے کمزور پڑ گئے تو تم نے بھی ہمت ہار کر سر تسلیم ختم کر دیا تو پھر یہ آزاد لوگوں کی شان نہیں اور نہ ہی اہل دین کا شیوہ ہے آخر اس دنیا میں تمہاری زندگی ہے کتنی؟ ذلت کے ساتھ زندہ رہنے سے عزت کے ساتھ قتل ہو جانا کہیں بہتر ہے:

(وَاللّٰهِ لَضَرْبَةٌ بِالسَّيْفِ فِيْ عِزٍّ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ ضَرْبَةٍ بِسَوْطٍ فِيْ ذُلٍّ)

''اللہ کی قسم! عزت وشان میں تلوار کی ضرب کھانا مجھے ذلت و رسوائی کی حالت میں کوڑا کھانے سے زیادہ محبوب ہے''

ماں کی یہ ایمان افروز تقریر سن کر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا:

اِنِّیْ اَخَافُ اِنْ قَتَلُوْنِیْ اَنْ یُّمَثِّلُوْا بِیْ

ترجمہ ''مجھے خدشہ ہے کہ اگر میرے دشمن مجھے قتل کر دیں گے تو میرا مثلہ کریں گے (مثلہ کہتے ہیں میت یا مقتول کے کان، ناک، آنکھ یا ہاتھ وغیرہ اعضائے جسمانی کو بری طرح سے کاٹنے اور مسخ کرنے کو)''

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

(یَا بُنَیَّ اِنَّ الشَّاةَ لَا یَضُرُّهَا سَلْخُهَا بَعْدَ ذَبْحِهَا)

''بیٹے! بکری کے ذبح ہونے کے بعد اس کی چمڑی ادھیڑنا اس کے لئے کسی تکلیف کا باعث نہیں ہوتا (اس لئے قتل کے بعد تمہاری لاش کی جتنی بھی بے حرمتی ہو تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہوگی)''۔

میں نے ہمیشہ حق کا علم بلند کیا ہے

یہ سن کر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما آگے بڑھے اور اپنی ماں کے سر کا بوسہ لیا اور کہنے لگے ''اللہ کی قسم! یہی میری رائے بھی ہے جس دعوت کا علم میں نے بلند کیا تھا اور آج کی اسی کی سربلندی کے لئے کوشاں ہوں میں نے کبھی دنیا کو تحسین نگاہ سے نہیں دیکھا ہے اور نہ آج دنیوی حرص و طمع کی میرے اندر کوئی گنجائش ہے''

وَمَا دَعَانِیْ اِلَی الْخُرُوْجِ اِلَّا الْغَضَبُ اَنِ اللّٰهُ تُسْتَحَلُّ حُرُمُهٗ

''میں نے وقت کے حکمرانوں کے خلاف جو جنگ چھیڑ رکھی ہے اس کا سبب میری دینی حمیت ہے کیونکہ ان کے دور میں اللہ تعالیٰ کی محرمات کی پامالی ہو رہی ہے اور انہیں جائز ٹھہرا لیا گیا ہے''۔

پھر گویا ہوئے: ''امی جان! میں نے اپنے مشن سے متعلق آپ کی رائے لے لینا

Scanned with CamScanner

مناسب سمجھا' الحمدللہ آپ کی ایمان افروز گفتگو نے میری بصیرت میں مزید اضافہ کر دیا' امی جان آج ہی میں قتل ہونے والا ہوں میرے قتل پر غمزدہ نہ ہونا اور اپنا معاملہ اللہ کے حوالے کر دینا کیونکہ آپ کے اس صاحبزادے نے کبھی کسی منکر و ناجائز کام کے کرنے کا ارادہ تک نہیں کیا اور نہ کسی غلط اور اخلاق سے گری ہوئی بات میں ملوث ہوا میں نے اللہ کی سلطنت میں کبھی ظلم و استبداد کو نہیں سراہا' امن و امان کا جھانسہ دے کر کسی پر دست درازی نہیں کی کسی مسلمان یا غیر مسلم پر زیادتی کو روا نہیں رکھا میرے عمال کی طرف سے ظلم و زیادتی کی جب بھی مجھے شکایت ملی میں نے مظلوموں کی بھرپور تائید کی اور ان کے حقوق دلوائے میں نے کبھی رضائے الٰہی پر اپنی خواہش کو ترجیح نہیں دی بلکہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو اپنی خواہش پر مقدم رکھا۔

(اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَا اَقُوْلُ هٰذَا تَزْکِیَةً مِّنِّیْ لِنَفْسِیْ -اَنْتَ اَعْلَمُ بِیْ وَلٰکِنْ اَقُوْلُهٗ تَعْزِیَةً لِاُمِّیْ لِتَسْلُوْ عَنِّیْ)

''اے اللہ! یہ سب باتیں میں اپنی ذات کے تزکیہ کے لئے نہیں کر رہا ہوں میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس سے تو بخوبی واقف ہے بلکہ میں یہ سب کچھ اپنی ماں کو تسلی دینے کے لئے کہہ رہا ہوں تا کہ وہ مجھے پہنچنے والی مصیبت کو بھول جائے''

والدہ ماجدہ کا دلیرانہ جواب

یہ تعزیت بھرے الفاظ سن کر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی والدہ کہنے لگیں: (اِنِّیْ لَاَرْجُوْ مِنَ اللّٰهِ اَنْ یَّکُوْنَ عَزَائِیْ فِیْكَ حَسَنًا اِنْ تَقَدَّمْتَنِیْ وَاِنْ تَقَدَّمْتُكَ فَفِیْ نَفْسِیْ حَرَجٌ حَتّٰی اَنْظُرَ اِلٰی مَا یَصِیْرُ اَمْرُكَ)

''مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اگر تم مجھ سے پہلے اللہ کے پاس چلے گئے تو تمہارے بارے میں میری تعزیت اچھی ہوگی البتہ اگر میں تم سے پہلے انتقال کر گئی تو میرے دل میں یہ خلش بہرحال باقی رہے گی کہ میں تمہارے

مشن کا انجام نہ دیکھ سکی''۔

پھر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اپنی ماں سے دعا کی درخواست کرتے ہوئے ان کے پاس سے روانہ ہو گئے اور اسی روز انہیں حجاج بن یوسف اور اس کے ساتھیوں نے قتل کر دیا۔

(تاریخ طبری 188/6 بلاغات النساء 130 العقد الفرید 417/4 قصص العرب 132/2)

Scanned with CamScanner

(153)

کرامت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

کرامت کے ثبوت میں حضرت سیّدنا خبیب رضی اللہ عنہ کا واقعہ بڑا مشہور ہے کہ جب وہ لوہے کی زنجیروں میں قید تھے تو ان کے پاس انگور پائے جاتے تھے حالانکہ اس زمانے میں پورے مکہ مکرمہ میں انگور نہیں تھے جیسا کہ اس واقعہ کو امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے یہ ان (حضرت سیّدنا خبیب رضی اللہ عنہ) کی کرامت ہے۔

اسی طرح اس شخص کا واقعہ بھی مذکور ہے جس نے بادلوں میں سے یہ آواز سنی کہ فلاں کے باغ کو سیراب کرو جیسا کہ اس واقعہ کو امام بخاری نے بیان کیا ہے یہ بھی دراصل کرامت ہے۔اسی طرح اس شخص کے بارے میں حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی بددعا کا قبول ہونا جس نے آپ پر جھوٹ باندھا تھا اور کہا تھا کہ بے شک سعد فوجیوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتے اور نہ ہی انصاف کے تقسیم کرتے اور نہ ہی فیصلوں کے دوران عدل وانصاف کرتے ہیں۔

تو حضرت سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ نے اس کے لئے بددعا فرمائی اے اللہ! اگر اس نے یہ باتیں دکھاوے کے لئے کہی ہیں تو اس کی عمر بڑھادے لیکن اس کی محتاجی میں بھی اضافہ فرمادے اور اسے آزمائش میں مبتلا کردے تو اس بددعا کے بعد اس شخص کا یہ حال تھا کہ راستے کے خس وخاشاک چنتا پھرتا اور اندھا ہو چکا تھا تو کسی نے اس سے پوچھا یہ حال کیسے ہوا؟ تو کہنے لگا میں ایک بوڑھا اور فتنے میں مبتلا شخص ہوں مجھے حضرت سعد

رضی اللہ عنہ کی بددعا لگی ہے۔

اس واقعہ کو امام بخاری نے روایت کیا ہے تو اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ یہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی کرامت تھی۔

اسی طرح اس گائے کا کلام کرنا جس پر اس کے مالک نے ساز وسامان لاد دیا تھا تو اس گائے نے کہا: مجھے اس (سامان اٹھانے کے لئے) پیدا نہیں کیا گیا بلکہ مجھے کھیتی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔اس واقعہ کو بھی امام بخاری نے روایت کیا ہے تو یہ بھی کرامات میں سے ہے۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں

اسی طرح صحیح بخاری میں حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اپنے مہمان کے ساتھ کھانا کھانے کا واقعہ مذکور ہے کہ اس کھانے میں سے جب بھی کوئی لقمہ اٹھایا جاتا تو اس میں کم ہونے کے بجائے نیچے سے بڑھتا ہی جاتا تھا حتیٰ کہ تمام مہمانوں نے کھانا کھا لیا اور اس کے باوجود وہ کھانا پہلے کے مقابلہ میں تین گنا زیادہ تھا یہ بھی کرامت میں سے ہے۔

اسی طرح حضرت سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا خود پر فرشتوں کا سلام سننا بھی کرامات میں سے ہے اس واقعہ کو امام مسلم نے بیان کیا ہے۔

اسی طرح امام ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن شفیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت کیا ہے کہ ان پر سے بادل گزرے (جو پانی سے بھرے ہوئے تھے لیکن وہاں برس نہیں رہے تھے) تو آپ نے ان بادلوں سے کہا کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ ہم پر برس جاؤ تو ان بادلوں نے اسی وقت برسنا شروع کردیا۔

اسی طرح حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے جیسا کہ امام ابونعیم نے اسے روایت کیا ہے کہ جب انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ میں بھیجا تو ان کے اور دشمن کے لشکر کے درمیان ایک دریا حائل ہوگیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے

Scanned with CamScanner

دعا کی اور اپنے گھوڑوں اور جانوروں کے ساتھ اس پانی پر چلنے لگے یہ بھی کرامت میں سے ہے۔

اسی طرح امام ابونعیم نے روایت کیا ہے کہ جس برتن میں حضرت سیّدنا سلمان رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کھانا کھایا تو اس برتن میں تسبیح کی آواز کو حاضرین تک نے سماعت کیا تھا یہ بھی کرامت ہے۔

اسی طرح ''دریائے نیل'' اور (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا) اے ساریہ؟ پہاڑ کی طرف توجہ کرو' والے واقعات پس یہ دونوں واقعات بھی تو کرامات میں سے ہیں۔

اسی طرح امام مستغفری نے حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت کیا ہے کہ حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے حدیث: ''رحبة'' (رحبة حیس کوفہ کے ایک مقام) کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے اس کا انکار کر دیا آپ نے فرمایا کیا تو مجھے جھٹلاتا ہے؟ اس نے کہا بھلا میں آپ کو کیوں جھٹلاؤں گا؟ حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں کہ اگر تو جھوٹا ہے تو تجھے اندھا کر دے؟ اس شخص نے کہا آپ اللہ سے دعا کریں پس آپ نے اس کے لئے بددعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اندھا کر دیا اور وہ ''رحبة'' سے اندھا ہو کر نکلا۔

صحابہ کی کرامات اولیاء کی طرح کثیر کیوں نہیں

اس طرح دیگر کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم' تابعین وتبع تابعین عظام اور مشائخ طریقت کے ہاتھوں پر ہمیشہ سے کرامات کا ظہور وصدور ہوتا رہا اور ان سب کا احاطہ وشمار کرنا ممکن نہیں۔ اسی لئے امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ''رسالہ قشیریہ'' میں فرمایا ہے:

کرامات اولیاء کے بارے میں اس کثرت سے اخبار وحکایات مروی ہیں کہ ان سے ایسا قوی علم حاصل ہوتا ہے جو کرامات کے وقوع کے بارے میں تمام شکوک وشبہات کو ختم کر دیتا ہے۔

سیّدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ جس قدر کثرت سے

اولیائے کرام سے کرامات کا ظہور ہوا ہے اس قدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کیوں نہیں ہوا؟ تو آپ نے جواب دیا:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بکثرت کرامات کا صدور اس لئے نہیں ہوا کہ ان کا ایمان قوت ویقین میں نہایت کامل تھا برخلاف بعد والوں کے ایمان کے' اسی لئے جب بعد والوں کے ایمان میں کمزوری ظاہر ہونے لگی تو کمزور ایمان والوں کے یقین میں پختگی پیدا کرنے کے لئے اولیائے کرام سے کرامات کا ظہور ہوا۔

اس فرمان کی تائید سیّدنا امام ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے: سیّدہ مریم کو ابتداء بغیر سبب کے خلاف عادت امور کے ذریعے سے مانوس کیا گیا تاکہ ان کا ایمان راسخ اور یقین کامل ہو جائے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا

ترجمہ: جب بھی زکریا علیہ السلام اس کے پاس عبادت گاہ میں داخل ہوتے تو وہ اس کے پاس (نئی سے نئی) کھانے کی چیزیں موجود پاتے۔

(آل عمران:37)

لیکن جب ان کا ایمان ویقین کامل ہو گیا تو انہیں اسباب کی طرف لوٹا دیا گیا کہ اب ان کی ضرورت نہ رہی اسی لئے ان سے ارشاد فرمایا:

وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝

(سورۃ مریم 19 آیت نمبر 25)

ترجمہ: اور کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلاؤ وہ تم پر تازہ پکی ہوئی کھوریں گرا دے گا

منکرین کرامات کے لیے

حاصل گفتگو یہ ہے کہ قرآن وسنت میں بے شمار قوی ترین دلائل موجود ہیں کہ کرامات اولیاء کرام حق وسچ ہیں اس لئے اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا اور بالفرض اگر کوئی انکار کرتا بھی ہے تو وہ دراصل شریعت واحکام کے مرجع حقیقی یعنی قرآن وسنت کی خلاف

Scanned with CamScanner

ورزی کرتا ہے اور اپنی باطل خواہشات کی پیروی کرتا ہے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝

(سورۃ مریم 19 آیت نمبر 65)

ترجمہ: پس اے حبیب آپ کے رب کی قسم یہ لوگ مسلمان نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ وہ اپنے درمیان واقع ہونے والے ہر اختلاف میں آپ کو حاکم بنالیں پھر اس فیصلہ سے جو آپ صادر فرمادیں اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اور (آپ کے حکم کو) بخوشی پوری فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔ نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا۝

(سورۃ نساء 4 آیت نمبر 59)

ترجمہ پھر اگر کسی مسئلہ میں تم باہم اختلاف کرو تو اسے (حتمی فیصلہ کے لئے) اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو اگر اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو (تو) یہی (تمہارے حق میں) بہتر اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔

لہٰذا جو بندہ ایسے معاملات میں تنازع کے وقت بھی قرآن وسنت کی طرف رجوع نہیں کرتا تو دراصل وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل ایمان ہی نہیں رکھتا۔

معتزلہ کا انکار

کرامات اولیاء کرام کے اثبات میں علمائے کرام کی کثیر تعداد نے کلام فرمایا ہے سوائے معتزلہ کے اور ان میں سے ابوالحسین بصری اور ان کے شاگرد محمود خارزمی نے

البتہ جمہور علمائے کرام کے ساتھ موافقت کی ہے۔

اور معتزلہ نے بھی چند شبہات کی وجہ سے ان کا انکار کیا ہے اور ان شبہات کا فساد بذات خود ظاہر وباہر ہے اگر ہمیں کتاب کی طوالت کا اندیشہ لاحق نہ ہوتا تو ہم انہیں یہاں ایک ایک کر کے ذکر کرتے اور جواب دیتے۔ سیّدنا امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا جو لوگ کرامات کا انکار کرتے ہیں ان کی چند اقسام ہیں۔

1- جو لوگ مطلقاً کرامات کا انکار کرتے ہیں ان میں مشہور مذاہب (مثلاً معتزلہ وغیرہ) شامل ہیں۔

2- جو لوگ پہلوں کی کرامات کو تو مانتے ہیں مگر اپنے زمانے والوں کی کرامات سے منکر ہیں تو ان کی شان بنی اسرائیل کی سی ہے کہ انہوں نے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو تو دیکھا ہی نہیں تھا لیکن ان کی پھر بھی تصدیق کرتے تھے اور سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کے باوجود بھی حسد و دشمنی کی بنا پر انکار کر بیٹھے۔

3- جو لوگ اس بات کو تو مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کرام ہر دور میں موجود ہوتے ہیں لیکن وہ کسی ایک معین شخص کی تائید وتصدیق نہیں کرتے تو ایسے لوگ اپنے زمانے کے اولیاء اللہ کی برکتوں سے محروم ہیں۔

اور ایسوں ہی میں سے کچھ لوگ جب اپنے زمانے کے اولیاء اللہ میں سے کسی کو ہوا میں اڑتا ہوا دیکھتے ہیں تو بولتے ہیں کہ یہ تو کسی جن کی بدولت ہو رہا ہے یہ کرامت تو نہیں ہے۔ اس مقام پر امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیلی کلام کرتے ہوئے فرمایا:

جس پر بدبختی کا غلبہ ہو

کسی بھی صاحب ایمان کو کرامات اولیاء کے بارے میں توقف نہیں کرنا چاہئے کیونکہ کرامات کا وجود وصدور عقلاً ونقلاً دونوں طرح ہی ثابت ہے۔

عقلی جواز کی دلیل اس کا من جملہ ممکنات میں سے ہونا ہے جو کہ قدرت الٰہی کے لئے محال نہیں ہے اسی لئے جملہ اہل سنت کے مشائخ شریعت وطریقت اور علمائے

Scanned with CamScanner

اصولین وفقہا محدثین نے اس باب میں یہی قول بیان فرمایا ہے:

اور نقلی دلائل سے اس کے ثبوت کے بارے میں ہم نے ماقبل کئی نقول پیش کی ہیں اگر ہمیں طوالت کا خوف دامن گیر نہ ہوتا تو ہم ان نقول کو مفصل اسانید کے ساتھ تحریر کرتے (اور اس بارے میں دلائل اتنے کثیر ہیں کہ) کوئی حساب وشمار کرنے والا ان کا احاطہ نہیں کرسکتا بہرحال موجودہ دلائل کے علاوہ اگر مزید دلائل وبراہین کے انبار بھی لگا دیئے جائیں تو جس پر بدبختی نے غلبہ پالیا ہے اسے ہدایت وتشفی نہیں مل سکتی اور ایسوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہی کافی ہے:

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جسے آپ (راہ ہدایت پر لانا) چاہتے ہیں اسے راہ ہدایت پر آپ خود نہیں لاتے بلکہ جسے اللہ چاہتا ہے (آپ کے ذریعے) راہ ہدایت پر چلا دیتا ہے۔ (سورۃ القصص 28 آیت نمبر 56)

اور علم درحقیقت علمائے کرام کے پاس امانت ہے اور مجھ سے بھی چونکہ اس (کرامت کے بارے میں تفصیلی کلام کرنے کے لئے) سوال کیا گیا تھا لہٰذا میں نے یہ مختصر تحریر جو کہ قابل قدر وفوائد کی حامل ہے پیش کردی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی صراط مستقیم کی ہدایت دینے والا ہے۔

(کرامت الاولیاء والصالحین والتصدیق بها)

(154)

اللہ کی تلوار ہے مومن کی نظر میں

نامور محدث حضرت سفیان ثوری اور شیبان راعی رحمۃ اللہ علیہما دونوں ایک ساتھ حج کے لئے جارہے تھے۔ ایک تنگ راستے میں لوگوں نے دیکھا کہ ایک شیر راستہ روکے ہوئے کھڑا ہے۔ حضرت سفیان ثوری نے حضرت شیبان راعی سے فرمایا: اب کیا ہوگا؟ شیبان راعی نے فرمایا: ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ کہہ کر بے دھڑک آپ آگے بڑھے اور شیر کا کان پکڑ کر زور زور سے موڑنا شروع کردیا اور شیر سر جھکائے کھڑا دم ہلاتا رہا اور قافلہ والے انتہائی حیرت وتعجب سے اس منظر کو دیکھنے لگے جب بہت دیر تک یہ تعجب خیز تماشا ہوتا رہا تو حضرت سفیان ثوری نے فرمایا: شیبان راعی! اب بس کرو۔ یہ کیا شہرت کا دھندا کر رہے ہو؟ شیبان راعی نے یہ سن کر فرمایا: اے سفیان! اگر مجھے شہرت کا خوف نہ ہوتا تو میں اپنا توشہ اسی شیر کی پیٹھ پر لاد کر مکہ مکرمہ تک لے جاتا۔ (رحمۃ اللہ علیہما)

(روح البیان)

تبصرہ: سبحان اللہ! اولیاء اللہ کے تصرفات وکرامات اور ان کی خداداد روحانی طاقتوں کا کون اندازہ کرسکتا ہے؟ یہ نفوس قدسیہ اپنے وجود کی عظمتوں کے ساتھ جب احکم الحاکمین کے دربار عالی میں پورے خضوع خشوع کے ساتھ جھک کر سربسجود ہوگئے تو خالق کائنات نے ان کے سروں پر بلندیٔ حکومت کا ایسا تاج رکھ دیا کہ جن وبشر، شجر وحجر، پرندے، چرندے، درندے سب ان کے زیر فرمان ہوگئے۔ بالکل حق فرمایا بلبل شیراز جناب سعدی نے کہ:

تو ہم گردن از حکم داور پیچ — کہ گردن نہ پیچد زحکم ہیچ

آج ان خانقاہوں میں ہے روباہی

یعنی اے مومن! تو خدا کے حکم سے گردن مت پھیر تو تیرے حکم سے دنیا کی کوئی چیز بھی گردن نہ پھیرے گی۔ حدیث شریف میں ہے: جو خدا کا ہو جاتا ہے خدا اس کا ہو جاتا ہے۔ سبحان اللہ! خدا جس کا ہو گیا بھلا ساری خدائی کیوں نہ اس کی ہو جائے گی۔

مسلمانو! یہی وہ اللہ والے تھے جو خانقاہوں میں جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا کھا کر کمبلوں میں لپٹے ہوئے اپنی چٹائیوں پر بیٹھ کر کائنات عالم کے دلوں پر اپنی حکومت و بادشاہی کا سکہ بٹھائے رہتے تھے اور اپنی نگاہوں کی گردش سے نظام عالم کو زیر وزبر کر دیا کرتے تھے اور ان کی روحانی طاقتوں کی ہیبتوں سے بڑے بڑے کروفر والے تخت نشین بادشاہ لرزہ براندام ہو کر اس حقیقت کا بہ بانگ دہل اعتراف واعلان کرنے پر مجبور ہوتے تھے کہ

گو تاج شہنشاہی میں طاقت ہے، خطر بھی
اللہ کی تلوار ہے مومن کی نظر بھی

مگر افسوس کہ آج ان بزرگوں کی خانقاہوں میں بکثرت ایسے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جن کو دیکھ کر ڈاکٹر اقبال یہ کہہ دینے پر مجبور ہوئے کہ

تھا جہاں مدرسہ شیری و شاہنشاہی
آج ان خانقاہوں میں ہے روباہی
نظر آئی نہ مجھے قافلہ سالاروں میں
وہ "شبانی" کہ ہے تمہید "کلیم الٰہی"

(روحانی حکایات)

(155)

مجنوں نے لیلیٰ سے کہا

حضرت شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کی مجلس میں پیرزادہ حافظ نور محمد مہاروی علیہ الرحمۃ نے آپ کو یہ شعر لکھوایا:

پارہ ہائے دل من صد پارہ بہم ے سازند
تا شنیدم کہ سگ کوئے تو مہمان شدنی است

اور پیرزادہ خواجہ محمد زکریا صاحب تونسوی علیہ الرحمۃ نے مندرجہ ذیل شعر فرمائے:

کمترین صید توام پیش سگان خود فگن
گر نیم لائق کہ آلائی بمن تفراک را
استخوان ریزہ مجنون پیش ہما مزنی
این تعلق بجناب سگ لیلی دارد

تو حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

بآں گروہ کہ از بادہ وفا مستند
زما سلام رسانید ہر کجا ہستند
خوبی ہمیں کرشمہ وناز وخرام نیست
بسیار شیوہ ہا است بتاں را کہ نام نیست

ازاں بعد فرمایا قیس (مجنوں) نے کیا خوب کہا ہے:

Scanned with CamScanner

انیری مقام الشمس ما استخرج الفحر

و قومی مقام البدر ان افلت بدر

ھی البدر حسناً والنساء کواکب

فشتان ما بین الکواکب والبدر

قیس یعنی مجنوں اپنی محبوبہ سے مخالف ہو کر کہہ رہا ہے انیری مقام الشمس...... اے محبوبہ تو سورج کی جگہ روشنی کر صبح کے نکلنے تک اور چودھویں کا چاند بن کر کھڑی رہ بدر کی جگہ اگر چودھویں کا چاند غروب ہو گیا (ہے تو کیا ہوا) یہ (محبوبہ) چودھویں کا چاند ہے حسن کے لحاظ سے اور عورتیں ستارے ہیں پس ستاروں اور چودھویں کے چاند کے درمیان امتیازی جدائی ہے۔

(انوار قمریہ)

(156)

صحابہ کرام علیہم الرضوان و دیگر حضرات کے پیشے

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق اور حضرت عثمان ابن عفان وطلحہ وعبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم بزاز تھے اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ دلال تھے کہ بائع اور مشتری کے درمیان میں سعی کرتے تھے اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تیر تراشتے تھے اور ولید بن مغیرہ لوہار کا کرتا تھا اور اسی طرح ابوالعاص رضی اللہ عنہ برادر ابوجہل بھی لوہار کا پیشہ کرتا تھا اور عقبہ بن ابی معیط شراب فروش تھا اور ابوسفیان بن حرب روغن زیتون اور سالن بیچتے تھے اور عبداللہ بن جدعات لونڈیاں بیچتا تھا اور نضر بن الحارث بربط بجاتا تھا اور حکیم بن العاص اور حریث بن عمرو ضحاک بن قیس قتی اور ابن سیرین بکریاں ذبح کرتے تھے اور عاص بن وائل مویشیوں کا سلوتری تھا' اور عاص کا بیٹا عمرو اور عباس اونٹ کاٹتے تھے اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ وقیس بن مخزمہ رضی اللہ عنہ اور عثمان بنی طلحہ رضی اللہ عنہ (کلید بردار خانہ کعبہ) درزی تھے اور مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کاغذ تراش یا منشی تھے اور یزید بن صلب باغبان تھا اور قتیبہ شتربان تھے اور سفیان بن عینیہ اور ضحاک بن مزاحم وعطاء بن ابی رباح اور کمیث شاعر اور حجاج بن یوسف ثقفی وعبدالحمید اور قاسم بن سلام کسائی معلم تھے۔

(قلیوبی)

Scanned with CamScanner

(157)

صحابی رسول ﷺ کی جان نثاری

حضرت سیّدنا حکم بن عبدالسلام بن نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (جنگ موتہ) میں جب حضرت سیّدنا جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو لوگوں نے بآواز بلند حضرت سیّدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو پکارا آپ اس وقت لشکر کی ایک طرف موجود تھے تین دن سے آپ نے کچھ بھی نہ کھایا تھا آپ کے ہاتھ میں ایک ہڈی تھی جسے آپ بھوک کی وجہ سے چوس رہے تھے جب حضرت سیّدنا جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سنی تو بے تاب ہو کر ہڈی پھینک دی اور یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے: ''اے عبداللہ! ابھی تک تیرے پاس دنیاوی شئے موجود ہے'' پھر بڑی بے جگری سے دشمن پر ٹوٹ پڑے تلوار کے وار سے آپ کی انگلی کٹ گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار پڑھے:

تو نے تو صرف یہ انگلی کٹوائی ہے اور راہ خدا عزوجل میں یہ کوئی بڑا کارنامہ نہیں اے نفس! شہید ہو جا ورنہ موت کا فیصلہ تجھے قتل کر ڈالے گا اور تجھے ضرور موت دی جائے گی تو نے جس چیز کی تمنا کی تجھے وہ چیز دی گئی اب اگر تو بھی ان دونوں (زید بن حارث اور جعفر بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی طرح شہید ہو گیا تو کامیاب ہے اور اگر تو نے تاخیر کی تو تحقیق بدبختی تیرا مقدر ہو گی۔

خطاب بہ نفس

پھر اپنے نفس کو مخالف کر کے فرمانے لگے ''اے نفس! تجھے کس چیز کی تمنا ہے؟ کیا

فلاں کی؟ تو سن اسے تین طلاق'' کیا تجھے فلاں فلاں لونڈی وغلام اور فلاں باغ سے محبت ہے؟ تو سن اپنی یہ سب چیزیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چھوڑ دے اے نفس! تجھے کیا ہو گیا کہ تو جنت کو ناپسند کر رہا ہے؟ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ تجھے اس میں ضرور جانا پڑے گا اب تیری مرضی چاہے خوش ہو کر جا یا مجبور ہو کر جا خوش ہو جا بے شک تو وہاں مطمئن رہے گا تو نہیں ہے مگر پانی کا قطرہ' بے شک لوگ جمع ہو گئے اور ان کی چیخ و پکار شدید ہو گئی'' پھر آپ رضی اللہ عنہ دشمن کی صفوں میں گھس گئے بالآخر لڑتے لڑتے جام شہادت فرما گئے۔ (عیون الحکایات)

Scanned with CamScanner

(158)

خلیفہ کو بڑھیا کا برملا جواب

ایک مرتبہ عباسی خلیفہ مہدی (775-85ء) کہیں جا رہا تھا راستہ میں ایک سن رسیدہ اعرابیہ سے ملاقات ہوگئی۔ خلیفہ نے پوچھا: بوڑھی ماں تمہارا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟ بڑھیا گویا ہوئی قبیلہ طے سے خلیفہ مہدی نے کہا:

مَا مَنَعَ طَیِّئًا اَنْ یَکُوْنَ فِیْکُمْ آخَرُ مِثْلَ حَاتِمٍ

''قبیلے طے میں کون سی ایسی رکاوٹ آ گئی جو تمہارے درمیان اب حاتم طائی کی طرح کوئی سخی پیدا نہیں ہوتا''؟ بڑھیا نے فوراً جواب دیا:

اَلَّذِیْ مَنَعَ الْمُلُوْکَ اَنْ یَکُوْنَ فِیْهِمْ مِثْلَكَ

''وہی رکاوٹ جو بادشاہوں کو پیش آ گئی کہ ان میں تم جیسا کوئی نہ ہوا''

خلفیہ مہدی کو بڑھیا کا جواب بڑا پسند آیا اور اس نے اسے انعام واکرام سے نوازنے کا حکم دیا۔ (اخبار الاذکیاء ابن الجوزی)

(159)

کرامات الاولیاء بعد الوصال

یاد رکھو ہر وہ خلاف عادت کام جو ولی یا نبی سے ان کے وصال کے بعد ظاہر ہو کرامت کہلاتا ہے البتہ نبی جب تک زندہ ہو تو اس سے صادر ہونے والے خلاف عادت امور ''معجزہ'' کہلاتے ہیں لیکن وصال کے بعد ایسے اگر امور صادر ہوں تو انہیں معجزہ نہیں کہتے' کیونکہ اس وقت ان میں چیلنج کی صورت موجود نہیں ہے جیسا کہ ولی کی کرامت میں بھی چیلنج نہیں ہوتا وصال کے بعد بھی اولیائے کرام سے کرامات کا ثبوت ایسے قوی دلائل سے واضح ہے کہ جس پر کسی چوں وچراں کی گنجائش نہیں۔

انہیں دلائل میں سے وہ روایت بھی ہے جسے امام ترمذی' حاکم اور بیہقی نے حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بے خیالی میں ایک قبر پر خیمہ لگا دیا اور انہیں وہاں قبر ہونے کا علم نہیں تھا تو انہوں نے (خیمہ کے اندر رز میں سے) ایک شخص کی آواز سنی جس نے پوری سورۃ ملک تلاوت کی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک یہ (سورۃ ملک) روکنے والی ہے اور اپنے (پڑھنے والے کو) عذاب قبر سے نجات دیتی ہے۔

حضرت ابوالقاسم سعدی رحمۃ اللہ علیہ'' نے کتاب الروح میں لکھا ہے:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی تصدیق فرمادی کہ مردہ اپنی قبر میں تلاوت کرتا ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں

Scanned with CamScanner

عرض کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سارا واقعہ سن کر) اس کی تصدیق فرمادی (اگر ایسا نہ ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ کو رد فرمادیتے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے رد نہیں فرمایا یہ اس بات کی سچائی کی دلیل ہے)

یارِ غار اور مصطفیٰ کا مزار

امام مستغفری نے (دلائل النبوۃ) میں حضرت سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت سیّدنا امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حکم فرمایا:

جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھے دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں لے کر حاضر ہو جانا اور دروازہ کھٹکھٹانا پس اگر دروازہ کھل جائے تو مجھے وہاں دفن کر دینا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (پس وصال کے بعد) ہم ان کے جنازے کو لے کر چلے اور (دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے) پھر دروازہ کھٹکھٹایا اور عرض کی یہ ابوبکر ہیں اور ان کی خواہش ہے کہ وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت میں دفن ہوں؟ اتنا کہنا تھا کہ دروازہ کھل گیا اور ہمیں پتہ نہ چلا کہ کس نے دروازہ کھولا ہے اور ہمیں ایک غیبی آواز سنائی دی کہ انہیں لے آؤ اور دفن کر دو' بلاشبہ یہ آپ کی عزت وکرامت تھی کہ ہم نے وہاں کسی بھی شئی یا آدمی کو نہیں دیکھا' تو اس بات میں اب کوئی شک نہیں کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کرامت تھی۔

امام مستغفری نے حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے:

جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا اسی رات خواب میں آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ ارشاد فرما رہے تھے اے عثمان! (تم نے آج روزہ رکھا ہے تو) افطار ہمارے ساتھ کرنا پس اسی دن حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔

امام بخاری نے حضرت سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بارے میں روایت کیا ہے کہ ان کے وصال پر عرش الٰہی ہل گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ

کرام کو اس بات سے آگاہ فرمایا بے شک یہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی کرامت تھی' اور حضرت سیّدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ جو کہ مشہور ہے کہ آپ کے وصال کے بعد فرشتوں نے آپ کو غسل دیا بے شک یہ بھی کرامت ہے۔

صحابہ کرام کی بعد الوصال کرامات

حضرت سیّدنا سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا ایام حرہ کے دوران ہر نماز کے لئے قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اذان واقامت کا سننا جیسا کہ امام ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں اور امام ابن سعد نے (طبقات) میں روایت کیا ہے یہ بھی کرامت میں سے ہے۔

اور حضرت سیّدنا زید بن خارجہ انصاری رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی ہے کہ جب حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں آپ کا وصال ہوا تو وصال کے بعد آپ کے سینے سے کسی چیز کے ہلنے کی آواز سنی گئی اور آپ کہہ رہے تھے احمد احمد جن کی بشارات پہلے سے کتابوں میں موجود تھیں بالکل سچ ہے ابوبکر صدیق اندرونی طور پر نرم دل لیکن اللہ تعالیٰ کے احکامات کے معاملے میں سخت تر ہیں بالکل سچ ہے عمر بن خطاب قوی وامین ہے بالکل سچ ہے عثمان بن عفان ان حضرات کے نقش قدم پر ہیں۔

چار گزر گئے جبکہ دو باقی ہیں نیز اب فتنے امنڈنے والے ہیں طاقتور کمزور کو کھائے گا قیامت آنے والی ہے اور تمہارے پاس لشکر کی خبر بیر اریس سے آئے گی اور تم کیا جانو کہ بیر اریس کا معاملہ کیا ہے؟ حضرت سیّدنا سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

بنی خطمہ کا ایک شخص انتقال کر گیا اور اس پر کپڑا ڈالا گیا تو اس کے سینے سے بھی کسی چیز کے ہلنے کی آواز سنی گئی اور وہ کہہ رہا تھا بے شک بنی حارث بن خزرج سے رشتہ مواخات ہے اور بالکل سچ ہے۔ ان واقعات کو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے اور اس بارے میں بہت سے شواہد بھی موجود ہیں۔

امام بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت سیّدنا نعمان بن بشیر سے روایت کیا ہے کہ وہ جنگ صفین یا جنگ جمل کے بعد شہداء میں لوگوں کو تلاش کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک

Scanned with CamScanner

ایک شہید انصاری بول اٹھے: ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ (صدیق) ہیں عمر رضی اللہ عنہ (شہید) اور عثمان رضی اللہ عنہ (رحمت کیے ہوئے ہیں) اتنا کہنے کے بعد وہ خاموش ہو گئے یہ بھی ان کی کرامت ہے۔

اسی طرح حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے جب کہ وہ جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے اور انہیں قبر میں اتارا گیا (تو انہوں نے بھی مذکورہ بالا واقعے کی طرح کلمات کہے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قبر کے اندر جھانکا تو انہیں کوئی نظر نہیں آیا) اس واقعہ کو امام بخاری نے اپنی تاریخ میں جبکہ امام ابن مندہ اور ابن عساکر نے بھی روایت کیا ہے یہ بھی کرامت ہے۔

اسی طرح سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے والد گرامی (عبداللہ بن عمرو بن حرام انصاری رضی اللہ عنہ) کا واقعہ ہے کہ جب وہ جنگ احد میں شہید ہو گئے تو ان کی بہن نے رونا شروع کر دیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم روؤ یا نہ روؤ فرشتے ان پر اپنے پروں سے سایہ کیے رہیں گے اسے امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے یہ بھی کرامت ہے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

پس اگر تم کہو کہ آپ نے ماقبل کرامت میت کے بارے میں جتنے بھی دلائل ذکر کیے ہیں ان میں کسی دوسرے کو تو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا تو ہم ایسی کرامت کا انکار کب کر رہے ہیں؟ بلکہ ہم تو اس کرامت کا انکار کر رہے ہیں جس میں مردوں سے کسی مشکل کے بارے میں عرض پیش کی گئی تو اللہ تعالیٰ نے (اپنے مقرب بندوں) پر پیش کیے جانے والے سوال کی وجہ سے ان (عرض کرنے والوں) کی تکلیف کو دور کر دیا ہو؟ اور یہی بات ہمارے زمانے میں معروف ہے لہٰذا اس کے جواز پر بھلا کیا دلیل ہے؟ کیا ایسی کرامات معتبر ہیں؟

میں کہتا ہوں! جب اللہ تعالیٰ نے میت کو (اس کی زندگی میں) خلاف عادت امور

کی توفیق بخشی تھی تو (اب مرنے کے بعد) اس سے خلاف عادت فعل کے ظاہر ہونے میں بھلا کیا تعجب ہے؟ حالانکہ یہاں بھی تو قدرت الٰہی کے سبب سے اس کا ظہور ہو رہا ہے (تو قدرت الٰہی نے جیسا کہ اسے زندگی میں خلاف عادت امور کی توفیق بخشی تھی تو مرنے کے بعد بھی اسی نے اس بات کی توفیق بخشی ہے پھر انکار کیوں؟) اور اللہ تعالیٰ کی قدرت تو تمام ممکنات پر ہے (اور یہاں بھی تو ایک ممکن ہی کی بات ہے) لہٰذا (وصال کے بعد) مومن وصالح شخص سے کرامات کا ظہور دراصل اللہ تعالیٰ کے اسے عزت واکرام بخشنے کی وجہ سے ہے تا کہ وہ لوگ جو اس درجے تک نہیں پہنچ سکتے وہ اس کے ذریعہ سے ہدایت پائیں یہ نہایت واضح بات ہے اور اس میں کوئی شک وشبہ بھی نہیں باوجود اس کے کہ اس کے ثبوت پر ہمارے پاس ایسے صریح ونقلی دلائل وبراہین موجود ہیں جو شکوک کو ختم کرنے والے ہیں۔

وفات کے بعد والی کرامات سے فائدہ حاصل ہوا

انہی دلائل میں سے ہے جسے امام بیہقی وامام ابن شیبہ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت سیّدنا مالک الدار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خازن تھے۔ حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں لوگ قحط سالی میں مبتلا ہو گئے تو ایک شخص نے روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر آ کر عرض کی: یا رسول اللہ! اپنی امت کے لئے بارش طلب فرمائیں کہ وہ قحط سے ہلاک ہونے والی ہے' تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خواب میں تشریف لا کر ارشاد فرمایا: کہ عمر کے پاس جاؤ اور ہمارا سلام کہو اور ان سے کہو کہ تمہیں بارش سے سیراب کیا جائے گا اور اس سے کہو امور مملکت کے بارے میں مزید دانائی اور زیرکی سے کام لیں۔

پس وہ شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور سارا واقعہ عرض کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کی: اے میرے رب! میں اپنی طرف سے کوئی کمی روا نہیں رکھتا سوائے اس کے کہ میں (بہ تقاضائے بشر) عاجز آ جاؤں۔

Scanned with CamScanner

اور یہ ایسی کرامت ہے کہ جس سے لوگوں کو بھی نفع حاصل ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات پر کوئی انکار بھی نہیں کیا کہ وصال کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاجت کیوں پیش کی گئی؟

صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

اور حضرت ابو بکر بن مقری رحمۃ اللہ علیہ' حضرت ابوالشیخ اور حضرت امام طبرانی کا واقعہ معروف ہے کہ جب انہوں نے حرم نبوی میں دو راتیں بھوک کی حالت میں گزاریں تو بالآخر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! بھوک لگ رہی ہے تو ابھی یہ عرض کئے ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ایک علوی شخص آیا اور اس کے ساتھ دو غلام تھے اور ان دونوں کے ہاتھوں میں تھیلا تھا جس میں بہت سارا کھانا موجود تھا اس نے آتے ہی پوچھا کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی بات کی شکایت کی ہے؟ میں نے ابھی ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو آپ نے مجھے تمہارے پاس کھانے کے لئے سامان کا حکم ارشاد فرمایا: یہ بھی کرامت ہے اور اس کرامت سے یہ تینوں علمائے کرام مستفید بھی ہوئے اور باوجود شریعت پر سختی سے عمل پیرا ہونے کے انہوں نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا حالانکہ ان کی اتباع شریعت زمانے بھر میں معروف اور ان کی کتابوں کے ذریعے پھیلی ہوئی ہے۔

اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا:

آسمان خوان زمیں خوان زمانہ مہماں
صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

اعرابی کی دہائی اور سرکار کی مشکل کشائی

اور اس اعرابی کا واقعہ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر آکر اشعار پڑھے:

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهُ — فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ
اَنْتَ النَّبِيُّ الَّذِيْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهُ — عِنْدَ الصِّرَاطِ اِذَا مَا زَلَّتِ الْقَدَمُ
نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهُ — فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

ترجمہ: اے وہ ذات والا صفات جو ان لوگوں سے بہتر و برتر ہے جن کے اعضائے بدن کو میدانی علاقہ میں دفن کیا گیا اور ان کے اعضاء و اجزائے بدن سے میدانی علاقے اور پہاڑ و ٹیلے پاکیزہ و خوشبودار ہو گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ نبی ہیں جن کی شفاعت کی امید جہنم کی پشت پر رکھے ہوئے پل صراط سے قدموں کی لغزش کے وقت کی جاتی ہے میری جان فدا ہو اس قبر اقدس پر جس میں آپ نے سکونت اختیار فرمائی ہے وہی قبر پاکدامنی کا مخزن اور وہی قبر جود و کرم کا معدن ہے۔

اس (اعرابی شخص کو) مغفرت کی نوید سنائی گئی تو یہ تمام دلائل اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ کرامت کا وقوع زندوں اور مردوں دونوں سے جائز ہے اور جس نے بھی اس کا انکار کیا تو اس نے گویا شریعت مقدسہ سے لڑائی کی ہے کیونکہ احکام اسلامیہ کی اصل تو قرآن و سنت ہی ہے اور ان کے علاوہ میں تو نقصان ہی نقصان ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل و کرم سے آگ کی سختیوں سے محفوظ فرمائے۔

(کرامات الاولیاء والصالحین والتصدیق بھا شیخ محمد عابد السندی الانصاری المتوفی 1257ھ)

Scanned with CamScanner

(160)

ایک محدث کے وصال کا حال

محدّث ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ ناقل ہیں حمص کے ایک شیخ کا بیان ہے کہ میں یہ خیال کرکے کہ صبح ہوگئی ہے۔ مسجد میں چلا گیا لیکن وہاں پہنچ کر مجھے پتا چلا کہ ابھی کافی رات باقی ہے۔ جب میں قبہ کے نیچے پہنچا تو میں نے مسجد کے فرش پر کچھ سواروں کو دیکھا کہ ایک دوسرے سے ملاقات اور گفتگو کررہے ہیں۔ دورانِ گفتگو لوگوں نے پوچھا کہ تم لوگ کہاں سے آرہے ہو؟ کچھ سواروں نے جواب دیا: کیا تم لوگ ہمارے ساتھ نہیں تھے؟ کیا تمہیں خبر نہیں کہ خالد بن معدان محدّث کا وصال ہوگیا اور ہم لوگ ان کے جنازے سے آرہے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا: افسوس! کیا خالد بن معدان وفات پاگئے۔ ہم لوگوں کو تو اس کی اطلاع ہی نہیں ملی۔ شیخ حمص کہتے ہیں کہ میں ان سواروں کی گفتگو سنتا رہا۔ یہاں تک کہ صبح کو میں نے یہ سارا ماجرا اپنے ساتھیوں سے بیان کیا تو لوگ سن کر حیران رہ گئے اور ہر ایک کو حضرت خالد بن معدان کی وفات کی خبر سے انتہائی حیرت تھی کیونکہ سارے شہر میں کوئی نہیں جانتا تھا لیکن دوپہر کو شاہی ڈاک آئی تو حکومت کی طرف سے یہ اعلان ہونے لگا کہ خالد بن معدان محدّث کا وصال ہوگیا۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

(شرح الصدور ص ۹۰)

نمازِ جنازہ میں فرشتوں اور جنوں کی حاضری

خالد بن معدان رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے میں جو غیبی سوار حاضر ہوکر ان کی نماز جنازہ اور دفن کی سعادت سے سرفراز ہوئے تھے۔ یہ لوگ یا تو رجال الغیب تھے یا جنوں کی

جماعت تھی یا ملائکہ سیاحین کا مقدس گروہ تھا۔ بہرکیف اس واقعہ سے ہمیں روشنی ملتی ہے کہ علماءِ حق کے جنازوں پر حاضر ہونے والوں میں صرف انسانوں کا ہجوم ہی نہیں ہوتا' بلکہ جن' رجال الغیب' صلحاء کی روحیں اور فرشتے بھی ان کی نماز جنازہ میں دور دور سے آکر شرکت کرنے کو اپنی سعادت تصور کرتے ہیں۔ کیوں نہ ہو کہ ایک عالم ربانی کی شان بہت ہی بلند وبالا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک عالم کے لئے جن وانسان اور ہر مخلوق یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں دریاؤں کی گہرائی میں دعائے مغفرت کرتی رہتی ہیں۔ جب علماء حق کے لئے اس قدر قبول فی الارض کی بشارت آئی ہوئی ہے تو ان کے جنازوں پر جنوں اور فرشتوں کی تشریف آوری میں کیا تعجب کی بات ہے؟ علماء حق علم نبوت کے مدرس ومبلغ ہیں۔ خداوند قدوس نے ان کو شریعت اسلام کا امین اور پیغمبروں کا جانشین بنایا ہے۔ ان کا مقدس وجود کائنات عالم کے لئے رحمت الٰہی کا سامان اور ان کا دنیا سے اٹھ جانا اہل عالم کے لئے ناقابل تلافی نقصان اور باعث حرمان وخسران ہے مگر یہ ساری بشارتیں اور کرامتیں انہیں علماء ربانیین کے لئے ہیں' جن کے قلوب علم وعمل کے انوار سے امت رسول کے سینوں کو جگمگاتے رہتے ہیں۔

اس زمانے میں کوئی حیدر کرار بھی ہے؟

مگر...... افسوس' صد ہزار افسوس! کہ آج کل دنیا ان معارف واعمال کے حق نما روشن میناروں سے روز بروز خالی ہوتی جارہی ہے اور دور حاضر کی خانقاہوں کی طرح اس زمانے کے مدارس ومکاتب بھی علوم نبوت کی روح سے تقریباً بالکل ہی بے بہرہ وتہی دست نظر آرہے ہیں۔ غول کے غول ہر سال دستار بند ہوکر مولویوں کی جماعت مدارس اسلامیہ سے نکلتی ہے۔ مگر ان میں ایک بھی ایسا نظر نہیں آتا جس کے علم ومعارف اور عمل وکردار میں' خواجہ حسن بصری' امام غزالی' عارف رومی رحمۃ اللہ علیہم کی اداؤں کی جھلک نظر آئے۔ بار بار نگاہیں ہر طرف اٹھتی ہیں مگر ایسے پاک باز پاک باطن علماء حق کے دیدار سے محروم رہتی ہیں اور آخر کار ناکام ونامراد ہوکر نہایت ہی حسرت وافسوس کے ساتھ یہ

Scanned with CamScanner

شکوہ نما سوال کرنے لگتی ہیں کہ

• مکتبوں میں کہیں رعنائی افکار بھی ہے؟
خانقاہوں میں کہیں لذت اسرار بھی ہے؟
منزل راہ رواں دور بھی دشوار بھی ہے
کوئی اس قافلہ میں قافلہ سالار بھی ہے؟
بڑھ کے خیبر سے ہے یہ معرکۂ دین ووطن
اس زمانے میں کوئی حیدر کرار بھی ہے؟

(روحانی حکایات)

(161)

ولی کی تعریف

انوار قمریہ (ملفوظات حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ) میں ہے کہ فرمایا بعض لوگ پیروں کے لباس میں ہوتے ہیں دراصل خود جاہل اور ناواقف لوگوں کو بھٹکاتے ہیں' ایک شخص بہت بزرگ مشہور تھا لوگوں کی آمد ورفت اس کے ہاں کافی تھی اتفاقاً اس کے ساتھ میری ملاقات ہوگئی ویسے تو میں اپنے پیر وشیخ کے سوا کسی کے پاس جانا شرک فی الطریقت سمجھتا ہوں لیکن اتفاقیہ صورت میں اس سے ملا وہ میری آمد سن کر خلاف معمول استقبالیہ صورت میں اوپر والے مکان سے اتر کر میری طرف آیا کیونکہ وہ کسی کے لئے اٹھتا نہیں تھا ملاقات ہونے پر کہنے لگا بعض لوگ شریعت کو سختی سے پکڑتے ہیں حالانکہ اصل معاملہ قرآن وحدیث کے علاوہ ہے جو عوام کو معلوم نہیں میں نے جواب دیا قرآن وحدیث کے سوا محض جہالت ہی ہے اور شریعت اقدس قرآن پاک اور حدیث شریف کا نام ہے اور انہیں میں (شریعت وطریقت ومعرفت) پائی جاتی ہے۔

میں نے تیری شہرت سنی تھی لیکن تو نفسانی خواہشات کا شکار ہے اس کے مرید میری ان باتوں کو سن کر منہ چڑھاتے رہے لیکن زبان سے کچھ نہ کہہ سکے بغیر سلام کئے میں وہاں سے چلا آیا۔

فرمایا ولی اللہ کی چار صفتیں ہوتی ہیں:

1- عشق الٰہی میں مستغرق ہونا

2- متبع شریعت ہونا

Scanned with CamScanner

3- کسی کے دل کو آزار نہ پہنچانا

4- دنیا سے نفرت کرنا

ایک شعر کا مفہوم

آپ ہی سے مندرجہ ذیل شعر کا مطلب پوچھا گیا:

چونکہ ذات پیر مرا کردی قبول
ہم خدا در ذاتش آمدھم رسول

تو آپ نے فرمایا اس سے مراد تصور شیخ ہے اور اس کی کئی صورتیں ہیں:

1- پیر کا اپنے سامنے نماز پڑھتے ہوئے تصور رکھنا۔

2- پیر کو اپنے سامنے بیٹھے (قبلہ رو) تصور کرنا اور اپنے آپ کو شیخ کے دائیں طرف اس کے پیچھے خیال رکھنا دایاں شانہ شیخ کا مرید کے سامنے ہو۔

3- اپنے وجود کو ختم کر کے شیخ کا وجود ہی اپنے اوپر تصور میں جما لینا مثلاً مائی بانو کے متعلق واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: مائی بانو کا شوہر میاں احمد ساکن خوشاب سیال شریف میں رہتا تھا اور اکثر اوقات مائی بانو بھی یہاں آ کر رہتی تھی کسی نے مائی بانو سے بطور خوش طبعی پوچھا تیرا خاوند تو یہاں رہتا ہے تیری سردی کی راتیں کیسی گزرتی ہوں گی؟ اس نے جواب دیا مجھے پیر سیال نے ٹوپی دی ہوئی ہے رات کو دروازہ بند کر دیتی ہوں وہ ٹوپی سر پر رکھ لیتی ہوں اور تسبیح لے کر بیٹھ جاتی ہوں اس وقت میں بانو نہیں ہوتی پیر سیال ہوتی ہوں اور اسی طرح تصور و ذکر اور فکر میں رات گزر جاتی ہے صبح کو جب ٹوپی اتارتی ہوں تو وہی مائی بانو ہوتی ہوں۔

ملک غلام محمد عرف میاں غلام محمد نے پیر سیال علیہ الرحمۃ کی خدمت میں عرض کیا غریب نواز اپنا تصور بخش دیں آپ نے فرمایا: ویسے ہی اچھا رہے گا دوبارہ عرض کی تو آپ نے فرمایا اچھا ہو جائے گا چنانچہ جب باہر نکلا تو اپنے بازوؤں پر سفید بال معلوم ہوئے داڑھی کو پکڑ کر دیکھا تو سفید تھی یقین ہو گیا کہ شیخ کی صورت نصیب ہے لیکن

پیشاب کرنے کا خیال آیا گھبرایا کہ کیسے اس صورت و تصور کے ساتھ پیشاب کروں واپس دوڑ کر حاضر ہوا عرض کیا غریب نواز معاف فرمائیں یہ مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتا دیکھا تو پہلے کی طرح اپنے جسم کو پایا۔

اطاعت شیخ ذریعہ ہے اطاعت خدا و رسول کا

فرمایا اطاعت شیخ سے اطاعت رسول اور اطاعت رسول سے اطاعت الٰہی والی سعادت نصیب ہو جائے گی آخر میں بیان فرمایا: آگ کا تصور کرنے سے دماغ میں گرمی محسوس ہونا اثرات کا پایا جانا نیز علامہ فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نے لیموں کی مثال بیان فرمائی لیموں نچوڑنے سے گلے میں اثر ہونا' منہ میں ترش ذائقہ اور پانی کا آنا وغیرہ۔

9 ربیع الاول 1389ھ بہ شب دوشنبہ بعد نماز عشاء دار العلوم کے جلسہ کے بعد آپ دفتر دار العلوم میں تشریف فرما تھے حضرت خواجہ بدر الدین صاحب نے استفسار کیا کہ کیا قبر میں اپنے پیر کی شکل دکھائی دیتی ہے؟ فرمایا ہاں! شیخ کامل کی توجہ اپنے مرید پر قبر میں ہوتی ہے محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے متعلق پوچھا جاتا ہے تو مسلمان کی زبان پر اللہ کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاری فرما دیتا ہے۔

(انوار قمریہ)

Scanned with CamScanner

(162)

روزِ قیامت شانِ رسالت شافعِ محشر ﷺ

بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک رات سوئے پس انہوں نے عجیب خواب دیکھا چنانچہ خواب میں وہ روئے حتیٰ کہ پڑوسیوں نے اس کو سنا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اتفاقاً گزرے اور رونے کی آواز سنی پس انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خواب سے بیدار ہوئے اور دروازہ جلدی سے کھولا حالانکہ ان کے آنسو جاری تھے پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا اور پوچھا کہ یہ رونا کیسا ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمام صحابہ کو میرے پاس جمع کرو تاکہ میں تمہیں اس کی خبر دوں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب کو جمع کیا اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک میں نے دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور میں نے نور کے منبروں پر ایسے آدمیوں کو دیکھا جن کے چہرے روشن ستاروں کی طرح تھے پس میں نے ایک فرشتے سے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ اس نے کہا: انبیاء علیہم السلام ہیں جو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے ہیں اس لئے کہ ان کے ہاتھ میں شفاعت کی تکمیل ہے میں نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ مجھے ان کے پاس لے چلو اس لئے کہ میں ان کا خادم اور ان کا یار ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوں چنانچہ وہ فرشتہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گیا پس میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش کے پایہ کے نیچے پایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھا ہوا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا داہنا ہاتھ عرش کے پایہ کی طرف دراز

کیا ہوا تھا اور بایاں ہاتھ دوزخ کی طرف پھیلایا ہوا تھا جس نے دوزخ کے دروازہ کو بند کر دیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ الٰہی میری امت کو بخش دے اس لئے کہ اس میں علماء و صلحاء اور حاجی لوگ اور عمرہ کرنے والے اور لڑنے والے اور جہاد کرنے والے ہیں۔

سب کو بخش دیا ہے

دفعتاً آواز آئی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تم مطیع گروہ کو یاد کرتے ہو اور دوسرے گروہ کو یاد نہیں کرتے ظالموں اور شراب خوروں اور زانیوں اور سود خوروں کو یاد کرو پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی: اے میرے رب وہ لوگ ویسے ہی ہیں جیسا کہ تو نے فرمایا لیکن ان میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس نے تیرے ساتھ شرک کیا ہو اور نہ اس نے بت پوجا اور نہ تیرے واسطے بیٹا ٹھہرایا اور نہ وہ توحید سے پھرا پس میرے معبود ان کے بارے میں میری شفاعت قبول فرما اور ان لوگوں پر میرے آنسو بہانے سے رحم کر اور ان کے واسطے میرے افسوس کی طرف توجہ فرما حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی زیادہ شفقت کی وجہ سے میں نے عرض کیا کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مبارک جان پر نرمی کیجئے اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر رضی اللہ عنہ میں نے اپنے رب کے حضور میں گریہ وزاری کی اور اس نے میری امت کے بارے میں میری شفاعت قبول فرمائی پھر میں نے آپ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے سب کو بخش دیا ہے یا بعض کو بخشا بعض کو نہیں پس اے ابن الخطاب ناگاہ تم نے جواب سے پہلے ہی مجھ پر دروازہ کھٹکھٹایا اسی اثناء میں دفعتاً ایک منادی نے گھر کے اندر سے آواز دی کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ سب کے سب بخش دیئے گئے اس کو منادی نے تین مرتبہ کہا پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کا شکر ہے۔

(نوادر القلیوبی)

Scanned with CamScanner

(163)

دعائے شہادت اور ایک مجاہد

حضرت سیّدنا حمید بن بلال رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے حضرت سیّدنا اسود بن کلثوم رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی باحیا اور صالح نوجوان تھے چلتے وقت آپ کی نگاہیں ہمیشہ اسطرح جھکی رہتیں کہ پاس سے گزرنے والوں کو بھی خبر نہ ہوتی اس وقت گھروں کی دیواریں اتنی بلند نہ ہوتی تھیں ایک مرتبہ آپ گھروں کے قریب سے گزر رہے تھے کہ کسی عورت نے دوسری عورتوں سے کہا: ''جلدی سے گھروں کے اندر چلی جاؤ ایک نوجوان آرہا ہے'' یہ سن کر دوسری عورتوں نے کہا: ''ارے! یہ تو حضرت سیّدنا اسود بن کلثوم ہیں ان کی نظریں تو زمین سے اٹھتی ہی نہیں پھر یہ کسی غیر عورت پر نظر کیونکر ڈالیں گے''۔

ایک مرتبہ حضرت سیّدنا اسود بن کلثوم مجاہدین اسلام کے ساتھ جہاد کے لئے روانہ ہوئے چلتے وقت آپ نے اس طرح دعا کی: ''اے میرے پاک پروردگار میرا نفس گمان کرتا ہے کہ اسے تیری ملاقات بہت عزیز ہے' اگر یہ اپنے دعوے میں سچا ہے تو اس کی اس خواہش کو پورا فرمادے اور اگر یہ جھوٹا ہے تو اسے اپنے دعوی میں سچا ہونے کی توفیق عطا فرما اگرچہ یہ اس بات کو ناپسند کرے اے میرے پاک پروردگار! اسے اپنی راہ میں شہادت کی توفیق عطا فرما اے اللہ عزوجل شہادت کے بعد میرے گوشت کو پرندوں اور درندوں کی خوراک بنادے''۔

اور دعا مقبول ہوئی

یہ دعا کرنے کے بعد آپ لشکر کے ساتھ دشمن کی جانب روانہ ہو گئے لشکر ایک ایسے

باغ کے قریب جا کر رکا جس کے چاروں طرف دیوار تھی اور دیوار میں ایک بڑا سا سوراخ تھا سارا لشکر اس سوراخ کے ذریعے اندر داخل ہو گیا اتنے میں دشمنوں کا لشکر بھی اس سوراخ کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا حضرت سیّدنا اسود بن کلثوم رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھوڑے سے اس حالت میں اترے کہ آپ کا چہرہ گرد آلود تھا آپ دوڑتے ہوئے باغ میں موجود ایک تالاب کے پاس آئے وضو کیا اور نماز پڑھی پھر آپ دشمنوں کی صفوں پر ٹوٹ پڑے اور لڑتے ہوئے شہید ہو گئے دونوں لشکروں میں گھمسان کی جنگ ہوئی مسلمانوں کو کامیابی نصیب ہوئی اس لشکر میں حضرت سیّدنا اسود بن کلثوم رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی بھی موجود تھے جب لشکر اسلام واپسی کے لئے کوچ کرنے لگا تو کچھ افراد نے دیوار پر چڑھ کر پکارا ''اے اسود بن کلثوم رحمۃ اللہ علیہ کے بھائیو! یہاں آ کر دیکھو تمہارے بھائی کے گوشت اور ہڈیوں کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے یہ سن کر ان کے بھائی غمگین ہو گئے اور مغموم لہجے میں کہا ''ہمارے بھائی نے جو دعا کی تھی وہ قبول ہو گئی ہم میں ایسی دعا کرنے کی ہمت نہیں''۔ (عیون الحکایات)

اس واقعہ میں ایک عجیب نغمگی ہے جس سے اہل ذوق ضرور لطف اندوز ہوں گے۔

(164)

وہ جن کی قسم خدا ضرور پوری فرماتا ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں دوعورتوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا ان میں سے ایک حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ ربیع بنت نضر رضی اللہ عنہا تھیں جنہوں نے دوسری عورت کا دانت توڑ دیا تھا جب یہ مقدمہ بارگاہ نبوت میں پیش ہوا تو آپ نے فرمایا: اَلْقِصَاصُ اَلْقِصَاصُ

کتاب اللہ کے فیصلہ کے مطابق دانت کے بدلہ میں دانت ہی توڑا جائے گا''

حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ تھے جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے اور بعد میں انہوں نے حمیت اسلامی سے سرشار ہو کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا:

وَاللّٰہِ لَئِنْ اَشْھَدَنِیَ اللّٰہُ قِتَالَ الْمُشْرِکِیْنَ لَیَرَیَنَّ اللّٰہُ مَا اَصْنَعُ

''اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرکین سے جنگ کا موقع دیا تو اللہ تعالیٰ خود دیکھے گا کہ میں کیسے کارنامے انجام دیتا ہوں''۔

چنانچہ غزوۂ احد میں بڑی جواں مردی سے کافروں کا مقابلہ کیا اور شہید ہو گئے شہادت کے بعد دیکھا گیا تو ان کے جسم پر تلواروں' نیزوں اور تیروں کے 80 سے زائد زخم لگے ہوئے تھے اور کافروں نے ان کا اس قدر برے طریقے سے مثلہ کیا تھا کہ ان کی بہن ربیع بنت نضر رضی اللہ عنہا انہیں پہچان نہ سکیں صرف ان کی انگلیوں کے پوروں کی مدد سے انہیں پہچانا۔

غرض یہ صحابی رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ چاہتے ہیں کہ میری بہن ربیع کا دانت توڑ دیا جائے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(نعم کتاب اللہ) ''ہاں کتاب اللہ کا یہی فیصلہ ہے''۔

قسم بخدا! میری بہن کا دانت نہیں ٹوٹے گا

حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کی قسم! میری ہمشیرہ کا دانت نہیں ٹوٹے گا! آخر یہ قسم کیسی تھی؟ کیا حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے شرعی حکم پر اعتراض کیا تھا؟ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ قبول نہ تھا؟

ہرگز نہیں بلکہ انہوں نے یہ قسم اس لئے کھائی کہ انہیں اللہ کی ذات سے امید تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی قسم رائیگاں نہیں جانے دے گا بلکہ ضرور کوئی دوسری صورت پیدا فرمادے گا وہ اپنے رب ذوالجلال سے دعا کر رہے تھے۔

چنانچہ جب انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے قسم کھالی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس (زخمی) عورت کے گھر والوں کے پاس جاؤ اگر وہ لوگ تاوان پر راضی ہو جائیں تو پھر کوئی حرج نہیں''۔ لوگ اس زخمی عورت کے گھر والوں کے پاس گئے ان لوگوں نے تاوان پر رضامندی ظاہر کر دی حالانکہ اس سے پہلے وہ راضی نہیں ہو رہے تھے بلکہ وہ ربیع بنت نضر رضی اللہ عنہا کا دانت توڑنے پر مصر تھے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر مسکراہٹ چھا گئی اور آپ انس بن نضر رضی اللہ عنہ کے پھٹے ہوئے کپڑے اور ان کے دبلے پتلے جسم کی طرف دیکھنے لگے پھر فرمایا: (اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ مَنْ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ)

''اللہ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ (کے بھروسہ) پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے''۔

(بخاری 2703 مسند احمد 128/3)

Scanned with CamScanner

(165)

زندۂ جاوید ہے اللہ والوں کا گروہ

حضرت میمون کروی فرماتے ہیں کہ میں نے عروہ بن بزار کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ اے میمون! فلاں سقاء کا میرے ذمے ایک درہم باقی ہے اور میرے مکان کے فلاں طاق پر ایک درہم رکھا ہوا ہے تم وہ درہم اس سقا کو دے دو میمون کروی کا بیان ہے کہ جب صبح کو میں بیدار ہوا تو میں نے اس سقاء سے دریافت کیا کہ کیا عروہ بن بزار کے پر تمہارا کوئی مطالبہ ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں! میرا ایک درہم ان پر رہ گیا ہے پھر میں نے ان کے مکان میں داخل ہو کر طاق پر دیکھا تو واقعی ایک درہم پڑا ہوا تھا وہ میں نے سقاء کو دے دیا سبحان اللہ۔ (شرح الصدور صفحہ 116)

زندۂ جاوید ہے اللہ والوں کا گروہ
امت مرحومہ ہو سکتی ہے مر سکتی نہیں

مکان خریدنے سے پہلے پڑوسی کا پتہ کرو

محمد یوسف صاحب قادری حال مقیم نزد مکان پیر سیال نواں شہر آپ (حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوا جب آپ کی ظاہری توجہ اپنی طرف کم محسوس کی تو دل ہی دل میں اس بارے میں کچھ سوچنے لگا تو آپ نے فرمایا میں آپ کو خوب جانتا ہوں آپ کا مکان میرے مکان کے پاس ہے آپ میرے خدمت گزار ہیں خدا کا فضل ہے کہ میرے جھنگ والے مکان کے اردگرد تمام معتقد اور مخلص پیر بھائی رہتے ہیں لیکن سرگودھا والے مکان کے اردگرد رہنے والے شیعہ، وہابی، غیر مقلد وغیرہ ہیں شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جگہ مکان خریدنے کا قصد فرمایا ایک یہودی جو اس مکان کے پاس رہتا تھا حاضر ہوا اور کہا کہ آپ یہ مکان ضرور خرید لیں کیونکہ نہایت بہترین ہے ہر لحاظ سے آرام دہ ہے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے استفسار فرمایا: تو وہ اسی مکان کا پڑوسی ہے اس نے کہا جی ہاں میں تو ساتھ رہتا ہوں فرمایا اگر تو پڑوسی ہے تو پھر یہ مکان میرے خریدنے کا نہیں یعنی یہود کا پڑوسی ہونا میری تکلیف کے لیے کافی ہے، لہٰذا مکان بنانے سے پہلے انسان کو اڑوس پڑوس کی تحقیق کرنا ضروری ہے۔
(انوار قمریہ)

(166)

کس کا حشر کیسا ہوگا؟

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ اگر آپ ہمارے واسطے مسجد میں بیٹھتے تو البتہ ہم آپ سے کچھ سنتے پس انہوں نے فرمایا: میں چار چیزوں میں مشغول ہوں اگر میں ان سے فارغ ہو جاؤں تو تمہارے واسطے بیٹھوں کسی نے کہا: وہ چار چیزیں کیا ہیں ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان میں پہلی چیز یہ ہے کہ میں اس وقت کو یاد کرتا رہتا ہوں جس وقت کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے عہد لیا تھا اور فرمایا تھا کہ یہ لوگ جنت کے لئے ہیں اور مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے اور یہ لوگ دوزخ کے واسطے ہیں اور مجھے اس کی بھی پرواہ نہیں ہے پس میں نہیں جانتا کہ ان دونوں فریقوں میں سے میں کس فریق میں ہوں گا اور دوسری یہ کہ میں یاد کرتا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ نے لڑکے کی خلقت کا اس کی ماں کے پیٹ میں حکم دیا اور اس میں روح پھونکی گئی جو فرشتہ کہ اس پر مقرر ہے وہ کہتا ہے کہ اے میرے رب آیا یہ بدبخت ہے یا کمبخت پس مجھے نہیں معلوم کہ ان دونوں میں سے میرا کونسا حصہ ہوگا اور تیسری یہ ہے کہ میں اس وقت کو یاد کرتا ہوں جس وقت کہ قبض ارواح کے واسطے ملک الموت اتریں گے اور کہیں گے کہ یہ اہل اسلام کے ساتھ ہے یا کافروں کے ساتھ ہے تو میں نہیں جانتا کہ کیونکر جواب نکلے گا اور چوتھی چیز یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے قول فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر (ایک جماعت جنت میں ہے اور ایک گروہ دوزخ میں) میں غور کرتا ہوں تو مجھے معلوم نہیں ہوتا کہ ان دونوں فریقوں میں سے میں کس میں ہوں گا۔ (قلیوبی)

(167)

خوشیوں کا گھر

اپنے زمانے کے بہت ہی متقی وصالح بزرگ حضرت سیّدنا سالم بن زرعہ بن حماد ابومرضی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ''ہم جس علاقے میں رہتے تھے وہاں کا پانی تقریباً ساٹھ سال سے نمکین تھا وہاں سے گزرنے والی نہر کا پانی بھی انتہائی کڑوا تھا نہر کے قریب ہی ایک عبادت گزار نوجوان رہتا تھا اس کے گھر میں نہ کوئی پانی کی ٹینکی وغیرہ تھی اور نہ ہی کوئی ایسا بڑا برتن جس میں پانی رکھا جا سکے ایک مرتبہ سخت گرمی کے دن رمضان کے مہینے میں افطار کے وقت میں نے اس نوجوان کو نہر کی جانب بڑھتے ہوئے دیکھا میں بھی اس نوجوان کے ساتھ ہولیا اس نے نماز کے لئے وضو کیا پھر اس طرح التجا کی: ''اے میرے پاک پروردگار عزوجل کیا تو میرے اعمال سے خوش ہے کہ میں تجھ سے سوال کروں؟ اے میرے پروردگار گرم اور کھولتا ہوا پانی اس کے لئے ہوگا جس نے تیری نافرمانی کی ہوگی اگر مجھے تیرے غضب کا خوف نہ ہوتا تو میں کبھی بھی افطار نہ کرتا بے شک پیاس کی شدت نے مجھے مشقت میں ڈال دیا ہے؟''۔

یہ دعا کرنے کے بعد اس نوجوان نے اپنا ہاتھ بڑھا کر نہر سے خوب سیر ہو کر پانی پیا میں حیران تھا کہ یہ اس کڑوے پانی پر کس طرح صبر کر رہا ہے؟ جب وہ وہاں سے چلا گیا تو میں نے بھی اسی جگہ سے پانی پیا میری حیرت کی انتہا نہ رہی کیونکہ وہاں کا پانی انتہائی لذیذ اور شکر کی طرح میٹھا تھا میں نے خوب پیا یہاں تک کہ سیر ہو گیا۔

حضرت سیّدنا ابومرضی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس نوجوان نے مجھ سے کہا: ''آج

رات میں نے ایک خواب دیکھا ہے کوئی کہہ رہا تھا ''ہم تیرے گھر کی تعمیر سے فارغ ہو چکے ہیں' وہ گھر ایسا خوبصورت ہے کہ اسے دیکھ کر تیری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی اب ہم نے اس کی آرائش کا حکم دیدیا ہے ایک ہفتے بعد مکمل تیار ہو جائے گا اس کا نام ''سرور'' ہے تجھے اچھائی و بھلائی کی خوشخبری ہو'' پھر میری آنکھ کھل گئی''۔

دارالسرور کس کے لیے ہے؟

حضرت سیّدنا ابو مرضی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس نوجوان کا یہ خواب سن کر میں واپس آ گیا ساتویں دن جمعہ تھا نوجوان نماز فجر کے لئے وضو کرنے نہر پر گیا اس کا پاؤں پھسلا تو نہر میں ڈوب گیا ہم نے اسے نکالا تو اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی فجر کی نماز کے بعد ہم نے اسے دفنا دیا تین دن بعد میں نے اسے خواب میں ایک پل کی جانب آتے ہوئے دیکھا اس نے بہترین سبز لباس زیب تن کر رکھا تھا اور بلند آواز سے ''اللہ اکبر اللہ اکبر'' کہہ رہا تھا اس نے مجھ سے کہا: ''اے ابو مرضی رحمۃ اللہ علیہ میرے رحیم و کریم پروردگار عزوجل نے ''دارالسرور'' میں میری مہمان نوازی فرمائی اور مجھے وہ بہترین گھر عطا فرما دیا ہے تم جانتے ہو اس میں میرے لئے کیا کیا نعمتیں تیار کی گئی ہیں؟'' میں نے کہا: ''وہاں کی نعمتوں کی صفات بیان کرو''۔

کہا: ''تمہارا بھلا ہو تعریف کرنے والوں کی زبانیں اس سے عاجز ہیں کہ وہاں کی نعمتوں کی صفات بیان کریں اگر تجھے وہاں کی نعمتیں چاہئیں تو بھی میری طرح عبادت و ریاضت کرائے کاش میرے گھر والے جانتے کہ ان کے لئے میرے ساتھ کیا نعمتیں تیار کی گئی ہیں؟ یہاں پر ایسے خوبصورت و مزین گھر ہیں کہ ان کے دل جن چیزوں کی خواہش کرینگے وہ تمام اشیاء وہاں موجود ہوگی اور ان شاء اللہ عزوجل تم بھی ان کے ساتھ ہوگے'' پھر میری آنکھ کھل گئی۔ (عیون الحکایات)۔

(168)

مسلم خاتون کے حقوق

شیخ علی طنطاوی کا بیان اخبار ''الشرق الاوسط'' (27 محرم 1409ھ) میں شائع ہوا وہ کہتے ہیں کہ ایک پروفیسر نے مجھے بتایا کہ وہ امریکہ کی کسی کانفرنس میں ''مسلم خاتون'' کے عنوان سے اپنا مقالہ پڑھ رہا تھا اس نے کانفرنس کے سامعین کے سامنے مسلم خاتون کے اقتصادی و مالی حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ''وہ اپنا علیحدہ اقتصادی فنڈ رکھ سکتی ہے جس پر نہ تو اس کے شوہر کا تسلط ہو سکتا ہے اور نہ اس کا باپ اس کے مال کو اپنے قبضہ میں لے سکتا ہے اگر کوئی عورت فقر و فاقہ کی نوبت کو پہنچ جائے اور اس کے روزمرہ کے اخراجات و ضروریات کا مسئلہ درپیش ہو تو اس کے نان و نفقہ کی ذمہ داری اس کے والد یا اس کے بھائی پر عائد ہوگی اگر اس کا والد یا بھائی نہ ہوں تو اس کا کوئی بھی قریبی رشتہ دار اس کی دیکھ بھال کا ذمہ دار ہوگا جو اس کا وارث بن سکتا ہے خواہ اس کا چچا زاد بھائی کیوں نہ ہو اس عورت کا نان و نفقہ اس کی شادی نہ ہونے تک اس کے رشتہ داروں پر واجب ہے پھر جب اس کی شادی ہو جائے تو اس کے نان و نفقہ اور پوشاک وغیرہ کی ذمہ داری اس کے شوہر پر عائد ہوگی۔

عورت اگرچہ لکھ پتی بھی ہو اور اس کا شوہر معمولی مزدور ہی کیوں نہ ہو عورت سے یہ نہیں کہا جائے گا کہ وہ نان و نفقہ خود فراہم کرے بلکہ شوہر پر واجب ہے کہ وہ مزدوری کر کے ہی اپنی بیوی کو نان و نفقہ فراہم کرے اس کے علاوہ بھی مسلم خاتون کو بہت کچھ حقوق حاصل ہیں جن سے دوسرے مذاہب کی خواتین محروم ہیں''۔

Scanned with CamScanner

یہ مقالہ سنتا تھا کہ ایک امریکی خاتون جو کہ بہت مشہور ادیبہ ہے کھڑی ہوئی اور کہنے لگی: ''اگر مسلم خاتون کا تحفظ تمہارے (مسلمانوں) کے نزدیک ویسا ہے جیسا کہ تم نے ابھی بیان کیا ہے تو پھر تم لوگ مجھے بھی اپنی ساتھ لے چلو میں تمہارے درمیان چھ ماہ تک زندگی گزاروں گی پھر تم لوگ مجھے بے شک قتل کر دینا''

امریکی خاتون کی بات سن کر پروفیسر کو بڑا تعجب ہوا چنانچہ اس نے خاتون سے اس کے حالات دریافت کئے امریکی خاتون نے اپنی اور دیگر امریکی لڑکیوں کے حالات سے آگاہ کرتے ہوئے پروفیسر کے جواب میں کہا:

مغربی عورت کی بے چارگی

''جب امریکی عورت آزادی کا پرچم بلند کرنے نکلتی ہے تو درحقیقت وہ مقید ہوتی ہے خود کو عزت و اکرام کی حامل سمجھتی ہے مگر اس کا وجود درحقیقت ذلت و رسوائی کے عمیق گڑھے میں ہوتا ہے جس کا وہ بروقت احساس نہیں کر پاتی مرد معمولی اور حقیر کاموں کے لئے اس کو مہرہ بنانے کے لئے تو استعمال کرتے ہیں بلکہ اس کی خوب خوب تعظیم وتکریم اور حوصلہ افزائی بھی کرتے ہیں مگر جب کوئی اہم اور بڑا مسئلہ درپیش ہوتا ہے تو عورت کو دال میں پڑی مردار مکھی کی طرح نکال کر پھینک دیتے ہیں بلکہ ایسے موقع پر اس سے مشورہ طلب کرنا بھی حقارت کے مترادف سمجھتے ہیں ہاں گاڑی سے اترتے وقت اس کی نازک کلائی بڑے طمطراق سے پکڑ لیتے ہیں تاکہ اسے کوئی زک نہ پہنچنے پائے اور وہ باآسانی اتر جائے نیز زیارت وملاقات کے موقع پر اس کو خود ترجیح دیتے ہیں اور آگے بڑھنے دیتے ہیں بسا اوقات یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ ریل گاڑی یا بس میں سیٹ پر سے خود اٹھ جاتے ہیں اور اپنی جگہ کھڑی عورت کو بٹھا دیتے ہیں یا اس کے گزرنے کے لئے راستہ چھوڑ دیتے ہیں لیکن پس پردہ وہ عورت کے ساتھ ایسی گندی اور گھناؤنی حرکات بھی کرتے ہیں جو اس کی شان کے قطعاً منافی ہوتی ہیں''۔

مسلمان لڑکی کے لیے

''یہاں جب کوئی لڑکی جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتی ہے تو اس کا باپ اس کی سرپرستی سے اپنا ہاتھ کھینچ لیتا ہے اپنی نوجوان بیٹی کے لئے اپنا دروازہ بند کر لیتا ہے اور اس سے کہتا ہے جہاں جانا ہے جاؤ' کماؤ آج کے بعد میرے پاس تمہارا کوئی حق باقی نہیں۔ اب بے چاری نوجوان کرے تو کیا کرے اور جائے تو کہاں جائے؟ زندگی کے ایام تو گزارنا ہی ہیں چنانچہ وہ گھر سے باہر قدم رکھتی ہے زندگی کی پرپیچ وادیوں کا سفر تن تنہا طے کرتی ہے۔ اس دنیا میں انسانی درندوں کی کثرت ہے چاروں طرف بھوکے شیروں کا ازدحام ہے خونخوار بھیڑیئے اپنے جبڑے کھولے شکار کی تلاش میں ہیں اور انہیں سامنے صنف نازک کی شکل میں جو تازہ تازہ شکار نظر آ رہا ہے سب اس کے درپے ہیں اف یہ ہے وہ امریکی لڑکی جس کی جوانی پر سب نے نظریں گاڑ رکھی ہیں اس کے گھر والوں کو قطعاً کوئی فکر نہیں ہوتی کہ گھر سے باہر قدم رکھنے والی ان کی عزت وآبرو کس قسم کے پیشہ سے معاش کما رہی ہے محنت ومشقت سے یا عصمت وعزت فروخت کر کے؟ کبھی بھول کر پوچھتے بھی نہیں کہ ان کی یہ لڑکی اپنے ہاتھ کی کمائی کھا رہی ہے یا آبرو کی؟ کسی آفس میں سیکرٹری کے عہدے پر اپنی جسمانی نمائش کر کے تنخواہ پا رہی ہے یا کسی شوروم میں ماڈلنگ کر کے!! اور ہاں یہ مرض صرف امریکہ ہی میں نہیں بلکہ مغربی تہذیب کے نقش قدم پر چلنے والے تمام ملکوں میں پایا جاتا ہے......!!۔

(اخبار الشرق الاوسط بیان الطنطاوی)

Scanned with CamScanner

(169)

شانِ توکل اللہ اکبر

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ بڑے عابد و متقی عالم دین تھے۔ کثیر العیال اور نہایت ہی مفلس تھے مگر قناعت و توکل میں یکتائے روزگار تھے۔ ''اصم'' کے معنی ہیں ''بہرا'' یہ درحقیقت بہرے نہیں تھے مگر اس لقب سے اس لئے مشہور ہوگئے کہ ایک دن ایک عورت ان سے ایک مسئلہ پوچھنے آئی۔ اتفاق سے مسئلہ پوچھنے والی عورت کی زور سے ریاح خارج ہوگئی اور وہ بے چاری شرم کے مارے پانی پانی ہوگئی اور ندامت و حیا سے اس کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ آپ نے اس کی خجالت و شرمندگی کو دور کرنے کے لئے فرمایا: تم نے کیا کہا؟ خوب زور سے چلا کر مجھ سے پوچھو۔ میں ''اصم'' یعنی بہ نسبت دوسرے لوگوں کے کچھ زیادہ اونچا سنتا ہوں۔ (یا ہوسکتا ہے اشد صما کیا ہو کیونکہ رنگ وعیب والے الفاظ سے اسم تفضیل نہیں آتا) یہ سن کر عورت کی شرمندگی دور ہوگئی۔ اسی دن سے آپ کا یہ لقب مشہور ہوگیا۔

آپ نے ایک دن حج کا ارادہ ظاہر کیا تو بیوی اور اہل وعیال اور سب پڑوسیوں نے منع کیا کہ گھر والوں کو تنگ دستی میں چھوڑ کر حج کے لئے جانا مناسب نہیں ہے لیکن آپ کی چھوٹی بچی نے کہا: کیوں تم لوگ ان کو ایک نیکی سے روک رہے ہو؟ یہ باپ ہی تو ہیں ہمارے ''رزاق'' تو نہیں ہیں۔ رزق کا دینے والا تو خدا ہے۔ چنانچہ اس بچی کی تقریر سن کر سب نے آپ کو سفر حج کی اجازت دے دی اور آپ فوراً ہی روانہ ہوگئے اور یہ خبر سارے شہر میں مشہور ہوگئی کہ حاتم اصم بغیر اہل وعیال کو خرچ دیئے اور بغیر کوئی توشہ لیے

حج کو روانہ ہوگئے۔ پڑوسیوں نے ان کے گھر والوں خصوصاً چھوٹی بچی کو خوب خوب ملامت کی کہ کیوں اس حالت میں تم لوگوں نے جانے دیا؟

شانِ توکل نے مالا مال کردیا

اسی حالت میں شہر کا امیر جو شکار کے لئے نکلا تھا اپنے لشکر سے بچھڑ کر اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ پیاس سے بے قرار ہوکر اس گاؤں میں حاتم اصم کے دروازے پر آ گیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے حاتم اصم کی بیوی نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ جواب دیا کہ میں شہر کا امیر ہوں۔ تم مجھے پانی پلاؤ؟ حاتم اصم کی بیوی نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور کہا کہ الٰہی! تیری شان کا کیا کہنا؟ رات بھر تو ہم بھوکے رہے اور دن کو ہمارے دروازے پر شہر کا حاکم کھڑا پانی کا سوال کررہا ہے۔ عورت نے ایک نیا مٹی کا پیالہ پانی سے بھر کر پیش کردیا اور یہ عذر کیا کہ ہمارے پاس اس سے اچھا کوئی برتن نہیں ہے۔ حاکم شہر کو پانی میں بڑا مزہ آیا۔ اس نے پوچھا کہ کیا یہ کسی رئیس کا گھر ہے؟ ساتھیوں نے کہا: نہیں یہ ایک عالم دین کا مکان ہے جن کا نام حاتم اصم ہے۔ حاکم شہر نے کہا: غالباً یہ انہی حاتم اصم کا مکان ہے جن کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ مفلسی کے باوجود حج کو چلے گئے؟ ساتھیوں نے کہا: جی ہاں! یہ سن کر حاکم شہر نے کہا: جواں مردی کی بات نہیں ہے کہ ہم جیسے دولت مندان جیسے غریبوں پر بار بنیں۔ حاکم شہر نے فوراً اپنی کمر کا پٹکا کھولا اور مکان کے اندر پھینک دیا پھر اس کے ساتھیوں نے بھی اپنا اپنا پٹکا کھول کر گھر میں ڈال دیا اور کہا کہ اے گھر والو! یہ سب پٹکے تم لوگوں کو عطا کئے گئے اور بہت جلد ہم ان کی قیمت بھیج کر تم سے ان پٹکوں کو خرید لیں گے۔ چنانچہ حاکم شہر نے اپنے گورنمنٹ ہاؤس میں پہنچ کر ایک کثیر رقم بھیجی اور ان پٹکوں کو خرید لیا۔ اس طرح حاتم اصم کے گھر والے دولت سے مالا مال ہوگئے۔

ادھر حاتم اصم کا یہ حال ہوا کہ آپ جس قافلہ کے ساتھ سفر کررہے تھے۔ اتفاق سے امیر قافلہ بیمار ہوگیا۔ لوگوں نے کسی طبیب کو تلاش کیا مگر کوئی علاج کرنے والا نہیں ملا۔

Scanned with CamScanner

امیر قافلہ نے حکم دیا کہ اگر قافلہ میں کوئی مرد صالح ہو تو بلاؤ۔ شاید اس کی دعا سے مجھے شفا حاصل ہو جائے۔ لوگوں نے حاتم اصم کو بلایا۔ آپ نے امیر قافلہ کے لئے دعا فرمائی اور وہ فوراً ہی شفایاب ہو گیا۔ امیر قافلہ نے خوش ہو کر حاتم اصم کے لئے سواری اور کھانے پینے اور تمام اخراجات سفر کا سامان کر دیا۔ حاتم اصم کو اس رات فکر دامن گیر ہو گئی کہ خداوند عالم نے میرے لئے تو غیب سے سارا سامان مہیا فرما دیا مگر میرے بچوں کا کیا حال ہو گا؟ اسی فکر میں سو گئے تو خواب میں یہ دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ اے حاتم اصم! جو اپنا معاملہ ہمارے ساتھ اچھا رکھتا ہے۔ ہم بھی اپنا معاملہ اس کے ساتھ اچھا ہی رکھتے ہیں۔ تم اہل و عیال کی فکر نہ کرو۔ تم سے پہلے ان کا انتظام ہو چکا ہے۔ حاتم اصم نے خدا کا شکر ادا کیا اور جب حج سے واپس لوٹے تو اپنی چھوٹی بچی کو گلے لگا کر فرمایا: اللہ تعالیٰ بڑی عمر کو دیکھ کر نظر عنایت نہیں فرماتا بلکہ جس کی معرفت بڑی ہو اس پر نظر عنایت فرماتا ہے۔ اگرچہ اس کی عمر چھوٹی ہی کیوں نہ ہو۔ (رحمۃ اللہ علیہ) (مستطرف ج۱ ص۶۴)

ہر امیر و غریب اس شان سے متصف ہو سکتا ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ مومن کی سب سے زیادہ کامیاب تدبیر اور مومن کا سب سے بڑھ کر طاقتور ہتھیار خدا پر توکل ہے۔ مولیٰ عزوجل کا ارشاد ہے کہ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (۶۵:۳) یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو کافی ہے اور قرآن مجید میں بار بار پروردگار عالم نے توکل کرنے والے بندوں کی مدح و ثنا بھی فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اسی طرح دوسری آیتوں اور حدیثوں میں بھی ''متوکلین'' کے فضائل و مناقب کا بکثرت بیان ہے۔

''توکل'' کے معنی ہیں۔ خدا پر بھروسہ رکھنا۔ یعنی رنج و راحت، نعمت و مصیبت، فقیری و امیری، تندرستی و بیماری، عزت و ذلت، غرض ہر حالت میں مومن یہ بھروسہ اور اعتماد رکھے کہ وہی ہو کر رہے گا جو کچھ خداوند قدوس چاہے گا۔ میں اور ساری دنیا لاکھ

تدبیریں کر ڈالیں مگر بغیر میرے مولیٰ کی مرضی کے ایک ذرہ بھی نہیں ٹل سکتا اور ساتھ ہی یہ مضبوط اعتقاد رکھے کہ میرا ربّ میرے ساتھ جو کچھ بھی کرتا ہے یا کرے گا۔ یقیناً اس میں میری بہتری اور بھلائی ہی ہو گی۔

جب توکل کے معنی یہ ہوئے کہ ''ہر حال میں خدا پر بھروسہ رکھنا'' تو یاد رکھئے کہ جس طرح ایک ٹوٹی چٹائی پر بیٹھ کر ایک فقیر خدا پر توکل کر سکتا ہے۔ اسی طرح ایک حکومت کا تاجدار بھی اپنے تخت شاہی پر بیٹھ کر توکل کی فضیلت حاصل کر سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر ایک شہنشاہ تمام ذرائع و اسباب اور ہر قسم کی نعمت و دولت کا مالک ہونے کے باوجود اپنے دل میں یہ اعتقاد رکھے کہ یہ ساری نعمتیں، تمام دولتیں، کل طاقتیں اسی وقت میرے کام آ سکتی ہیں جب میرا مولیٰ چاہے گا ان چیزوں پر ذرہ برابر اعتماد اور بھروسہ نہ رکھے تو یقیناً وہ شہنشاہ ہونے کے باوجود ''متوکل'' ہے اور اگر کوئی مسکین جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ مگر اس کا بھروسہ خدا پر نہیں ہے بلکہ وہ یہ اعتقاد و اعتماد رکھتا ہے کہ جب مجھے بھوک لگے گی تو میں دس گھروں میں چکر لگا کر اور بھیک مانگ کر ضرور اپنا پیٹ بھر لوں گا۔ اس کا اعتقاد اور دھیان اس طرف نہیں ہے کہ بھیک مانگنے کے باوجود بھی مجھے روٹی اس وقت ملے گی جب خدا مجھے روٹی دے گا تو یقیناً یہ شخص مسکین اور بھکاری ہونے کے باوجود ''متوکل'' نہیں ہو سکتا۔

بدحرام لوگوں کے ہاں توکل کا معنیٰ

لیکن ہاں! اس مقام پر ایک بڑا ہی خاص نکتہ یہ بھی ذہن نشین کرا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس زمانے میں بعض فقیری اور درویشی کا دعویٰ کرنے والے پیروں نے اپنے عمل و کردار سے توکل کی ایک ایسی غلط تصویر دنیا کے سامنے پیش کر رکھی ہے جو سراسر معنی توکل کے بالکل ہی خلاف ہے۔ اس دور میں بعض لوگوں نے توکل کا یہ مطلب سمجھا ہے کہ کوئی دھندا اور کوئی کمائی نہ کرے اور دن رات ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھا رہے اور مفت کی روٹیاں کھاتا رہے اس کا نام توکل ہے۔ حالانکہ یہ توکل کا اتنا غلط تصور ہے جو قرآن و حدیث کی

Scanned with CamScanner

تعلیم کے بالکل ہی خلاف ہے۔ کیونکہ خداوند عالم اور اس کے پیارے حبیب ﷺ نے مومنین کو رزق حلال کی طلب کے لئے جدوجہد اور کسب معاش کی بار بار تاکید فرمائی ہے۔ لہٰذا یاد رکھئے کہ توکل کے لئے یہ ضروری ہے کہ عمل، جدوجہد اور اپنی طاقت بھر پوری پوری کوشش کر لینے کے بعد خدا پر توکل رکھنا چاہئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک صحابی نے دربار رسول میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں اونٹ کے پاؤں میں رسی باندھ کر توکل کروں یا اونٹ کو کھلا چھوڑ کر توکل کروں کہ خدا اس کی حفاظت فرمائے گا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا فرمایا؟ اس کو ذرا بغور سنیے:

گفت پیغمبر بہ آواز بلند   بر توکل پائے اشتر را بہ بند

ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

یعنی حضور اکرم ﷺ نے اس سوال کرنے والے سے بہ آواز بلند یہ فرمایا۔ پہلے تم اونٹ کے پاؤں میں رسی باندھ لو اور اپنی طاقت بھر اس کی حفاظت کی کوشش کر لو۔ پھر اس کے بعد خدا پر توکل اور بھروسہ کرو کہ وہی حفاظت کرنے والا ہے اور بغیر اس کی حفاظت کے کوئی حفاظت کارآمد نہیں ہو سکتی۔

حضور اقدس ﷺ کا یہ جواب بتلا رہا ہے کہ خدا پر توکل کرنے کا حقیقی مفہوم یہی ہے کہ بندہ اپنی پوری پوری عملی جدوجہد کرے پھر اس کے بعد خدا پر توکل کرے۔ کاہلی اور سستی سے بے عمل بن کر ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہے اور پھر یہ کہے کہ میں نے خدا پر توکل کر لیا ہے۔ یہ معنی توکل کا مذاق اڑانا اور قرآن و حدیث کے مفہوم حق کو مسخ کر دینا ہے۔ توبہ نعوذ باللہ منہ۔ لہٰذا خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ بندہ اپنی پوری پوری عملی جدوجہد اور سعی پیہم کر لینے کے بعد پھر خدا پر بھروسہ رکھے۔ یہی ''توکل'' کا حقیقی مفہوم ہے جو بلاشبہ مومن کے لئے بہت ہی بڑا فتح و کامرانی اور فلاح و کامیابی کا سامان ہے۔ حضرت مولانا رومی علیہ الرحمہ نے کتنے واضح اور صاف صاف لفظوں میں اس مضمون کو ارشاد فرمایا ہے کہ۔

گر توکل می کنی دو کار کن   کار کن پس تکیہ بر جبار کن

یعنی اگر تم توکل کرتے ہو تو دو کام کرو۔ پہلا کام تو یہ کہ تم اپنا کام کر لو پھر دوسرا کام یہ ہے کہ اپنا کام پورا کر لینے کے بعد بھروسہ مالک و جبار پر رکھو جو سارے عالم کا پروردگار اور سب کا کارساز ہے! مگر افسوس کہ اس دور کے مولویوں اور صوفیوں کا یہ حال ہو گیا ہے کہ

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

(روحانی حکایات)

(170)

بے عیب ذات صرف اللہ کی

فضیل بن عبدالرحمٰن نے رقیہ دختر عتبہ بن ابی لہب سے کہا کہ میرے لئے کوئی ایسی عورت تجویز کرو اور دیکھو جو نسب میں مشہور اور حسب میں بزرگ اور حسن میں برتر اور ناز میں نمکین اور خوب تر ہو اگر وہ بیٹھے تو روشن کر دے اور اگر وہ کھڑی ہو تو بے ہوش کر دے اگر چلے تو خراماں چلے اور دور سے تعجب میں ڈالے اور قریب سے فتنہ میں مبتلا کرے اور جس کے ساتھ وہ معاشرت کرے اس کو خوش کر دے اور وہ جس کے ہمسایہ میں ہو اس کو بزرگ کر دے اور اس کی ایسی حالت ہو کہ شوہر کو دوست رکھنے والی اور زیادہ بچے دینے والی ہو اور وہ سوائے اپنے اہل کے دوسرے کو نہ پہچانے اور اپنے شوہر کے علاوہ دوسرے کو خوش نہ کرے اس کے جواب میں رقیہ نے فضیل سے کہا کہ اے میرے چچا کے لڑکے اپنے رب سے آخرت میں ایسی عورت سے منگنی کرو کیونکہ تم ایسی عورت دنیا میں نہ پاؤ گے۔

ایک شخص کی عجیب خواہش

اسی حکایت کی مثل ایک دوسری حکایت ہے کہ ابوموسیٰ نابینا نے گدھے بیچنے والے سے کہا کہ میرے واسطے ایک ایسا گدھا تلاش کرو جو نہ بہت ہی چھوٹا ہو اور نہ بہت زیادہ بڑا ہو اگر راستہ خالی ہو تو کودے اور زیادہ بھیڑ ہو تو نرمی کرے اور آہستہ چلے اور مجھے ستونوں سے دھکا نہ دے اور بوریوں کے نیچے مجھے نہ داخل نہ کرے جب اس کا دانہ گھاس زیادہ ہو تو شکر کرے اور جب وہ کم ہو تو صبر کرے اگر میں اس پر سوار ہوں تو

خوش رفتار اور تیز رو ہو اور اگر میرے سوا دوسرا اس پر سوار ہو تو سو جائے پس گدھا بیچنے والے نے ابوموسیٰ سے کہا کہ صبر کرو (اللہ تیری عزت بڑھائے) عنقریب اللہ تعالیٰ قاضی صاحب کی صورت مسخ کر کے گدھا بنائے گا اس وقت تم اپنی ضرورت پوری کرنے والسلام۔

(نور قلیوبی)

(171)

حیرت انگیز طریقے سے ملک فتح ہو گیا

حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ''سیر العجم'' میں پڑھا کہ ''جب اردشیر'' نامی بادشاہ نے اپنی حکومت کو مستحکم کر لیا تو چھوٹے چھوٹے بادشاہوں نے اس کے تابع رہنے کا اقرار کر لیا اب اس کی نظر سلطنت ''سریانیہ'' کی طرف تھی یہ بڑا ملک تھا چنانچہ ''اردشیر'' نے اس ملک پر چڑھائی کر دی وہاں کا بادشاہ ایک بڑے شہر میں قلعہ بند تھا اردشیر نے شہر کا محاصرہ کر لیا کافی عرصہ گزرنے کے باوجود اس شہر کو فتح نہ کر سکا ایک دن بادشاہ کی بیٹی قلعہ کی دیوار پر چڑھی تو اچانک اس کی نظر اردشیر پر پڑی اس کی مردانی وجاہت اور خوبصورتی دیکھ کر شہزادی اس کی محبت میں گرفتار ہو گئی اور عشق کی آگ میں جلنے لگی بالآخر نفس کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے ایک تیر پر یہ عبارت لکھی:

''اے حسین وجمیل بادشاہ اگر تم مجھ سے شادی کرنے کا وعدہ کرو تو میں تمہیں ایسا خفیہ راستہ بتاؤں گی جس کے ذریعے تم تھوڑی سی مشقت کے بعد باآسانی اس شہر کو فتح کر لو گے'' پھر شہزادی نے وہ تیر اردشیر بادشاہ کی طرف پھینک دیا اس نے تیر پر لکھی عبارت پڑھی اور ایک تیر پہ یہ جواب لکھا ''اگر تم نے ایسا راستہ بتا دیا تو تمہاری خواہش ضرور پوری کی جائے گی یہ ہمارا وعدہ ہے'' اور تیر شہزادی کی جانب پھینک دیا۔

شہزادی نے یہ عبارت پڑھی تو فوراً خفیہ راستے کا پتہ لکھ کر تیر بادشاہ کی طرف پھینک دیا شہوت کے ہاتھوں مجبور ہونے والی اس بے مروت شہزادی کے

بتائے ہوئے راستے سے اردشیر بادشاہ نے بہت جلد اس شہر کو فتح کر لیا غفلت و بے خبری کے عالم میں بہت سارے سپاہی ہلاک ہو گئے اور شہر کا بادشاہ بھی قتل کر دیا گیا۔

نفس پرستی کا عبرتناک انجام

حسب وعدہ اردشیر نے شہزادی سے شادی کر لی شہزادی کو نہ تو اپنے باپ کی ہلاکت کا غم تھا اور نہ ہی اپنے ملک کی بربادی کی کوئی پرواہ۔ پس اپنی نفسانی خواہش کے مطابق ہونے والی شادی پر وہ بے حد خوش تھی دن گزرتے رہے اس کی خوشیوں میں اضافہ ہوتا رہا ایک رات جب شہزادی بستر پر لیٹی تو کافی دیر تک اسے نیند نہ آئی وہ بے چینی سے بار بار کروٹیں بدلتی رہی اردشیر نے اس کی یہ حالت دیکھی تو کہا: ''کیا بات ہے تمہیں نیند کیوں نہیں آ رہی'' شہزادی نے کہا: ''میرے بستر پر کوئی چیز ہے جس کی وجہ سے مجھے نیند نہیں آ رہی'' اردشیر نے جب بستر دیکھا تو چند دھاگے ایک جگہ جمع تھے ان کی وجہ سے شہزادی کا انتہائی نرم ونازک جسم بے چین ہو رہا تھا اردشیر کو اس کے جسم کی نرمی ونزاکت پر بڑا تعجب ہوا اس نے پوچھا ''تمہارا باپ تمہیں کون سی غذا کھلاتا تھا جس کی وجہ سے تمہارا جسم اتنا نرم ونازک ہے؟'' شہزادی نے کہا: ''میری غذا مکھن، ہڈیوں کا گودا، شہد اور مغز ہوا کرتی تھی'' اردشیر نے کہا: ''تیرے باپ کی طرح آسائش وآرام تجھے کسی نے نہ دیا ہو گا تو نے اس کے احسان اور قرابت کا اتنا برا بدلہ دیا کہ اسے قتل کروا ڈالا جب تو اپنے شفیق باپ کے ساتھ بھلائی نہ کر سکی تو میں بھی اپنے آپ کو تجھ سے محفوظ نہیں سمجھتا پھر اردشیر نے حکم دیا ''اس کے سر کے بالوں کو طاقتور گھوڑے کی دم سے باندھ کر گھوڑے کو تیزی سے دوڑایا جائے'' حکم کی تعمیل ہوئی اور چند ہی لمحوں میں اس نفس پرست شہزادی کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اللہ عزوجل ہم سب کو نفسانی خواہشوں کی تباہ کاریوں سے محفوظ فرمائے۔ (عیون الحکایات)

Scanned with CamScanner

جیسی کرنی ویسی بھرنی

مسلمانو! اگر انسان اپنی قبر وآخرت کو بھول جائے تو پھر اسی طرح کی ذلت ورسوائی میں مبتلا ہو جاتا ہے ایسا شخص نہ تو دنیا میں کامیاب ہوتا ہے اور نہ ہی آخرت میں اگر بالفرض دنیا میں چند روزہ عیش وعشرت مل بھی جائے تب بھی اسے قلبی سکون اور اطمینان نصیب نہیں ہوتا جس نے اپنے نفس کی پیروی کی نفس نے اسے ہمیشہ تباہی وبربادی کے عمیق گڑھے میں ڈال دیا عزت ودولت اور شان وشوکت سب کی سب خاک میں مل گئی اور یہ تو حقیقت ہے کہ ”جیسی کرنی ویسی بھرنی“ آج جو کسی کے ساتھ دھوکا دہی وبدعہدی کرے گا تو اس کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کیا جائے گا انسان چاہے کچھ بھی کرے بالآخر اسے موت سے ہمکنار ہونا پڑے گا' کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے۔

وہی انسان سمجھ دار ہے جو اپنے انجام کو پیش نظر رکھے اپنے گناہوں پر شرمندگی وندامت کے چند آنسو بہا کر رضائے الٰہی عزوجل والے کاموں میں لوگ جائے اپنے لئے کوئی ایسا وقت متعین کرلے جس میں قبر وآخرت اور حشر کے ہولناک منظر کو یاد کرے اور اپنے اعمال کی اصلاح کی تدابیر پر غور کرے چند ہی روز ایسا کرنے سے آخرت کی تیاری اور گناہوں سے نفرت کا جذبہ ملے گا)

(172)

بیٹی کو باپ کی نصیحت

خمارویہ بن احمد بن طولون بیس سال کی عمر میں اپنے باپ کی وفات کے بعد مصر کا گورنر بنا خلیفہ معتمد علی اللہ کے زمانہ حکومت (92-870ء) میں اس کی گورنری مصر میں برقرار رہی جب معتمد کا انتقال ہوگیا تو معتضد باللہ نے خلافت کی بھاگ ڈور سنبھالی خمارویہ جلدی سے بہت سے تحفے تحائف لے کر خلیفہ معتضد باللہ کی خدمت میں پہنچ گیا خلیفہ نے اسے اس کے عہدے پر بدستور برقرار رکھا۔

خمارویہ نے خلیفہ معتضد باللہ کے سامنے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ اپنے شہزادے مکتفی باللہ کی شادی میری بیٹی سے کردیں اس وقت مکتفی باللہ ولی عہد تھا۔

خمارویہ کی صاحبزادی قطر الندی جس کا نام اسماء تھا نہایت حسین وجمیل اور ہوشیار لڑکی تھی جس کی عقل وادب اور حسن وجمال کی مثال خال خال ہی ملتی ہے خلیفہ نے خمارویہ سے کہا: ”تمہاری صاحبزادی قطر الندی سے میں خود شادی کرنے کا خواہش مند ہوں“۔ خمارویہ نے 281 یا 282ھ میں اپنی بیوی کی شادی خلیفہ معتضد باللہ سے کردی اس کے مہر کی رقم دس لاکھ درہم تھی چوں کہ قطر الندی بہت زیادہ خوبصورت تھی اس لئے خلیفہ نے اس کے اکرام میں کچھ زیادہ دھیان دیا خلیفہ نے اپنی ایک الگ مجلس قائم کی اس میں دنیا جہان کی آرائش وزیبائش کا اہتمام کیا پھر خلیفہ اس میں اپنی دلہن قطر الندی کو لے گیا تاکہ اس سے انس اور قرار حاصل کرے قطر الندی نے خلیفہ کے ہاتھ سے گلاس لے لیا اور خلیفہ اپنا رخسار اس کی ران پر رکھ کر سو گیا جب خلیفہ کو گہری نیند آگئی تو

Scanned with CamScanner

قطر الندی نے اس کا سر اٹھا کر تکیہ پر رکھ دیا اور کمرہ سے نکل کر قصر شاہی کے آنگن میں جا کر بیٹھ گئی خلیفہ کی جب آنکھ کھلی تو کمرہ میں بیوی کو نہ پا کر سخت ناراض ہوا اور زور سے آواز دی۔ قطر الندی قریب ہی موجود تھی اس نے آہستگی سے جواب دیا

بادشاہ کا غصہ کافور ہو گیا

خلیفہ کہنے لگا میں نے تیری عزت و اکرام کی خاطر یہ مجلس قائم کی تھی؟ کیا میں اپنی دیگر بیویوں کو نظر انداز کر کے خصوصی طور سے تجھ پر دل و جان سے فدا نہیں تھا؟ پھر بھی تو میرا سر تکیہ پر رکھ کر مجھے کمرے میں اکیلا چھوڑ کر نکل گئی؟

قطر الندی کہنے لگی امیر المؤمنین آپ نے مجھے جو اکرام و انعام بخشا ہے اس سے انکار ہے نہ میں اس کی ناقدری کرتی ہوں البتہ میں نے اپنے باپ کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے ایسا کیا ہے میرے ابو جان کہا کرتے تھے:

لَا تَنَامِيْ بَيْنَ جُلُوْسٍ وَلَا تَجْلِسْ مَعَ النَّائِمِ

''بیٹھے ہوئے لوگوں کے درمیان سویا نہ کرو اور نہ سونے والے کے ساتھ بیٹھا کرو''

خلیفہ کو اپنی اہلیہ کی بات اچھی لگی اور اس کا غصہ کافور ہو گیا۔

(وفیات الاعیان ابن خلکان 249/2 سیر اعلام النبلاء 473/13)

(173)

کرامت کے طور پر مردہ کا زندہ ہونا

حضرت محمد بن عیسیٰ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے مسجد بنوائی تو ایک معمار گردن کے بل گرا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔

لوگ اس کو شیخ کے پاس لائے تو آپ نے لعاب مبارک لگا دیا اور وہ اٹھ کھڑا ہوا اور پھر زندہ رہا۔

(جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 195+220 جمال الاولیاء (تھانوی) صفحہ نمبر 181)

احمد بن طائی روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کوفہ کے قبیلہ بنی کور کے ایک بزرگ سے سنا انہوں نے بیان کیا: وہ ایک عورت کے جنازہ میں شریک تھے جب وہ اس کی قبر تک پہنچے تو اس عورت نے حرکت کی اور اس کی زندگی واپس لوٹ آئی اس کے بعد وہ ایک مدت تک زندہ رہی اور اس نے اولاد بھی جنم دی۔

شیخ احمد بن الحسن علی الرافعی بیان کرتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں ایک عورت آئی اور کہنے لگی: دجلہ میں میرا بیٹا غرق ہو گیا ہے اور یہ میرا ایک ہی بیٹا تھا اس کے سوا میرا اور کوئی نہیں اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ آپ کو خدائے تعالیٰ نے واپس کرنے کی قدرت عطا فرمائی ہے اگر میرے لڑکے کو مجھے واپس نہ کریں گے تو قیامت کے دن خدائے تعالیٰ سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی بات کی شکایت کروں گی انہوں نے باوجود قدرت کے میرے اس کام کو نہیں کیا۔

اس عورت کا کلام سن کر آپ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا: چل مجھ کو بتلا کس

Scanned with CamScanner

جگہ تیرا لڑکا غرق ہوا۔

عورت آپ کو اس جگہ لائی جب آپ قریب پہنچے تو اس کا لڑکا اوپر اچھل آیا اور آپ تیرتے ہوئے اس کی لاش پر پہنچے اور اسے اپنے کندھے پر اٹھا لائے اور اس کی والدہ کو دے دیا اور فرمایا: لو اسے لے جاؤ میں نے اسے زندہ ہی پایا ہے۔

یہ عورت اپنے لڑکے کو لے کر چلی آئی اور وہ اس کے ساتھ اس طرح چلا کہ گویا اس پر کوئی واقعہ گزرا ہی نہ تھا۔ (قلائد الجواہر (محمد بن یحییٰ تاذنی) صفحہ نمبر 230۔ (مترجم)

جن کو طاقت ربّ نے دی ہے

شیخ عمر بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ہم آپ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اس وقت (قبیلہ) اکراد سے ایک جماعت آپ کی زیارت کرنے کے لئے آئی ان میں سے ایک شخص تھے جو کہ خطیب حسین کے نام سے پکارے جاتے تھے آپ نے ان کو پکارا اور فرمایا: خطیب حسین آؤ اور اپنی جماعت کو بھی لے چلو تا کہ ہم سب پتھر لا لا کر اس باغ کی دیوار کھڑی کر دیں۔

غرض آپ اٹھے اور آپ کے ساتھ یہ تمام لوگ بھی گئے اور آپ پہاڑ پر چڑھ کر پتھر کاٹ کاٹ کر انہیں لڑھکاتے جاتے تھے اور یہ لوگ لا لا کر دیوار بناتے جاتے تھے۔

اتفاق سے ایک پتھر ایک شخص پر آ پڑا جس سے یہ شخص فوری دب کر جاں بحق ہو گیا خطیب حسین نے آپ کو پکار کر کہا: کہ ایک شخص رحمت الٰہی میں غرق ہو گیا ہے۔

آپ فوراً پہاڑ کی چوٹی پر سے اتر آئے اور اس شخص کے پاس کھڑے ہو کر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے لگے تو باذنہ تعالیٰ یہ شخص زندہ ہو گیا اور اٹھ کر اس طرح سے کھڑا ہو گیا گویا اسے کچھ درد پہنچا ہی نہ تھا۔ (قلائد الجواہر (محمد بن یحییٰ تاذنی) صفحہ نمبر 248

مقتول نے اپنا قاتل خود بتا دیا

ایک دفعہ حضرت علی ہیتی جو کہ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے قرائے

نہر الملک میں سے ایک گاؤں میں تشریف لے گئے اتفاقاً وہاں پر ایک شخص قتل ہو گیا اور دو گاؤں والے اس قتل کا ایک دوسرے پر الزام لگاتے ہوئے ایک دوسرے سے تلواریں نکالے مرنے مارنے پر تیار تھے اس کی وجہ یہی تھی کہ مقتول کے قاتل کا کوئی علم نہیں تھا۔ قاتل مشتبہ تھا۔ چنانچہ آپ اس مقتول کے پاس گئے اور اس کی پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر اس سے پوچھا کہ اے بندہ خدا! تجھے کس نے قتل کیا؟ وہ مردہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا: مجھے فلاں نے قتل کیا ہے اور پھر وہ جیسا پہلے تھا ویسا ہی ہو گیا۔

قلائد الجواہر (محمد بن یحییٰ تاذنی) صفحہ نمبر 260

شیخ نجم الدین اصبہانی فرماتے ہیں کہ ایک شخص کے دفنانے کے وقت میں وہاں موجود تھا کہ مردے کو کلمہ کی تلقین کرنے لگا تو میت کہنے لگی: کہ اے لوگو! تعجب ہے اس پر کہ ایک مردہ زندہ کو تلقین کر رہا ہے۔ (شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 86)

Scanned with CamScanner

(174)

حیاتِ جاودانی

حضرت ابوبکر بن خیاط رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے انہوں نے بیان فرمایا: میں نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ گویا میں قبرستان میں داخل ہوا ہوں اور تمام مردے اپنی اپنی قبروں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ان لوگوں کے سامنے پھول رکھے ہوئے ہیں اتنے میں اچانک میری نظر اٹھی تو میں نے دیکھا کہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ بھی ان مردوں کے درمیان ٹہل رہے ہیں میں نے انہیں پہچان کر ان سے دریافت کیا کہ اے ابومحفوظ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ آپ کی تو وفات ہو چکی ہے تو آپ نے فرمایا: اس میں کیا شک کہ میرا انتقال ہو چکا ہے لیکن کیا تم نے یہ شعر نہیں سنا ہے پھر انہوں نے یہ شعر پڑھ کر مجھے سنایا (ترجمہ):

"متقی کی موت ایسی زندگانی ہے جو کبھی ختم ہونے والی نہیں ہے ایک قوم ایسی ہے کہ مرنے کے بعد بھی لوگوں میں زندہ ہے"۔

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی مشہور بزرگ ہیں اور علم و عمل کے لحاظ سے اپنے دور کے عدیم المثال اور یکتائے دہر مقدس ہستی ہیں انتہائی مستجاب الدعوات اور صاحب کرامات بزرگ ہیں اور زہد و ترک دنیا میں بھی اپنی مثال نہیں رکھتے تھے آپ نے اپنے مرض الموت میں یہ وصیت فرمائی تھی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو تم لوگ میرے اس کرتے کو بھی صدقہ کر دینا میں چاہتا ہوں کہ جس طرح میں ننگے بدن دنیا میں آیا تھا اسی طرح میں ننگے بدن دنیا سے جاؤں۔ (مستطرف ج1 ص142)

(175)

پیر مرید کا تعلق

ایک دفعہ آپ (خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے پیر و مرشد کا آپس میں تعلق بیان فرماتے ہوئے حضرت محبوب الٰہی اور حضرت امیر خسرو کا ذکر فرمایا: ان دونوں کے درمیان شاہان مغلیہ کے شہزادوں کی قبریں ہیں جب سلطنت مغلیہ کا زوال آیا اور اسی خاندان کے آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر نے اپنی سلطنت کے زوال کے آثار دیکھے تو حضرت کریم تونسوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو عرض کیا غریب نواز کرم فرما دیں یہ ملک ہمارے ہاتھ ہی میں رہے آپ نے ارشاد فرمایا: مذکوران موصوف اولیاء اللہ جو پیر و مرید کی نسبت رکھتے ہیں ان کے درمیان سے دوسری قبروں کا حجاب دور کر دے تو زوال نہیں آئے گا اس نے عرض کی یہ تو نہیں ہو سکتا میں اپنے باپ دادوں کی ہڈیوں کو کیسے بے ٹھکانہ بناؤں چنانچہ تقدیر الٰہی کے تحت خاندان مغلیہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

آپ نے فرمایا جب میں نے دہلی میں جا کر دونوں مزاروں پر حاضری دی تو ایک دھاگا لے کر محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی قبروں کے درمیان بطور تعلق ظاہری کے باندھ دیا اور عرض کی غریب نواز ظاہری تعلق جو اسباب ظاہری سے میری طاقت میں تھا قائم کر دیا یہ محض میری عقیدت اور تسکین قلبی تھی لیکن جب گھر واپس پہنچا تو انگریز یہاں سے نکل گئے ملک غیر مسلموں کے ہاتھوں سے آزاد ہو گیا۔

Scanned with CamScanner

ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے

فرمایا: آج کل مدینہ منورہ میں حاضری دینے والوں کو نجدی تعظیم نہیں کرنے دیتے لہٰذا بندہ جائے تو لنگڑا ہو جائے اور من مانی تعظیمات کرے زمین پر گھستا پھرے۔

صوفی فیض احمد جہلمی نے پوچھا غریب نواز شیخ جو وظیفہ خواب میں بتائے وہ صحیح ہوتا ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا بالکل صحیح ہوتا ہے پڑھنا چاہئے کیونکہ شیخ کامل محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل (سایہ) ہوتا ہے اور رحمت اللعالمین علیہ الصلوۃ والسلام کا فرمان ہے: ان الشیطان لا یتمثل بی یعنی شیطان میری مثل نہیں بن سکتا۔

فرمایا: خضر حیات ٹوانہ کے باپ عمر حیات کے باپ کو انگریزوں کی طرف سے فوجی عہدہ ملا ہوا تھا اس نے دہلی میں جا کر مظلوم مسلمانوں پر بڑے بڑے ظلم کئے جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک سیّد صاحب کے مکان پر گیا کیونکہ دروازہ بند تھا اس نے زور سے کھلوایا تو اندر ایک سفید ریش بزرگ سیّد صاحب قرآن مجید کی منزل پڑھ رہے تھے سیّد صاحب نے فرمایا: میں سیّد ہوں اپنی عزت وعظمت بچانے کی خاطر دروازہ بند کر دیا تھا مجھے سیّد ہونے کی حیثیت میں بچایئے۔ عمر حیات ٹوانہ کے باپ منحوس نے گھنے حجام کو کہا کہ اس کا سر اتار لو گھنے حجام نے جواباً کہا یہ سیّد ہے قرآن مجید کی تلاوت کر رہا ہے میرا ایمان انہیں قتل کرنے کی اجازت نہیں دیتا آخر کار عمر حیات ٹوانہ کے باپ نے خود اس کا سر اتار کر اسے شہید کر دیا (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

(انوار قمریہ)

(176)

تمام صفات کا تعلق اخلاق سے ہے

نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب اخلاق کو پیدا تو قناعت نے کہا: میں حجاز کی طرف جاؤں گی پس صبر نے کہا: میں تیرے ساتھ ہوں اور علم نے کہا: میں عراق کی جانب جاؤں گا پس عقل نے کہا: میں تیرے ساتھ ہوں اور کرم نے کہا: شام کی طرف جاؤں گا پس تلوار نے کہا: میرے تیرے ساتھ ہوں اور غناء نے کہا: میں مصر کی جانب جاؤں گا پس ذلت نے کہا: میں تیرے ساتھ ہوں اور بدخلقی نے کہا: میں مغرب کی جانب جاؤں گا پس بخل نے کہا: میں تیرے ہمراہ ہوں اور حسن خلق نے کہا: میں یمن کی طرف جاؤں گا پس بردباری نے کہا: میں تیرے ساتھ ہوں اور شفا نے کہا: میں بادیہ اور میدان کی طرف جاؤں گا پس مروت نے کہا: میں تیرے ساتھ ہوں اور فسق نے کہا: میں روم کی جانب جاؤں گا پس بغی اور بدکاری نے کہا: میں تیرے ساتھ ہوں۔

(نوادر قلیوبی)

(177)

پراسرارقتل

حضرت سیّدنا محمد بن علی سمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے رضوان سمان رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''میرا ایک پڑوسی تھا'' ہم اکٹھا کاروبار کرتے اور دیگر معاملات مل جل کر کیا کرتے تھے کچھ عرصہ بعد پتا چلا کہ میرا وہ بدبخت پڑوسی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا صدیق اکبر اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کو گالیاں بکتا ہے یہ سنتے ہی میرے دل میں اس کے خلاف شدید نفرت پیدا ہوگئی اب وہ مجھے ایک آنکھ نہ بھاتا اور ہمارے درمیان اکثر جھگڑا رہتا ایک دن میری موجودگی میں جب اس بدزبان نے شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کو گالی دی تو میرے تن بدن میں آگ لگ گئی میں نے اسے پکڑ کر مارنا چاہا تو اس نے بھی جوابی کارروائی کی ہم ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہوگئے لیکن لوگوں نے بیچ میں آکر ہمیں چھڑا دیا اسی غیظ وغضب کی حالت میں میں گھر آگیا جب مجھ پرغنودگی طاری ہوئی تو خواب میں اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی میں اپنے پیارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی اور مبارک جلوؤں میں گم ہوگیا۔

کرے چارہ سازی زیارت کسی کی — بھرے زخم دل کی ملاحت کسی کی
چمک کر یہ کہتی ہے طلعت کسی کی — کہ دیدار حق ہے زیارت کسی کی
نہ رہتی جو پردوں میں صورت کسی کی — نہ ہوتی کسی کو زیارت کسی کی
عجب پیاری پیاری ہے صورت کسی کی — ہمیں کیا خدا کو ہے الفت کسی کی

شیخین کے گستاخ کی سزا

پھر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں اس طرح عرض گزار ہوا: ''یارسول اللہ! میرا فلاں پڑوسی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو گالیاں دیتا ہے'' یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ''وہ میرے کس صحابی کو گالی دیتا ہے؟'' میں نے عرض کی: ''امیر المؤمنین حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو'' آپ نے مجھے ایک چھری دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''جاؤ اس چھری سے اسے ذبح کر ڈالو'' میں نے چھری لی اور اپنے اس بدبخت پڑوسی کو زمین پر لٹا کر گردن تن سے جدا کر دی اس کا ناپاک خون میرے ہاتھ سے لگ گیا میں نے چھری وہیں پھینکی اور اپنا ہاتھ زمین پر رگڑنے لگا پھر میری آنکھ کھل گئی میں نے باہر چیخ وپکار کی آواز سنی تو گھر والوں سے کہا: ''جاؤ دیکھو یہ چیخ وپکار کیسی ہے؟'' وہ باہر گئے اور واپسی پر بتایا کہ میرے بدبخت پڑوسی کو کسی نے اچانک ذبح کر ڈالا ہے قاتل کا بالکل بھی پتہ نہ چل سکا کہ کون تھا اور کب قتل کیا'' صبح جب میں وہاں گیا اور اس کو دیکھا تو وہ اسی انداز میں ذبح کیا گیا تھا جس طرح میں نے خواب میں اسے ذبح کیا تھا اور اس کی حالت بعینہٖ وہی تھی جو خواب میں میں نے دیکھی اس طرح وہ بدبخت اپنے انجام بد کو پہنچا اور لوگوں کو معلوم بھی نہ ہوا کہ اسے کس نے قتل کیا ہے''۔ (عیون الحکایات)

(اللہ عزوجل ہمیں انبیاء کرام، صحابہ کرام اور اولیاء عظام کے گستاخوں کے شر سے محفوظ رکھے اور ہمیں باادب وباعمل بنائے ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں استغاثہ کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بے ادبوں سے محفوظ رکھیں۔ (آمین بجاہ النبی الامین)

محفوظ سدا رکھنا شہا بے ادبوں سے — اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے ادبی ہو (آمین)

Scanned with CamScanner

(178)

اتنی قیمتی قمیص

ابوزناد سے مروی ہے کہ سیّدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے پاس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص تھی جو انہوں نے اپنے عظیم بیٹے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو عطا کردی تھی مگر جب انہیں مخالفین نے قتل کردیا تو اس عظیم سانحہ کے باعث وہ قمیص گم ہو گئی اس حادثہ کے بعد بسا اوقات حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی تھیں: (لَلْقَمِيصُ اَشَدُّ عَلَيَّ مِنْ قَتْلِ عَبْدِ اللهِ) میرے لخت جگر عبداللہ کا قتل اس قدر تکلیف کا باعث نہیں جتنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کے گم ہوجانے سے مجھے تکلیف ہوئی''۔

کچھ عرصہ بعد ملک شام کے ایک شخص کے متعلق پتہ چلا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ قمیص اس شامی کے پاس ہے جب قمیص کے متعلق حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے حزن وملال کا اس شامی کو علم ہوا تو اس نے قمیص لوٹانے کے لئے شرط عائد کردی کہ سیّدہ اسماء رضی اللہ عنہا اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے دربار میں دعائے مغفرت کریں چنانچہ وہ کہنے لگا: (لَا اَرُدُّهٗ اَوْ تَسْتَغْفِرَ لِيْ اَسْمَاءُ)

''میں اس قمیص کو اسی صورت میں لوٹاؤں گا جبکہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائے مغفرت کریں''۔

(یہ شخص آپ کے لخت جگر کا قاتل تھا تو آپ نے فرمایا:)

(كَيْفَ اَسْتَغْفِرُ لِقَاتِلِ عَبْدِ اللهِ)

''بھلا اپنے لخت جگر عبداللہ کے قاتل کے لئے میں کیوں کر دعائے استغفار کرسکتی

ہوں؟''۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی دعا

لوگوں نے سیّدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ جب تک آپ اس شامی کے حق میں دعائے استغفار کے لئے اللہ تعالیٰ کے دربار میں ہاتھ دراز نہیں کرینگی وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص واپس کرنے سے انکاری ہے جس کی واپسی کی آپ خواہاں ہیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: شامی کو میرے پاس آنے کے لئے کہو۔

چنانچہ وہ شامی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص لے کر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت اس کے ہمراہ عبداللہ بن عروہ بھی موجود تھے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے شامی سے کہا قمیص عبداللہ بن عروہ کے حوالے کردو شامی نے قمیص عبداللہ بن عروہ کے حوالے کردی تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے پوچھا عبداللہ! قمیص حاصل کرلی؟ عبداللہ بن عروہ نے عرض کیا ہاں تب حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہنے لگی (غَفَرَ اللهُ لَكَ يَا عَبْدَ اللهِ) ''عبداللہ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے''

شامی نے سمجھا کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے عبداللہ کہہ کر اس کے لئے مغفرت کی دعا کی ہے حالانکہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے عبداللہ سے عبداللہ بن عروہ مراد لیا اور کنایہ میں انہی کو دعا دے گئیں مگر شامی نہیں سمجھ سکا!۔

(فراسۃ المؤمن: 41 'ابراہیم الحازمی)

(179)

مردوں میں جان آ گئی

شیخ عبدالغفار نے توحید میں لکھا ہے کہ قاضی بہاؤالدین بن الصاحب شرف الدین غاثری بیان کرتے ہیں کہ شیخ امین الدین جبریل محدث کا سفر میں انتقال ہو گیا انہوں نے قاہرہ میں داخل ہونے سے پہلے وفات پائی۔ اب جب ہم شہر کے دروازہ پر پہنچے تو پہرہ داروں نے شہر میں میت داخل کرنے سے روک دیا کہ ہم مردوں کو داخل نہیں ہونے دیتے تو شیخ نے اپنا ہاتھ اٹھا کر انگلی اٹھا دی تو ہم شہر میں داخل ہو گئے۔

(شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 86)

☆ حضرت عبدالرحمٰن نوری رحمۃ اللہ علیہ منصورہ میں تھے اور دشمنوں نے مسلمانوں کو گرفتار کرلیا تو عبدالرحمٰن نے ایک روز یہ آیت پڑھی:

(لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝).

پھر آپ شہید ہو گئے جب شہید ہو گئے تو ایک فرنگی آیا اور اس کے پاس ایک چھوٹا سا نیزہ تھا اس نے آپ کے جسم پر رسید کیا اور کہا:

اے مسلمانوں کے عالم تم تو کہتے تھے کہ شہید زندہ ہوتے ہیں اور انہیں رزق بھی دیا جاتا ہے؟ تو عبدالرحمٰن نے سر اٹھا کر کہا: ہاں رب کعبہ کی قسم شہید زندہ ہوتا ہے۔

فرنگی اپنے گھوڑے سے اترا اور شیخ کا منہ چوما اور اپنے ساتھی سے کہا کہ ان کی

میت کو ہمارے وطن لے چلو چنانچہ وہاں لے جا کر آپ کا مزار بنا دیا گیا

(الروض الریاحین (یافعی) صفحہ نمبر 486' شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 86)

کیا تم لوگ اللہ سے حیاء نہیں کرتے ہو

امام یافعی نے کہا: مجھے ایک شخص نے بتایا جس نے ایک اور شخص سے روایت کیا اس نے کہا: قرافہ (ایک شہر) کے قبرستان میں میں نے ایک نوجوان کے ساتھ بدفعلی کا ارادہ کیا تو اس نے کہا: اللہ کی قسم میں یہاں ہرگز کوئی گناہ نہ کروں گا کیونکہ میں نے ایک مرتبہ ایسا کیا تھا تو ایک قبر پھٹ پڑی تھی اور مردے نے کہا: کیا تم لوگ اللہ تعالیٰ سے بھی حیا نہیں کرتے؟ (شرح الصدور (سیوطی) 86)

☆ قاضی نیشاپور جناب ابراہیم کے پاس ایک شخص جس کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ شخص ان کو کوئی عجیب بات بتانا چاہتا ہے۔ (یہ واقعہ پہلے بھی بالفاظ مختلفہ بیان ہو چکا ہے)

چنانچہ اس شخص نے کہا کہ پہلے میں چوری کا کام کرتا تھا ایک دن ایک عورت کا انتقال ہو گیا تو میں اس کا کفن چوری کرنے کے لئے گیا جب قبر کھودی اور قبر کھود کر میں نے اس عورت کے کفن پر ہاتھ تو اس عورت نے کہا:

سبحان اللہ! ایک جنتی آدمی ایک جنتی عورت کا کفن چھین رہا ہے۔

میں نے کہا وہ کیسے؟ اس عورت نے کہا تو نے میرے جنازے کی نماز پڑھی تھی!

میں نے کہا: ہاں۔ عورت کہنے لگی اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ جس نے بھی میری نماز جنازہ پڑھی اس کی بخشش کر دی جائے گی۔

(شعب الایمان (بیہقی) جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 8' شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 93)

ایک واقعہ رسالہ قشیریہ کے حوالے سے یوں بیان کیا گیا ہے

یہ کہ ایک کفن چور تھا ایک عورت کا انتقال ہو گیا وہ اس کے جنازے کی نماز میں شامل ہوا تھا تا کہ ساتھ جا کر اس کی قبر کا پتہ لگائے جب رات ہو گئی تو اس نے بڑھیا کی

Scanned with CamScanner

قبر کھودنا شروع کی۔ وہ عورت بول اٹھی:

اللہ نے مغفرت کردی ان تمام لوگوں کی جو میرے جنازے میں شامل ہوئے تھے تو بھی ان میں شریک تھا۔

یہ سن کر اس نے قبر پر فوراً مٹی ڈال دی اور سچے دل سے توبہ تائب ہو گیا

(رسالہ قشیریہ الجزء الثانی باب الولی شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 86)

مُردے کا تھپڑ

حضرت ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک شخص ہمارے ہاں بار بار حاضر ہوتا تھا لیکن اس کا نصف چہرہ ڈھکا رہتا تھا ایک دن میں نے اس سے پوچھا کہ تو ہمارے ہاں اکثر حاضر ہوتا ہے لیکن تیرا نصف چہرہ چھپا کیوں رہتا ہے؟ اس نے کہا: اگر آپ مجھے امان دیں گے تو میں بتادوں گا میں نے کہا تجھے امان ہے۔ اس نے کہا: میں مردوں کے کفن چراتا تھا ایک مرتبہ ایک عورت مدفون ہوئی میں نے اس کی قبر کھودی اور اس کے کفن کی بڑی چادر اور لفافہ پکڑ کر کھینچنے لگا لیکن وہ عورت اپنے کفن پر قابو پائے ہوئے تھی گویا وہ اپنی طرف کھینچتی تھی اور میں اپنی طرف۔ میں نے اس سے کہا کہ تو مجھ پر غلبہ نہیں پا سکتی۔ میرا یہی کہنا تھا کہ میں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا اس پر میں نے کفن چھوڑ دیا تو اس عورت نے زور سے میرے چہرے پر تھپڑ مارا تو واقعی میرے چہرے پر پانچ انگلیوں کے نشانات موجود تھے۔ میں نے پوچھا پھر کیا ہوا؟

اہل سنت کے مرنے کے بعد علامت

اس نے کہا پھر میں ڈر کے مارے قبر سے باہر نکلا اور قبر پر مٹی ڈال کر چلا آیا اور سچی توبہ کر لی کہ آئندہ ایسا کام نہیں کرونگا۔ حضرت ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

میں نے یہی واقعہ امام اوزاعی کو لکھا آپ نے جواب بھجوایا کہ اس سے پوچھ لینا کہ اتنا عرصہ تو کفن چراتا رہا مردوں کے چہروں کا رخ کس طرف پایا ہم نے اس شخص کو بلا کر پوچھا تو اس نے کہا: بعض مردوں کے چہرے قبلہ رخ ہوتے اور بعض کے قبلہ سے پھرے

نظر آتے تھے میں نے یہی کیفیت لکھ کر امام اوزاعی کو لکھی تو انہوں نے تین بار پڑھا:

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ہم نے وجہ پوچھی تو انہوں نے فرمایا:

جن کے چہرے قبلہ سے پھرے ہوئے تھے یہ وہ لوگ تھے جو اہل سنت نہیں تھے

(تفسیر روح البیان (حقی) تحت سورۃ الانعام آیت نمبر 70 سورۃ النحل آیت نمبر 125
کتاب التوابین (ابن قدامہ مقدسی) صفحہ نمبر 284
الروض الریاحین (امام یافعی) صفحہ نمبر 230)

☆ ایک کفن چور نے ایک رات ایک قبر کھودی جب اس نے میت سے پردہ ہٹایا تو آگ نے اس میت کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا تو آگ کا ایک شعلہ کفن چور کی طرف بڑھا تو وہ کفن چور وہاں سے بھاگ نکلا اور پھر آکر اس برے عمل سے توبہ کی۔

(الاستعداد واللموت وسوال القبر (الملیباری) باب احوال القبر)

Scanned with CamScanner

(180)

غلامی ہے مگر خوئے جہاں بانی نہیں جاتی

چند عرب ایک سخی کی قبر کی زیارت کے لئے گئے اور قبر کے پاس ہی رات کو سو گئے۔ ایک شخص نے رات میں یہ خواب دیکھا کہ صاحب قبر اس سے فرما رہے ہیں کہ کیا تم اپنا اونٹ میری اونٹنی کے بدلے بیچو گے؟ اس نے کہہ دیا کہ جی ہاں۔ چنانچہ سودا طے ہو گیا اور بیع مکمل ہو گئی پھر صاحب قبر نے میرے اونٹ کو ذبح کر دیا۔ ایسا خواب دیکھ کر یہ شخص چونک کر اٹھ بیٹھا تو کیا دیکھتا ہے کہ واقعی اس کا اونٹ ذبح کیا ہوا پڑا ہے اور تازہ تازہ خون بہہ رہا ہے۔ چنانچہ اس شخص نے اٹھ کر اونٹ کی کھال اتاری اور گوشت پکایا اور سب ساتھیوں نے شکم سیر ہو کر کھایا پھر دوسرے دن جب یہ قافلہ روانہ ہوا تو راستے میں ایک شتر سوار ملا اور اس نے خواب دیکھنے والے کا نام پکارا کہ تم میں فلاں بن فلاں کون شخص ہے؟ خواب دیکھنے والے نے کہا: وہ میں ہوں تو اس نے کہا: فلاں شخص کے ہاتھ تم نے اپنا اونٹ ایک اونٹنی کے بدلے بیچا ہے؟ یہ سن کر خواب دیکھنے والے نے اپنا پورا پورا خواب بیان کر دیا شتر سوار نے کہا: لیجئے صاحب قبر کی یہی وہ اونٹنی ہے جس کے بدلے اس نے تم سے تمہارا اونٹ خریدا ہے۔ میں اسی صاحب قبر کا بیٹا ہوں۔ اس نے مجھ کو خواب میں یہ فرمائش کی ہے کہ میں نے فلاں بن فلاں کے ہاتھ اونٹنی اس کے ایک اونٹ کے بدلے فروخت کر دی ہے اور میں نے اس اونٹ کو ذبح کر کے اس کی اور اس کے ساتھیوں کی دعوت کر دی ہے۔ لہٰذا اگر تم میرے بیٹے ہو تو فوراً میری اونٹنی اس شخص کو دے دو۔ چنانچہ میں یہ اونٹنی لے کر تمہاری تلاش میں نکلا ہوں۔

فقیری میں بھی اپنی شانِ سلطانی نہیں جاتی

مذکورہ بالا واقعہ اس امر کی روشن دلیل ہیں کہ صالحین وفات کے بعد اپنی قبروں میں بھی خداداد کراماتی قوتوں سے طرح طرح کے تصرفات فرماتے رہتے ہیں اور اس سے اس حقیقت پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ زندگی میں اللہ والوں کا جو محبوب مشغلہ ہوتا ہے وفات کے بعد بھی وہ اپنے اس محبوب مشغلہ میں مشغول رہا کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ شخص اپنی دنیاوی حیات میں چونکہ بڑا ہی سخی اور مہمان نواز تھا تو وفات کے بعد بھی اپنی قبر پر آنے والے مہمانوں کی نہایت ہی شاندار مہمان نوازی فرمائی۔ سچ ہے کہ انسان کی فطری خصلتیں اور طبعی عادتیں، رنج وراحت، فقیری و امیری یہاں تک کہ موت و حیات کی حالت میں بھی نہیں بدلا کرتی ہیں۔ شفیق جونپوری مرحوم نے کیا خوب فرمایا ہے کہ۔

فقیری میں بھی اپنی شان سلطانی نہیں جاتی
غلامی ہے، مگر خوئے جہاں بانی نہیں جاتی

(روحانی حکایات)

(181)

ہدایت سے بھرپور ملفوظات

حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے چند ارشادات ملاحظہ ہوں جن میں یقیناً ہدایت کا سامان موجود ہے۔ چنانچہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ فاسد خیالات کا قلع قمع کرنے کا سبب کیا ہے آپ نے فرمایا:

ہیچ نکشد نفس راجز ظل پیر　　دامن ایں نفس کش را سخت گیر

دوبارہ عرض کی سخت گیر کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: شیخ کامل کا تصور۔ عرض کیا: وہ کیسے حاصل ہوتا ہے؟ فرمایا: یہ کسبی نہیں وہبی ہے جسے شیخ خود عطا فرمائے گا اللہ تعالیٰ کا فضل جس پر ہو جائے اسے نصیب ہوتا ہے۔

ایک بار ایک آدمی نے نماز تہجد پڑھنے کا طریقہ دریافت کیا تو حضور غریب نواز (شیخ الاسلام) نے فرمایا اگر خدا تعالیٰ توفیق دے تو پچھلی رات کو اٹھ کر بعد از وضو دو رکعت نماز تحیۃ الوضو پڑھے اور بعد میں دو رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت میں بارہ دفعہ قل شریف، دوسری میں گیارہ دفعہ، پھر دو رکعت اسی طرح نیت کرے پہلی میں دس بار قل شریف بعد از سورۃ فاتحہ پڑھے، علی ہذا القیاس بارہویں رکعت میں ایک بار قل شریف پڑھے۔ نیز فرمایا میرے حضرت صاحب نے آخری بار تہجد کا طریقہ اسی طرح بیان فرمایا تھا جبکہ آپ بیمار تھے اور اسی مرض میں وصال فرمایا۔ آپ نے فرمایا پچھلی رات انسان کو شیطان جاگنے نہیں دیتا لیکن چاہئے کہ جب جاگے اور اٹھنے کا خیال کرے شیطانی خیال آئے تو نفس کو کہے کہ تجھے دوپہر سونے کا موقع دوں گا اس طرح خیال کرتا ہوا اٹھ کھڑا ہو۔

برما میں اسلام پھیلنے کی وجہ

فرمایا: برما والوں میں اسلام کا سبب محض مسلمانوں کا خلق ہے ایک بار عرب کے مسلمان تجارت کے لئے اس ملک میں تشریف لائے مسلمانوں کو اس تجارت میں خسارہ ہوا مقروض ہو گئے اور روپوش ہو کر واپس چلے گئے برما والوں نے بدگوئی کی صورت میں مسلمانوں کے متعلق طرح طرح کے کلمات کہے کیونکہ ان کا مال ادا کر کے نہیں گئے تھے اس لئے بدظنی کی لیکن مسلمانوں نے واپس جا کر مال کمایا جب قرض ادا کرنے کی طاقت ہوئی تو دوبارہ صرف قرض کی ادائیگی کے لئے برما میں تشریف لائے اور قرض ادا کیا اس کا اثر اتنا ہوا کہ اس ملک والے مسلمان ہو گئے۔

آپ سے مہر اللہ بخش صاحب پٹواری سکنہ سیال شریف نے پوچھا کہ شیعہ کی اذان کے بعد کلمہ شریف پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا کلمہ شریف پڑھنا کون منع کرتا ہے اور کون سا گناہ ہے لیکن ان لوگوں کی خلاف سنت اتنی لمبی اذان کون سنے گا اذان کا تو محض انہوں نے نام بنا لیا ہے یہ تو اسلام سے نفرت دلانے کے لئے اتنی لمبی اذان دیتے ہیں تا کہ سننے والے متنفر ہوں۔

دوبارہ پوچھا گیا اذان کے کلمات پڑھنا سنت ہے یا مستحب؟ فرمایا: واجب ہے کیونکہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ موذن کے کلمات کے ساتھ ساتھ وہی کلمات اذان کہتے رہو تو جب آخر میں موذن لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کے الفاظ سنتا ہے سننے والوں کو بھی کہنا واجب ہوتا ہے باقی رہا مکمل کلمہ شریف تو اس کے متعلق حدیث قدسی ہے لَا اُذْكَرُ حَتّٰى لَا تُذْكَرُ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے محبوب جب تک تیرا ذکر نہ کیا جائے میرا ذکر نہ ہو گا جب بارگاہ لایزال کا ذکر محبوب رب لایزال کے ذکر ہونے پر ہی مقبول و منظور ہے تو لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ کہنا واجب ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَخْرِجْنَا مِنْ ظُلُمَاتِ الْوَهْمِ وَاَكْرِمْنَا بِنُوْرِ الْفَهْمِ وَافْتَحْ عَلَيْنَا اَبْوَابَ فَضْلِكَ وَيَسِّرْ عَلَيْنَا خَزَائِنَ رَحْمَتِكَ سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۔ (انوار قمریہ)

Scanned with CamScanner

(182)

ماں کی تمنا پوری ہوئی

ایک دیہاتی کی دو بیبیاں تھیں چنانچہ ایک لڑکا جنی اور دوسری کے لڑکی پیدا ہوئی پس لڑکے کی ماں اس کو نچاتی اور کھلاتی اور اپنی سوت پر تعریض اور عداوت کے طور پر یہ اشعار کہتی تھی: **الحمدللہ الحمید العالی** الخ اس خدائے پاک کا شکر ہے جو ستودہ اور برتر ہے کہ جس نے مجھے بے شوہر والی عورتوں سے نجات دی اور ہر بدصورت عورت سے جو پرانی مشک کی طرح ہے مجھے بچایا تاکہ میرے عیال سے ظلم کو دور کرے چنانچہ ان شعروں کو دوسری عورت نے سنا پس وہ بھی اپنی لڑکی کے کھلانے اور نچانے کی طرف متوجہ ہوئی اور کہنے لگی اشعار: **وما علی ان تکون جاریۃ** الخ اس لڑکی کے لڑکی ہونے سے میرا کیا نقصان ہے میرا سر دھوئے گی اور جوان ہوگی اور وہ میرے دہن بند کرے ہوئے کو اٹھائے گی یہاں تک کہ جب وہ لڑکی آٹھ برس کی عمر کو پہنچے گی تو میں اس کو یمنی ازار اور پاجامہ پہناؤں گی اور مروان یا معاویہ رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کروں گی جو براست باز داماد اور مہر میں گراں ہیں چنانچہ یہ خبر مروان تک پہنچی پس اس نے ایک ہزار اشرفیوں کے عوض اس لڑکی سے نکاح کیا اور کہا کہ اس لڑکی کی ماں البتہ اس کی سزاوار ہے کہ اس کا گمان جھوٹا نہ کیا جائے اور اس کا عہد و پیمان حقیر نہ شمار کیا جائے اس کے بعد یہ خبر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی انہوں نے فرمایا: اگر مروان مجھ سے اس کی طرف سبقت نہ کرتا تو میں اس لڑکی کے واسطے دو گنا مہر کرتا لیکن وہ میری جانب سے انعام سے محروم نہ کی جائے چنانچہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے دو لاکھ اشرفیاں اس کے پاس بھیجیں۔

(قلیوبی)

(183)

چاندی کا لباس

حضرت سیّدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، ابوالعباس بن مسروق رحمۃ اللہ علیہ، ابواحمد مغازلی رحمۃ اللہ علیہ اور حریری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم نے حضرت سیّدنا حسن مسوحی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: ''کہ میں اکثر مسجد کے قریب ایک دیوار کے سائے تلے آرام کیا کرتا دوپہر تک نوافل وغیرہ پڑھتا اور گرمی سے بچاؤ کے لئے اسی دیوار کو آڑ لیتا یہی دیوار موسم سرما میں مجھے سرد ہواؤں سے بچاتی ایک دن میں گرمی کی شدت سے بے تاب ہو رہا تھا مسجد کی صفائی اور نوافل وغیرہ سے فارغ ہو کر میں دیوار کے سائے کی جانب بڑھا گرمی نے میرا برا حال کر رکھا تھا لیکن میں نے نہ تو نوافل ترک کئے اور نہ ہی مسجد کی صفائی کرنے میں کوتاہی کی جیسے ہی میں سائے میں پہنچا مجھے نیند نے آ لیا میں نے خواب میں دیکھا کہ مسجد کی چھت شق ہوئی اور اس میں سے ایک حسین وجمیل دوشیزہ ظاہر ہوئی اس کے خوبصورت جسم پر باریک و نرم چاندی کی قمیص تھی اس کے خوبصورت لمبے بال دو حصوں میں تقسیم ہو کر سینے پر لٹک رہے تھے وہ میرے پاؤں کے قریب آ کر بیٹھ گئی میں نے جلدی سے اپنے پاؤں سمیٹ لئے اس نے اپنے نرم و نازک ہاتھوں سے میرے پاؤں دبانا شروع کر دیئے میں نے اس سے کہا: ''اے لڑکی! تو کس کے لئے ہے؟'' اس نے اپنی مسحور کن آواز میں جواب دیا ''اس کے لئے جو آپ کی طرح نیکیوں پر ہمیشگی اختیار کرے''۔ (عیون الحکایات)

Scanned with CamScanner

مسجد کی صفائی جنتی حور کا حق مہر ہے

"مسجد کی صفائی کرنا بڑی آنکھوں والی حوروں کا حق مہر ہے" (المعجم الکبیر الحدیث 2521 جلد 3 صفحہ 19) جو شخص اللہ عزوجل کے گھر کی صفائی کرتا ہے اللہ عزوجل اس کے دل کو تمام گندگیوں سے پاک کر کے آئینہ کی مثل صاف وشفاف کر دیتا ہے پھر اسے ہر جگہ قدرت الٰہی عزوجل کے جلوے نظر آتے ہیں سخت گرمیوں میں روزے رکھنا اور رات کو قیام کرنا اللہ عزوجل کے نزدیک بہت پسندیدہ عمل ہے اللہ عزوجل ہمیں فرائض کی پابندی کے ساتھ ساتھ کثرت سے نوافل پڑھنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

(184)

سوکن کے خلاف حیلہ سازی

ایک آدمی اہواز کا رہنے والا تھا (اہواز بصرہ کے شمال مشرق میں ایران کا ایک شہر ہے) وہ آدمی انتہائی مالدار تھا دولت وثروت سے مالا مال' اس کی شادی ہو چکی تھی ایک مرتبہ کسی کام سے بصرہ کے سفر پر نکلا وہاں بھی اس نے ایک عورت کو پسند کر لیا اور اس سے شادی کر لی وہ سال میں ایک دو دفعہ اپنی بصرہ والی بیوی کے پاس جایا کرتا تھا اور اس کو ضروریات زندگی مہیا کرآتا تھا ادھر اس کی پہلی بیوی جو اہواز کی رہنے والی تھی اس کو اس کی دوسری شادی کے بارے میں علم نہ تھا بصریہ کے چچا سے اس کی خط وکتابت ہوتی رہتی تھی ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ بصریہ کے چچا کا بھیجا ہوا خط اہوازیہ کے ہاتھ لگ گیا خط کے مضمون سے اہوازیہ کو معلوم ہو گیا کہ اس کے شوہر نے بصرہ میں کسی عورت سے شادی کر لی ہے اور یہی وجہ ہے کہ سال میں ایک دو دفعہ وہ باقاعدہ بصرہ کا سفر کرتا ہے اس راز سے واقف ہوتے ہی اہوازیہ کے تن بدن میں آگ سی لگ گئی اس نے اب تگ و دو شروع کی کہ اس کے شوہر کی زندگی سے بصرہ والی بیوی کا وجود ختم ہو جائے چنانچہ اس نے ایک حیلہ سازی کی کہ وہ خط جو بصریہ کے چچا نے اس کے شوہر کے نام لکھا اسی کے اندر یہ مضمون لکھ کر رکھ دیا۔

"میں بصرہ سے فلاں لکھ رہا ہوں بڑے افسوس کے ساتھ میں لکھ رہا ہوں کہ تمہاری بیوی اب اس دنیا میں نہیں رہی اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہان فانی سے رخصت ہو چکی ہے اس لئے جتنا جلد ہو سکے بصرہ پہنچنے کی کوشش

Scanned with CamScanner

کرو"۔

بیوی کی چالاکی کام کر گئی

یہ خط لکھ کر اہوازیہ نے اپنے شوہر کے حوالے کر دیا شوہر نے جب خط پڑھا تو جیسے اس پر بجلی گر پڑی مگر کیا کرتا بیوی کے سامنے خود پر قابو رکھنا ضروری تھا پھر کچھ دیر کے بعد رہ بصرہ جانے کے لیے رخصت سفر باندھنے لگا ادھر اس کی پہلی بیگم اس کی ساری حرکات وسکنات نوٹ کر رہی تھی یکا یک وہ گویا ہوئی:

(اِنِّی اَرَاکَ مَشْغُوْلَ الْقَلْبِ وَاَظُنُّ اَنَّ لَکَ بِالْبَصْرَۃِ امْرَاَۃ)

"میں دیکھ رہی ہوں کہ تم کھوئے کھوئے سے لگ رہے ہو تمہارا دل کہیں اور مشغول ہے مجھے لگتا ہے کہ تم نے بصرہ میں کسی عورت سے شادی کر رکھی ہے"۔

شوہر کہنے لگا: "معاذ اللہ میں نے کوئی شادی نہیں کی ہے"۔

عورت انتہائی غصے میں غیرت میں کہنے لگی: (لَا اَقْنَعُ بِقَوْلِکَ دُوْنَ یَمِیْنِکَ فَتَحْلِفُ بِطَلَاقِ بَائِنٍ لِکُلِّ امْرَاَۃٍ لَکَ غَائِبَۃً اَوْ حَاضِرَۃً) میں تمہارے زبانی جمع خرچ سے مطمئن نہیں ہو سکتی قسم کھاؤ کہ اگر میرے سوا تمہاری کوئی بیوی ہو تو اس کو طلاق بائن دیتا ہوں"۔

شوہر نے یہ قسم کھانے میں کوئی حرج نہیں سمجھا کیونکہ اس کو یقین تھا کہ اس کی بصرہ والی بیوی اب مر چکی ہے چنانچہ اس نے بیوی کے سامنے اس کے کہنے کے مطابق قسم کھا لی شوہر جب قسم کھا چکا تو بیوی گویا ہوئی: "لَاحَاجَۃَ لَکَ فِی الْخُرُوْجِ فَاِنَّ تِلْکَ بَانَتْ وَھِیَ فِی الْحَیَاۃِ" اب تمہیں بصرہ جانے کی ضرورت نہیں کیونکہ تمہاری بصرہ والی بیوی زندہ ہے مگر اس کو طلاق بائن ہو چکی ہے۔ (کتاب الاذکیاء لابن الجوزی 251)

(185)

کفن چور کی کہانی باوا صاحب کی زبانی

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک شخص کفن چوری کیا کرتا تھا اور اس نے قریباً دو ہزار دو سو کے قریب لوگوں کے کفن چرائے تھے الغرض اس نے اس کام سے حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر توبہ کی۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے دریافت کیا کہ تو نے قبروں میں مسلمانوں کو کس حال میں دیکھا؟

عرض کی کہ سب کا حال بیان کرنا تو نہایت مشکل ہے لیکن چند ایک کا بیان کرتا ہوں ایک قبر جو میں نے کھولی تو دیکھا کہ اس میں ایک شخص ہے جس کا چہرہ نہایت سیاہ ہے اور ہاتھوں اور پیروں میں اس کے آگ کی زنجیریں بندھی ہوئی ہیں اور اس کے منہ سے پیپ اور خون جاری ہے اس قدر بو آتی تھی کہ دماغ پریشان ہو گیا اور میں وہاں سے الٹا پھرا اس مردے نے مجھ کو آواز دی کہ کیوں بھاگتا ہے یہاں آ اور میرا حال دریافت کر اور سن میں کیا کام کیا کرتا تھا جس کے سبب میں مبتلا ہوا۔

میں پھر اس قبر میں گیا اور دیکھا کہ فرشتگان عذاب نے اس کی گردن میں زنجیریں باندھ رکھی ہیں اور بیٹھے ہیں میں نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا:

میں مسلمان تھا اور مسلمان کا فرزند تھا مگر میں شراب خور تھا اور زانی تھا اور اسی بدمستی کی حالت میں مر گیا اور اس ذلت میں گرفتار ہوا۔

راحت القلوب (ملفوظات بابا فرید) صفحہ نمبر 64

Scanned with CamScanner

کفن چور کا دوسرا اور تیسرا واقعہ

کفن چور نے کہا کہ میں نے دوسری قبر کھودی تو دیکھا ایک شخص سیاہ رو برہنہ کھڑا ہے اور چاروں طرف سے اس کے آگ روشن ہے اور زبان اس کی باہر نکلی ہوئی ہے اور فرشتے اس کی گردن میں زنجیریں باندھے ہوئے کھڑے ہیں۔

اس شخص نے مجھ کو دیکھتے ہی فریاد کی کہ جناب تھوڑا سا پانی مجھے پلائیے کہ میں پیاس کے مارے عاجز ہو گیا ہوں۔ اس کے یہ بات کہتے ہی میں نے چاہا کہ پانی دوں۔

فرشتوں نے دھمکایا کہ خبردار اس تارک نماز کو پانی نہ دینا کیوں کہ خدا کے حکم کے خلاف ہوگا۔ پھر میں نے اس شخص سے دریافت کیا کہ تو کیا کرتا تھا؟ اس نے کہا: میں مسلمان تھا مگر کبھی میں نے خدا کی اطاعت نہیں کی اور میری طرح بہت سے لوگ عذاب کا شکار ہیں۔ راحت القلوب (ملفوظات بابا فرید) صفحہ نمبر 64

پھر اس کے بعد میں نے ایک اور قبر کھودی دیکھا کہ ایک جوان ایسا خوبصورت ہے کہ اس کے حسن کا حال بیان نہیں ہو سکتا اور ارد گرد اس کے سبزہ زار تھا اور چشمے بہہ رہے تھے اور اس کے سامنے حوران بہشتی تخت پر بیٹھی تھیں۔ میں نے پوچھا: ''اے نوجوان تو کون ہے اور کیا کام کرتا تھا اور کس عمل سے تو نے یہ درجہ پایا؟ اس نے کہا: ''اے شخص میں تم ہی جیسا تھا لیکن ماہ محرم میں عاشوراء کے روز میں نے ایک عالم سے سنا تھا کہ جو شخص چھ رکعتیں پڑھے خدا اس کو بخش دیتا ہے پس میں ہمیشہ ہی انہیں پڑھا کرتا تھا۔

(راحت القلوب (ملفوظات بابا فرید) صفحہ نمبر 64)

(186)

تیرا جوہر ہے نوری پاک ہے تو

قاسم بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ جو بہت ہی صاحب علم و عمل بزرگ تھے فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو بیت اللہ شریف کا طواف کرتے دیکھا کہ صرف ایک ہی دعا پڑھتا تھا۔ بار بار یہی دعا میں اس کی زبان سے سنتا تھا کہ اَللّٰھُمَّ قَضَیْتَ حَاجَۃَ الْمُحْتَاجِیْنَ وَحَاجَتِیْ لَمْ تُقْضَ یعنی اے اللہ! تو نے سب محتاجوں کی حاجت پوری فرمادی اور میری حاجت نہیں پوری ہوئی۔ قاسم بن عثمان کہتے ہیں کہ میں نے اس شخص سے یہ دریافت کیا کہ تم اس کلام کے سوا کوئی دوسری دعا دربار الٰہی میں عرض نہیں کرتے' اس کی کیا وجہ ہے؟ اس نے بتایا کہ ہم سات آدمی ایک ساتھ جہاد میں گئے اور ہم سب کے سب کفار کے ہاتھوں زندہ گرفتار ہو گئے۔ کافروں نے ہم ساتوں کو میدان میں لے جا کر قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ میں نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا تو مجھے یہ نظر آیا کہ آسمان میں سات دروازے کھلے ہیں اور ہر دروازے پر ایک حور کھڑی ہوئی ہے۔ چنانچہ جیسے ہی ہمارا ایک ساتھی کفار کی تلوار سے شہید ہوا۔ میں نے دیکھا کہ ایک حور فوراً ہی ہاتھ میں ایک رومال لیے ہوئے شہید کی روح کو لینے کے لیے زمین پر اتر پڑی۔ اس طرح میرے چھ ساتھی شہید کیے گئے اور سب کی روحوں کو لینے کے لیے ایک ایک حور اترتی رہی جب میرے قتل کی باری آئی تو کافر بادشاہ کے ایک مقرب درباری نے مجھ کو بادشاہ سے اپنی خدمت کے لیے مانگ لیا اور میں قتل سے بچ گیا' تو میں نے سنا کہ ایک حور نے کہا: اے محروم! کیا بات ہوگئی کہ تو اس فضیلت سے محروم رہا؟ پھر آسمان کے سب دروازے بند ہو گئے تو اے بھائی! میں آج تک اپنی اس محرومی پر ہر وقت افسوس کرتا رہتا

Scanned with CamScanner

ہوں اور میری دعا کا یہی مطلب ہے کہ اے اللہ! سب محتاجوں کی حاجت تو نے پوری فرما دی مگر میری حاجت پوری نہیں ہوئی۔

فروغِ دیدۂ افلاک ہے تو

قاسم بن عثمان نے فرمایا: میرے نزدیک ان ساتوں خوش نصیبوں میں سب سے افضل یہی ساتواں ہے جو قتل سے بچ گیا' کیونکہ اس نے وہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا جو دوسروں نے نہیں دیکھا پھر یہ زندہ رہا اور انتہائی ذوق وشوق سے عمل خیر کرتا رہا۔ رحمۃ اللہ علیہ

(مستطرف ج ا ص ۱۴۲)

تبصرہ: حوریں' حوروں کے رومال' اور جنت کی دوسری نعمتیں یہ عالم آخرت سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان چیزوں کو دنیا میں سر کی آنکھوں سے کوئی عام آدمی ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔ ہاں البتہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو اپنے انبیاء علیہم السلام کو بطریق معجزہ یا اپنے محبوب بندوں کو کرامت کے طور پر جنت کی نعمتوں کا معائنہ ومشاہدہ کرا دیتا ہے۔ بلاشبہ یہ اس مرد مجاہد کی کرامت ہے کہ اس نے حوروں کو اس دنیا میں اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ سبحان اللہ! ایک اللہ والے مومن کامل کی نگاہ بصیرت وچشم معرفت کا کیا کہنا؟ کاش مومن کو اپنی عظمت وبرتری کا احساس ہو جائے' تو اس کی ہر سانس خداوند قدوس کے تشکر وامتنان کی دولت سے مالا مال اور تمام عمر اس کی پیشانی عبودیت مسجود حقیقی کے سجدۂ شکر میں سجدہ ریز رہے۔ اسی سربلندی مومن کا احساس دلاتے ہوئے ڈاکٹر اقبال نے اپنے چار مصرعوں میں کیا خوب کہا ہے کہ ؎

ترا جوہر ہے نوری پاک ہے تو — فروغ دیدۂ افلاک ہے تو
ترے صید نظر فرشتہ و حور — کہ شاہین شہ لولاک ہے تو

(187)

ایک وہ تھے جنہیں پگڑی بنانا آتی تھی

(حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:)

سندھ میں بہت علماء کرام ہوئے ہیں جن میں ایک علامہ مہیم رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں جنہوں نے تفسیر مہیمی لکھی ہے پڑعیدن کے پاس ایک پرانا کتب خانہ ہے جس میں نایاب کتابیں پائی جاتی ہیں ٹنڈو آدم خان میں مولانا ہاشم جان صاحب ہوئے ہیں جو علامہ اجمیری کے شاگرد نیز حکیم احمد صاحب ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد بھی ہیں ان کا بھی بہت بڑا کتب خانہ ہے آرزو ہے کہ بندہ سفر کر کے وہاں جا کر مطالعہ کرے یا ان سے عاریتاً کتابیں لائے کتابوں کی حسرت دل میں رہتی ہے لیکن کتب خانوں پر دو آفتیں آ چکی ہیں۔ جب اس طرف خیال آتا ہے تو نایاب کتابوں کی آرزو دل کو زیادہ غمگین کرتی ہے۔

پہلی آفت کتابوں پر ہلاکو خان کا وجود ہے جب اس نے بغداد پر حملہ کیا تو تین ماہ تک تین تین سو اونٹ کتابوں کے لاد کر دریا میں پھینکے جاتے تھے دریا بھی معمولی نہیں دریائے دجلہ اور اس کا پانی کتابوں کی کثرت کی وجہ سے گاڑھا بلکہ سیاہی مائل ہو گیا تھا۔

دوسری آفت اس کے بعد وقتاً فوقتاً عیسائیوں اور یہودیوں نے اسلامی کتب خانوں کو نقصان پہنچایا ''کتاب محیط'' مصنفہ شمس الائمہ کا ایک قلمی نسخہ سنا ہے کہ گڑھی

Scanned with CamScanner

شریف میں موجود ہے خدا جانے ان کے پاس کس طرح آیا ہے کوئی آدمی ہمت کرے وہاں سے لکھ کرلائے یہ بڑی نایاب کتاب ہے۔

علاوہ ازیں سندھ میں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مزارات ہیں (مولانا حبیب اللہ کے کہنے پر آپ نے جواباً فرمایا) ٹھٹھہ میں تو حضرت عبداللہ صاحب کا مزار ہے یہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پوتوں کے پوتے ہوں گے بہرحال متقدمین میں سے ہیں پھر فرمایا ایک بزرگ کا مزار کراچی شہر میں ہے جو دوسری صدی میں ہوئے ہیں ان کا نام مکمل مجھے یاد نہیں ہے شاید عمر نام ہے سندھ میں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبریں کثرت سے ہیں۔

ایک ہم ہیں کہ بنی بھی بگاڑے بیٹھے ہیں

حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ملتان کو فتح کیا اور اسی موقع پر بنوں بھی فتح ہوا اس وقت بنوں کو بنا کہتے تھے۔

شام کی فتح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں ہوئی اسی زمانہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سندھ، ملتان، بنوں، جبل الطارق و دیگر جزائر پر پہنچے اس لئے ان مقامات پر ان کے مزار موجود ہیں بنوں میں اور ملتان میں فوجیں اکٹھی پہنچی تھیں پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب قبائل کی بغاوت کا خطرہ ہو گیا تھا تو انہوں نے فوجوں کو واپس بلا لیا۔ تقریباً جبل الطارق تک جزائر فتح ہو چکے تھے لوگ طارق کی تعریف کرتے ہیں۔

حقیقتاً فاتح اندلس وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جنہوں نے حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس علاقہ کو فتح کیا بلکہ محمود غزنوی کو بھی انہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طفیل اتنی تکالیف نہیں اٹھانی پڑیں۔

ایک وہ تھے جنہیں بگڑی بنانا آتی تھی
ایک ہم ہیں کہ بنی بھی بگاڑے بیٹھے ہیں

اب پھر سنا ہے کہ اسرائیلیوں کی جنگ شروع ہے لیکن شرارتی کونسل (سلامتی کونسل) پر اعتماد نہیں چونکہ جب یہ دیکھیں گے کہ اسرائیلیوں کو مار پڑنا شروع ہو رہی ہے تو جنگ بند کرا دیں گے ان کا مزاج غلام عباس شاہ رجوعے والے جیسا ہے۔

(انوار قمریہ)

Scanned with CamScanner

(188)

بے عمل علماء کی مثال

صاحب قلیوبی شیخ احمد شہاب الدین قلیوبی لکھتے ہیں کہ امام بیہقی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب میں مالک بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا: اس زمانہ کے مولویوں کی مثال اس شخص جیسی ہے کہ اس نے چڑیوں کے شکار کے واسطے جال کھڑا کیا چنانچہ ایک کنجشک اس کے پاس آئی پھر جب اس نے جال کو دیکھا تو اس سے کہا کیا بات ہے کہ میں تجھ کو مٹی میں غائب دیکھتی ہوں۔ جال نے کہا: تواضع سے میں نے ایسا کیا ہے۔ کنجشک نے کہا: تم خمیدہ پشت کیوں ہو اور تمہاری پیٹھ ٹیڑھی کیوں ہے؟ اس نے جواب دیا: طول عبادت سے میری پیٹھ خم ہوگئی ہے اس کے بعد چڑیا نے کہا: تیرے پاس یہ دانے کیسے ہیں جال نے کہا: روزہ داروں کے لئے میں نے ان کو تیار کیا ہے کنجشک نے کہا: کیا یہ دانے میرے لئے مباح ہیں اس نے کہا ہاں چنانچہ کنجشک آگے بڑھی پس جب اس نے دانہ چنا تو اس کی گردن میں جال پھنس گیا اور اس کے گلے کو گھونٹ دیا اس کے بعد کنجشک نے کہا کہ اگر عبادت گزار اس طرح گلے گھونٹتے ہیں جس طرح تو نے میرا گلا گھونٹا ہے تو ان کی عبادت میں بھلائی نہیں ہے۔

(انوار محبوبی ترجمہ نوادر قلیوبی)

(189)

حضرت بشر حافی اور نوجوان عابد

حضرت سیّدنا بشر بن حارث حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار ملک شام کی پہاڑیوں میں ''اقرع'' نامی پہاڑ پر ایک نوجوان کو دیکھا جس کا جسم سوکھ کر کانٹا ہو چکا تھا اس نے اون کا لباس پہن رکھا تھا اگرچہ جسم انتہائی کمزور تھا لیکن چہرہ عبادت کے نور سے جگمگا رہا تھا دل خود بخود اس کی تعظیم کی طرف مائل ہو رہا تھا میں نے قریب جا کر سلام کیا اس نے جواب دیا میں نے دل میں کہا: ''میں اس نوجوان سے کہوں گا کہ مجھے وعظ و نصیحت کرے'' میں اپنی اس خواہش کا اظہار کرنے ہی والا تھا کہ اس نوجوان نے میری دلی کیفیت جانتے ہوئے کہا: ''اے نصیحت کے طالب اپنے نفس کو خود ہی نصیحت کر اپنا نفس قابو میں رکھ غیروں کو نصیحت کرنے کے بجائے اپنی اصلاح میں لگ جا اللہ عزوجل کا ذکر تنہائیوں میں کر وہ تجھے برائیوں سے محفوظ رکھے گا تجھ پر جہد مسلسل (لگاتار کوشش کرنا) لازم ہے''۔

پھر روتے ہوئے کہا: ''دل فانی ہو جانے والی قلیل اشیاء میں مشغول ہو گئے جسموں کو لمبی لمبی امیدوں اور سہل پسندی (آرام طلبی) نے بڑھا کر موٹا کر دیا'' پھر نوجوان نے مجھے میرا نام لے کر مخاطب کیا حالانکہ آج سے قبل نہ تو اس نے مجھے دیکھا تھا نہ ہی وہ مجھے جانتا تھا اس نے مجھ سے کہا: ''بشر بے شک اللہ عزوجل کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں جن کے دل غموں سے چور چور ہیں غم نے ان کی راتوں کو بے چین اور دنوں کو پیاسا رکھا (وہ لوگ سونے کے بجائے ساری ساری رات عبادت میں مشغول رہے اور دن بھر روزے

Scanned with CamScanner

سے رہے) ان کی آنکھیں یادِ الٰہی عزوجل میں ہر وقت آنسو بہاتی رہیں اللہ عزوجل ان کی صفات بیان کرتے ہوئے اپنی لاریب کتاب میں یوں ارشاد فرماتا ہے:

كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ○ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ○

(پارہ 26 الذاریت 18-17)

ترجمہ: وہ رات میں کم سویا کرتے اور پچھلی رات استغفار کرتے۔

(عیون الحکایات)

(190)

لونڈی کی حاضر دماغی

مدائنی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ عبید اللہ بن زیاد گھڑسواروں کے ساتھ نکلا گھڑسواروں نے ایک آدمی کو دیکھا جس کے ساتھ ایک لونڈی بھی تھی وہ لونڈی انتہائی حسین وجمیل تھی گھڑسواروں نے اس آدمی کو دھمکی آمیز لہجے میں پکارا کہ اس لونڈی کو ہمارے حوالے کر دو اس آدمی کے پاس ایک کمان تھی اس نے گھڑسواروں میں سے ایک آدمی کو دے ماری جس سے کمان کی تانت ٹوٹ گئی اور گھڑسواروں کو طیش آ گیا

چنانچہ اسے پکڑنے کے لئے سارے ہی گھڑسوار اس پر ٹوٹ پڑے اور اس سے لونڈی کو چھین لیا وہ آدمی اپنی جان بچا کر ان سے بھاگ نکلا چونکہ گھڑسواروں کی توجہ کا مرکز لونڈی ہی تھی اس لئے آدمی سے ان کی توجہ ہٹ گئی۔

گھڑسواروں میں ایک شخص نے لونڈی کے کان کی بالی کو غور سے دیکھا تو بالی میں ایک بہت ہی نادر اور بیش قیمت موتی نظر آیا لونڈی کہنے لگی: یہ موتی کوئی بڑی قیمت نہیں رکھتا اگر تم اس آدمی کی ٹوپی کو کھول کر دیکھتے تو تمہیں اندازہ ہوتا کہ کس قدر بیش قیمت موتی اس نے چھپا رکھے ہیں ان موتیوں کے مقابلے میں اس کی کوئی اہمیت ہی نہیں۔

یہ سننا تھا کہ سارے گھڑسوار اس آدمی کے پیچھے دوڑ پڑے اور جب اس کے قریب پہنچے تو بآواز بلند کہنے لگے جو کچھ تمہاری ٹوپی میں ہے اسے ہمارے حوالے کر دو ہم تمہاری جان چھوڑ دیں گے۔ اس آدمی کی ٹوپی میں کمان کی ایک تانت تھی جسے اس نے بطور احتیاط چھپا رکھا تھا تاکہ بوقت ضرورت کام آئے مگر مارے خوف و دہشت کے اسے یاد

Scanned with CamScanner

نہیں آ رہا تھا کہ اس کے پاس تانت موجود ہے جس کو کمان پر چڑھا کر دشمنوں سے مقابلہ کیا جا سکتا ہے گھڑ سواروں نے جب پوٹی کے اندر کا سامان طلب کیا تو فوراً اسے یاد آ گیا کہ میں نے تو کمان کی تانت ٹوپی کے اندر چھپا رکھی ہے وہ ہوشیار ہو گیا اور ٹوپی سے تانت نکال کر کمان چڑھالی اور پھر گھڑ سواروں کی طرف متوجہ ہو گیا جب گھڑ سواروں نے اس کی یہ جرات مندانہ کیفیت دیکھی تو پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے اور لونڈی کو چھوڑ دیا

(اس طرح لونڈی کی حاضر دماغی نے ابن زیاد کے آدمیوں کو ناکام کر دیا)

(المجلۃ العربیۃ 97-85 نساء ذکیات جداً 118)

(191)

حضرت ذوالنون مصری مرنے کے بعد اذان کا جواب دیتے ہوئے

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں: حضرت خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ اپنے یاروں کے ہمراہ تشریف رکھتے تھے اور اولیاء اللہ کے انتقال فرمانے کا ذکر ہو رہا تھا کہ ایک شخص سبز لباس پہنے ہوئے اور ایک سیب ہاتھ میں لئے ہوئے آیا نہایت خوبرو اور نیک سیرت۔ آپ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ!

خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ ہر بار اس شخص سے فرماتے کہ خوب آئے اور بہت اچھے آئے۔ پھر وہ سیب اس شخص نے خواجہ کو دے دیا خواجہ نے اس سیب کو دونوں ہاتھوں میں لے کر تبسم کیا اور فرمایا: آپ تشریف لے جایئے جب وہ چلا گیا تو خواجہ نے لوگوں کو معذرت کے ساتھ رخصت کیا پھر قبلہ رو ہو کر قرآن پاک پڑھنا شروع کر دیا جب ختم کر چکے تو اس سیب کو سونگھا اور جاں بحق تسلیم کی بعد ازاں خواجہ کا جنازہ مسجد کے آگے لائے نماز کا وقت تھا اور مؤذن اذان کہہ رہا تھا جب اس نے کہا: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

خواجہ نے ہاتھ کفن سے باہر نکالا اور انگشت شہادت کھڑی کر کے فرمایا:

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ: ہر چند لوگوں نے چاہا کہ انگلی کو نیچا کریں مگر نہ ہو سکی اور آواز آئی کہ اے مسلمانو جو انگلی ذوالنون نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اٹھائی ہے وہ اس وقت تک نیچے نہ ہو گی جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک نہ پکڑ لے گی۔ (راحت القلوب (ملفوظات بابا فرید) صفحہ نمبر 68)

Scanned with CamScanner

حضرت سہیل تستری نے بعد المرگ یہودیوں کو مسلمان کر دیا

حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں: حضرت خواجہ سہیل تستری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا اور لوگ خواجہ صاحب کا جنازہ لے کر باہر آئے تو تستر شہر کے یہودی جو بے حد منکر تھے ان کا سردار برہنہ پا حاضر ہوا اور کہا جنازے کو نیچے اتار دو میں مسلمان ہوتا ہوں۔

جب جنازہ نیچے اتارا گیا تو یہ یہودی سردار جنازے کے پاس کھڑا ہو کر کہنے لگا:

اے خواجہ مجھ کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرو تا کہ میں مسلمان ہو جاؤں اس سردار کے ساتھ اس کی قوم کے اس وقت ایک ہزار لوگ بھی موجود تھے۔ اس کی یہ گفتگو سنتے ہی خواجہ صاحب نے کفن سے ہاتھ نکالے اور آنکھیں کھول کر کہا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

یہ کہہ کر پھر کفن کے اندر ہاتھ کر لئے اور آنکھیں بند کر لیں۔

لوگوں نے اس یہودی سے پوچھا کہ تو نے کیا برھان دیکھی تھی جو مسلمان ہوا؟ اس نے کہا جس وقت تم لوگ یہ جنازہ لے کر باہر آئے ہو میں نے آسمان سے ایک سخت آواز سنی میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ کیسی آواز ہے؟ پھر میں نے آسمان کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ فرشتے آسمان سے نازل ہوئے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں نور کے طبق ہیں اور وہ خواجہ صاحب کے جنازے پر آئے ہوئے ہیں اور اس نور کو نثار کرتے ہیں۔ میں نے کہا: اللہ اکبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں ایسے لوگ بھی ہیں اور اسی سبب سے میں مسلمان ہو گیا۔ (راحت القلوب (ملفوظات بابا فرید) صفحہ نمبر 69)

سبحان اللہ! آج کل کے نام نہاد مبلغ دین اور توحید کے ٹھیکیداروں کا حال دیکھو کہ بزم خویش زندہ ہو کر بھی کسی کو کوئی فائدہ تو کیا پہنچائیں گے الٹا مسلمانوں کو کافر و مشرک قرار دے کر ملک و ملت کا نقصان کر رہے ہیں اور کہاں بزرگان دین کہ پردہ فرما جانے کے بعد بھی ایمان جیسی نعمت سے نواز رہے ہیں۔ بہ بین تفاوت از کجا تا بہ کجا۔

(192)

مدینے والے کو میرا اسلام کہہ دینا

ابن ابی بلال خزاعی رحمۃ اللہ علیہ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو عبدالاعلیٰ محدّث ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور ان سے یہ فرمایا: اے ابن ابی بلال! جب تم وفات کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار پرانوار سے مشرف ہونا تو میرا اسلام عرض کر دینا اور اگر ہو سکے تو مجھے اس کی اطلاع بھی ضرور دینا کہ میرا اسلام بارگاہ رسالت میں قبول ہوا یا نہیں۔ چنانچہ ابن ابی بلال کا وصال ہو گیا اور وصال کے تیسرے دن ان کی بیوی اُمّ عبداللہ نے انہیں خواب میں دیکھا تو انہوں نے فرمایا: اے بیوی! میں تو وفات پا ہی گیا لیکن تمہیں دو باتوں کی اطلاع دیتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ آج سے تیسرے دن میری بچی کا بھی انتقال ہو جائے گا اور دوسری بات یہ کہ تم عبدالاعلیٰ محدّث کے پاس یہ اطلاع کرا دینا کہ میں نے آپ کا سلام حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں عرض کیا تو آپ کا سلام دربار رسالت میں شرف قبولیت سے سرفراز ہو گیا۔ چنانچہ ابن ابی بلال کی بیوی نے اپنے بھائی ''ابوالزاہریہ'' کے ذریعے عبدالاعلیٰ محدّث کے پاس یہ پیغام پہنچا دیا۔ رحمۃ اللہ علیہ

(شرح الصدور ص ۱۱۵)

تبصرہ: یہ حکایت بہ بانگ دہل اعلان کرتی ہے کہ عبدالاعلیٰ جیسے مایہ ناز محدّث و علماء دین کا یہ عقیدہ تھا کہ مومنین صالحین وفات کے بعد حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف دیدار سے سرفراز ہوتے ہیں اور بارگاہ رسالت میں سلام و کلام بھی عرض کرتے ہیں اور ان کو خداوند عالم یہ طاقت بھی عطا فرماتا ہے کہ وہ دنیا والوں کو اپنا پیغام بھی ارسال کر سکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

شیر مردوں سے ہوا بیشہ تحقیق تہی

ورنہ ظاہر ہے کہ اگر ان کا یہ اعتقاد نہ ہوتا تو وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں ہدیہ سلام کیوں ایک وفات پانے والے کے ذریعے ارسال خدمت کرتے اور پھر یہ بھی کہتے کہ تم مجھے مطلع کر دینا کہ میرا اسلام دربار رسالت میں مقبول ہوا یا نہیں؟ بلاشبہ یہ عقیدہ حق اور یہ اعتقاد برحق ہے کیونکہ قرآن وحدیث کے انوار وتجلیات سے یہ مسئلہ نورٌ علیٰ نور ہے کہ مقبولان بارگاہ الٰہی کی موت وحیات عام انسانوں کی موت وحیات کے مثل نہیں ہے۔ بلکہ ان پاک نفوس کی موت درحقیقت ان کی حیات جاودانی کا دروازہ ہے کہ یہ موت کے دروازے سے داخل ہو کر ایک عالم حیات کے باشندے بن جاتے ہیں جہاں موت کا گزر ہی نہیں ہوتا۔

مگر افسوس کہ آج ان نفوس قدسیہ کے وجود سے رفتہ رفتہ دنیا خالی ہوتا جا رہی ہے اور ایسی ہستیوں کا باوجود تلاش وجستجو کے بھی دور دور تک کہیں سراغ نہیں ملتا۔ اس لیے اب تو بار بار زبان پر یہ دعا آتی رہتی ہے کہ۔

لا پھر اک بار وہی بادۂ جام اے ساقی
ہاتھ آ جائے مجھے میرا مقام اے ساقی
کتنے ہی سال سے ہیں ہند کے میخانے بند
اب مناسب ہے ترا فیض ہو عام اے ساقی
شیر مردوں سے ہوا بیشۂ تحقیق تہی
رہ گئے ''صوفی وملا'' کے غلام اے ساقی

(روحانی حکایات)

(193)

اُن کے جو غلام ہو گئے

شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کے ملفوظات میں لکھا ہے کہ غازی الدین نظام الملک حیدر آباد دکن حضور غریب نواز خواجہ نظام الدین اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا غلام تھا بہت غریب آدمی تھا ایک دفعہ آپ گوشت تناول فرما رہے تھے یہ موجود تھا آپ نے ہڈی فارغ کر کے پھینکی تو یہ اسی طرف بیٹھا تھا اس نے اٹھا کر ہڈی کو بوسہ دیا آنکھوں پر لگائی اور اپنے پاس رکھ لی بہت عرصہ تک وہ ہڈی بطور تبرک اس کے لئے خاندان میں موجود رہی گویا وہ ہڈی حکومت حیدر آباد دکن تھی جو اس وسیلہ سے اسے میسر آئی۔

ایک بار حضور خواجہ نظام الدین صاحب کی طرف سے پیغام پہنچا کہ کسی کام کے لئے اخراجات کی ضرورت ہے اس نے اپنی مہر بھیج دی کہ جب کسی چیز کی ضرورت پڑے لکھ کر یہ مہر لگا دیا کریں اور وہ چیز منگوا لیا کریں یہ مہر دروازہ پر لٹکی رہے چنانچہ آپ کے دروازے پر ایک سال مہر لٹکتی رہی اور کوئی لاکھ چاہتا یا ہزاروں کی ضرورت ہوتی تو وہ مہر لگا کر خزانہ سے رقم منگوا لی جاتی۔ سال کے بعد آپ نے فرمایا اب دروازہ سے مہر اتار دو یہ بھی امتحان تھا۔

جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون اس امتحان میں نظام الملک کامیاب ہوا بلکہ بڑے مرتبہ والا بنا۔

Scanned with CamScanner

فرمایا: ایک بار محمد شاہ رنگیلا نے خواب دیکھا کہ غریب نواز محبوب الٰہی کی خدمت میں حاضر ہے آپ کھانا تناول فرما رہے ہیں اور آپ کے پاس بہت سے آدمی روٹیاں کھا رہے ہیں آپ نے ان روٹیوں سے ایک تل کا دانہ اسے دیا صبح کو اس نے وہ خواب مائی صاحبہ کو بیان کیا مائی صاحبہ نے فرمایا تجھے ہندوستان کی حکومت اس تل کے ذریعے عطا فرما دی ہے اور کتنی خوش قسمت وہ مائیں ہوں گی جن کے بیٹے روٹیاں کھا رہے تھے ان کے لئے تو یہ معمولی بات ہوتی تھی ایسے فرما دیا کرتے:

حکومت ترا بدیگرے بخشم
(تیری حکومت میں سے کسی اور کو دے دی ہے)

موئے مبارک کی برکت

آستانہ عالیہ اجمیر شریف کے سجادہ نشین صاحب کے صاحبزادہ صاحب بھی تشریف فرما تھے ان کے فرمانے پر آپ نے منشی محمد نواز کو بلایا اور موئے مبارک سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے روضہ شریف میں حاضر ہوئے جب تمام حضرات اندر تشریف لے گئے تو ان کے بعد دارالعلوم سے حاضر شدہ اساتذہ کرام مولانا عزیز احمد صاحب' مولانا محمد عبداللہ صاحب' مولوی حبیب اللہ صاحب و دیگر ماسٹر صاحبان وزائرین کو حاضری نصیب ہوگئی۔

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی زیارت کر لینے کا شکرانہ پیرزادہ صاحبان نے بعد میں ادا فرمایا تو میرے حضرت شیخ الاسلام غریب نواز نے جواباً عرض کیا کہ ہمیں بھی آپ کے طفیل حاضری نصیب ہوئی پھر پیرزادہ صاحب نے پوچھا کہ یہ نعمت کہاں سے میسر ہوئی تو آپ نے جواباً فرمایا:

کراچی میں ایک سید صاحب ہیں یہ موئے مبارک انہوں نے عطا فرمایا ہے ان سے کسی صاحب نے یہ پہلے طلب کیا لیکن انہوں نے میرا نام لے کر کہا کہ موجودہ سجادہ نشین سیال شریف والے ہی اس کے حاصل کرنے کے مستحق ہیں۔ جب ہمیں

معلوم ہوا تو ماہ رمضان المبارک میں فوراً کراچی حاضری دی اور دامن پھیلا کر یہ نعمت عظمیٰ حاصل کر کے لایا اس کی پہلی برکت ہم نے یہ دیکھی کہ ہم بارش سے محروم تھے سخت گرمی تھی جب موئے مبارک کو باہر مسجد کے صحن میں لائے تو بادل آ گئے زور کی بارش ہوئی۔

(انوار قمریہ)

Scanned with CamScanner

(194)

ساربانوں کی خوش حالی

حدیث میں روایت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم لوگ جانتے ہو کہ حدی (خوش الحانی سے اونٹ چلانے) کا کب سے وجود ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں ہم اس کو نہیں جانتے آپ نے فرمایا: تمہارا باپ مضر اپنے مال کے ساتھ نکلا اس نے اپنے غلام کو دیکھا کہ اس کے اونٹ اس سے متفرق ہو گئے ہیں چنانچہ مضر نے غلام کے ہاتھ پر لاٹھی ماری غلام نے میدان میں بیٹھ کر ہائے میرا ہاتھ کہہ کر چیخنا شروع کر دیا پس جب اونٹوں نے اس کی آواز سنی تو اس کی طرف پھرے اس کے بعد مضر نے کہا: اگر ایسا کلام مشتق کیا جائے تو البتہ یہ ایسا کلام ہو گا کہ جس پر شتر جمع ہوں گے چنانچہ حدی نکالی گئی اس واقعہ کو مستطرف میں ذکر کیا ہے ابو منذر ہشام نے فرمایا: سرود (گانا) تین قسم پر ہے اول نصیب (ایک قسم کا راگ ہے جو حدی سے زیادہ نرم ہوتا ہے) اور جوانوں اور سواروں کا سرود ہے۔ (۲) سناد (ایک قسم کی راگنی ہے) اور وہ بھاری کثیر نغموں کو گلے میں گھوماتا ہے۔ (۳) ہزج (سرود ترانہ کی ایک قسم کی راگنی ہے) اور وہ ہلکی آواز ہے جو دلوں کو پھاڑتی ہے اور بردبار کو برانگیختہ کرتی ہے اور اصل سرود اور اس کا معدن قریات (علاقے) کے اصول ہیں اور وہ یہ ہیں مدینہ وطائف وخیبر وفدک ووادی القری ودومۃ الجندل ویمامہ واللہ اعلم

لطیفہ: شیخ عینی شارح صحیح بخاری نے فرمایا: جبرئیل کا نام عبدالجلیل اور ان کی کنیت ابوالفتوح ہے اور میکائیل کا نام عبدالرزاق اور ان کی کنیت ابوالغنائم ہے اور اسرافیل کا نام عبدالخالق اور ان کی کنیت ابوالنافع ہے اور عزرائیل کا نام عبدالجبار اور ان کی کنیت ابویحیٰ ہے واللہ اعلم۔ (نوادر قلیوبی)

(195)

عہدۂ قضا کو ٹھکرانے والا مرد قلندر

حضرت سیّدنا ابوعبداللہ حسین بن محمد فقیہ کشفلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مقتدر باللہ کے وزیر علی بن عیسیٰ نے گورنر کو حکم دیا "مشہور شافعی فقیہ بزرگ حضرت سیّدنا شیخ ابوعلی بن خیران رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پاس بلا کر قاضی کا عہدہ قبول کرنے کی دعوت دو"۔ جب آپ تک یہ خبر پہنچی تو آپ نے گھر سے باہر نکلنا بالکل ترک کر دیا سپاہیوں نے گھر کا محاصرہ کر لیا دس سے زیادہ دن گزر جانے کے باوجود آپ باہر تشریف نہ لائے جب گھر میں ایک بوند بھی پانی نہ بچا اور شدت پیاس سے گھر والے بے چین ہونے لگے تو سوائے پڑوسیوں سے پانی لینے کے اور کوئی چارہ نہ تھا۔

وزیر کو جب آپ کی اس حالت کی خبر پہنچی تو اس نے سپاہیوں کو محاصرہ ختم کرنے کا حکم دیا پھر بھرے دربار میں کہا: "ہم شیخ ابوعلی بن خیران رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق صرف خیر کا ارادہ رکھتے تھے ہم نے محاصرہ اس لئے کیا تھا تاکہ ہم جان جائیں کہ ہمارے ملک کوئی ایسا مرد قلندر بھی ہے جس کے سامنے تخت وتاج پیش ہوں اور وہ انہیں ٹھکرا دے یہ جان کر ہمیں بڑی خوشی ہوئی کہ اب بھی ہمارے ملک میں شیخ ابوعلی بن خیران رحمۃ اللہ علیہ کی صورت میں ایسی عظیم ہستی موجود ہے۔ (عیون الحکایات)

موت وحیات میری دونوں ترے لئے ہیں
مرنا تیری گلی میں جینا تری گلی میں
تخت سکندری پر وہ تھوکتے نہیں ہیں
بستر لگا ہوا ہے جن کا تری گلی میں

Scanned with CamScanner

(196)

اشارہ وکنایہ کا کردار

عبداللہ بن طاہر خراسان کا گورنر تھا ادب میں خاصی دلچسپی رکھتا تھا لوگ اس کی بہت عزت وتوقیر کرتے تھے کیونکہ وہ ایک بارعب سیاستدان اور عالم تھا اور جود وسخا میں یدطولیٰ رکھتا تھا خلیفہ مامون رشید (198ھ تا 218ھ) بھی اس کی بہت عزت کرتا تھا بلکہ اس کے ذاتی معاملات پر بھی توجہ دیتا تھا مامون نے اسے مصر وافریقہ کا بھی گورنر مقرر کر دیا تھا۔ ایک دن خلیفہ مامون عبداللہ بن طاہر سے سخت ناراض ہو گیا عبداللہ بن طاہر کو جب مامون کی ناراضی کا علم ہوا تو اس نے خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا تاکہ گفت وشنید کے ذریعے پھر سے دونوں کے مابین اچھے تعلقات بحال ہو سکیں ابھی سفر کا ارادہ ہی کیا تھا کہ اس کے ایک دوست کا خط آ گیا خط کے اندر کچھ تفصیل سے نہیں لکھا ہوا تھا بلکہ صرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مکتوب (لکھا ہوا) تھا اس کے علاوہ اس کے ایک کنارے پر ''یا موسیٰ'' لکھا ہوا تھا۔

عبداللہ بن طاہر نے خود دیکھا اس کے اندر ''یا موسیٰ'' کے الفاظ پر غور کرنے لگا کہ آخر اس کے لکھنے کا مقصد کیا ہے؟ میرا دوست لکھنا کیا چاہتا تھا اور مجھے بتانا کیا چاہتا ہے؟ ابھی غور وفکر کی اس کشمکش میں تھا کہ اس کی لونڈی جو بہت ہی ذہین وفطین تھی کہنے لگی درحقیقت آپ کا دوست آپ کو اس آیت کی یاددہانی کرانا چاہتا ہے:

(یٰمُوْسٰٓی اِنَّ الْمَلَاَ یَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِیَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّیْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِیْنَ ○)

''اے موسیٰ یہاں کے سردار آپ کے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں اس لئے آپ بھاگ جائیں بلاشبہ میں تمہارا خیرخواہ ہوں'' (القصص 20)

لونڈی نے جب یہ آیت پڑھی تو عبداللہ بن طاہر کو بات سمجھ آ گئی اور وہ خلیفہ مامون کا ارادہ جان کر محتاط ہو گیا۔ عبداللہ بن طاہر کی وفات 48 سال کی عمر میں 230ھ میں نیشاپور میں ہوئی۔

(یہ واقعہ کتاب الاذکیاء 255 سے لیا گیا ہے جبکہ معلومات سیر اعلام النبلاء 684/10 اور وفیات الاعیان 89/3-83 وغیرہ کتابوں سے لکھی گئی ہے۔)

Scanned with CamScanner

(197)

اللہ کے یہ بندے ملتے ہیں مزاروں میں

حضرت ابی رواد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مکہ معظمہ میں ایک عبادت گزار خاتون تھیں جو ہر دن میں بارہ ہزار تسبیحات کا ورد کرتی تھیں جب ان کا انتقال ہوا اور لوگ ان کو دفن کرنے کی غرض سے قبر کے پاس لے گئے تو وہ مردوں کے ہاتھوں سے خود بخود نکل کر قبر میں چلی گئیں۔

(صفۃ الصفوۃ (ابن جوزی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 279' جامع العلوم والحکم (ابن رجب حنبلی) صفحہ نمبر 446)

☆ رسالہ قشیریہ میں ہے کہ ابراہیم بن شیبان نے فرمایا: ایک اچھا نوجوان میرا ساتھی بنا اور جلد ہی اس کا انتقال ہو گیا تو مجھے بہت رنج ہوا۔

میں نے اس کے غسل دینے کا بنفس نفیس ارادہ کر لیا تو میں نے دہشت کی وجہ سے اس کے الٹی طرف سے نہلانا شروع کر دیا تو اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھے دایاں حصہ دیا۔

میں نے کہا: اے بیٹے! تو حق پر ہے اور غلطی پر میں ہی تھا۔

(رسالہ قشیریہ الجزء الثانی باب الولی' شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 86)

☆ ابو یعقوب سوسی سے روایت ہے کہ میں نے ایک مردے کو غسل دیا تو اس نے میرے انگوٹھے کو پکڑ لیا میں نے اس سے کہا: بیٹا میرے انگوٹھے کو چھوڑ دو کیونکہ مجھے علم ہوا ہے کہ یہ موت نہیں ہے بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ تبدیل کرنا ہے اس نے چھوڑ دیا۔

(رسالہ قشیریہ الجزء الثانی باب الولی' الروض الریاحین (یافعی) صفحہ نمبر 241' شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 86)

حضرت شیخ ابن جلاء کا بیان ہے کہ میرے والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا اور غسل کے لئے انہیں تختہ پر رکھا گیا تو ہنسنے لگے کسی کو انہیں غسل دینے کی ہمت نہ ہوئی کہ یہ تو زندہ ہیں

بالآخر ان کے ہم رتبہ بزرگوں میں سے ایک بزرگ آئے تو انہیں غسل دیا۔

(رسالہ قشیریہ الجزء الثانی باب الولی' الروض الریاحین (یافعی) صفحہ نمبر 241)

بقاء بعد الفناء

ابو نعیم اور ابن عساکر نے سلمہ سے روایت کیا کہ خالد بن معدان ہر دن چالیس ہزار مرتبہ تسبیح پڑھتے تھے اور اس کے علاوہ تلاوت قرآن بھی کثرت سے کرتے تھے۔

جب ان کو تختے پر نہلانے کو رکھا گیا تو وہ اپنی انگلی اس طرح ہلانے لگے جیسے تسبیح میں ہلائی جاتی ہے۔

(حلیۃ الاولیاء (ابو نعیم) جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 210' تاریخ مدینہ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 16 صفحہ نمبر 201' سیر اعلام النبلاء (ذہبی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 540' تہذیب الکمال (مزی) جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 173' بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب (عقیلی) ترجمہ خالد بن معدان' شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 91)

☆ ایک غسالی عورت نے میت (عورت) کو غسل دیتے وقت اس کے ناخن کاٹنے میں اندیشہ محسوس کیا تو میت نے اپنی انگلی کھینچ لی اور مسکرانے لگی غسالہ اور مرنے والی دونوں نیک خواتین تھیں۔ (الروض الریاحین (یافعی) صفحہ نمبر 241)

حیات بعد الموت

☆ شیخ ابو سعید الخراز سے روایت ہے: میں مکہ مکرمہ میں تھا میں نے باب بنی شیبہ کے پاس ایک نوجوان کو مردہ حالت پر پایا جب میں نے اسے دیکھا تو وہ میری طرف دیکھ کر مسکرانے لگا اور کہنے لگا:

اے ابو سعید! شہداء زندہ ہیں وہ تو ایک جگہ سے دوسری جگہ انتقال فرماتے رہتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(رسالہ قشیریہ الجزء الثانی باب الخروج من الدنیا' الروض الریاحین (یافعی) صفحہ نمبر 240' مرآۃ الجنان (یافعی) صفحہ نمبر 300' العاقبۃ فی ذکر الموت (الاشبیلی) صفحہ نمبر 161' شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 86' تفسیر روح البیان (حقی) تحت سورۃ الانعام آیت نمبر 151' جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 317)

☆ ابو محمد بن النجار جو کہ اصحاب مروزی میں سے تھے ان سے روایت ہے کہ خلال جو کہ اپنے فضائل کی بناء پر سب سے مقدم تھے انہوں نے کہا: میں نے ایک مردہ کو غسل دیا۔

میں غسل دے رہا تھا کہ اچانک اس نے آنکھیں کھول دیں اور میرا ہاتھ پکڑ کر کہا: اے ابو محمد! (یہ آپ کی کنیت تھی) اس دن (قیامت) کے لئے اچھی تیاری کرلو۔

(الطبقات الحنابلہ (ابوالحسن بن ابی یعلی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 138' شرح الصدور (سیوطی) صفحہ نمبر 40)

(198)

رہا صوفی گئی روشن ضمیری

جناب سید ایوب علی صاحب رضوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ لوگوں نے اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب قبلہ بریلوی قدس سرہ العزیز سے دریافت کیا کہ ''اسم اعظم'' کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہر شخص کے لیے اسم اعظم جدا جدا ہے۔ ہر شخص کے نام میں جو حروف ابجد ہیں۔ ابجد کے قاعدہ سے ان حرفوں کے اعداد کا مجموعہ نکال کر اس عدد کے مطابق خداوند تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام یا دو نام اس عدد کی دوگنی تعداد بڑھا کر پڑھا کریں تو یہ باری تعالیٰ کا اسم مبارک اس شخص کے حق میں ''اسم اعظم'' کا کام کرے گا۔ مثلاً ''ایوب علی'' کے اعداد ۱۲۹ ہیں اور ''لطیف'' کے اعداد ۱۲۹ ہیں' تو اگر ایوب علی صاحب روزانہ ۲۵۸ بار ''یا لطیف'' پڑھتے رہیں تو یہ ان کے حق میں ''اسم اعظم'' ہے پھر تمام حاضرین سے بلا تکلف یہ فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ کا فلاں نام تمہارے لیے اسم اعظم ہے۔ صرف برادرم ''قناعت علی'' کا اسم اعظم نہیں بیان فرمانے پائے تھے کہ عصر کی اذان ہوگئی اور جلسہ برخاست ہوگیا۔ برادرم قناعت علی اپنی محرومی پر دل ہی دل میں افسوس کررہے تھے اور بار بار امید لگائے تھے کہ شاید اب حضور فرمائیں۔ یہاں تک کہ مغرب کی اذان ہوئی اور حضور مسجد کی شمالی فصیل پر تشریف فرما تھے۔ اس وقت برادرم قناعت علی بالکل مایوس ہوگئے اور ان کے دل میں یہ وسوسہ آگیا کہ آج پہلی مثال ہے کہ میں محروم رہا جاتا ہوں حضور نے اپنے نور بصیرت سے فوراً ہی اس وسوسہ کو معلوم فرمالیا اور مصلے پر کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ سے پہلے قناعت علی صاحب کی طرف رخ کرکے

Scanned with CamScanner

ارشاد فرمایا: سید صاحب آپ کے لیے اسم اعظم ''یا خالق یا اللہ'' ہے۔

(حیات اعلیٰ حضرت ص ۱۴۳)

خدا سے پھر وہی قلب وجگر مانگ

سبحان اللہ! اس نور فراست اور روشن ضمیری کا کیا کہنا کہ ادھر دل میں وسوسہ آیا ادھر انکشاف ہو گیا اور دم زدن میں ان کی امید وتمنا پوری ہو گئی۔ اس میں شک نہیں کہ علماء حق کو خداوند عالم نے بڑی بڑی کرامتوں سے نوازا ہے۔ علماء حق اور صوفیاء برحق کا یہی وہ نور فراست ہے جس کے متعلق حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ''مومن کی فراست سے ڈرو' کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھ لیتا ہے''۔ مگر افسوس کہ آجکل کے ہمارے جیسے علماء کہلانے والوں کے سینوں کے صندوق اور دلوں کی تجوریاں اس دولت بے بہا سے خالی ہو گئیں اور ایسا منحوس دور آ گیا کہ ڈاکٹر اقبال کو زمانے کا ماحول اور دور حاضر کا رخ دیکھ کر یہ کہہ دینا پڑا کہ

نہ مومن ہے نہ مومن کی امیری
رہا صوفی' گئی روشن ضمیری
خدا سے پھر وہی قلب وجگر مانگ
نہیں ممکن امیری بے فقیری

(روحانی حکایات)

(199)

لوحِ محفوظ است پیش اولیاء

حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ بیان فرمایا محمد عارف پاولی (جولاہا) کا گزر بادشاہ وقت کے گھر سے ہوتا اور اسے اسلام کر کے گزرتا تھا ایک دن اپنی رعیت اور ماتحت لوگوں میں وہ بادشاہ صاحب بیٹھا تھا ایک فقیر لنگوٹی پہنے ہوئے (دوسرا بدن ننگا تھا) آیا اور صاف الفاظ میں کہا کہ بادشاہ صاحب مجھ سے اپنی لڑکی کی شادی کر دیجئے اس نے سمجھا بے وقوف ہے' پرواہ نہ کی' دوبارہ پھر فقیر نے کہا مجھے جواب دو میں تجھ سے لڑکی کا بیاہ مانگتا ہوں' لوگوں نے سن کر مارنے کا ارادہ کیا تو بادشاہ نے روکا اور کہا کہ یہ بے عقل ہے کچھ نہ کہو تو فقیر نے پھر فرمایا: میں عقلمند ہوں اور تجھ سے لڑکی کا نکاح طلب کر رہا ہوں اگر یقین نہیں آتا تو لوح محفوظ پر دیکھ کیا میرے ساتھ تیری لڑکی کا وہاں نکاح نہیں لکھا ہوا' جب اس نے دیکھا تو واقعی لکھا ہوا تھا شرم کے مارے چہرہ نیچے کر لیا نہایت ہی غمزہ پریشانی کے عالم میں محمد عارف پاولی کے پاس گیا وہ کپڑا بن رہا تھا اسے غمزدہ دیکھ کر پوچھا کیا وجہ ہے نہایت ہی پریشان ہو بادشاہ نے تمام ماجرا کہہ سنایا محمد عارف پاولی نے کہا صرف یہی بات ہے یعنی یہ معمولی بات ہے نلی اٹھائی' نچوڑ کر کپڑے پر پھیری اور کہا لے یہ ہم نے مٹا دیا ہے اب فقیر کو کہو کہ لوح محفوظ سے دکھائے کہاں لکھا ہوا ہے جب واپس جا کر فقیر کو کہا تو فقیر صاحب نے فرمایا اب تو محمد عارف پاولی نے مٹا دیا ہے ایسے ہی اللہ والوں کو یہ طاقت ہوتی ہے اور پوشیدہ رکھتے ہیں یہ محمد عارف غوث بہاول حق ملتانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حاشیہ نشینوں سے تھا اور وطن جھنگ (کھیوہ) تھا

Scanned with CamScanner

اور وہ بادشاہ ملتان میں تھا اس کے بعد یہ شعر پڑھا:

بادہ نوشیدن ومست نگشتن سہل است
چون بدولت برسی مست نگردی مردی

شراب پی کر مست نہ ہونا آسان ہے لیکن جب دولت یعنی عشق حقیقی میں منزل مقصود پر پہنچ جائے اور ہوش وحواس قائم رہیں تو مرد ہے۔ (یہ کمال ہے)

(انوار قمریہ)

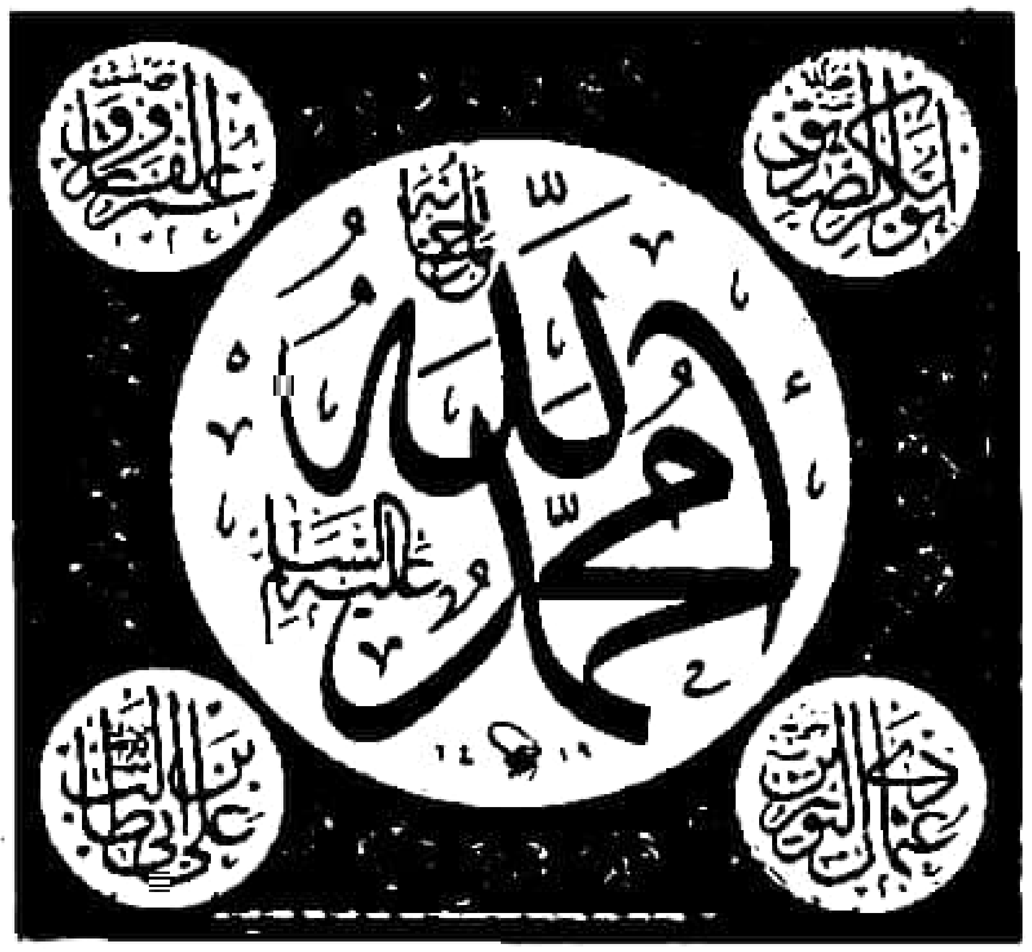

(200)

غیر اختیاری آنسو

اصمعی کا بیان ہے کہ ایک بدوی عورت کے لخت جگر کا انتقال ہو گیا اس نے بہت زیادہ آنسو بہائے روتے روتے اس کے رخسار پر جھریاں پڑ گئیں پھر وہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھ کر کہنے لگی: اے پروردگار! بلاشبہ تو والدین کی اپنی اولاد سے بے انتہا محبت سے واقف تھا اسی لئے شاید تو نے والدین کو حکم نہیں دیا کہ وہ اپنی اولاد کے ساتھ حسن سلوک کریں' اس کے برعکس تجھے یہ علم تھا کہ اولاد اپنے والدین کی نافرمانی کر سکتی ہے اسی لئے تو نے اولاد کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے اور ان کی فرماں برداری بجا لائے میرے پروردگار! یقیناً میرا یہ بیٹا اپنے والدین کا مطیع وفرماں بردار تھا اپنے والدین کا خدمت گزار تھا ان کے اشارے پر چلتا ان کا ہر حکم بجا لاتا تھا لہٰذا تو میرے بچے کو میری طرف سے اس کی اطاعت وفرماں برداری کے عوض اپنے خصوصی رحم وکرم سے نواز دے اور اس کو اپنی نعمتوں اور رحمتوں سے مالا مال کر کے اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچا۔

اعرابی خاتون کا شوہر اپنی بیوی کی بات سن کر کہنے لگا: واقعی تم نے بہت اچھی دعا کی ہے مگر اچھا ہوتا کہ اپنے بیٹے کی وفات پر واویلا نہ کرتیں اور جزع فزع سے گریز کرتیں۔

اعرابیہ نے جواب دیا: درحقیقت میں نے جو اپنے بیٹے کی وفات پر آنسو بہائے ہیں یہ اختیاری نہیں بلکہ غیر اختیاری ہیں میں لاکھ کوشش کرتی مگر اس گریہ وزاری پر کنٹرول نہیں کر سکتی تھی اس کی میرے پاس طاقت ہی نہ تھی اس لئے میرے پاس اللہ کے

فضل سے عذر ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

(فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ○)

''پھر جو مجبور ہو جائے اور وہ حد سے بڑھنے والا اور زیادتی کرنے والا نہ ہو اس پر کوئی گناہ نہیں یقیناً اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والا مہربان ہے'' (البقرہ)

(نساء ذکیات جدا 93)

اللهم صل وسلم وبارك على افضل رسلك سيّدنا محمد وعلىٰ آل محمد واصحاب محمد واولياء امته لا سيما شيخنا محمد باهو المشهور بسلطان العارفين وآبائه ومشائخه اجمعين صلوٰة وسلامًا وبركات عدد كلمات الله وعدد خلق الله وزينة عرش الله وملأ سموات الله وملأ ارض الله .

المسكين العاصى المفتقر الى شفاعة سيّدنا محمد صلى الله تعالىٰ عليه وآله وصحبه وسلم تسليمًا كثيرًا كثيرًا

(بندہ بے دام غلام حسن قادری برائے نام)